

فَاغْتَبِرُوا يَٰأُولِيَ الْالْبَاصِ

تَفَضَّلَاتِ رَبِّ غَفُورٍ كِتَابِ نُورٍ عَلَى نُورِ الْمَوْسُومِ بِهِ



از توفیق عظیم حضرت امام النور علیهما السلام و تصانیف صاحب ابوالحسن محمد باقر

مطبع کتویرین فایز باهتار اهلکار مطبع

# فہرست مطالب مندرجہ کتاب تارخ لاہور

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱	حمد باری تعالیٰ	۴۱	مدارس کا ذکر	۸۶	مجلد دو لاواری
۲	عرض حال مصنف	۴۳	چاپ خانوں کا ذکر	۸۷	شاہ شرف کا محلہ
۳	پہلا حصہ	۴۵	کتاب فروشی	۸۸	لکھی محلہ
۴	شہر لاہور	۴۶	لاہور کی رعایا کا ذکر	۸۹	دنگا ہی شاہ کا محلہ
۵	پہلا صدمہ	۴۸	اہل حرفہ و کسب کا ذکر	۹۰	شاہ بدر کا محلہ
۶	دوسرا صدمہ	۵۰	قوم طوائف کا ذکر	۹۱	مجلد بدو لاواری
۷	تیسرا صدمہ	۵۱	خوشنویسوں کا ذکر	۹۲	شاہ شرف کا محلہ
۸	چوتھا صدمہ	۵۲	علماء و فضلاء کا ذکر	۹۳	مجلد بدو لاواری
۹	پانچواں صدمہ	۵۳	شعرا کا ذکر	۹۴	مجلد بدو لاواری
۱۰	چھٹا صدمہ	۵۴	اہل ہنر کا ذکر	۹۵	مجلد بدو لاواری
۱۱	ساتواں صدمہ	۵۵	ڈاکٹروں کا ذکر	۹۶	مجلد بدو لاواری
۱۲	آٹھواں صدمہ	۵۶	حکام کا ذکر	۹۷	مجلد بدو لاواری
۱۳	نواں صدمہ	۵۷	لاہور کے روسا کا ذکر	۹۸	مجلد بدو لاواری
۱۴	دسواں صدمہ	۵۸	مسلمان روسا کا ذکر	۹۹	مجلد بدو لاواری
۱۵	گیارہواں صدمہ	۵۹	دوسرا حصہ	۱۰۰	مجلد بدو لاواری
۱۶	بارہواں صدمہ	۶۰	مجلد پیر عزیز مرزا کا ذکر	۱۰۱	مجلد بدو لاواری
۱۷	تیرہواں صدمہ	۶۱	مجلد مہج دریا	۱۰۲	مجلد بدو لاواری
۱۸	سترہواں صدمہ	۶۲	مجلد شہر چرخ	۱۰۳	مجلد بدو لاواری



۱۲۳	ویشنودیوی کامندر	مزار ممبر گنبه	۱۴۱	مسجد دلی دروازه	۱۹۱	بهاکرواره باوا سنگه
۱۲۴	شواله دلباغ	بهاکری دروازه والی مسجد	۱۴۲	مزار سید مذهب	۱۹۲	ساده روتج سنگه و خوشحال سنگه
۱۲۵	شواله شبی و راه	مسجد طلایی یعنی سنه	۱۴۳	مسجد کهنه حمام والی	۱۹۳	ساده رام سنگه پسر خوشحال سنگه
۱۲۶	بهاکرواره چور و راه	مزار پیر شیرازی	۱۴۴	مسجد مفتیان	۱۹۴	ساده جمدار خوشحال سنگه
۱۲۷	مکان بهدر کالی	مزار پیر بهولا	۱۴۵	مسجد تکیه و دیوان	۱۹۵	ساده راجه اودم سنگه و سوچیت سنگه
۱۲۸	بهاکرواره جوالا مائی	مسجد بازار شبی	۱۴۶	مسجد مزار اموا	۱۹۶	ساده اودم سنگه
۱۲۹	مکان رام دروازه	مسجد پیری محل	۱۴۷	مسجد پیر شاه و دی مبر	۱۹۷	ساده سیر دار جواهر سنگه
۱۳۰	بهریون گاهستان	نیچی مسجد	۱۴۸	صوفی والی مسجد	۲۰۰	ساده بهائی روپا
۱۳۱	مندر باوا مهر داس	مسجد محمد صالح کبیر	۱۴۹	مسجد میا نورا یاداله	۲۰۱	شواله شیور گسنیا سی
۱۳۲	شواله پندت راداکشن	مسجد باب دیر خان مرحوم	۱۵۰	شواله میا نورا یاداله	۲۰۲	شواله پندت راداکشن
۱۳۳	مندر کالی دیوی	مزار سید محمد گادرونی	۱۵۱	مسجد یوکیان والی	۲۰۳	بهاکرواره پور ری
۱۳۴	بهاکرواره پندت راداکشن	مقبره امام غلام محمد	۱۵۲	مسجد باب نام الدین خان	۲۰۴	ساده بهائی دیتی لم
۱۳۵	چوبه و چوبی بگت اندو	مقبره سید صوف	۱۵۳	مسجد خیفه چاک سوار	۲۰۵	ساده باوا چینی کوشا
۱۳۶	ساده پور کاشواله	مزار سید سر بلند	۱۵۴	مسجد موران	۲۰۶	بهاکرواره لانی جنرال
۱۳۷	دوسری قسم	مزار پیر فکی	۱۵۵	مسجد بوکرن خان	۲۰۷	ساده گور اجرن حنا
۱۳۸	مسجد بادشاهی	پیر بلخی	۱۵۶	مسجد امام شاه	۲۰۸	ساده حقیقت
۱۳۹	مسجد سستی دروازه	مزار پیر دلی	۱۵۷	مسجد ملا مجید	۲۰۹	ساده دریا گسنیا سی
۱۴۰	مسجد خور دیر خان	مزار گنج شهیدان	۱۵۸	مقبره سید و مقبره منوار	۲۱۰	ساده مہاراجہ شیر سنگه والی پنجاب
۱۴۱	گلسالی والی مسجد	مزار ملک ایاز	۱۵۹	چوبه و چوبی بگت	۲۱۱	ساده مہاراجہ شیر سنگه والی پنجاب
۱۴۲	خانقاہ شاہ فیاض قادری	مسجد کی دروازه	۱۶۰	استہان بیتلانا	۲۱۲	شواله پندت راداکشن

۲۱۷	شواله دیوی دلاوه گرنیکا پرست	۲۵۰	مکان رسول شایان	۲۷۱	مزار حبیبی	۲۹۷	مزار شیخ طاهر نندی
۲۱۹	مکان شهید گنج	۲۵۱	مقبره شاه محمد غوث	۲۷۲	مقبره مجانی خان	۲۹۹	مقبره پیر یادی
۲۲۰	نماوه چهارچرخیت سنگه	۲۵۳	مسجد صاحب سندی	۲۷۳	مقبره شاهزاده	۳۰۰	مزار شاه شرف
۲۲۲	ساده چهارچرخیت سنگه کنور نهال سنگه	۲۵۴	مزار شاه حجت الدینی	۲۷۴	مزار قطب شاه قادری	۳۰۱	مزار شاه اسماعیل
۲۲۴	مکان مرگشت	۲۵۵	مسجد نقیبان	۲۷۵	مقبره زبیب میا خان	۳۰۲	مزار شیخ سعدی بلجاری
۲۲۵	شواله لادترین چنبره نکته ای لایق	۲۵۶	خانقاه حامد قاری	۲۷۶	مزار فتح شاه	۳۰۳	مزار شاه درگاهای
۲۲۸	مکان چیمپی باو شاهی	۲۵۷	مقبره علی مرزا خان	۲۷۷	مزار ابوتراب شاه گدا	۳۰۴	مسجد دائی لادو
۲۲۹	مستانی دهرم ساله	۲۵۸	مقبره شاه شمس الدین	۲۷۸	مزار شاه حسین بنجانی	۳۰۵	مزار سید صدر دیوان
۲۳۰	مکان شاهی حباب	۲۵۹	روضه شیخ محترم	۲۷۹	گورستان بیگم پوره	۳۰۶	امام بزرگ شهید امامیه
۲۳۲	مندر بهند رکالی	۲۶۰	مقبره بهادر خان	۲۸۱	سقبه گنبد	۳۰۷	مقبره شاه سروانی
۲۳۳	تهان بهیر	۲۶۱	مسجد قصابان دوالی	۲۸۲	مسجد خواجه اباز	۳۰۸	مقبره میدان زین خان
۲۳۴	دوسری قسم مکان تیرنی لابدو شعلی اسلام	۲۶۲	مقبره محمد و بیگم	۲۸۳	مقبره سراج دیر باجاری	۳۰۹	مقبره شاه کشته
۲۳۵	خانقاه باو لال حسین	۲۶۳	مقبره شیخ محمود شاه	۲۸۴	مقبره شیشه جرانج	۳۱۰	مزارات بی بی پاکدانشان
۲۳۸	مزار سید شاه بلادل	۲۶۴	مقبره زبیب نصرت خان	۲۸۵	مقبره عابد شاه	۳۱۱	مقبره دائی انکا و گلابی
۲۳۹	مزار گورو شاه	۲۶۵	مسجد نواب زکریا خان	۲۸۶	مقبره شاه ابوسحاق قادری	۳۱۲	قبور تکیه انبلی والد
۲۴۰	مزار سید اسماعیل دوا	۲۶۶	مقبره مسکین شاه امری	۲۸۷	مقبره شاه ابوالمعالی	۳۱۳	مقبره زبیب انسا بیگم
۲۴۲	روضه خواجه فخر محمد	۲۶۷	مقبره شرف النساء	۲۸۸	مزار باج شاه مجذوب	۳۱۴	مزار شاه شرف غازی
۲۴۵	مقبره میانیر	۲۶۸	مقبره سید عبدالوهاب	۲۸۹	مقبره عبدالرزاق گلی	۳۱۵	مقبره محمد صالح
۲۴۸	مقبره شیخ منشی آهنگ	۲۶۹	مقبره سید محمد خفوری	۲۹۰	مزار خواجه محمد سعید	۳۱۶	مزار سید شاه کمال
۲۵۰	مقبره شیخ چوهر	۲۷۰	مسجد دائی انکا	۲۹۱	مزار وانا گنج بخش لادو	۳۱۷	مزار شاه جمال

۳۱۸	مقبره انارکلی	۳۵۰	حویلی جہانگیر سنگہ	۳۷۷	حکمان تحصیل متحفی	۳۴۳	ہٹارک دوارہ ماگھو
۳۱۹	چلہ بادامی سنگہ	۳۵۱	حویلی جہانگیر سنگہ	۳۷۸	دوسری قسم	۳۴۵	دوبی رچو دہر مو
۳۲۰	مزار پیرکلی	۳۵۲	حویلی راجہ دیپ سنگہ	۳۷۹	یکہری صد ضلع	۳۴۶	ہری گیند مندر
۳۲۱	مزار شاہی شاہ	۳۵۳	حویلی راجہ دیپ سنگہ	۳۸۰	سینٹ مال	۳۴۸	شوالہ و ہٹارک دوارہ
۳۲۲	خانقاہ سید علی	۳۵۴	حویلی شیخ امام اللہ	۳۸۱	ہسپتال سرکاری	۳۴۹	مندرو ہٹارک دوارہ
۳۲۳	مقبرہ نور الدین	۳۵۵	دوسری قسم	۳۸۲	نیو کالج	۳۵۰	سجادہ رانی راجکورت
۳۲۴	سرای متصل مقبرہ	۳۵۶	باغ شالامار	۳۸۳	آرٹ سکول	۳۵۱	ہٹارک دوارہ جہا
۳۲۵	مقبرہ آصف جاہ	۳۵۷	باغ آلودہ الیہ	۳۸۴	کوہ پی تار گھر	۳۵۲	ہٹارک دوارہ ہین لال
۳۲۶	مقبرہ نور چناب گیم	۳۵۸	باغ خوشحال سنگہ	۳۸۵	چھاوونی میاں تار گار جا	۳۵۳	شوالہ لالہ جینوٹی لال
۳۲۷	خانقاہ فضل شاہ	۳۵۹	باغ راجہ تیا سنگہ	۳۸۶	گورنمنٹ پوسٹ	۳۵۴	مندر برہم سماج
۳۲۸	تیسری قسم	۳۶۰	باغ راجہ دیپ سنگہ	۳۸۷	شنگری ٹال و لال	۳۵۵	ہٹارک دوارہ سینٹ
۳۲۹	حویلی میان خان	۳۶۱	باغ لالہ رتن دھروا	۳۸۸	عجاب گاہ	۳۵۶	ہٹارک دوارہ چوچیل
۳۳۰	حویلی ثانی میان خان	۳۶۲	باغ ہمایون سنگہ	۳۸۹	بڈی خانہ	۳۵۷	مندر سینٹ اندرو شہر
۳۳۱	مبارک حویلی	۳۶۳	ڈیوڈی باغ نوکھہ	۳۹۰	پیل ریلوئی پالیسی	۳۵۸	ہٹارک دوارہ عطر صوبہ
۳۳۲	عمارت پری محل	۳۶۴	بارہ دروی ڈیر خا	۳۹۱	سنٹرل جیل لاہور	۳۵۹	شوالہ دہر مچندالہ
۳۳۳	حویلی گلو ہاسی	۳۶۵	سرای محمد سلطان	۳۹۲	ڈسٹرکٹ جیل	۳۶۰	ہٹارک دوارہ سنگہ
۳۳۴	گڑھ حاجی امان خان	۳۶۶	چوہدری	۳۹۳	مکان پاگل خانہ	۳۶۱	مندر بال مانا
۳۳۵	اندھی حویلی	۳۶۷	گڈ ہی شاہو	۳۹۴	سینٹ ریلوئی	۳۶۲	شوالہ اسکہ دیال سود
۳۳۶	حویلی دیوان رائے	۳۶۸	سرای گولیا والی	۳۹۵	رومن کیتھولک گار جا	۳۶۳	ہٹارک دوارہ لالہ
۳۳۷	قلعہ لاہور	۳۶۹	بارہ دروی باغ کامرا	۳۹۶	میڈیکل سکول	۳۶۴	ہٹارک دوارہ
۳۳۸	بارہ دروی باغ	۳۷۰	آلاب رائی میلا رام	۳۹۷	ضمیمہ	۳۶۵	خاتمہ
۳۳۹	حویلی میر جواد	۳۷۱	پانچوان حصہ	۳۹۸	مندر سنت شاہ	۳۶۶	
۳۴۰	حویلی نوہل سنگہ	۳۷۲	مکان کوٹوہلی	۳۹۹	ہٹارک دوارہ لالہ	۳۶۷	ہٹارک دوارہ لالہ

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وہ کیا ایک ہے ذات پروردگار  
وہ کیا ایک خالق ہے نام خدا  
وہ کیا ایک یازق ہے روزی رسل  
وہ کیا ایک قادر ہے رب قیبر  
وہ کیا ذات ہے حضرت پاک ذات  
بہر جا و ہر یک و شہر و دیار  
بہر استدا ہے وہی استدا  
وہ ہر ایک صورت بین موجود ہے  
وہ ہر ایک کو رزق دلاتا ہے  
کیونکہ بھی خالی نہیں چھوڑتا  
جو بین جن و انسان و وحش و طیور  
اُسی ایک سے پرورش پاتے ہیں

فقط بشمار ہی ہے جسکا شمار  
نہیں جسکا نامی کوئی دوسرا  
کہ ہے جسکا محتاج سارا جہان  
خبر گیر حال صغیر و کبیر  
کہ بین ذات سے جسکے ظاہر و باطن  
پرستش کے لائق ہے وہ کہ گنا  
وہی ہے بہر انتہا انتہا  
وہ ہر ایک ملت کا معبود ہے  
لیکھا اُسکی قسمت کا پُہنچا ہے  
لغ اپنا کسی سے نہیں موڑتا  
بدونیک خورد و کلان مار و مور  
اُسی ایک کے بندے کہلاتے ہیں



ہے سب کی حاجت کا حاجت روا  
 دہائی اُسکے پھر ولین ہستی نہیں  
 خداوند رحمان غفور الرحیم  
 اُسنی سے ہے سب کی نجات  
 بتشیخ ذات خداوند گار  
 کہ ہے طول توحید کی دستار

وہ ہے شب کی شکل کا مشک کاش  
 بندھا ذات واحد پہ جب کایقین  
 خیر گیسلم خدا سے کرتے ہم  
 اُسی سے ہے روشن چہرے چہان  
 بتعریف و توصیف پروردگار  
 کہ ہے کیا بیان ہندوئے کمربان

## عرض حال مصنف و باعث تصنیف کتاب

خداوند زمین و زبان خلاق کون و مکان کی حمد کے بعد بندہ نیاز مال خوش چین خرم  
 اہل کمال رہے بہادر کنہیال الیٰ التخلص ہندی خلف جنت مکان عرش تہشیان لالہ  
 ہزارین کا بیٹہ ماتر جلیسنری حال متوطن شہر لاہور خدمت میں درباب فضل و کمال  
 کی عرض پر دان ہے کہ اگرچہ تالیف و تصنیف کا شکل کام میرے کرنے کا کام نہ تھا  
 اور نہ استفادہ فرصت تھی کہ سرکاری مفوضہ خدمات سے ایک دم فانی ہو کر اس مفید  
 و کار آمد کام کی طرف توجہ ہو مگر محض بتائیدیزدانی و تفصلات سبحانی یہ دونو  
 کام سالہا سال ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے انجام پاتے رہے کہ سرکاری خدمت  
 میں بھی کسی طرح کی فرو گذاشت واقع نہ ہوئی بڑے بڑے اہم کام کا خانہ تعمیر میں  
 جو گورنمنٹ عالیہ کے حکم سے میری تفویض رہے بخیر و خوبی انجام پاتے رہے  
 اور حکام و اقام کی جو ہر شناسی و قدر دانی سے ترقی برقی نصیب ہوئی۔  
 حاجت و خطاب و انعام بھی حاصل ہوئے تصنیف و تالیف کا کام ہر روز روشن  
 انجام پاتا تو ناممکن بلکہ کاغذ تھا اسلئے یہ سب کام رات پر منحصر رکھا گیا اور چہرے

کی روشنی اسکی حمد و معاون رہی اور یارند و گار شمع تابان ہندو باغی

فی الحقیقت جاگو والو لوگوں کی ہے نیند	رو بروا تے ہوئے بھی انکڑ شراتی ہے نیند
شام سے وقت سو کر یک بندہ بیدار دل	سو نہیں سکتا لیکن آپ جاتی ہے نیند

اس شبانہ ریاضت و محنت شاقہ سے وقت بوقت نیک نتیجہ حاصل ہوتا رہا اور نظم و نثر اٹھ کتابیں فارسی و اردو میں تحریر ہوئیں۔ اول نگار ہندی ایک منظوم نسخہ فارسی زبان میں مضامین ہند و نصاب لکھا گیا اور چار بار چھپکر مشہور ہوا اس نگار تازہ بہار کے بعد ایک کتاب منظوم ہند کی نامہ تحریر ہوئی یہ کتاب اگرچہ ایک مختصر اور چھوٹے حجم کی ہے مگر قتل و مادل کا مصداق ہے اس کے موصدا نہ اشعار اور تصوفانہ مضامین عاشقانہ خیال مردان خدا پرست و خدا دوست نہایت محبت کے ساتھ چڑھتے ہیں یہ ایک ترکیب بند و مقیمان کی طرز اور بحر پر لکھا گیا ہے اور سبب اختصار کے کمال مطبوع ہے۔ اس کے بعد ایک عجیب و غریب منظوم فارسی نسخہ یادگار ہندی نام تحریر ہوا جس کے چار حصص میں پہلے حصہ میں اوتاروں کا حال دوسرے میں پیغمبروں کا ذکر تیسرے میں حکما کا احوال چوتھے میں بعض نیک طبیعت بادشاہوں کا ذکر ہے من بعد مناجات ہندی کی تحریر عمل میں آئے یہ ایک منظوم دیوان اردو زبان میں حضرت خلاق کی حمد و مضامین توحید و تصوف و ہند و نصاب و ترک و تجرید میں لکھا گیا ہے پہلے اس لائانی دیوان کی ایک سو مولہ غزلین دو بار چھپکر شایقین بانگین کی خدمت میں مفت بے قیمت پیش ہوئیں تیسرے چھاپہ میں اسکی ایزادی پر توجہ ہوئی اور سوائے نظم سابق کے چند ترکیب و ترجیع بند و محسن و زبانیات و قطعاً ایزاد ہوئے اور بے قیمت تقسیم عمل میں آئی۔ چوتھے چھاپہ میں اور بھی یہ دیوان زیادہ ہو گیا ساٹھ غزلین تو ردیف وار ایزاد ہوئیں اور ایک ایک ترکیب بند



ترجیع ہندو پنجس و سب میں موقع پر زیب اندراج پایا پانچوین چھاپہ میں پھر  
 ماٹھ غولین روپ و وار و ترکیب و ترجیع ایک سدس چارمخس کی ایزاوی  
 عمل میں آئی اب یہ دیوان چھٹی دفع چھپ چکا ہے اور بارہ بند بحر طویل کے صرف  
 واحد تحقیقی کی توجہ کے ذکر میں لکھ کر کتاب کے اول درجہ کئے گئے ہیں غرض یہ  
 مبارک کتاب اور ہر دلی عزیز دیوان ہر ایک چھاپہ کے وقت بڑھکر چھپا ہے  
 اگر اسکو بڑھتی دولت کہا جائے تو بیجا نہوگا۔ اُسکے بعد کتاب اخلاق ہندی کی  
 تحریر عمل میں آئی یہ اردو منظوم نسخہ اخلاق کے علم میں ایسی طرز کے ساتھ لکھا  
 گیا ہے کہ ہر ایک کتاب کے آخر میں ایک ایک دلچسپ حکایت مندرج ہوئی ہے جسکے  
 ملاحظہ سے خلیق آدمی کمال سرور ہوتا ہے۔ من بعد کتاب طفر نامہ ربخیت سنگہ  
 المعروف ربخیت نامہ زبان فارسی منظوم لکھا گیا یہ تاریخی کتاب مشہور مہاراجہ فرما  
 فرمائے خطہ پنجاب ربخیت سنگہ گند کرے میں یہ متبع مولانا نظام الدین نظامی گنجوی  
 مصنف سکندر نامہ بحر قارہ میں تحریر ہوئی ہے اور مہاراجہ مدوح کی سوانح  
 عمری اُس میں ایسی خوبی کے ساتھ تحریر ہوئی ہے کہ گویا مہاراجہ ربخیت سنگہ  
 کے وقت کے واقعات اسکے مطالعہ کے وقت برائے العین شائق کو نظر آجاتے  
 ہیں اور ماضی کے واقعات حال کے پیرایہ میں جلوہ گر ہو کر طراوت بخش دیدہ  
 اہل بصیرت ہو جاتے ہیں۔ اُسکے اختتام و طبع کے بعد تاریخ پنجاب ایک  
 عام تاریخ ریاستہائے پنجاب کی لکھی گئی اس میں بابائناک کے وقت سے سکھوں  
 کے دسوں گوروں و چانسیوں کا مفصل حال اور سکھوں کی بارہ شتون  
 کے ظہور کی شرح تشریح اور سابق و موجودہ حال ریاستوں کا ذکر اور خاندان مہاراجہ  
 ربخیت سنگہ اوسان کے ظہور و عروج و ترقی و زوال کا تمام و کمال حال و رست  
 موجود جموں و کشمیر کی من و عن کیفیت شریبان اردو تحریر ہوئی یہ کتاب

دو بار طبع ہو چکی ہے پہلے چھاپہ مین سے چار سو سچاس جلدیں تو چند بار کر کے سرکار  
 دولتمدار نے ہی خرید کر لین لکھی اور اب کے چھاپہ ایک سو جلدیں محکمہ ڈاکٹر صاحب بہادر  
 مین طلب ہوئی ہیں۔ اُسکے پیچھے نگارین نامہ المعروف ہیرا سنجیا ایک نسخہ منظوم  
 فارسی بہ تنسیخ غلامی مولانا عبدالرحمان جامی مصنف یوسف زلیخا تحریر ہوا ہے اور  
 داستان دو عاشقان جان باز میراوردہ امینجا کا اسمین بیان کیا گیا ہے یہ وہ  
 عجیب و غریب داستان ہے جو پنجاب کے ملک مین نیک و بد خور و کلان امیر  
 فقیر کی زبان پر ہے کوئی ایسا بشر نہیں جو ان کے عشق و محبت سے واقف نہ ہوگا  
 اکثر کتابیں اس داستان کے بیان مین پہلے زبان پنجابی تصنیف ہو چکی ہیں مگر  
 سولے پنجاہیوں کے اور کوئی صاحب زبان اُس سے مستفید نہیں ہو سکتا تھا  
 اسلئے راقم نے وہ کتاب بزبان فارسی لکھی تاکہ ہر ایک ملک کا آدمی اُس سے  
 بہرہ یاب ہو یہ رنگین نظم بھی پہلی دفعہ چھپ چکی ہے یقین ہے کہ منظور نظر اہل  
 بصیرت ہوگی چونکہ آج کل کوئی مسودہ تصنیف کا زیر قلم نہ تھا بعض دوستان  
 صداقت کیش و محبان محبت اندیش مکلف حال نیاز مال ہوئے اور فرمایا کہ بفضل  
 ربانی و تفقعات سبحانی تیس برس افسر و سرپرست محکمہ بارگاستری ہونکانات  
 قدیمہ و جدیدہ موجودہ شہر لاہور کا حال جیسا تلو معلوم ہے کسیکو نہیں بڑی بڑی  
 عمارتیں سرکاری جو فی الحال باعث زیب و زینت و فخر و اقتدار شہر لاہور مین  
 سب تہارے ہاتھ سے تعمیر ہوئی ہیں ایسی حالت مین نہایت ضرور ہے کہ  
 ایک تاریخ خاص شہر لاہور کی جس مین مفصل حالات مکانات قدیمہ و جدیدہ  
 اندرونی و بیرونی شہر ہوں لکھی جائے تاکہ یہ تاریخ اور تواریف و تصانیف  
 کی طرح تہارے نام سے زمانہ نایاں دار مین یادگار رہے پس راقم نے تعمیل فرما  
 محبان محبت عنوان کمر بہت کی محبت باندھ کر کامسودہ ہی لکھنا شروع کیا و بعد وقت

و تلاش ضروری حال ہر ایک مکان کا لکھ کر یہ مجموعہ تیار کیا تاریخ لاہور نام رکھا چار حصوں میں  
 تقسیم کیا۔ پہلا حصہ - اس ذکر میں کہ شہر لاہور کب آباد ہوا کس نے آباد  
 کیا کون کون وقت اسکی آبادی میں ترقی ہوئی اور کس کس زمانہ میں غارت و انہدام  
 کے صدمے پہنچتے رہے اور اس وقت اسکی کیا صورت ہے کون کون توہین  
 اس میں رہتی ہیں اور مشہور رؤسا و حکماء و فضلاء و علماء و اطباء و شعراء وغیرہ صاحبان  
 کسب و ہنر کون ہیں خاندانہائے قدیمہ و جدیدہ میں سے کون کون شخص بلایق  
 اعزاز و صاحب تکویم ہے۔ دوسرا حصہ - اس ذکر میں کہ عہد سلطنت  
 چغتائی میں جب لاہور کی آبادی کی ترقی قدیمہ حصار کے باہر ہوئی تو کس سمت  
 کو ہوئی اور اس آبادی کے مشہور محلے کون تھے اور ان محلوں میں نامور  
 مکانات اور کھڑے کہاں کہاں اور کس کس امیر کے تھے اور ان مکانات کا کوئی  
 نشان اب بھی باقی ہے یا نہیں۔ تیسرے حصہ - میں تشریح ان مکانات  
 اندرونی و بیرونی شہر لاہور کی جو زمانہ سلف یا حال میں تعمیر ہوئے اور اب تک موجود  
 ہیں از قسم عمارات حویلی و باغچہ و مقبرہ و مسجد و مندر وغیرہ یہ حصہ میں قسم میں تقسیم ہے۔  
 پہلی قسم میں ذکر ان مکانات کا ہے جو ہندوؤں کے مذہب سے متعلق ہیں  
 یعنی شوالہ و کھار دوارہ و دیوی دوارہ وغیرہ۔ دوسری میں تشریح ان مکانات  
 کی جو ملت اسلام سے علاقہ رکھتے ہیں مثل مسجد و خانقاہ وغیرہ۔ تیسری قسم  
 میں تفصیل ان مکانات کی جو کسی مذہب و ملت سے علاقہ نہیں رکھتے مثل  
 حویلی و باغ و کٹرہ وغیرہ اور واضح رہے کہ تیسرے حصہ کے بیٹے اقسام دو دو  
 فضل میں تقسیم ہیں ایک میں شہر کے اندرونی مکانات کا ذکر ہے دوسرے میں  
 بیرونی کا۔ چوتھا حصہ ان مکانات کے ذکر میں جنکی تعمیر بعد سلطنت  
 انگریزی بحکم سرکار فوی الاقتدار ہوئی مثل کوٹوالی و کچہری عدلیہ ضلع و ہسپتال

کالج وغیرہ۔ اگرچہ اس کتاب کے مندرجہ حالات کی تلاش و تحقیق میں بہت سی عرق ریزی و محنت مولف کی طرف سے وقوع میں آکر یہ عجیب و غریب مجموعہ لکھا گیا ہے مگر عند المطالعہ اگر مورخان ذی استعداد و منت بیان عطار و رقم کے کسی تاریخی حال یا تحریر میں نقص یا بین توازن راہ پر وہ پوشی صلاح فرمائیں کیونکہ آدمی از سہو خطا پاک نیست ❖ ❖ آب روان ہے خس خاشاک نیست

## قطعہ تاریخ تصنیف کتاب از مصنف سلمہ اللہ تعالیٰ

بہت خوشنما بلکہ نور علی نور  
بکاک فصاحت ہوا سہیں مسطور  
ہوا ہے جو ذکر سہیں مسطور مذکور  
پہر جاو ہر ملک و شہر مشہور  
جواہل نظر میں کرین اسکو منظور  
کوئی ہو بہر حال پڑھ کر مسرور  
اسی کا خریدار نزدیک اور دور  
۱۸۸۲  
کہ ہے جو ہر عقل تاریخ لاہور

یہ تاریخ لاہور لکھی گئی ہے  
جو تھا ماضی اور حال کا حال سار  
بصدق و صفایت لکھا گیا ہے  
خدا یا زمین اسکے زمانہ مضامین  
جو طبع ہرین اسکو مطبوع سمجھیں  
کوئی دیکھ کر اسکو ہر وقت خوش ہو  
بتقدول و جان زمانہ ہوسارا  
یہ ہے صریح سال تاریخ ہندی

## پہلا حصہ

اس نوکر میں کہ شہر لاہور کب آیا و ہوا کس نے آیا و کیا کون کون وقت اسکی  
آبادی میں ترقی ہوئی اور کس کس زمانہ میں غارت و انہدام کے صدمے پہنچتے  
ہے اور اسوقت اسکی کیا صورت ہے کون کون قومیں اس میں رہتی ہیں مشہور  
نوساء و حکماء و فضلاء و علماء و اطباء و شعراء وغیرہ صاحبان کسب و ہنر کون ہیں

خاندان قدیمہ و جدیدہ میں سے کون شخص لائق اعزاز و حصا تعلیم و تکریم ہے؟

## شہر لاہور

یہ شہر دار الحکومت و دار السلطنت ملک پنجاب کا ہے وریاے راوی کے بائیں کنارے پر بفاصلہ دو میل آباد ہے صدھ سال سے یہی شہر خطہ پنجاب کا حاکم نشین اور صوبہ کا مقام رہا ہے کبھی تغیر و تبدل نہیں ہوا اگرچہ شاہان چغتائی کی عہد ازمنی سے پہلے پنجاب کا دار الحکومت دیپالپور تھا اور سلاطین تغلقیہ و خلجیہ و لودیہ وغیرہ کے عہد میں بھی دیپالپور ہی دار الحکومت تصور کیا جاتا تھا مگر بابر یہ وہاں بیٹھ گیا تو لاہور ہی دار السلطنت قرار پایا اور حاکم نشین ہونے کے سبب بوقت اس کی روز بروز بڑھتی گئی پہلی تارپنخون میں جس کا نام کہیں لہاؤر اور کہیں لہانور اور کہیں لوپور اور کہیں لاہور تحریر ہے امیر خسرو دہلوی نے بھی اپنی مصنفہ کتاب قرآن مستحیدین میں اس شہر کا نام لاہور ہی کیا ہے اور فرمایا ہے کہ از حد سامانہ تا لاہور مدتیع عمارت نہ مگر در قصور ہے اس سے معلوم ہوا کہ آٹھویں صدی شمس بھری کی ابتدا میں جب امیر خسرو شاعر نامور دہلوی زندہ تھا تو نام اس شہر کا لاہور ہی تھا کتاب فوائد الفوائد ملفوظ شیخ المشائخ نظام الدین بدایونی دہلوی میں اس شہر کو لہانور کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اس شہر کے بانی کا نام بسبب گزر جانے مدت وراز کے بخوبی معلوم نہیں ہوتا اور نہ بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ پہلے پہل اس نام شہر کی بنیاد کس نے رکھی ہے کیونکہ کتب تواریخ میں مختلف روایتیں لکھی ہیں عموماً مشہور ہے کہ مہاراجہ راجپند راتار کے فرزند سہمی کو نے یہ شہر آباد کیا اور لوپور نام رکھا تھا۔ صد ہا بلکہ ہزار سال کی مدت گزرنے کے سبب

لوہور کا لفظ بکڑ کر لاہور مشہور ہو گیا بلکہ صاحب خلاصۃ التواریخ بھی اسی قول  
 تصدیق کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ لوہور گٹھو۔ دو خزانہ دہلی و دہلی مہاراجہ  
 راجندر اوتار کے تھے جب وہ دونوں پنجاب میں رونق افروز ہوئے تو لوہور نے  
 لوہور یعنی لاہور اور گٹھو نے گٹھو یعنی قصور آباد کیا مگر شیخ احمد رنجانی صاحب  
 رسالہ تحفہ الواصلین جیسے وہ کتاب ۳۲۵ ہجری عہد سلطان مسعود  
 غزنوی میں بمقام لاہور اس شہر کے علاوہ فضلا کے حال میں لکھی ہے -  
 صاحب خلاصۃ التواریخ کے قول کے برخلاف لکھتا ہے کہ اس شہر کو اول  
 اول راجہ پیر پچھت نے جو پانڈوان کی اولاد سے بڑا راجہ تھا آباد کیا کمیت  
 مدت کے بعد قحط وغیرہ صدمات سے یہ بستی ویران ہو گئی اور صد ہا سال  
 تک ویران رہی جب راجہ براجیت کا وقت آیا تو اسکے حکم سے دوبارہ اسکی  
 آبادی کی بنیاد قائم ہوئی۔ ابھی آباد ہونے نہیں پایا تھا کہ براجیت مر گیا  
 اور سمند پال جوگی تخت نشین ہوا اسکے وقت میں آبادی اسکی باتام پچی  
 اور سمند پال مگر نام رکھا گیا۔ وہ آبادی بھی مدت مدید تک قائم رہی مگر بعد  
 جب راجہ دیب چند دہلی کے تخت پر بیٹھا تو اس نے پنجاب کا علاقہ انخر برادر اس  
 لوہار چند کی جاگیر میں دیدیا جب اسکا کامل تسلط پنجاب پر ہو گیا تو اس نے  
 اس شہر کو دار الحکومت بنایا اور اسکی آبادی و ترقی میں بہت کوشش کی اور  
 سمند پال مگر ہی نام موقوف کر کے لوہار پور نام اپنے نام پر رکھا جو مدت مدید  
 میں بکثرت استعمال ہو کر لاہور مشہور ہو گیا جب اسلام کا زمانہ آیا اور مسلمان  
 بادشاہوں نے غزنی ملکوں میں قوت حاصل کی تو سلطان محمود بکستگین غزنوی  
 نے پنجاب پر حملہ کیا اسوقت بھی اس شہر کا نام لاہور ہی تھا اور راجہ  
 جیپال برہمن پنجاب کا فرمان فرما لاہور میں صاحب تخت و تاج تھا جس کی



لہذا اسیان سلطان سبکتگین اور اسکے فرزند سلطان محمود غزنوی کے ساتھ  
 ہوئی تھیں پہلے اس شہر کی کھلی آبادی تھی فصیل شہر پناہ نہ تھی اکبر بادشاہ  
 نے اسکے گرد پختہ حصار بنوایا فصیل کی دیوار بہت بلند اور جوڑی تعمیر کی ایک  
 ایک دروازہ کے درمیان دس دس برج کلان بنوائے دروازے پختہ تعمیر  
 کئے قلعہ بھی پختہ بنوایا وہ فصیل اخیر سلطنت سکھی تک قائم رہی انگریزی عہد  
 میں اقتدار بلند فصیل فضول تصور ہو کر پہلے بقدر نصف کے گرائی گئی دوسری  
 دفعہ باقی ماندہ گرا دینے کا حکم ملگیا اور اسکی جگہ ایک مختصر دیوار پختہ بنوادی گئی  
 جو ب موجود ہے + اس شہر کے بارہ دروازے اور ایک چھوٹا دروازہ ہے  
**جسکو موری دروازہ کہتے ہیں۔ اول دہلی دروازہ۔** یہ دروازہ شرق  
 کی سمت گویا شہر دہلی کی طرف ہے اسلئے اسکو دہلی دروازہ کہتے ہیں لاہور  
 کے نامی دروازوں میں سے یہ دروازہ ہے اور آمد و رفت لوگوں کی بکثرت  
 کیونکہ اسی دروازہ کے باہر اسٹیشن ریلوے بنایا گیا ہے اور اسی سمت  
 کو بڑے بڑے شہر امرتسر و جالندھر وغیرہ میں ریل پر سوار ہونے والے  
 مسافر اور تجارت سب اسی دروازے سے نکلتے ہیں اور جو باہر سے آتے ہیں  
 اسی سے داخل شہر ہوتے ہیں اسی دروازے کے اندر سے سیدھی سڑک  
 قلعہ کو جاتی ہے مسجد وزیر خان جو ایک نامی عمارت و باعث اقتدار شہر ہے  
 اسی دروازے کے اندر ہے سرالے وزیر خان و حام وزیر خان جو مسجد کے  
 اوقات میں سے شمار ہوتا ہے اسی دروازے کے پاس ہے پُرانی عمارت  
 اکبری اس دروازے کے انگریزی عہد تک موجود تھی مگر نہایت بوسیدہ و  
 و خراب اور دروازہ پست و زمین دور ہو چکا تھا یہاں تک کہ باقی کایا عمارتی  
 گزرنے کا محال تھا سرکار انگریزی نے بنظر رفع اس تکلیف کے پہلے دروازے کو

گرا دیا اور محمد سلطان ٹھیکہ دار کی معرفت غارت موجودہ حال بنوائی یہ دروازہ  
دو منزلہ نہایت مقطع بنایا گیا ہے دو طرف دروازے کے دو منزلہ عالی شان عمارت  
ہے اور وسط میں دروازہ ہے پیچھے کم دو طرفہ مکانات میں پولیس کے سپاہی  
رہتے ہیں اور اوپر کی منزل میں ایک طرف تو مکان نشست و کچہری صاحبان  
آنریری مجسٹریٹان و میونسپل کمیٹی کے ممبروں کے اجلاس کے لئے مکلف و  
مصفا بنا ہے جس میں کچہری ہوتی ہے اور دوسری طرف پولیس کے افسر رہتے  
ہیں جنکی تعیناتی دروازے کی حفاظت پر ہوتی ہے۔ دووم اکبری دروازہ  
اس دروازے کو بادشاہ وقت محمد جلال الدین اکبر نے اپنے نام سے موسوم کیا  
اور ہر قسم کے غلطی کی منڈی اس دروازے کے اندر مقرر فرما کر اس کو بھی  
اکبری منڈی کے نام سے موسوم کیا چنانچہ اب تک دروازہ اور منڈی دونو  
اکبر کے نام سے موسوم ہیں یہ دروازہ بھی حسد و بوسیدہ ہو چکا تھا اور  
سرکار انگریزی کے عہد میں قیدی قطع پراز سر نو بنایا گیا۔ تیسرے موتی دروازہ  
المعروف موجی دروازہ یہ دروازہ موتی رام جعدار ملازم اکبری کے نام سے  
موسوم ہے جو تمام عمر اس دروازے کی حفاظت پر تعینات رہا تھا مدت العمر  
کی ملازمت کے سبب سے اس دروازے نے بھی موتی کے ساتھ پوری نسبت  
پیدا کر لی اور ہمیشہ کے لئے موتی بن گیا سکھی عہد میں موتی کے نام سے بد لکر موجی  
مشہور ہوا اب بھی موجی دروازہ مشہور ہے اس دروازے کی شرقی والان  
میں ایک قبر چھوٹی سی زمانہ سلف کی پختہ بنی ہوئی موجود ہے لوگ مشہور کرتے  
ہیں کہ یہاں کسی شہید کا سر یہ خون ہے اب سرکار انگریزی کے حکم سے یہ دروازہ  
مع دونو برجوں کے گرا دیا گیا اور اسٹین فروخت کر دی گئی ہیں یقین ہے کہ نہ قریب  
نیا دروازہ تعمیر ہوگا۔ چوتھا شاہ عالمی دروازہ یہ دروازہ

شاہ عالم بادشاہ اورنگ زیب عالم گیر کے بیٹے کے نام سے موسم ہے پہلے  
اسکا نام کچھ اور تھا چند نون مین بادشاہ لاہور میں آیا تو چاہا کہ اکبر بادشاہ اپنے  
جد اعلیٰ کی طرح ایک دروازہ اس شہر کا اپنے نام سے موسوم کرے اور اپنی  
روشن افزاہونے کی یادگار لاہور میں چھوڑ جائے اُس نے یہ بھیر قائم کر کے  
منادی کرادی کہ آئندہ یہ دروازہ شاہ عالمی پکارا جائے چنانچہ اُس روز  
سے آج تک شاہ عالمی دروازہ کہلاتا ہے یہ دروازہ بھی انگریزی عہد میں  
دوبارہ پہلے دروازے کی قطع پر تعمیر ہو چکا ہے۔ **پانچواں گہاری**  
**دروازہ**۔ اصلی نام اسکا لاہوری دروازہ ہے غلطاً العام گہاری دروازہ  
مشہور ہے اس دروازے کو خاص لاہور کا دروازہ تصور کرنا چاہئے اور  
زور آبادی اہل اسلام سے اسی نام سے موسوم ہے باعث یہ ہوا کہ جب سلطان  
محمود غزنوی نے چاہا کہ راجہ جیپال بن انگپال بن جیپال بن جے پال کو لاہور  
سے بیدخل کر کے پنجاب کا علاقہ اپنے ماتحت کر لے تو راجہ جیپال چندا تک  
اس شہر میں محصور ہو کر لڑتا رہا آخر بھاگ گیا محمود نے شہر کو آگ لگا دی رعایا  
کو قتل کیا جس سے شہر بالکل ویران و برباد ہو گیا رہا یا کچھ تو قتل ہوئے  
اور کچھ بھاگ گئے چند سال یہ شہر غیر آباد رہا آخر جب ملک ایاز پنجاب کے  
انتظام کے لئے نامور ہوا تو اُس نے شہر کو دوبارہ آباد کرنا چاہا سب سے  
اول آبادی شہر کی اسی محلہ سے شروع ہوئی جسکو لاہوری منڈی کہتے ہیں  
اور سب سے اول یہی دروازہ تعمیر ہوا جسکا نام لاہوری دروازہ رکھا  
گیا اس دروازے کی عمارت سابقہ نہایت پوسیدہ تھی صاحبان انگریز نے  
از سر نو قدیمی قطع وضع پر اسکو بنوایا جو اب تک موجود ہے۔ **چھٹا**  
**موری دروازہ**۔ چھٹا سا دروازہ لوہاری اور بھائی کے درمیان

فضیل کے برج کے گوشہ میں بنا ہوا تھا قدیمی دروازہ تو بہت چھوٹا تھا  
 جس میں اس سوار کا گدڑ بے شکل ہوتا تھا گدڑ نے کئے وقت بہر حال سوار کو  
 زین تک گردن اٹھانی پڑتی تھی۔ سربکار انگریزی کے وقت یہ دروازہ کشادہ  
 کر دیا گیا جس سے یہ صورت دروازہ کی ہنگی اور اس لائق ہو گیا کہ سکاڑی اونٹ  
 گھوڑا اس سے بخوبی گزر جائے یہ دروازہ بھی موری دروازے کے  
 نام سے بھد ملک ایاز موسوم ہوا اس واسطے کہ جن دنوں میں بھد راجگی  
 راجہ جیسا ا سلطان محمود نے شہر کو محصور کیا ہوا تھا راجہ تو شہر سے بوجہ  
 بھاگ نکلیا مگر شہر کے لوگ بدستور لڑتے رہے سلطان چاہا کہ شہر  
 میں داخل ہو کہ شہر والوں کو سزا دیوے مگر کسی رستہ سے دخل غلام  
 آخر اس مقام سے دیوار دن کو گرا کر داخل شہر ہوا تک ایاز نے جب  
 پہ شہر کو آباد کیا تو فتح کی یادگار کے طور اس جگہ دروازہ قائم کر دیا اور  
 سبب اس کے کہ چوٹا دروازہ تھا موری دروازہ نام رکھا کیونکہ موری پنجابی  
 زبان میں اس بدرد کو جس میں سپانی گہرا نکلتا ہو کہتے ہیں **سپانی**  
**بہانی دروازہ** یہ دروازہ بہاٹ کی قوم سے منسوب ہے جو بعد  
 آبادی ایاز کے اس دروازہ کے اندر بچا آباد ہوئے تھے اور صد  
 سال آباد رہے اس واسطے یہ دروازہ ان کے نام سے موسوم ہو گیا اگرچہ  
 اس محلہ میں کوئی بہاٹ قیام پذیر نہیں مگر ان فتح شکست و آں ساقی  
 نمائند کا نقش نمودار ہے مگر نام قوم بہاٹ کا اتک لیا جاتا ہے کیونکہ  
 بوقت آبادی انہوں نے حاکم ساتھ شرط کرنی تھی کہ ہم اس شہر پر اپنا محلہ اس  
 موقع پر کرتے ہیں کہ دروازہ ہمارے نام سے موسوم ہو چنانچہ حاکم نے منظور  
 کر کے یہ دروازہ ان کے نام سے موسوم کر دیا **قطو**

کام کہ ایسا کہ تیرے بعد بھی \* نیکناموں میں تیرا دشمن ہونا نام  
 یادگار اپنی کوئی دنیا میں چوڑ \* جسے نکو یا در کہیں خاص عام  
 نام قائم ہو قیامت تک تیرا \* ذکر جاری ہر جگہ ہو صبح و شام  
 یہ دروازہ بھی پڑانا ہو گیا تھا صاحبان انگہ نے اسکو اگر اگر انگریزی فلم  
 کا بنوایا ہے **آٹھواں ٹکسالی دروازہ** شہر لاہور کی غربی فصیل میں  
 صرف یہی دروازہ ہے جسکو ٹکسالی کہتے ہیں اسلئے کہ شاہان سلف  
 کے عہد میں اس دروازہ کے اندرونی شاہی میدان میں دارالضرب  
 شاہی ایک عالیشان مکان بنا ہوا تھا اور اسی جگہ ہر اک کا سکہ سکوک  
 و مضروب ہوتا تھا اس محال کے سبب سے اسکا نام ٹکسالی دروازہ  
 مشہور ہوا اب اگرچہ انقلاب زمانہ نے اس محال کی تیخ و بنیاد باقی نہیں  
 چوڑی مگر بقیہ مسجد محال کا باقی ہے جسکے دیکھنے سے ثابت ہوتا  
 ہے کہ کسی زمانہ میں یہ کانسہ کا عہد مسجد بنی ہوگی **نواں وشنائی**  
 دروازہ یہ دروازہ مسجد بادشاہی اور قلعہ لاہور کے درمیان ہے چونکہ  
 یہ سبب مسجد شاہی اور دروازہ غربی قلعہ لاہور کے آمد و رفت ملازمان  
 شاہی اس دروازہ کے اندرونی میدان اور باہر روڈ مرہ پادشاہی  
 حکم سے روشنی ہوا کرتی تھی اس سبب سے یہ دروازہ روشنائی دروازہ  
 کہلاتا تھا اور اب تک اسی نام سے موسوم ہے یہ دروازہ اصل میں  
 قلعہ کا دروازہ ہے مگر سبب اسلئے کہ قلعہ کی غربی دیوار کے باہر فصیل شہر  
 کی دیوار کے اندر ہے شہر کا دروازہ گنا جاتا ہے **دسواں مستی دروازہ**  
 یہ دروازہ بھی ایک شاہی ملازم کے نام سے مشہور ہے جسکا نام مستی  
 بلوچ تھا اور حفاظت اسکی بادشاہ کے حکم سے اس کے سپرد تھی اور

اور درتہ العراسی خدمت پر مامور رہے اوسکی قدامت اور نیکو خدمتی کا یہ نتیجہ ہوا کہ  
 یہ سکیم سے یہ دروازہ اُسکے نام سے بنام کیا گیا تاکہ اُسکا نام ناقداً دروازہ  
 زندہ رہے یہ گراں دروازہ اب حکم حکام انگریز گرایا گیا اور محقر بہا کھاسکی  
 جگہ بنایا گیا ہے گیارضوان کشمیری دروازہ یہ دروازہ  
 کشمیریوں کے نام سے منسوب ہے اُسکے کہ رخ اس دروازہ کا کشمیر کی  
 سمت ہے جیسے کہ دہلی دروازہ دہلی کے سمت ہونے کے سبب سے  
 دہلی دروازہ کہلاتا ہے یا یہ سبب ہوگا کہ بوقت آبادی شہر کے خطیج کہ  
 بہاٹی دروازے کے پاس بہاٹ قیام پذیر ہوئے تھے اس جگہ کشمیریوں کو  
 آباد کیا گیا ہوگا یہ دروازہ بھی نہایت بوسیدہ اور خستہ حال تھا سرکار  
 انگریزی نے انگریزی وضع اور دروازہ بہاٹی کی قطع پر اب بنوایا جو دروازہ  
 حضری دروازہ دچہ تسمیا اس دروازہ کا یہ ہے کہ زمانہ سلف میں  
 دریا کے راوی شہر کے بہت نزدیک بہتا تھا خصوصاً اس دروازہ کے قریب  
 گنتی پڑتی تھی چونکہ خواجہ خضر کو دریاؤں کے ساتھ کمال نسبت ہے اور بہا  
 اوں کا خطاب ہے بسبب قرب دریا کے اس دروازہ کا نام حضری  
 دروازہ رکھا گیا مگر اب لوگ اسکو شیران والہ دروازہ کہتے ہیں  
 باعث یہ ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت ہمیشہ دو شیروں کے پجریے  
 اس دروازہ کے اندر رکھے رہتے تھے اور خبر گیری شیروں کی محافظان  
 دروازہ کے متعلق تھی انگریزی عہد میں وہ پجریے اٹھواے گئے مگر  
 دروازے کا نام شیران والہ دروازہ بحال رہا تیرہوان ذکی  
 دروازہ المعروف مکی دروازہ یہ دروازہ پیر ذکی شہید کے نام  
 سے مشہور ہے جتنے سرکی قبرعین دروازے کے اندر ہے اور



جسم بے سر کے قبر شہر کے اندر ایک طویلہ میں جو اس دروازے کے پاس  
 ہے واقع ہے دو نو جگہ قبرین بنی ہیں اور اعتقاد مند لوگ اگر فاتحہ کہتی ہیں  
 یہ بزرگ پختہ محاصرے کے وقت اس دروازے کا محافظ تھا جب شہر فتح  
 ہوا اور رہا یا قتل ہوئی تو اسے کمال لاوری دشمنوں کا مقابلہ کیا اور دروازے  
 کے اندر شہید ہوا مشہور یون ہے کہ پیرذکی کا سر گردن سے  
 جدا ہو گیا تو جسم سر اس مقام تک دشمنوں سے لڑتا چلا گیا جہاں  
 اب جسم بے سر کی قبر شہر کے اندر ہے اور دو نو قبرین اب زیارت گاہ  
 خاص عام ہیں یہ دروازہ بھی بسبب کہنہ اور بوسیدہ ہو جانے کے  
 اب گرا دیا گیا ہے غنیرب دوبارہ تعمیر ہو گا ۴ ہمارا جہر بخت سنگ  
 کے وقت بنظر استحکام فصیل و شہر بنیاد لاہور کی ہمیشہ مرستہ دیوار  
 فصیل اور دروازوں کی جادی رہتی تھی اور چاروں طرف شہر کے پختہ  
 خندق نہایت گہرائی بنوائی گئی تھی اور ہر ایک دروازے کے لگے خندق  
 پر پختہ پل بنوا کہ دوسرا پختہ دروازہ تعمیر کیا گیا تھا دھیرے دھیرے دروازوں  
 اور خندق اور دھول کوٹ و پختہ رمون سے اس قدر استحکام شہر کو حاصل تھا  
 کہ غنیم کہی شہر پر متصرف نہیں ہو سکتا تھا جب انگریزی امن کا وقت آیا  
 تو دوسرے دروازے گرا گئے۔ گئے خندق کی اینٹیں نکلا کر مٹی سے ہیرائی  
 گئی اور اسی زمین پر باغ بنائے گئے۔ گئے نہر جاری کی گئی جس سے اب  
 شہر کا لالچ باغ بہت بن گیا ہے۔ ملک ایاز کی آبادی کے بعد بھی یہ شہر  
 کہی ترقی اور کہی تنزل کی حالت میں رہا اس کی آبادی کی بڑی ترقی ابھری  
 سلطنت اکبری جہانگیری و شاہجہانی و عالم گہری ہوئی اور بڑے بڑے  
 محلے بیرون حصار آباد ہو گئے عالم گیر کی سلطنت کے بعد اس کے

تسنزل کا زمانہ شروع ہوا نصف سلطنت دبا و شاہ گروی نے وہ آفتین  
 پر پاکین کہ سکھوں کوٹ کر سکھوں کو بر باد کر دیا مہاراجہ رنجیت سنگھ کے  
 وقت ابرجہ بیرونی ویران شدہ محلوں میں سے کوئی آباد نہوا مگر حصار کے  
 اندرونی شہر کی آبادی اچھی طرح سے ہو گئی تھی بڑے بڑے صدے قتل و  
 غارت و تالاج کے جو مختلف زمانوں میں اُسپر آتے رہے اُنکا بیان  
 جس قدر دریافت ملے اس موقع پر درج کیا جاتا ہے ۔

## پہلا صدہ جو شہر لاہور پر آیا

اسلامیہ سلطنت کے آغاز میں پہلا صدہ شہر لاہور پر سلطان محمود غزنوی  
 کی یورش میں پہنچا یہ حملہ اُس نے راجہ چپال بن انگپال بن چپال  
 برہمن والی لاہور سے لگے ہجری میں کیا باعث رنجیدگی کا یہ ہوا کہ جب راجہ  
 قنوج محمود کے جابرانہ حملوں سے تنگ آگیا تو اطاعت منظور کر لی اور  
 مطیع الاسلام رہنے کا اقرار نامہ لکھ دیا اس بات سے سب ہند کے راجا خصوصاً  
 راجہ کانہجرا اُس سے ناراض ہو گئے اور الزام لگایا کہ اُس نے مسلمان  
 کی اطاعت کیوں نہ کی جب محمود نے ہند کو چھوڑا اور راجہ قنوج تنہا رہ گیا  
 تو راجہ کانہجرا اور راجہ کی قنوج کے ساتھ قنوج پر چڑھ آیا راجہ قنوج نے فوج  
 سوار تیرہ ہزار غزنی بھیجا اور بادشاہ کو اپنی حمایت پر بلایا بادشاہ بھی بلوچ لیفر  
 آیا مگر اُس کے ہند میں داخل ہوتے تک راجہ قنوج جنگ میں مارا جا چکا تھا یہ بات  
 سنکر محمود کمال غضب میں آیا اور راجہ کانہجرا کے علاقہ میں داخل ہو کر بہت  
 سے گاؤں لوٹے بستیاں اُجاڑیں اور ارادہ تھا کہ راجہ کی ریاست گاہ میں

پہنچکر اسکو سخت سزا دیوے مگر راہ میں غزنی سے قاصد آیا اور کوئی ایسی خبر  
 لایا کہ بادشاہ واپس جانا عین مصلحت سمجھا اور اس مہم کو نام چھوڑ کر واپس  
 ہوا جب لاہور پہنچا تو بسبب اسکے کہ اچھے خیال بھی محمود کے خراج گزاروں  
 میں تھا اور اس نے محمود کے برخلاف راجہ کالنجری امداد کو فوج بھیج دی تھی  
 راجہ سے جواب طلب کیا راجہ کو یقین ہو گیا کہ سلطان اب راجہ کالنجری کا غضب  
 مجھ پر نکالے گا مارے بغیر بچھوڑ دیا لڑکر مرنا چاہئے۔ چنانچہ مع فوج باادہ  
 جنگ میدان میں آگیا محمود کی فوج نے دو ایک حملوں میں راجہ کی فوج کو  
 بھگا دیا اور راجہ شکست کھا کر شہر میں گھس گیا۔ چند روزیواروں کی  
 پشت سے راجہ لڑتا رہا آخر پوشیدہ پوشیدہ بھاگ گیا اسکے بھاگ جانے  
 کے بعد سلطان نے چاہا کہ شہر میں داخل ہو مگر رعیت غارت کے خوف  
 سے ہمانعت پیش آئی اور چاہا کہ بلا عہد و پیمان امن و امان کے بادشاہ  
 شہر میں آئے بادشاہ کہ فتح کی شراب کے نشہ میں تھا رعایا کے عذرات  
 کب سنتا تھا کوئی عذر نہ سنا اور حکم دیا کہ فوج داخل شہر ہو شہر والوں  
 نے دروازے بند کر لئے اور لڑائی دوبارہ ہونے لگی چند روز کے بعد شہر والوں  
 نے ناچار ہو کر دروازہ کھول دیا اور سلطان کے حکم سے غارت شروع ہوئی  
 مال لوٹ لیا گھر جلادئے ہزاروں آدمی قتل کر ڈالے باقی ماندہ بھاگ گئے  
 اور وہ نازنین شہر دور دور کی جگہ پر بھاگے محمود تو اس کام سے فخر ہو کر غزنی  
 چلا گیا اور یہ شہر چند سال تک ویران پڑ رہا۔ من بعد جب ملک ایاز  
 بادشاہ کے حکم سے پنجاب کا حاکم بنا تو اس نے اس شہر کی آبادی پر توجہ کی  
 اور فرمان اجازت سلطان سے چل کیا اور اس سرگرمی سے شہر بسایا کہ  
 چند سال میں وہ ویرانہ علماء و فضلاء کا معدن بن گیا اور محکم علی گنج بخش سجوری

جیسے عالم فاضل ولی لوگ غزنی وغور وغیرہ ملکوں سے اگر اس میں قیام پذیر ہوئے

## دوسرا صدمہ

دوسرا صدمہ شہر لاہور پر خسر و ملک کے عہد میں آیا یہ بادشاہ خاندان شاہان غزنوی سے آخر بادشاہ گنا جانا ہے غوریوں نے جب اس خاندان کو غزنی سے بیدخل کر دیا تو خسر و شاہ خسر و ملک کے باپ نے پنجاب میں اپنی حکومت قائم کر لی وہ مرگیا تو خسر و ملک لاہور کے تخت پر بیٹھا اور پنجاب سے تھانہ تر تاک کی حکومت قائم ہو گئی سلطان شہاب الدین غوری نے بہت دفعہ غزنی سے اس کی سرکشی کی اور یہ اپنی جواہردی و کمال کو شش سے اپنا ملک اسکے پیچھے سے بچا مارا آخری حملہ میں شہر کے محاصرے تک بے پناہ لڑائی ہوئی اور خسر و ملک محصور ہو کر لڑتا رہا جب ناچار ہو گیا تو اطاعت منظور کی اور سلطان کے پاس حاضر ہو گیا سلطان نے اسکو قید کر لیا اور فوج غوریہ نے شہر میں داخل ہو کر غارت شروع کی تمام دن شہر لٹا رہا صد ہا بندگان خدا قتل ہوئے شام کو امان کی منادی ہوئی اس روز سلاطین غوریہ کی سلطنت کا ہند میں آغا نہ ہوا اور غزنویہ حکومت با ختم ہو گئی ۔

## تیسرا صدمہ

تاج الدین یلدوز بادشاہ کیچ مکران و سندھ و بلتان کے ہاتھ سے شہر لاہور پر آیا محفل تذکرہ اسکا یہ ہے کہ جب سلطان شہاب الدین غوری فوجی وغیرہ علاقہ قحلات بہت کھینچ کر کے مہلی کا تخت سلطان قطب الدین ایک اپنے غلام کے سپرد کر دیا تو تاج الدین یلدوز دوسرے غلام کو حکومت کیچ و مکران

و سوران و سبندہ کی وسیع سلطنت حوالے کر دی چونکہ تاج الدین بلغدار میدان  
 تھا کہ دہلی کی بادشاہت مجھ کو ملیگی یہ امر اُس کو ناگوار گذرا اور شہاب الدین  
 کے مرنے کے بعد اُس نے پہلے غزنی پرورش کی اور قبضہ کیا پھر پنجاب کو آیا  
 اور چاہا کہ ہند کا تختہ سلطان قطب الدین سے لے لے جب لاہور پہنچا  
 حاکم لاہور بقا بلہ پیش آیا اور شکست کھا کر دہلی بھاگ گیا تاج الدین نے  
 کمال بیرجی شہر میں داخل ہو کر غارت شروع کی مگر کچھ نہ پایا کیونکہ رعایا نے  
 اسکی غارت کے خوف سے پہلے ہی اپنا اپنا مال شہر سے منتقل کر دیا تھا۔  
 پھر وہ آگے کو بڑھا رہستہ میں سلطان قطب الدین یہ ایک خونخوار لشکر کے  
 ساتھ دہلی سے آکر اُسکے مقابل ہوا بعد ایک سخت لڑائی کے تاج الدین نے  
 شکست کھائی اور غزنی کو بھاگ گیا قطب الدین نے اُسکا تعاقب غر میں  
 تک کیا اور وہ غر میں سے کران کو چلا گیا قطب الدین وہاں سے  
 لاہور کو آگیا اور بہت سارے دیہہ رعایا کو دیکر خوش کیا اور کثرت  
 داد و ہمیش سے سلطان کے بخش خطاب لیا اور لاہور ہی کے مقام پر  
 گیند کھلتے ہوئے گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ اُسکے مرنے کے بعد جب سلطان  
 شمس الدین التمش دہلی کے تخت پر بیٹھا تو تاج الدین کو پھر ہوس دہلی کے  
 تخت چل کرنے کی دانگیں ہوئی اور کران سے آکر پہلے ملتان لے لیا پھر لاہور  
 اگر شہر کو لوٹا چونکہ اسوقت شمس الدین التمش دکن کی مہم میں مصروف  
 تھا کوئی اُسکا مزاحم نہ بنا اور اُس نے دل کھو لکر پنجاب کو غارت  
 کیا اور تبلیغ سے اتر کر بارادہ فتح دہلی سے ہند میں قیام کیا اور پھر سے  
 سلطان شمس الدین بیشمار جوار فوج لیکر آ پہنچا اور آپس میں سخت جنگ  
 ہوئی تاج الدین شکست کھا کر ملتان کو بھاگ گیا نظام الملک بوسعید و دیر نے

مندان نکاح اسکا لحاظ کیا تو وہ سکھ مین جا کر قلعہ مین بیٹھ گیا وزیر نے سکھ  
پہنچ کر قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور رفت بند کر دی چند ماہ محاصرہ رہا جس سے  
فتح الدین غصہ و خروش پہاڑ پر نکل گیا اور کشتی پر سوار ہو کر چاہا کہ بھاگ جائے  
ملاحون کے ساتھ وزیر کی سازش تھی انہوں نے کشتی گرواب مین ڈال دی خود  
وریا مین کو وڑے گرواب مین پر کشتی غرق ہو گئی اور تاج الدین مع اپنے  
ہمراہیوں کے وریا مین ڈوب گیا \*

### چوتھا صدمہ

یہ صدمہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے وقت ظہور مین آیا مجمل  
کی کیفیت اسکی بیسے کہ اس سلطان کے وقت مغلیہ لشکر شہر زمام ایکس میر کے  
تحت چغتائی خان حاکم ماور النہر کے حکم سے پنجاب مین آیا اس وقت پنجاب  
مین قحط پڑا ہوا تھا سپر دشمن کی غارت و تاراج نے تمام خطہ کو برباد کر دیا نہرو  
کاؤن اور قصبہ ویران ہو گئے شہر لاہور بھی اس وقت بے چراغ تھا اور لوگ  
سب جان کے خوف سے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے چونکہ سلطان شمس الدین  
التمش اس وقت گجرات کی مہم پر تھا پنجاب کی امداد وہ کچھ نہ کر سکا اور دشمن  
نے بد بھجی ملک کو لوٹا آخر چب شاہ نے گجرات سے فراغت پائی پنجاب کی  
سمت توجہ فرمائی اور نہایت غضب و غصہ کی حالت مین لشکر جبار و فوج  
خوشنوار کے ساتھ دریائے ستلج پر پہنچا اور ایسی سرگرمی کے ساتھ دشمن  
سے لڑا کہ تاراری فوج بھاگ نکلی ہزاروں بہادر میدان مین کام آئے تیہور فوج  
کا فسر پڑ گیا چند ماہ مقید رہا آخر مسلمان ہو کر قید سے رہائی پائی اور  
بادشاہی امر اون کے سلاک مین منسک ہوا اس جنگ کے اختتام کے



بعد سلطان نے پنجاب کی بستیوں کو جو محض غیر آباد و بے چراغ ہو گئی تھیں  
پھر آباد کیا لاہور کی رعیت بھی پھر بلا کر بمائی تاناریوں کی لوٹ کھال جس قدر  
ملا تھا پنجاب کی غریب رعایا پر تقسیم کر دیا اور بڑی فوج سرحد پر مامور کی اور  
وہ انتظام کیا کہ اسکی زندگی تک پھر کوئی دشمن ممالک مغربی سے ہند  
پر حملہ آور نہوا +

## پانچواں حصہ

سلطان محمد تغلق کے وقت اس شہر پر آیا اور بیشمار تاناری فوج غریب کی  
طرف سے اگر پنجاب میں داخل ہوئے دیپالپور و لاہور دونوں شہر فارت  
ہوئے پنجاب کے حکام نے بہت کوشش کی اور چاہا کہ دشمن پنجاب سے  
لکھ جائے مگر نہ نکل سکا آخر سب بھاگ کر دہلی کو چلے گئے اور تاناریوں نے  
نہایت اطمینان سے ملک کو لوٹا اور بارادہ تسخیر دہلی بستیج سے اترے  
شاہ دہلی کے پاس اگرچہ فوج بہت تھی مگر کچھ نہ کر سکا اور بہت سارے  
حسب مصلحت وقت شیم کو دیکر پیچھے اچھڑایا اور دشمن سالم و خاتم اپنے  
ملک کو لوٹ گیا جب تاناری لشکر پنجاب سے نکل گیا بادشاہ پنجاب میں آیا  
رعایا کی آبادی میں بہت کوشش کی اور بہرام نام حاکم ملتان کو اس جرم  
میں گردن مارا کہ تاناری لشکر اس کے اشارے سے پنجاب میں آیا تھا +

## چھٹا حصہ

لاہور پر بعد سلطنت فیروز شاہ بابر تک تغلق کے ظہور میں آیا یہ حصہ  
بھی تاناری منہلیہ لشکر کے حملہ کے سبب وقوع میں آیا جو حسب العاوت

وہ غارت و تاراج کے لئے پنجاب میں آ موجود ہوا تھا بادشاہ اس وقت قلعہ سری نگر کانگرے کے محاصرے میں مصروف تھا پہلے اس نے قلعہ فتح کیا پھر پنجاب میں آیا اور ایک خونخوار جنگ کے بعد تاتاری لشکر کو پنجاب سے نکالا اس شخصہ میں لاہور کی رعایا کا نقصان بہت ہوا۔

## ساتواں صدمہ

سلطان محمد شاہ بن فیروز شاہ باریک کے عہد میں مسمی سیکھا قوم گھکڑوں کے مفسدہ کے سبب ظہور میں آیا یہ شخص بے ایمان اور بہادر دل چلا آدمی تھا اس نے ہزارہ کے متعلقہ علاقہ سے بڑے اجتماع کے ساتھ داخل پنجاب ہو کر شاہی اہلکار ملک سے نکال دیے ہزاروں بستیاں اجاڑ دیں لاہور کو بھی لوٹا محمد شاہ بادشاہ نے یہ حال سن کر شاہزادہ ہمایوں اپنے بیٹے کو ایک برجستہ فوج کے ساتھ پنجاب کو مامور کیا ابھی شاہزادہ پنجاب میں داخل نہیں ہوا تھا کہ بادشاہ مر گیا اور سلطان محمود شاہ ۹۷۹ء میں تخت نشین ہوا اس نے اور فوج سیکھا گھکڑ کی سرکوبی کو بھیجی اور آپس میں سخت لڑائی ہوئی اور سیکھا شکست کھا کر جموں کو بھاگ گیا انہیں آیام میں شہزادہ پیر محمد بن امیر تیمور نے ملتان لے لیا اور خود امیر تیمور پنجاب کے دہن کوہ سے گزر کر دہلی پر و خیل ہو گیا ایسے وقت میں کہ دہلی کی بادشاہت میں کمال برج واقع ہو گیا تھا سیکھا گھکڑ پھر کوہ جموں سے اتر کر لاہور پہنچا اور و خیل ہو کر حکومت کرنے لگا جب امیر تیمور دہلی سے واپس آیا اور کوہ جموں پر تھیم ہو کر سلطان سکندر بت شکن بادشاہ کشمیر کو خلعت دیا تو رعایا پنجاب نے سیکھا کے قتل و تاراج کا استغاثہ امیر کے حضور میں کیا امیر

یہ حال سن کر کمال غضب میں آیا اور دس ہزار فوج جارسیکھ لاکر متصل  
کے لئے روانہ کی وہ فوج لاہور پہنچی چنانکہ لاہور کی رعایا سب کہہ مائے ظلم و تعدی  
سے نجات تنگ تھی سب امیری فوج کی امداد کو مستعد ہو گئی اور سیکھا مال لڑائی  
میں دیا۔

## اکھوانِ صدمہ

یہ صدمہ سلطان مبارک شاہ بن خضر خان کے عہد میں شہ لاہور پر گزرا  
جو ہر ایک صدمہ سے بڑا تھا کیا جاتا ہے تشریح اس واقعہ ہیلہ کی یہ ہے کہ  
جب امیر تیمور صاحب قرآن گورگان بعد قتل سیکھا گھکڑ کے ہند سے واپس  
گیا اور ہند کی سلطنت بطور نیابت خضر خان کے حوالے کی تو خضر خان کی  
زندگی تک گھکڑوں کو پھر جرات نہ ہوئی مگر جب ششہ ہجری میں خضر خان  
مر گیا اور مبارک شاہ دہلی کے تخت پر بیٹھا ملک میں پھر ماضی کا وہ فساد  
پیدا ہوا جسے ہمیں ہجرت سیکھا گھکڑ کے بھائی نے بھی پنجاب میں خود دیکھا کیا  
بہت سی فوج لیکر لاہور پر حملہ آور ہوا اس دشمنی سے کہ شہر والوں نے  
اُسکے بھائی سیکھا کو امیر تیمور کی فوج کے ہاتھ سے قتل کر دیا تھا بکمال  
غضب و غصہ شہر کا محاصرہ نہایت سختی کے ساتھ کیا بادشاہی ناظم  
نے لڑائی میں شکست کھائی اور بھاگ گیا مگر شہر والے لڑتے رہے دو ماہ کے  
بعد شہر فتح ہوا اور قتل و غارت شروع کی ہزاروں لوگ مارے گئے محلہ علم  
کشتون کے پشے لاک گئے بڑی بڑی عمارتیں جلائی اور گرائی گئیں شہر  
ویران ہو گیا یہ شورشیں سکریاد شاہ نے سلطان شاہ لودھی حاکم سرہند کو  
نہایت تاکید حکم بھیجا کہ اپنی فوج لیکر شہ کو پنجاب سے نکال دیوے مگر

پیغام پہنچا سکھوں نے جواب دیا کہ اگر کریم داد خان پچاس ہزار روپیہ نقد خالص ہی کو کڑاہ پر شاذ کے واسطے دیدیوے تو خالصہ جی نذرانہ لیکر چلے گا چنانچہ بعد جواب و سوال میں ہزار روپیہ مقرر ہوا اور سکھ میں ہزار روپیہ نقد لیکر واپس چلے گئے دو ماہ کے بعد جب احمد شاہ مرہٹوں پر کامل فتح پا کر لاہور آیا تو شہر کی ایسی حالت دیکھ کر مارے غضب کے اُل ہو گیا اور سکھوں کی گرفتاری کو چاروں طرف فوج بھیجی مگر کوئی نظر نہ آیا سب جنگلوں میں روپوش ہو گئے آخر وہ غصہ کریم داد خان پر نکالا کہ اس نے کیوں میں ہزار روپیہ سکھوں کو دیا اور اسکو قید کر کے کابل کو بھیج دیا اور خواجہ عبید خان ایکشا ہی امیر کو لاہور کی حکومت دیکر کابل کو چلا گیا ۔

### تیسرا حصہ

خواجہ عبید خان کی تقریری کے بعد جب بادشاہ کابل کو گیا تو سکھی فوجیں پھر جا بجا پھرنے لگیں چونکہ صوبہ لاہور کے پاس فوج بہت کم تھی اس باب میں اس نے بادشاہ کی خدمت میں درخواست کی اور بادشاہ نے کابل سے ایک امیر نور الدین خان نام جنگی فوج کے ساتھ لاہور کو روانہ کیا جب وہ سردار چناب سے اُتر اچڑت سنگھ سکر چکیہ سکھوں کی بڑے اجتماع کے ساتھ اُسکے مقابل ہوا جب یہ خبر لاہور پہنچی خواجہ عبید خان اپنی فوج کے ساتھ نور الدین خان کی امداد کو گیا اور جنگ میں شکست کھائی نور الدین خان تو پھاگ کر جموں چلا گیا اور خواجہ عبید خان میدان میں کام آیا اُسکے مارے جانے کے بعد کابلی مل نائب صوبہ نے صوبے کا کام اپنے ہاتھ میں لیا اُسکے

وقت پھر سکھوں کی فوجوں نے اگر لاہور کو گھیر لیا اور کابلی مل کو کہلا  
 بھیجا کہ قضا بان کاؤگش کو جتلا لاہور میں بین بھکودیدو یا قتل کرو و  
 ورنہ ہم شہر کو لوٹ لینگے کابلی مل اس میں متامل ہوا آخر جب سکھ  
 دہلی دروازے کو توڑ کر شہر میں داخل ہوئے اور شہر لٹنے لگا تو کابلی  
 نے سکھوں کا کہنا مانا اور چند قصابوں کے ناک کان کاٹ کر شہر سے  
 نکال دیا اور بڑی رقم نذرانہ کی دیکر سکھوں کو شہر سے نکالا ایسی  
 ایسی خبریں سنکر احمد شاہ پھر غضب میں بھرا ہوا آیا اسکے آتے ہی  
 سکھ جنگلوں میں ایسے نکل گئے کہ گویا سکھ پنجاب میں کبھی نہ تھے چاروں  
 طرف فوجیں مامور ہوئیں اور افغانوں نے لنگے مسکن و مکان دھو ڈھک  
 سرانے لگائے مگر کوئی سکھ دستیاب نہوا پندرہ روز بادشاہ شہر میں رہا  
 آخر واپس چلے یا کابلی مل بھی بادشاہ کے ہمراہ چناب تک گیا بادشاہ  
 کے شہر سے قدم باہر رکھتے ہی سکھ آ موجود ہوئے اور شورش برپا ہوئی کہ  
 کابلی مل کو پھر لاہور آنا مشکل ہو گیا اور نہ آسکا اسکے پیچھے مسلمان  
 لہنا سنگہ و گوجر سنگہ و سو پھانگہ تین سکھ سردار لاہور پر چڑھ آئے  
 شہر والوں نے بعد لینے قول و قسم اس بات کے کہ شہر لوٹا نہیں جائیگا  
 بلکہ رعایا کی حفاظت ہوگی شہر کا دروازہ کھول دیا سکھوں نے شہر  
 میں جاتے ہی غارت شروع کی جینک تھک نہ گئے باز نہ آئے شہر کو لوٹ کر  
 قینوں نے شہر کے تین حصے کر لئے اور اپنے اپنے حصے میں حاکم بن بیٹھے  
 مدت مدید تک یہ انتظام رہا اور لاہور کی رعایا انکی ظالمانہ حکومت کی  
 بلا میں مبتلا رہی انکے وقت اندرونی شہر بھی ایک حصہ آباد تھا اور  
 دو حصے ویران باہر کی آبادیاں تو جگر خالستر ہو چکی تھیں آخر جب

مہاراجہ رنجیت سنگھ کا زمانہ آیا تو گویا شہر کے بخت جا گئے اور آبادی  
 ہونے لگی رفتہ رفتہ اندرونی شہر سب آباد ہو گیا بڑی بڑی حویلیاں  
 امراء عظام کی تعمیر ہوئیں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بھی اسکی آبادی میں  
 بہت کوشش کی دوسرے دروازے بنوائے خندق کھدوائی دھول کوٹ  
 تعمیر کیا فصیل کی مرمت کی غیر آباد محلوں کی آبادی کا حکم دیا مہاراجہ  
 کی وفات تک یہ شہر روز بروز آباد ہوتا گیا۔ مگر اُسکے مرنے کے بعد  
 البتہ خفیف صدمے خود سکھی فوج کے ہاتھ شہر کو پہنچے ایک تو اس  
 روز حیدر شاہ مہاراجہ شیر سنگھ بخلاف رانی چند کٹورہ سرداران سندھ کو  
 بارادہ سندھ شیبہ لاہور آیا اور شام کے بعد دہلی دروازے سے معہ  
 فوج داخل شہر ہوا تو سکھوں نے دہلی دروازے سے قلعہ دو طرفہ بازار  
 لوٹ لیا چہتہ بازار میں چنانچہ بکتی بین آگ لگادی اور آٹھ  
 روز تک سکھوں نے منشیوں کو لوٹا اس عداوت سے کہ یہ منشی  
 دفتر میں نوکر ہو کر ہماری تنخواہ میں سے کاٹ قصور کرتے ہیں اچھے اچھے  
 عورت دار منشی ملا زمان دفتر ملکی و فوجی لٹ گئی بلکہ بہت سے مولوی  
 طان اس جرم میں غارت ہوئے کہ یہ لوگ منشیوں کو پھپھاتے ہیں سکھان  
 فوج کو چہ منشیوں اور مولویوں کے گھروں کو تلاش کر کے لوٹتے  
 رہے دوسرا صدمہ مہاراجہ شیر سنگھ کے قتل کے وقت ظہور میں آیا  
 اور سکھوں کی فوج جب راجہ پیر سنگھ کے ساتھ قلعہ کے محاصرے  
 کے لئے داخل شہر ہوئے تو وہ بھی قلعہ تک بازو نہ کو لوٹتے گئے رہ جانے  
 کو چہ بنڈیاں بند کر لیں جس سے شہر پر حسب و نحوہ ہاتھ فوج کا نہ پڑا  
 جب قلعہ فتح ہوا اور سرداران سندھ ہانوا لیے مارے گئے اور فوج قلعہ

بین داخل ہوئے تو اپنے مالک کے خزانہ پر ہاتھ صفا کئے لاکھوں روپے  
 کا پیشینہ و جواہرات و ظروف نقری و طلائی و نقد و جنس تو شیعانہ  
 توڑ کر لوٹا پھر جسروز راجہ میر اسنگہ لاہور سے جموں خلاف مرضی فیج کے  
 بھاگا اور سکھوں نے تعاقب کر کے ہسکو قتل کیا تو جسقدر جواہرات  
 بیش قیمت و اشرفی وغیرہ مال جو ہاتھیوں پر لاؤ کر میر اسنگہ جموں  
 لیجلا تھا سب سکھوں نے لوٹا ۛ

### صورت موجودہ شہر لاہور

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی چل سالہ مدت عملداری میں یہ شہر لاہور بخوبی  
 آباد ہو چکا تھا بیرونی کھنڈرات کی اکثر زمینوں میں امرے دربار مہاراجہ  
 نے بڑے بڑے باغ بنوائے تھے تو بھی بہت سی زمین ماہموار و خراب پڑی  
 ہوئی تھی جہاں پہلے بیرونی آبادیان آباد تھیں اور خشت فروشان  
 شہر نے انکی دیواروں کی بنیادوں کی اینٹیں نکال کر خاک بدستور  
 چھوڑ دیے تھے۔ ہر چند چالیس سال تک بیرونی آبادیوں کی بنیادیں  
 سکھی عہد میں کھودی گئیں اور میں برس تک انگریزی عہد میں کھودی  
 رہیں مگر اینٹیں ختم نہ ہوئیں آخر صاحبان انگریز نے بڑے بڑے نکال بند کر  
 حکم دیدیا کہ کوئی شخص زمین سے اینٹ نہ نکالے کشمیر کے ملک سے  
 جو آفت زدہ کشمیری آئے وہ لاہور میں اگر اینٹوں کے کھودنے اور  
 بیچنے میں مشغول ہو کے لکھ پتی بن گئے اکثر اینٹیں کھودنے کے وقت  
 انکو دینے بھی حاصل ہوتے رہے انگریزی عہد میں یہی شہر دارالحکومت  
 پنجاب کا قرار پایا بلکہ دہلی اس صوبہ کے ماتحت ہو گئی بعد القراض  
 سلطنت سکھی کے جب صاحبان انگریز پنجاب کے مالک ہوئے تو سب



پہلے چھاؤنی فوج کی انارکلی کے مقام پر مقرر ہوئی بہت سی پختہ بارگین اور کوٹھیاں تعمیر ہو کر فوج کو رکھا گیا اور ایک پختہ بازار صدر بازار انارکلی کے نام سے موسوم ہو کر آباد ہوا یہ بازار طول میں گہاری و دروازے سے لیکر دتورہ صاحب کے پیرائے بازار تک قریب ایک میل کے ہوگا شرق و غرب دونوں طرف بازار کے باوجود دوکانیں اور انکے ادیرشتگان میں تعمیر ہوئیں بڑی بڑی بارگین اور کوٹھیاں بنائی گئیں بہت سے محلے بازار کے دو طرفہ آباد ہوئے سرکاری مکانات عجائب گاہ وغیرہ اسی بازار کے اندر بنوائے گئے اس بازار کی آبادی ابتدا سے آج تک بڑھتی چلی جاتی ہے گویا شہر کے باہر دوسرا شہر آباد ہو گیا ہے بڑے سوداگروں کی کوٹھیاں اور تاجروں کی دوکانیں اس میں کھلی رہتی ہیں لاکھوں روپے کا بیوپار ہوتا ہے باوجودیکہ فوج کی چھاؤنی اس جگہ سے اٹھائی گئی ہے تو بھی شہر کے قریب کے سبب سے اس بازار کی آبادی روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ دوسری آبادی چھاؤنی میانمیر کی انگریزی عہد میں ظہور میں آئی اسلئے کہ انارکلی کا میدان سرکاری فوج کے قیام کے لئے مکتفی نہ تھا بنظر وسعت زمین کے میانمیر کے میدان میں چھاؤنی کی بنا ڈالی گئی اس موقع پر بھی ایک عالیشان بازار تعمیر ہوا ہے جسکو صدر بازار میانمیر کہتے ہیں اور فوج کے رہنے کے لئے بڑی بڑی عالیشان بارگین بنائی گئیں لاکھوں روپے کی لاگت کی بیشمار کوٹھیاں صاحبان عالیشان کے قیام کے لئے تجویز ہوئیں چند سال میں اسکی خوبی اس ترقی پر آئی کہ وہ تمام خطہ غیرت خلد برین ہو گیا میانمیر کی چھاؤنی کی آبادی کو سون میں پھیلی ہوئی ہے اور سران فوج کی مقطع کوٹھیاں اور حکام کے

بنگلے ایسے عمدہ بنے ہوئے ہیں کہ دیکھ کر انسان کا دل خوش ہو جاتا ہے۔  
 اسکے علاوہ انارکلی سے چکر میاں میر کی چھاؤنی کی انتہا تک اور موضع منگ  
 و گڈھی شاہو قلعہ گو جہر سنگہ کے چاروں طرف اتنی کوٹھیاں اور یا شجر  
 تعمیر ہوئے ہیں جو شمار کے اندازے سے باہر ہیں اور آبادی حال کی  
 سابق آبادیوں سے دو چند بڑھ گئی ہے شہر کے باہر کوسوں تک  
 آبادی نظر آتی ہے شہر لاہور کی زیادہ ترقی کا باعث فی زمانہ محکمہ ریل  
 ہے اور صاحبان ریل کی بیشمار کوٹھیاں اور عالیشان سٹیشن ریلوے  
 نے آبادی کی زیب و زینت دو چند کر دی ہے فی الحقیقت ایسا عالیشان  
 سٹیشن جیسا لاہور کا ہے کہیں نہیں بنایا گیا لاہور کے دہلی دروازے  
 کے باہر ہر دروازے سے زیادہ رونق و آبادی ہے جس کا بانی سبانی  
 محمد سلطان ٹھیکہ دار مرحوم تھا اس نے زر کثیر خرچ کر کے ایسی عالیشان  
 و عمدہ وسیع سرائے پختہ تعمیر کی جنہیں ہزار ہا مسافر ملکوں کے آئے  
 ہوئے ہر روز آرام پاتے ہیں سرائے کے باہر شمال کی سمت ایک پختہ  
 جدید بازار جسکو لنڈا بازار کہتے ہیں ایسا قطع آباد کیا جس سے سرائے  
 کی زینت و وجدان ہو گئی بازار کی دونوں سمت پختہ دوکانیں بنوائیں  
 ہر ایک دوکان آگے پختہ و ماڈرن تعمیر کئے اس سرائے و بازار کے  
 ساتھ ملا ہوا سٹیشن ریلوے ہے جو وقتہ بلکہ ہر وقتہ مسافر جن کی  
 آمد و رفت کے سبب اس سرائے و بازار میں ہمیشہ رونق رہتی  
 ہے خرید و فروخت کا بازار گرم رہتا ہے شاہ عالمی دروازے کے  
 باہر دیوان رتن چند کی سرائے اور تالاب نہایت عمدہ موقع پر بنا ہے  
 ہر ایک قسم کے اناج اور گھی اور تیل کی منڈی وہاں لگتی ہے اور

دور دور کے سودا گرو بیوپاری وہاں اگر قیام کرتے اور مال بیچتے ہیں  
 تالاب ہر وقت پر آب رہتا ہے شہر سے غسل کرنے کے لئے ہزاروں  
 زن و مرد وہاں آتے ہیں۔ بھائی دروازے کے باہر ایک عالیشان  
 سرے اور عمدہ کوٹھی ہے میلارام ٹہیکہ دہلے بنوائی ہی جو نہایت منقطع  
 و عالیشان عمارت ہے کوٹھی میں تو میلارام خود رہتا ہے اور سرے  
 میں لکڑی وغیرہ سامان پڑا رہتا ہے مسافروں کی آمد و رفت بسبب  
 اسکے کہ وہ سرے سٹیشن ریلوے سے بہت دور اور شہر کے جنوب  
 مغربی گوشہ پر ہے اس میں نہیں ہے سکھوں کے وقت شہر لاہور نہایت  
 گندہ تھا ہر ایک کوچہ و محلوں کے بازاروں میں کوڑیوں اور میلے کے  
 انبار پڑے رہتے تھے سینکڑوں مردہ چانوروں کی لاشیں گھٹی اور  
 سرتی رہتی تھیں بازار کی نالیاں بیچ میں تھیں جس سے کیچڑ بہت  
 رہتی تھی بازاروں اور کوچوں کی صفائی کبھی نہیں ہوتی تھی نہ کوئی  
 محکمہ صفائی مقرر تھا اور نہ بدبو مین صاف کی جاتی تھیں تمام سال  
 کی گند بلا بارش کا پانی بھا کر لیجاتا تھا چونکہ بازاروں میں گھوڑے  
 ہاتھی امراؤ کی ساریوں کے بکثرت چلتے تھے انکے سم جب موریوں  
 میں پڑتے تھے اتنی چھٹیپیں اڑتی تھیں کہ لوگوں کے کپڑے رنگین  
 ہو جاتے تھے۔ انگریزی عہد میں شہر کی غلاطت پاک ہوئی بازاروں کی  
 درمیانی موریان موقوف ہوئیں ماہی پشت فرش باندرھے گئے بازار  
 کی زمین جو دوکانوں کے چھتروں کے نیچے دبے ہوئے تھے چھڑائے  
 گئے چوبی چھپر بنوائے گئے کوڑیاں اٹھوائی گئیں ہر ایک طرح کی صفائی  
 و درستی عمل میں آئی محکمہ صفائی مقرر ہوا دو وقتہ بازار صاف ہو کر چھڑکاؤ

ہونے لگا یہ درستی شہر کی پہلے پہل شہر میں بچہ تہارن ہل حساب  
 ہسٹنٹ کمشنر کے ہوئی پھر شہر میں کوچہ و بازاروں کے فرش  
 دیوان بیجا تھ تحصیلدار کی ماتحت درست کرائے گئے اب بعد اچھے  
 نلکہ ہاے پانی کے بازاروں کے خشتی فرش اکھر وائے گئے مین اور  
 سڑکوں پر کنکر کوٹوا گیا ہے موریاں بھی دو طرفہ پختہ بنوائی گئی ہیں۔  
 چونکہ ڈاکٹروں کی رہے مین شہر کے چاہات کا پانی رعایا کے لئے صحت  
 بخش نہ تھا سرکار فیضدار کی یہ سچو سچو ہوئی کہ صحت بخش عمدہ پانی شہر  
 مین بذریعہ نلکے کے پہنچایا جائے چنانچہ پریڈ کے میدان مین کنوئین  
 کھدوائے گئے اور ایک عالیشان پختہ تالاب بازار لڈگا منڈی  
 مین مسقف بنوایا گیا اور شہر کے تمام بازار ایک سمت سے سیدھے  
 کر کے زمین کے اندر نلکے آہنی دابے گئے۔ جب تمام شہر مین یہ کارروائی  
 ہو چکی تو تالاب مین پانی چھوڑا گیا مگر سب اسکے کہ تالاب کی بنیاد مین  
 کنکر پٹ بہت ہی کم کٹوایا گیا تھا پانی فی الفور بنیادوں مین گھس گیا  
 اور تالاب کی سنگین و مضبوط عمارت ایک گھنٹہ مین پاش پاش  
 ہو گئی اور زر کثیر جو تالاب کی عمارت پر خرچ ہوا تھا ضائع ہو گیا اسی  
 روز سے تالاب کا اجرا موقوف ہوا اور ملکوں کے ذریعہ سے شہر  
 مین پانی آنے لگا اس کارروائی مین شہر کے اکثر مکانات منہدم ہو گئے  
 یہ کچھ تو برسات کے موسم مین کہ جس جس سڑک پر زمین کھود کر نلکے کا رے  
 گئے تھے وہ زمین مین کوئی نہیں گئی تھیں پوری زمین مین برسات کا  
 پانی غرق ہو کر بہت سے مکانات گرے علاوہ اسکے جس قدر آہنی  
 نلکے زمین کے اندر پہٹ گئے ان سے پانی نکل کر مکانات کی بنیادوں کے اندر

چلا گیا اور مکانات کو گرا دیا اگرچہ نقصان شہر کا بہت سا ہوا مگر سرکار نے براہ  
مدلت معاوضہ ہر ایک نقصان کا رعایا کو پورا پورا دیا پہلے جب قدر زمین کو گونگی  
مکانات کی گئی تو معاوضہ زمین اور عمارات کا حسبِ نحو اہر رعایا کو دیا گیا جس  
کوئی ناراض نہوا پھر جب قدر نقصان بسبب غرق ہونے پانی نلکہ اور برسات کے  
ظہور میں آیا اس نقصان کا عوض ہی وام وام ادا کیا۔ اب گورنمنٹ سے حکم ہو گیا  
ہجر کہ تالاب دوبارہ تعمیر ہو اس حکام کے ساتھ کہ کبھی پانی کا صدمہ نہ پہنچے  
چنانچہ بن رہا ہے اس موقع پر کہ جہاں تالاب پانی کا خزانہ بنایا گیا ہے سابق  
کنجان آبادی شہر لاہور کی تھی سرکار نے بسبب اس کے کہ یہ جگہ تمام شہر کی زمین سے  
بلند تھی تالاب کے لئے پسند فرمائی اور مالکان مکانات کو پوری پوری قیمت دیکر  
مکانات گروا دیئے اور صاف میدان بنا کر تالاب کی عمارت شروع کی یہ

### مدارس کا ذکر

سکھون کے عہد میں کوئی سرکاری مدرسہ شہر لاہور میں جاری نہ تھا صرف علما  
لوگوں کے مدارس جاری تھے بڑا مدرسہ خلیفہ غلام رسول و غلام المد کامور  
طوائف کی مسجد میں جاری تھا جمین ہزاروں ہندو مسلمان تعلیم پاتے تھے  
اس مدرسہ میں ہر ایک علم فارسی عربی صرف نحو منطق معانی حدیث تفسیر کی  
تعلیم ملتی تھی اور صاحب مدرسہ کا ادب تمام پنجاب کے لوگ کرتے تھے دوسرا  
مدرسہ مسجد نور ایمان والی میں مولوی جان محمد پڑھاتے تھے یہ مدرسہ تعلیم  
دینی کے پڑھانے میں ضرب النشل تھا اور مولوی جان محمد ایک بزرگ سہرا مد علماء شہر  
تیسرا مدرسہ مسجد خرم بیان میں چوتھا فقیر عزیز الدین و نور الدین مرحوم کے فقیر  
میں جاری تھا یہ چار مدرسے تو بڑے مشہور تھے ان کے علاوہ اور بھی طلباء ہندو  
ہر ایک مسجد میں لڑکوں کو پڑھاتے تھے مسلمانوں کی تعلیم میں سب سے اول قرآن

پڑھایا جاتا تھا پھر فارسی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں خام سی تعلیم ہوا کرتی تھی سرکار  
 انگریزی نے وہ سب نقص دور کر دیئے جا بجا سرکاری مدرسے جاری کئے  
 گورنمنٹ کالج ایک ایسا مدرسہ جاری ہوا جیسے ہزار طالب علم تحصیل  
 کے رتبہ پر پہنچ گئے اس کالج کی شاخیں شہر کے مختلف و متفرق محلوں میں  
 قائم ہیں ابتدائی طالب علم اول بیچون میں تعلیم پاتے ہیں جب کالج کے  
 داخل ہونے کے لائق ہو جاتے ہیں تو وہاں بھیجے جاتے ہیں گورنمنٹ کالج  
 میں مذہبی تعلیم نہیں دی جاتی علوم مروجہ پڑھائے جاتے ہیں اس سبب  
 ہندو مسلمان دونوں فریق اپنے آپ کو ان کے اندیشہ کالج میں داخل کر دیتے ہیں  
 دوم مدرسہ یونیورسٹی کالج لاہور اسمیں علوم مشرقی کی تعلیم ہوتی ہے  
 اور مشرقی زبانیں عربی فارسی سنسکرت پشتو وغیرہ سکھلائی جاتی ہیں نظم و  
 ریاضی طب ہندی گورکھی پڑھائی جاتی ہیں سیرست بلکہ بانی مانی اس کالج  
 کے جی ڈبلیو ڈاکٹر لیسٹر صاحب پرنسپل اور فیل کالج میں جنکی دلی توجہ  
 اور سرگرمی سے یہ کالج قائم ہوا اور آئندہ روز بروز ترقی ہی بڑھتی ہے مولوی فار  
 اجل عالم متحر اسمیں لازم ہیں بابو نو بین چندر کے سپرنٹنڈنٹ تعلیم تراجہ  
 ایسے لائق و فاضل شخص ہیں کہ اپنی کام میں تانی نہیں رکھتے پٹنٹ گورنمنٹ  
 و پٹنٹ رکھی کیشن و نو پٹنٹ اپنی علم و فضل میں طاق و یگانہ آفاق ہیں  
 عربی میں مولوی فیض الحسن قاضی طفر الدین و حافظ عبد العزیز طلبا کو پڑھاتے  
 ہیں فارسی میں مولوی عبد الحکیم و محمد الدین و شاہ چمن خدیت مفوضہ ادا  
 کرتے ہیں ریاضی میں سید احمد محمد حسین اسٹنٹ پروفیسر اردو میں مولوی  
 غلام مصطفیٰ ہندی ریاضی میں بہائی گورکھ سنگھ اسٹنٹ پروفیسر گورکھی  
 بہائی ہر سانسگہ و جوگی شونا تہہ مقرر ہیں اور مختلف علوم و فنون میں

چند اُسٹاویگانہ زمانہ کام کرتے ہیں۔ چنانچہ عاوم طبی سین ڈاکٹر امیر شاہ  
 سسٹنٹ سرجن اور انجینئرنگ میں لاگنگارام سسٹنٹ انجینئر ہندی وید  
 مین پنڈت جبار و مہن طب یونانی میں مولوی غلام مصطفیٰ پشتو مین میر  
 عبدالمد علی ہذا القیاس ہندو قانون یعنی شاستری کی تعلیم متعلق پنڈت  
 گور پرشاد اور مسلمان شرعیہ مسائل کے متعلق مولوی عبدالحکیم کی ہے اور  
 انگریزی سرکاری قانون کا لیکچر سنانا اور طلباء کو قانونی تعلیم دینا مولوی مسطور  
 مشر پارکر صاحب جو ڈیشیل سسٹنٹ کی ہے۔ یہ یوم نارمل سکول یہ  
 مدرسہ ہی لاہور کے عمدہ مدارس میں سے ہے تعلیم المصلحین ہی اسکے کہنے  
 ہیں اس مدرسہ میں وہ معلم تعلیم پاتے ہیں جو شہر کے باہر بڑے بڑے دیہات  
 و قصبوں و تحصیل مدارس میں پڑھاتے ہیں علوم مروجہ کی تعلیم انکو بخوبی  
 و بجائی ہو جب پاس کر لیتے ہیں تو پھر مدارس میں بھیجے جاتے ہیں تعلیم کے  
 زمانہ میں انکو وظیفہ ملتا رہتا ہے چارہم مدرسہ مشن سکول لاہور یہ پادریوں  
 کا مدرسہ ہے اس میں انگریزی و فارسی و عبرت کی تعلیم ملتی ہے پریل میں انجیل  
 ہی پڑھائی جاتی ہے طالب علموں کو وعظ عیسائی مذہب کی ترغیب کے لئے  
 سنایا جاتا ہے عیسے مسیح کی مدحیہ غزلیں لڑکوں کو یاد کرائی جاتی ہیں جنکو وہ  
 خوش آواز کے ساتھ پڑھتے ہیں اس مدرسہ کی شاخیں ہی شہر میں بہت ہیں  
 ابتدائی تعلیم برنچوں میں یا کر لڑکے بڑے مدرسہ میں آتے ہیں ان مدارس کے  
 بغیر زمانہ مدارس ہی شہر میں جہاں لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں ۔

### لاہور کے چھاپے خانے

اس شہر میں اب چھاپے خانے بکثرت ہیں پہلے سکھوں کیہ وقت کوئی چھاپہ کے  
 نام سے ہی واقف نہ تھا سب کتابیں قلمی تاجران کتب فروخت کرتے تھے بڑا تاجر

لاہور میں محمد بخش صحاف تھا اور اسکے ہاں بہت سے کاتب کتابین لکھنے کے لئے موجود رہتے تھے ہزاروں روپے کی تجارت ہوتی تھی چوٹی چوٹی سوداگر بھی بہت جب انگریزی زمانہ آیا اس کے پہلے لاہور میں مطبع کوہ نور ششہ میں منشی ہر سکھر نے جاری کیا ایک اخبار بھی ہفتہ وار اسی نام کا شائع کیا جب انگریزی اخبار کے علاوہ ایک سالہ قانونی گنج شایگان نام بھی مہینے میں دو بار اس مطبع سے نکلتا تھا ایک مطبع کا نہایت لائق باختر منتظم آدمی ہے جس کے حسن انتظام سے ایک مطبع کی وہی رونق چلی جاتی ہے۔ دوم پنجابی مطبع اس مطبع کا مالک منشی محمد عظیم ہے اور ایک چھ ہفتہ وار اخبار کا جس کا نام پنجابی اخبار ہے اس مطبع سے نکلتا ہے۔ سیوم مطبع انجمن یہ مطبع ممبران انجمن کی منظوری سے جاری ہے اور سرپرست جی ڈبلیو ڈاکٹر لیٹرن صاحب بہادر ہیں یہ چھ انجمن اخبار ہفتہ وار اس مطبع سے نکلتا ہے چوتھے مطبع آفتاب پنجاب اس مطبع کا مالک دیوان بٹماسنگ ہے اور اسی نام کا ایک اخبار میرے روز نکلتا ہے اس اخبار کا ایڈیٹر مولوی فقیر محمد ایک لائق شخص ہے۔ پانچویں مطبع متر بلاس اس کا مالک پنڈت بال کند ایک سادہ لوح آدمی ہے لکھ پڑھ نہیں سکتا مگر اسکے رکھے ہوئے شایا ہیں جو ایک اخبار چوتھے روز نکالتے ہیں جس کا نام اخبار عام ہے یہیہ اخبار بھی اسکو کہتے ہیں اس اخبار کے مضامین نہایت عمدہ ہوتے ہیں جس سے عام کو فائدہ پہنچتا ہے چھٹے مطبع سیفی اس سے اخبار ہر ہفتہ نکلتا ہے اور مالک سید نادر علی شاہ سیفی ہے۔ ساتویں مطبع لاہور پنچ اس سے بھی اسی نام کا اخبار جاری ہے۔ آٹھویں مطبع دہلی پنچ اخبار دہلی پنچ اس کے بابت تمام فضل الدین مالک کے جاری ہیں ان اخبار کے علاوہ اور بہتی رسالے مثلاً حافظ صحت و تکمیل الحکمت لاہور میں ماہوار ہیں



جاری ہیں نوین لاہور کے نامی مطابعون میں سے ایک مطبع و کوٹریا پریس لاہور ہے اس مطبع کو منشی عزیز الدین نے قائم کیا تھا وہ ۱۲۹۱ھ مسیحی میں مر گیا اب منشی چراغ الدین اسکا بھائی مالک ہے۔ فارسی انگریزی چھاپے کا کام بکثرت ہوتا ہے دسویں مطبع مصطفائی اس مطبع کا مالک میر الدین کے زئی تھا جو اسی سال میں مر گیا ہے اسکے بعد سہی ہیرا اسکا بھانجا مطبع کا کام انجام دیتا ہے گیارہویں مطبع قانونی لاہور اس مطبع میں قانونی کتابیں چھپتی ہیں اور ایک پندرہ روزہ رسالہ مخزن القوانين جاری ہوتا ہے اسکا مالک پنڈت سوچ بہان پلیڈر تھا وہ مر گیا تو اسکے وارثوں کے اہتمام میں کام جاری ہے ان مطابع کے بغیر اور فارسی مطبعے مثل مطبع گلشن رشید و مطبع محمدی و قادری و مفید عام وغیرہ۔ لاہور میں بہت میں جنکی تشریح و تفصیل سے طوالت ہوتی ہے بڑا مطبع محکمہ جناب ڈاکٹر صاحب بہادر کا ہے جہاں طالب علموں کی پڑھنے کی کتابیں فارسی بکثرت چھپتی ہیں اور ایک پرچہ گورنمنٹ گزٹ فارسی نکلنا انگریزی چھاپہ خانوں میں بڑا مطبع سرکاری ہے جس سے انگریزی پنجاب گزٹ شائع ہوتا ہے ایک شاخ اس مطبع کی صاحب چیف انجنیر بہادر کے دفتر کے متعلق ہے اور دوسری سنٹرل جیل کے متعلق دوسرا مطبع سول ملٹری یہ مطبع ہی لاہور کے بڑے مطابع میں سے ہے اخبار سول ملٹری گزٹ روزانہ اس سے شائع ہوتا ہے ان کے بغیر اور مطابع بھی مثل مطبع بال صاحب سوداگر وغیرہ لاہور میں جاری ہیں \*

### کتاب فروشی کی تجارت کا ذکر

سکھوں کی وقت چھاپے کی کوئی کتاب ہندوستان سے پنجاب میں نہیں آتی تھی قلمی کتابیں کاتب لوگ لکھ کر فروخت کرتے تھے عام تجارت کتاب کی وزیر خان کی مسجد گنبد بیرونی کے دوکاندار کیا کرتے تھے وہی لوگ جلد بندی کا کام کرتے اور وہی کتاب فروشی کا بڑا

کارخانہ میان محمد بخش صحاف کا تھا جسکے پاس پچیس تیس کاتب ملازم کتابیں لکھا کرتے تھے اسکے کارخانہ کی کتابیں تمام پنجاب میں جاتی تھیں بلکہ ایران و خراسان تک سوداگر خرید کر بیچتے تھے اب وہ کارخانہ برہم و ورہم ہو گیا ہے اور مولوی فضل الدین محمد بخش صحاف کا میاں سرکاری مطبع ڈاکٹر کٹری میں بعدہ سپرنٹنڈنٹ بنی نوکر ہے فی الحال بڑا ناجز کتب کا چراغ الدین ہے جسکی دوکان پر ہزاروں روپیہ کے کتابوں کی تجارت ہوتی ہے ایک ہزار روپیہ ماہوار کی کتاب وہ لکھنؤ مطبعہ نو لکھنؤ سے منگواتا ہے خود بھی چھپواتا ہے مطبع و کٹوریا پریس اسکے گھر کا مطبع ہے۔ وہ سرتاج فقیر اللہ قوم سادہ ہے اسکی دوکان بھی آجکل رونق پر ہے مسلمان دینی کتابیں شخص بہت چھپواتا اور فروخت کرتا ہے تیسرے الہی بخش کتاب فروشوں میں یہ شخص صاحب ثروت مشہور ہے یہ تین سوداگر کتب فروش لاہور میں بہت مشہور ہیں اور انکی دوکان کی کتابیں دور دور پشاور و ملتان و ڈیراجات و ہزارہ و دیگر علاقوں میں جاتی ہیں ان کے سوا اور دوکاندار بھی مثل کریم بخش و ملک میراجی الدین و گلاب سنگھ وغیرہ بہت ہیں اور سب ہاں کتابکی تجارت ہوتی ہے عمدہ اور معتبر کتابیں ہر ایک علم فروع و حصول و معقل و منقول حاصل لاہور میں کم قیمت میں اکثر دہلی و لکھنؤ بمبئی وغیرہ سے اگر فروخت کی جاتی ہیں ۔

### لاہور کی رعایا کا ذکر

لاہور کی قدیم رہنے والی ہندو قومیں ہیں ایک ہزار برس سے پہلے کوئی غیر مذہب کا آدمی اس شہر میں سکونت پذیر ہوا کئے ہندو کے نہ تھا سلطان محمود غزنوی کے فتوحات کے وقت مسلمانوں کا داخل شہر رہنوار فتح رفتہ کثرت ہو گئی اب عیسائی مذہب کے لوگ بھی بہت ہو گئی ہیں اور ہوتے جاتے ہیں ہندو اقوام میں سے برہمن کہتری اور ڈھراچوٹ پوربہ سکھ وغیرہ اکثر ہیں سب بڑے اعداد کہتری

کی ہر اور یہی قوم مالدار اور ساہوکار ہر ارورہ قوم کی دوات کہتریوں سے  
 دوسرے درجہ پر شمار کی جاتی ہے برہمن لوگ اگرچہ دولت مند کم ہیں مگر اکثر اپنے علوم  
 سنسکرت و شاستر و جویش وغیرہ میں صاحب کمال گئے جاتے ہیں ہندو  
 کا مذہب ہی قدیم برہمنی مذہب ہے مگر چند سال سے اور فریق آریہ و برہمن  
 بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ لاہور کی مسلمان رعایا سید قریشی مغل پٹھان شیخ  
 کہوچے پر اچھے گلے بڑی ساہو اور بہت سی توہین ہیں اور مذہب چار قسم  
 پر تقسیم ہے۔ اول اہل سنت و جماعت جنکو سنی کہتے ہیں یہ لوگ پیغمبر صاحب کے  
 چاروں خلیفوں کو بحق جانتے اور چار امام کے مذاہب کی تقلید کرنا انکا اصل  
 اصول ہے ایک حنفی مذہب انکا امام اعظم کوئی ہے دوم مالکی انکا پیشوا امام مالک سے  
 سیوم شافعی انکا مقتدا امام شافعی ہے چہارم جنبی انکا امام احمد بن حنبل ہے مگر  
 لاہور خاص میں غنیہ مذہب کے سنی بکثرت ہیں دوسرا مذہب شیعہ امامیہ ہے  
 یہ لوگ سنیوں کے برخلاف پیغمبر صاحب کے ایک خلیفہ علی کو مانتے ہیں اور ان کی  
 شکایت کرتے ہیں محرم کے عشرہ میں امام حسین بن علی کی شہادت کے غم میں  
 بہت ماتم کرتے اور تعزیر بناتے وائل نکالتے ہیں بارہ امام کو مانتے ہیں۔  
 سنیوں کے چار امام کے محقق نہیں ہیں تیسرا مذہب دیوبند یا یہ نجدیہ ان کے  
 عقاید سنی شیعہ دونوں کے برخلاف ہیں کسی امام کی تقلید نہیں کرتے پیغمبر کی  
 حدیث سے غرض رکھتے ہیں اپنے آپکو موصوفہ کہتے ہیں یعنی ایب خدا کو ماننے والے  
 چوتھا مذہب صوفیہ یہ لوگ کسی سے عداوت نہیں رکھتے چار امام سنیوں اور  
 بارہ امام شیعہ سے باعقاد پیش آتے ہیں خدا کی عبادت کرنا اور سبکی محبت  
 میں مجرب ہونا ان کا کام ہے یہ لوگ اکثر سماع سنتے ہیں شہور فرقہ ان کے یہ ہیں  
 قادریہ - چشتیہ - سہروردیہ - نقشبندیہ - مجددیہ - شطاریہ - نوناباہ وغیرہ

ہین بہہ فرقہ صلح کل و بے تعصب کہلاتا ہے +  
**لاہور کے اہل حرفہ و کسب کا ذکر**

لاہور میں صنّاع و اہل حرفہ اچھے اچھے صاحب کمال ہین عمدہ عمدہ کام کرتے  
 ہین آہنگر و نجار ایسا ایسا عمدہ کام کرتے ہین کہ ولایتی کام کا نمونہ بن جاتا ہے  
 سکھوں کی وقت میں اگرچہ بد وقتین و دلواریں اور توپ میں عمدہ ہتی تہین نہ کہاں  
 ہی بے مثل کام بناتے تھے مگر وہ سب کام ویسی ہوتا تھا اب ولایتی کام ایسا کرنے  
 لگے ہین کہ انگریز ویکٹر آفرین کہنے میں ریل کے محکمہ میں اب ویسی نو ہارڈز کہاں  
 سب طرح کا ولایتی کام انجام دیتے ہین لاہور کو زرگر مگر ہی اب ولایتی انگشتہ ریان  
 ایسی بنا لیتے ہین کہ ولایتی ساخت سے عمدہ و خوبصورت ہوتی ہین ویسی زرگری کا  
 کام ہی اعلیٰ درجے کا لاہور میں بننا ہی جلد ساز لاہور کے اب ولایتی جلد ساز  
 کے بنانے اور سونا چڑھانے میں ایسے استاد ہو گئے ہین کہ انگریز انکی بنی ہوئی  
 جلدین دیکھ کر تعجبین کرتے ہین بڑا استاد جلد ساری ہین آجکل لاہور میں حسین خان  
 اور ارکا شاکر د حاجی عبداللہ ہی اور لوگ ہی اچھے کام کر نیوے تل میز اور دیگر  
 و حسن دین و محمد بخش وغیرہ بہت ہین لاہور کے محار سکھی عہد میں ویسی  
 عمارتین نہایت عمدہ بنا تھے اب انگریزی عمارت میں ہی استاد ہو گئے ہین اور  
 پہلے سے دو چند اجرت انکی بڑھ گئی تھی کیا معنی کہ سکھوں کی وقت چار آنہ یومیہ محار  
 اور دو آنہ مزدور کا تھا اب اونے محار کی اجرت آٹھ آنہ اور مزدور کے چار آنہ ہین  
 اور استاد محار ایک روپیہ دو روپیہ یومیہ نکالتے پاتے ہین لاہور کے مصو رہی  
 ملکون میں مشہور ہے اور سرام مصوران میا امام بخش شی شعیبہ ایسی کہینچتا  
 تھا کہ اصل نقل میں کچھ تمیز نہیں ہوتی تھی اب یہ فن عکسی تصویرون نے بالکل  
 کہو دیا ہے سب کچھ اسی کو پسند کرتے ہین نقاشی کام المبتہ فروغ پر ہے کہ

سیکڑوں طلباء آرٹ سکول میں تعلیم پا کر پورے پورے نقاش بن گئے ہیں۔  
نقشہ نویسی یہ فن ایک اعلیٰ فن خاص گنا جاتا تھا مگر اب عام ہو گیا ہے۔  
کہ اکثر لوگ سیکہ گئی ہیں، اگرچہ نقشہ کے ڈیزین کرنے والے اب بھی کم ہیں  
مگر نقشہ نویس بہت ہیں سوچی لاہور کے قدیم سے استاد مشہور ہیں اور لاہور  
کا زردوز جو نام بطور تحفہ دور دور چاتا تھا اب بھی جاتا ہے مگر اب گران بلکہ پہلے  
قیمت سے دو چندان قیمت پر ملتا ہے باعث یہ ہے کہ ہندوستان سے اب چمڑا  
بکثرت یورپ کو جاتا ہے اور وہاں ولایتی چمڑا بکرت کثرت خریداری اسکی  
گرائی کا باعث ہو سکھوں کی وقت بافندگی کے کارخانے لاہور میں پیشا جاری  
ہے اچھی اچھی قسم کے کپڑے بنے جاتے ہیں کسی قسم کا ولایتی کپڑا اس ملک میں  
نہیں آتا تھا شہر کے چلا ہے جو کپڑا بنتے ہیں وہی لوگ پہنتے ہیں سفید کپڑے  
کے علاوہ ریشم کا کپڑا بہت بنایا جاتا تھا گلبدن و دارائی کا خچ بہت تھا  
ایک روپیہ گز سے دس روپے گز تک گلبدن لاہور میں بنایا جاتا تھا بڑے بڑے  
کارخانے جاری تھے شالبا فی بھی بکثرت ہوتی تھی مگر شالبا فی سوا کشمیر یون  
کے اور کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ اب جو ولایتی کپڑے ہزاروں اقسام کے آگئے  
تو بافندگی کی قدر جاتی رہی ہے کوئی شخص ویسی کپڑا نہیں پہنتا ابتدائی عملداری  
انگریزی میں البتہ گلبدن و دارائی بانی کارخانے بدستور جاری تھے مگر جیسے  
سے بخارے کی سوسے ہر ایک رنگت کی عمدہ سے عمدہ لاہور میں آئی گلبدن کی  
خرید جاتی رہی اب یہ کارخانے نہایت بیرونی بین میں شالبا فی کا حال بھی  
اثر ہے ووری بافی کا کام سکھوں کی وقت بہت کم ہوتا تھا البتہ زردوزی  
کا کام بہت تھا اب کام تو وہی ہوتا ہے مگر طلا کی عوض میں ریشمی دوری بافی  
رگادی جاتی ہے پشمینہ کے چوغوں و کوٹوں و پتلونوں پر دوری کا کام نہایت

عہدہ کیا جاتا ہے پشیمینہ کی چار گوشہ ٹوپیان ڈوری کے کام کی کثرت سے بنی  
اور باہر کے ملکوں میں جاتی ہیں۔ علاقہ ہندی کا کام سکھوں کی وقت بڑی  
رونق پر تھا ریشم کے ازار بند ایسے عہدہ بنے جاتے تھے کہ تیار ہزاروں روپے  
کے خرید کر باہر بیجاتے تھے خاص شہر میں بھی رواج عام تھا کہ کوئی شخص سو  
ریشمی ازار بند کے پشٹا نہ تھا اب انگریزی عہداری میں ریشمی ازار بند کے پہننے  
کی رسم ہی جاتی رہی ہے سب لوگ سوتی ازار بند پہنتے ہیں البتہ پنجاب کے امرا  
اب بھی ریشمی ازار بند پہننے کے عادی ہیں فقط عرض کہ لاہور میں ہر ایک کسب  
پیشہ و حرفہ کے لوگ رہتے ہیں اور اپنے اپنے کام میں اکثر صاحب کمال مشہور ہیں \*

### لاہور کی طوائفوں کا ذکر

سکھوں کی وقت کبھی طوائف لوگوں کی لاہور میں وہ کثرت تھی کہ اور کسی شہر  
میں ایسی کثرت نہ تھی کشمیر و بہار میں علاقوں سے پردہ فروش خوبصورت  
لوکیان لا کر کعبیوں کے پاس فروخت کر دالتے اور کبھی لوگ انکی پرورش کر کے  
گانا ناچنا بھی سکھلاتے اور پیشہ ہی کر داتے تھے چونکہ ہر ایک امیر سردار کے پاس  
کئی بیاں نوکر تھیں اور سب کے ہاں ان لوگوں کا دخل تھا ہر ایک امر میں ان  
لوگوں کی سعی و سفارش سے کام نکلتا تھا بڑا خاندان موران طوائف کا مشہور تھا  
جس پر مہاراجہ رنجیت سنگھ کی کمال مہربانی تھی روپے پیسے پر بھی اسکی ضرب لگتی  
تھی موران شاہی پیسے اور روپے اب تک موجود ہیں یہ عورت امورات سلطنت  
میں ہتھ در خیل تھی کہ ہر ایک امیر و سردار و اہلکار اسکی خدمت میں حاضر ہو کر  
اپنی کلبکاری کا ذریعہ اسکو بناتا تھا مہاراجہ ہی اسکے کہنے سے کبھی عدول نکرتا  
تھا وہ مرگئی تو مسماں جگنو و گل بیگم وغیرہ کا دخل بھی مہاراجہ کے حضور میں رہا  
گل بیگم پر یہ مہربانی ہوئی کہ اسکے ساتھ مہاراجہ نے شادی کی اور اسکے ساتھ ہندو

کے طریق پر لادان پیرے لئے اور برات بڑے تزک و احتشام کے ساتھ لاہور  
 امرتسر گئے اور کل بیگم مہاراجہ کی رانی بنکر محل میں داخل ہوئی اور یہ عزت  
 پائی کہ انگریزی عملداری میں ہی اس کے زیادہ پیش اور کسی رانی کی نہ ہی جب  
 سرکار انگریزی کی عملداری ہوئی تو اس قوم کی رونق و حکومت جاتی رہی  
 بروہ فروشی کی اسناد نے انکی آئندہ ترقی کم کر دی اور حکم مل گیا کہ جو کنیزان  
 ناراض ہو اسکو اختیار ہے کہ نکل جائے چنانچہ ہزاروں عورتوں نے نکاح کر لئے۔  
**لاہور کے خوشنویسوں کا ذکر**

اس شہر میں بڑے بڑے کاتب و خوشنویس پہلے زمانہ میں ہی تھے اور اب بھی ہیں  
 فارسی و عربی خط اس شہر کا ولایتوں میں شہور تھا سبھی وقت میں فارسی خوشنویس  
 میان پر بخش کو فخر تھا اور اسکی عزت تمام امرائے دربار بلکہ خود مہاراجہ کرتا تھا  
 امیرون کے لڑکے اصلاح لینے کے لئے اس کے مکان پر جاتے مگر وہ کیسے مگر  
 نہ جاتا کو فخری کے کام سے گزارہ کرنا سب کو اصلاح خدا کے واسطے دیتا تھا  
 او سکے عوض میں کچھ نہ لینا مہاراجہ نے بہت چاہا کہ یہ نوکری قبول کرے  
 مگر اُسے منظور نہ کیا اس کے شاگردو عین سے مولوی فضل الدین منجا  
 ایک زندہ ہے یہ شخص نہایت عمدہ لکھنے والا ہے عربی و فارسی دونو خط  
 اسکے لائق تعریف ہیں مولیٰ قلم اسکے لکھے ہوئے قطعات کی بہت قدر ہوتی ہے  
 باریک قلم کی لکھی ہوئی کتابیں اسکی لوگ نہایت خوش ہو کر لیتے ہیں مدت دیدہ  
 تک یہ کوہ نور اخبار لکھتا رہا پیر سرکاری مطبع ڈاکٹر کٹری میں کتابیں تحریر کرتا  
 رہا اب سپرنٹنڈنٹ مطبع سرکاری ہے سوائے کتابت کے نقاشی میں بھی استاد و  
 عربی کے خط کا استاد سکھوں کے وقت خلیفہ بگو نام موچی دروازے محلہ  
 کمان گران میں رہتا تھا انگریزی عہد میں مولوی غلام یاسین ایک



مشہور خوشنویس تھا اگرچہ اب تک زندہ ہے مگر بسبب بیماری کے کہنے کے لایق نہیں رہا میسرزا امام و برودی کا بلی بھی اس شہر میں ایک اُستاد خوشنویس تھا افسوس کہ اب ہر دریاچہ برس کے مر گیا ہے اسکی اولاد میں سے کوئی لیاقت اس فن کی نہیں رکھتا اور وہ لیاقت و اُستادی اوسے کچھ دم تک تھی ان علاوہ میان سید احمد امین آبادی اگرچہ اس شہر کا رہنے والا نہیں ہے مگر ساہا سال سے بسبب علاقہ ملازمت محکمہ ڈائریکٹری کے لاہور میں قیام پذیر ہے یہ شخص بھی خوشنویسی میں یگانہ گنا جاتا ہے مولوی فقیر محمد و غلام محمد پیر بخش و پنڈت دیارام و قاضی شمس الدین و چراغ علی وغیرہ اور بھی خوشنویس لایق تعریف ہیں ۔

### لاہور کے ہندو علماء و فضلا کا ذکر

اس شہر کے صاحبِ فصیلت پنڈتوں میں سے بڑا خاندان پنڈت مدھون کا ہے اسکا بیٹا پنڈت راجوہاکشن اپنے زمانے میں یکتا شخص گزرا ہے سرکار انگریزی نے کمالِ قدر وانی اسکو چیف پنڈت کا خطاب بخشا تھا اس ہندو کی تصانیف ہر ایک علم میں موجود و مطبوع و طباعتاً زمانہ میں اسکا لایق بیٹا پنڈت رگبی کیش اب اپنے والد بزرگوار کا جانشین و قائم مقام ہے اسکے علاوہ اور نامی فاضل اور اہل پنڈت لاہور کے پنڈت ہنگواندہا سکھ دیال منطقی و گریز شاو دیارام و گنپت و مہاراج و کشن چند جو اہر پنڈت بیچ بہان و گونڈرام و گوری شنکر و گنا بدین چرت رام و روپ چند و پنڈت برج لال سکون میں مشہور ہیں اور خطہ پنجاب میں سب لوگ پل و جان انکی عزت کرتے ہیں یہ مسلمان علماء و فضلا لاہور میں سے سبھی عہد میں مولوی جلیفہ غلام رسول و جلیفہ غلام الد

تھے بڑا مدرسہ انکا جاری تھا ہزاروں طلباء درویش و دروہر ملکوں سے  
 وہاں اگر تعلیم پاتے تھے تمام زمانہ انکا بدل و جان ادب کرتا تھا ہنود و اہل اسلام  
 سب انکے شاگرد کہلاتے اب خلیفہ غلام الدین کا فرزند دلبند و خلف الرشید  
 حمید الدین اجل فاضل و عالم مقبوعہ موجود ہے خلیفہ غلام الدین کو مہاراجہ جیست  
 تقسیم دیتے اور برابر کرسی پر بیٹھلاتے تھے انکے صاحبزادے مولوی حمید الدین  
 کو اب بھی سرکار نے لاہور کی قضا کے عہدہ پر ممتاز فرمایا ہے اس عالیشان  
 خاندان کی بدولت ہزاروں طالب علم فضیلت کے رتبہ پر پہنچ گئے۔ دوسرے  
 خاندان مولوی جان محمد سبھی عہدین یہ بزرگ ہی مدرس و واعظ عالم و  
 عامل مشہور تھا ہزاروں آدمی علمی و عملی فیض اُس سے پلتے تھے اُس کا فرزند  
 محمد فیض ہی اپنے باپ کی طرح جامع کمالات طاہری و باطنی تھا مگر اسکی عمر  
 نے وفا کی اور باپ کے روبرو مر گیا اب اُس کا بھائی محمد فضل مکتب پڑھاتا  
 ہے طب میں بھی کچھ دخل ہے تیسرے خاندان قاضیان لاہور تھا جہاں مہاراجہ  
 رنجیت سنگھ نے لاہور فتح کیا تو قاضی نظام الدین شہر کا قاضی تھا اُسی کو  
 قضا کی گپٹری پہنائی گئی وہ مر گیا تو قاضی مسیح الدین جانشین ہوا جو تمام  
 عمر قضا کا کام انجام دیتا رہا انکے بھائی امام الدین کو افتا کا عہدہ ملا قاضی  
 مسیح الدین کی وفات کے بعد قاضی عظیم الدین نے قضا حاصل کی مگر اسکے  
 وقت بہت سے صدے قاضی خانہ پر گئے اور انگریزی عہد میں قیود و ملاشی  
 ایک نوبت بیچی امام الدین کے دو فرزند ہوئے ایک تاج الدین دوسرا  
 فقیہ الدین سرکار انگریزی نے براہ قدر وانی تاج الدین کو شہر قیہ واری  
 دوبار مرحمت کی اور فقیہ الدین کو دار وعلیٰ مجال نزول کی عنایت فرمائی  
 مگر وہ بہت جلد عہدوں سے برخاست ہو گئے اب قاضی عظیم الدین کا بیٹا

شمس الدین موجود ہے اس نے موروثی قضا کے چل کرنے کے لئے بہت سی  
 کوشش کی اور محض نامہ لکھ کر لاہور کی رعایا و اکابر و رؤسا و شرفاء کی مہرین  
 اسپر شہرت کراہیں اور گورنمنٹ میں اپنی حق سبکی کا دعویٰ دیا جو چند سال حکام  
 کے دروازوں کی دیوار بنارہا جب عہدہ قضا کی منظوری ہوئی تو حکام نے  
 یہ پسند کیا کہ اس کام کے لئے کوئی فاضل اجل فقیہ صاحب فتویٰ متدین مقرر  
 ہونا چاہئے چنانچہ مولوی حمید الدین خلیفہ غلام اللہ کا فرزند قاضی بنا دیا  
 چوتھا خاندان مولوی پیٹے والے کا ہے یہ خاندان ہی سکھی عہد میں درس پڑھاتا  
 تھا اب بھی مولوی غلام محمد بادشاہی عالم گیری مسجد کا امام ہے۔ پانچویں فاضل  
 ولی اللہ نابینا یہ ایک شخص عالم متبحر لاہور کے علمائین سے تھا انگریزی عہد میں  
 اس نے علم پڑھا اور وہ ترقی پائی کہ سب سے گوی سبقت کے گیا مناظرہ کے علم  
 میں اس کو یہ استعداد تھی کہ بڑی بڑے پادری عیسائی اسکے روبرو بول نہیں سکتے  
 تھے شیعہ کے علماء کا دم خشک ہوتا تھا و عطف نہایت عمدہ کہتا تھا یا جو نابینا  
 کے خدا نے دل کی روشنی اور عقل کا جوہر سکوا ایسا دیا تھا کہ سب کتابین سکوا  
 نوک زبان یاد تھیں حکام وقت اس کی عزت کرتے اور عدالت سے فتاویٰ  
 اسی سے طلب کیے جاتے تھے افسوس کہ اب بمزور عرصہ چار سال فوت ہو گیا  
 ہے یہ شخص اگرچہ خاندانی علمائین سے نہ تھا مگر اپنے عہد میں لاثانی شمار ہوا  
 چھٹے خاندان مفتیوں کا شاہان اسلام کی وقت شہر لاہور میں چار مفتی اور ایک قاضی  
 مقرر تھا ہر ایک مفتی چوتھے شہر کا حاکم تصور کیا جاتا تھا ہر ایک مقدمہ پہلے پہل  
 مفتی کے اجلاس میں تکمیل پا کر بعد پررے و حکم حکمہ افتا کے قاضی کی خدمت میں  
 پہنچا جاتا اور حکمہ قضا سے اسپر حکم اخیر نافذ ہوتا پیرائے مفتیوں میں اب صرف  
 نام ہی باقی رہ گیا ہے شاہجہانی عہد میں ایک نامی مفتی محمد باقر تھا جسکی اولاد کا

ابن نام و نشان نہیں ہے صرف ایک محلہ چوٹہ مفتی محمد باقر اسکے نام سے مشہور ہے  
سکھون کی عملداری میں ایک شخص مفتی الہی بخش نام مفتیان متقدمین کا یاوکار  
لاہور میں تھا اسکی اولاد میں سے امام الدین موجود ہے مگر علم نہیں رکھتا بڑا خاندان  
ذی عزت اسلام کی عملداری میں اس شہر میں مفتی شیخ کمال الدین قریشی کا تھا  
جسکا باپ شیخ مخدوم المشہور بڑا میان محمد تعلق بادشاہ کیہ وقت ملتان سے بلایا گیا  
اور عہدہ افتا پر مامور ہوا یہ بزرگ شیخ بہاء الدین زکریا کی اولاد میں سے تھا  
لوگ اسکا بدل ادب کرتے تھے علاقہ ہیبت پوریتی جسکو اب لوگ پٹی کہتے ہیں  
اور لاہور کے ضلع پر گنہ قصور میں واقع ہے اسکی جاگیر میں تھا اسنے محلہ عاویا  
لوہانی میں زمین زر خرید کر کے اپنا محلہ آباد کیا جو اب تک کوٹلی مفتیان مشہور ہے  
اسکے بیٹے کمال الدین نے بھی بڑی عزت پائی اور اسکی اولاد صد ہا سال اسی  
عہدہ پر مامور رہی احمد شاہ درانی کی وقت اس شہر کا اعلیٰ مفتی شیخ مکرم اسی  
خاندان کا تھا جسکو بادشاہ نے افتا کا خلعت ویکر فرمان شاہی محررہ ماہ رمضان  
۱۰۸۰ھ بھجری عطا کیا یہ شخص محمد مکرم بن محمد عظیم بن محمد ولی بن محمد تقی بن  
محمد تقی بن مفتی کمال الدین تھا محمد تقی کے فرزندوں میں ایک شخص مفتی  
رحمت الد عالم جیل لاہور میں عام درس پڑھاتا تھا اسکے دو بیٹے ہوئے ایک  
مفتی محمدی دوسرا مفتی رجم الدان میں سے مفتی محمدی نے علم پڑھا مگر جیم الد  
نے علم رگیا چونکہ اسوقت سکھوں کی غارت و تاراج سے شہر برباد ہو چکا تھا  
اور اڑھائی سیر فی فوط سے رعایا بہاگ گئی تھی یہ خاندان بھی آوارہ ہو گیا  
مفتی محمد صادق وغیرہ اکابر جلاوطن ہو گئے محمد مکرم کی اولاد موضع منج میں  
چار ہے جو یلیان خالی ہو گئیں جسکی لکڑیاں لوگ آنا کر لے گئے صرف مفتی  
محمدی اپنی حویلی میں سکونت پذیر رہا جسکو چند بار سکھوں نے لوٹا مفتی جیم الد

کا گہر بارش سے گر گیا بلکہ لوگ اُٹھا کر لے گئے جب مفتی محمدی مر گیا تو اُس کا بیٹا  
 احمد بخش حویلی بیچکر موضع منچ میں جا رہا پس اس محلہ میں صرف رحیم الدہانی  
 رہ گیا جس کے پاس اپنی ملکیت کا کوئی مکان نہ تھا اُس کے گہر دو فرزند ہوئے ایک  
 غلام محمد دوسرا غلام رسول مفتی غلام محمد کو ایک شخص مسمیٰ عزیز الدہ جو اُس کے  
 دادا رحمت الدہ کا تاجر و تہا اُس تباہی کی وقت موضع مزنگ میں لے گیا اس نے  
 اُس کو پڑھایا لایق کیا اور اپنا مکان اور عہدہ امامت مسجد بلوچان جو اُس کے  
 متعلق تھا دیکر حج کو چلا گیا جب غلام محمد نے علم کی تحصیل کی تو اس خاندان  
 میں علم کا چراغ جو گل ہو چکا تھا پھر روشن ہو گیا غلام محمد نے تمام عمر موضع  
 مزنگ میں سکونت رکھی تدریس و تعلیم کو کمال رونق دی فن طبابت سر  
 لوگوں کو فیض پہنچایا اس نے موضع مزنگ میں عمدہ حویلی تعمیر کی شہر  
 لاہور اپنے موروثی محلہ میں دو مکان خرید رکھے اپنے چھوٹے بھائی غلام رسول کو  
 پڑھایا پرورش کیا اور شہر کے دوزر خرید مکانات میں سے ایک مکان اُس کو  
 دیکر آباد کیا اور تمام عمر بخت و آبرو بسر کی ۱۲۹۴ھ ہجری میں مر گیا مفتی غلام محمد  
 کے تین بیٹے ہوئے ایک سید محمد جو صاحب علم و فضل تھا اور ۱۲۹۸ھ ہجری  
 میں فوت ہوا اُس کے دو فرزند مفتی چراغ الدین و جمال الدین موجود ہیں دوم  
 مفتی حافظ غلام احمد جو ۱۲۹۳ھ میں فوت ہوا اُس کے دو فرزند مظفر الدین و  
 فصیح الدین موجود ہیں تیسرا مفتی غلام سرور یہ شخص فی زمانہ ایک شخص  
 نامور عالم فاضل شاعر مصنف اس خاندان کا چشم و چراغ ہے اس نے تمام  
 عمر شاعری و تصنیف تالیف میں بسر کی ستر کتابیں نظم و نثر اردو فارسی  
 لکھیں تمام زمانے میں نام پایا۔ اس نے خاص لاہور محلہ موروثی میں  
 سکونت اختیار کی عالیشان حویلی بنوائی اور یہی چند مکانات خریدے

اب سرف کتاب کے دفتر میں نشی کے عہدہ پر ممتاز ہے اس کے پانچ فرزند ہوئے  
ایک غلام حمید نشی دوم غلام صدقہ نشی فاضل و ممتاز سیو غلام اکبر نشی  
فاضل و مختار چہارم محمد انوار علی سیو پنجم غلام کفر جو بارہ برس کی عمر میں فوت  
ہو گیا۔ مفتی غلام رسول مفتی رحیم اللہ کا دوسرا بیٹا تمام عمر تعلیم و تدریس میں  
مصرف و ریاضت میں مر گیا اس کا بیٹا غلام محی الدین زندہ و حیات  
ہے۔ اس خاندان میں سے ایک اور نامی گرامی بزرگ خواجہ ایوب نام  
گزارا ہے جسکی تصنیفیں عربی و فارسی میں بہت ہیں مشنوی مولانا  
جلال الدین رومی کی شرح اُس نے ایسی خوبی سے لکھی ہے جسکی  
حد و نہایت نہیں ہے۔ اور یہ شرح مشنوی جان فساد اُس  
کی تالیف ہے یہ شخص مفتی محمد تقی کا داماد تھا۔

## لاہور کے شعرا کا تذکرہ

لاہور کے شعرا میں سے بعد سبھی مولوی غلام حسن تخلص خورم و مولوی فی الدین  
و مولوی احمد بخش تکیڈل فیض بخش تخلص فیض تھا مولوی خورم فارسی شعر  
غزل و رباعی و مشنوی عمدہ لکھتا تھا ایک کتاب بھی اُس نے فارسی لکھی جس کا  
نام پنج گنج تھا وہ کتاب حضرت رسالت مآب و چار یار کبار کے حال میں  
تھی اُس صنعت کے ساتھ کہ ہر ایک سطر میں چار لفظ سرخی سے لکھی ہوئی  
تھی اور باقی تمام سطر سیاہی کی ہر ایک سرخی کے حرف میں علیحدہ علیحدہ  
چار یار کبار کا حال پایا جاتا تھا اور عام عبارت سے پیغمبر خدا کے معجزات  
وغیرہ نواہد بنوی معلوم ہوتے تھے یعنی یہ سرخی کے الفاظ سے صدر بنو اکبر  
دوسرے سے عمر فاروق تیسرے سے عثمان غنی چوتھے سے رضی علی کے



حالات معلوم ہو جاتے تھے۔ یہ کتاب اُس نے نہایت محنت و جان کاہی سے لکھی مگر چھاپی نہیں گئی تھی کہ وہ مر گیا۔ اُس کے بیٹے غلام حمید نے کتاب کے شیوع کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ مولوی فرید الدین تخلص فرید سکھو کے وقت ایک بڑا استاد شاعر مانا جاتا تھا۔ اشعار فارسی وارد و اچھے پر مضمون لکھتا تھا تا سچ گوئی میں بھی اُس کو کامل استاد دھتی۔ اگرچہ یہ شاعر اب تک زندہ ہے مگر پیری کی حالت پر پہنچ گیا ہے اُس کا بیٹا پارس علی شعر عمدہ لکھتا ہے موجودہ شعرا میں سے ایک تو مصداق اس تخلص قابل خلف مصر بلی رام خراجی مہاراجہ رنجیت سنگھ ہے فارسی غزل نہایت عمدہ لکھتا ہے اور مثنوی لائق تعریف مثنوی راہین وغیرہ کتابیں اس نے لائق تعریف لکھی ہیں دو مثنوی غلام سرور یہ شخص اردو فارسی نظم قابل تحسین لکھتا ہے نظم و شعر کا بین مثل کلامت خزینۃ الاصفیاء و گنجینہ سرمدی اصلاق سرمدی و خزین حکمت و حقایق الاولیاء و تحفہ سرمدی وغیرہ بہت لکھی ہیں خاص لاہور کے رہنے والے ہیں شاعر صلیب کے اور کوئی شاعر نہیں ہے البتہ اور ملکو کچھ آئے ہوئے شعرا مثل مولوی محمد حسین آزاد لاہور میں سکونت پذیر ہیں۔ اور موضع نوان کوٹ میں ایک شاعر فضل شاہ نام رہتا ہے بہت کتابیں مثنوی پنجابی زبان میں لکھی ہیں۔ اور مولف کتاب نوا اصلی متون جلیب صلیب ایہ کا ہوس ۳۲ سال کے عرصہ کے خاص لاہور میں بدیعہ ملازمت سرکار قیام پذیر ہوا اس صمدی غلامہ سرکار کی خدمات انجام دیں کے طبیعت نظم و شعر فارسی وارد و لکھنے کے طرف کثرت راہی اور مفصل ذیل کتابیں لکھ کر ہندی منظوم ہنگام نامہ منظوم لکھ کر ہندی منظوم خلاق ہندی منظوم رنجیت نامہ منظوم سنا جا ہندی منظوم نصیحت نامہ منظوم انکارین نامہ منظوم تاریخ پنجاب لکھی عبد اللہ ان کے کتابچے تاریخ لاہور کی تحریر میں آئی اب یوان مخن ان التوحید فارسی منظوم کا مسودہ پیش ہے

**لاہور کے اطباء کے ذکر میں**

اس شہر کے ہندو اطباء میں سے حکیم میا داس ایک نامی گرامی طبیب ہے

مسالچہ یونانی طریق پر کرتا ہے آدمی تجربہ کار اور لائق ہے اکثر لوگ اسکے مصلحتی  
 شکر گزار ہیں۔ دوم حکیم ہرنادس پہلے یونانی طریق پر حکیم ہرنادس پہلے یونانی طریق پر  
 یہ سید حکیم ہے اور سیدی طریق پر معالج کرتا ہے یہ یونیورسٹی میں بھی  
 سیدی سید حکیم کی تعلیم اس کے متعلق ہے ان کے علاوہ پنڈت پتھان  
 پنڈت کھنیا دہر و فرانیڈاس سیدی دیوانی ٹپ کے حبیب لاہور میں نامی کامی  
 میں مسلمان یونانی اطباء میں سے چند خاندان لاہور میں جدید طبی سسٹم  
 اور اٹے علم طبابت تھے۔ اول خاندان حکیم گل محمدیہ خاندان سیدی حکیم  
 لاہور کے حکماء میں سے ہے اور محکمہ مسکن الکتاب تک حکیموں کا بازار بھلا ماسی  
 محمد اسحاق ان کے بزرگ کو شایان ہشتانی کے وقت ملک الحکما کا خطاب حاصل  
 تھا اور کتاب تذکرہ اسحاقیہ فارسی اس بزرگ کی تصانیف میں سے مطبوع  
 و مقبول خاص عام ہے اسکے بڑے بیٹے حکیم خدا بخش کی عزت و توقیر بھی بڑی  
 غایت تھی نواب نکر یا خان بہادر صوبہ لاہور کے دربار میں پیشہ رکھ دینے رہتا  
 رئیس الحکما و فرزند خانی کا خطاب حاصل تھا اوس کے بیٹے فرزند حکیم نور محمد  
 کا اعزاز یہاں تک تھا کہ سب لوگ اوسکو اپنا مربی جانتے تھے۔ مہاراجہ جی  
 کے دربار میں اوس کے توقیر بھی اوسکی کچھ کتاب بنیات البصیرہ میں بت  
 کار آمد طبائے زمانہ ہے اوسکے بعد حکیم گل محمد اس خاندان کا چراغ ہوا  
 جس نے تمام عمر عزت و اکبر سے بسر کی اور اپنے علم سے خلق خدا کو فیض پہنچایا  
 اب اوسکے وہ فرزند لائق حسام الدین و شجاع الدین موجود ہیں حسام الدین  
 نواب شریں طبابت کرتا ہے اور عام و خاص اوس کے معالجہ سے مستفید  
 ہوئے ہیں اور حکیم شجاع الدین لاہور میں تعلیم پذیر ہے یہ شخص عالم فاضل  
 طبیعت بہت سے رسائی اسنے علوم متنوعہ میں اسنے میں نظم فارسی عربی

عمدہ لکھتا ہے طبابت بھی کرتا ہے اور سرکار کے ملازمون میں ہی منسلک ہے  
 حکیم خدا بخش کا دوسرا بہائی حکیم عبداللہ بھی صاحب اعزاز و مشہور  
 حکیم تھانے اپنی زندگی میں غلام محی الدین نام ایک سید اودہ کو جو غلام شاہ بنیا  
 تھا بیٹے کیا بیٹے بنایا غلام محی الدین کو فقرا کے ساتھ کمال محبت تھی اور  
 خاندان نوشاہیہ قادریہ میں اس کی سعیت تھی فقیر کا لفظ اوسنے اپنے نام  
 کے ساتھ ایسا منسوب کیا کہ اب تک اوس کی اولاد باوجود امیری کے  
 فقیر کہلاتے ہیں اوسکے بیٹے فقیر عزیز الدین و نور الدین و امام الدین صاحب اعزاز  
 و امیر کسیر ہوئے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار میں دہ قیون رکن رکین تھے  
 اولنگا ذکر روستائے لاہور کے ذکر میں تحریر ہو گا جو تاریخ روستائے پنجاب مولفہ  
 گرفن صاحب بہادر سے تحریر ہوا ہے و وہ خاندان حکیم تھو شاہ یہ شخص بھی  
 صاحب تصانیف حکیم تھا کتاب تبصرۃ الابطاء و مرآۃ الشفا اسکی عمدہ تصانیف میں موجود ہے  
 ایک عمدہ خاندان میں حکیم عنایت شاہ کا کل حکیم گزرا جو کبکی عزت و توقیر لایا ہو میں بہت تھی اسکا فقیر  
 بھی اسکی تشنگا کے تمام پشہر کے اندر بخت بنایا ہو جو لاولدہ راگرا اوس کے ہمیشہ زادے  
 محمد شاہ و بہادر شاہ و شاہ و بزرگ شاہ لائق و فائق حکامین سے ہوئے  
 تینوں کے مطب شہر میں جاری تھے اب محمد شاہ فوت ہو چکا ہے اوسکا  
 لائق فرزند عالم شاہ طبابت کرتا ہے اگرچہ نوجوان ہے مگر تدبیر پرانہ ہے بہادر  
 و بزرگ شاہ دو نو زندہ ہیں اور اپنے علوم اکملہ میں سے خلق خدا کو فیض  
 پہنچاتے ہیں حکیم عنایت شاہ کی بہن کا دیوتا حاکم شاہ یہی کامل طبیب تھا  
 اوس کے دو فرزند عباس علی و دلاور علی منصفی کے عہد و پیر متنازع ہیں  
 سوم خاندان حکیم ولی شاہ بیہ ولی شاہ یگیس عہدین صاحب علم و تجربہ ہو  
 تھا خلقت کثیر اس کے پاس معالجہ کے لئے حاضر ہوتی تھی ہمارے دربار

سکھی کے یہاں بھی اسکی توقیر تھی آخر عمر میں مہاراجہ جموں نے اسکو پہچان  
 بلا لیا اور بڑی عزت کی اب اسکا بیٹا مست شاہ موجود ہے ولی شاہ کے تیز  
 ہمشیرہ زاد سی لائق طبیب ہو ایک بزرگ شاہ جو سکھی وقت میں جوہن طبیب تھا  
 آخر عمر میں ہمراہ ولی شاہ کے جوہن ملازم ہوا فطرت ہو چکا ہے دوم اصفیاء  
 بیکانک دربار جموں میں ملازم ہو۔ اسکا لائق فرزند نجف علی شاہ لاہور میں بت  
 کرتا ہے اور بہت لوگ اوس کے تجربہ کے قابل ہیں۔ چہا رام جیون جان  
 یہ شخص ہی لاہور میں طبابت کرتا ہے آدمی نہایت غلیظ و شیریں زبان خوش  
 خلق ہے پچھم حکیم شرف علی بن احمد علی لاہور نامی طبیبوں میں ہے علم و فضل لائق تہنیت  
 ہو ششم حکیم حیدر علیخان یہ ایک بزرگ دہلی کے شاہی اطباء کی اولاد میں سے سکھی عہد میں  
 لاہور میں اگر قیام پذیر ہوا مراٹے دربار خاندان جاہ و دنیا تھو و دیوان گنگا رام  
 اوسکا معالجہ کرتے تھے اب اسکا بیٹا منور علیخان لاہور میں پیش خاں ہو مہتمم حکیم غلام  
 سکھی عہد میں حکیم لاہور کے اعلیٰ اطباء میں سے شمار ہوتا تھا علم و فضل بدرجہ کمال تھا دربار لاہور  
 میں اسکی عزت بہت تھی اسکا بیٹا غلام محمد المشہور گامانوجوان مرگیا اسکے لائق شاگرد  
 میں سے اب الدین حکیم صاحب تجربہ ذی علم طبیب ہو کر زندون میں احمد الدین جرنیل الدین طبابت  
 کرتے ہیں احمد الدین کے سوا حقیقۃ العیش شرح مولا کی جو بہت عمدہ حکیم غلام و شکیہ کے شاگرد  
 ہیں ایک شخص سید جرنیل شاہ نرواری حکیم ہی یہ بھی لاہور میں بت کرتا ہے آدمی نہایت  
 خلیق ہو خاندان چشتیہ و قادریہ فیض بھی اس سے جاری مرید بکثرت ہیں ششم حکیم  
 محملہ یار یہ شخص بھی حکیم غلام و شکیہ کا شاگرد ہو موضع قاضی کوٹ ضلع گوجرانوالہ کا  
 رہنے والا ہے چھ سات برس عرصہ ہوا ہے کہ اسنے لاہور کو مطلب جاری کیا آنکھوں کا  
 علاج کرنا اسکا خاص کام ہو طبیب ہر ایک قسم کا عرق و شربت و مہجون جب سفوف اپنی داس  
 تیار کرتا ہو اور بعض اوس کے خرید تو مہجی مکہ بازاری ادویات سودہ و واجدہ ہوتی ہو اکثر



مگر جراحی کی اب کچھ تو قریب سب ہسپتال جاتے اور مفت دوائی پاتے  
 مین ڈاکٹر ان موجودہ لاہور سے بڑے عہدہ دار یورپین ڈاکٹر بروٹن  
 صاحب و اسکریون صاحب ڈاکٹر صاحب سٹیفن صاحب بہادر مین -  
 ڈاکٹر نیل صاحب بھی اسی زمرے میں سے تھے وہ ۱۸۷۷ء میں مر گئے  
 ویسی ڈاکٹر ون مین سے خان بہادر ڈاکٹر رحیم خان و محمد حسین خان و  
 لالہ بیچ لال و امیر شاہ و بوڑھے خان مین رحیم خان ایک فضل اجل صاحب  
 تصانیف کثیرہ مثل طب رحیمی وغیرہ مین ایک علمی رسالہ بحر حکمت بھی  
 شایع ہوتا ہی ان کے علاوہ اور ڈاکٹر ویسی مثل حاکم الدین و عبد الحمید  
 کالے خان و امیر بخش و احمد شاہ خان و بشن سنگھ و سید علی شاہ نہایت  
 لائق ڈاکٹر لاہور مین مین ان مین سے اب حاکم الدین توفیق ہو گیا ہے اور  
 سید علی شاہ آسام کو چلا گیا ہے ۔

### لاہور کے حکام کا ذکر

شہر لاہور صوبہ پنجاب کا دار الحکومت و حاکم نشین ہی بڑی کچھری اور دفتر  
 اس جگہ جناب لفٹنٹ گورنر بہادر اور ان کے سکریٹریوں کی ہے اس محکمہ کی  
 حکومت تمام صوبہ پنجاب پر ہی رئیس اور راجہ مہاراجے کمشنر و پٹی کشنر وغیرہ  
 سب ماتحت مین دوسری کچھری فنانشل کمشنر بہادر حاکم کلکٹر پنجاب  
 تیسری محکمہ چیف کورٹ اس محکمہ مین مین مین جج مقدمات دیوانی و  
 فوجداری مین قطعی فیصلہ کرتے مین کمشنر یان صوبہ پنجاب کا اپیل اسی  
 محکمہ مین ہوتا ہی خون کے مقدمات مین اسی محکمہ سے منظوری منگائی  
 جاتی ہی جو تھے محکمہ کمشنری اس محکمہ کے ماتحت تین اضلاع لاہور و  
 فیروز پور و گوجرانوالہ مین اور صاحب کمشنر حکومت کرتے مین ۔ پانچویں

محکمہ ڈپٹی کمشنری ضلع لاہور پر اور صاحب ڈپٹی کمشنر حکومت کرتے ہیں  
 فوجداری دیوانی و کلکٹری میں حاکم یا اختیار میں ضلع کی حفاظت و انتظام جزو  
 کل اٹلے سپرد ہی اٹلے ماتحت بہت سے حاکم صاحب اسٹنٹ کمشنر و کسٹرنٹ  
 کمشنر و جودیشل اسٹنٹ علیحدہ علیحدہ کچھ بیان کرتے ہیں ہر ایک مقدمہ  
 ڈپٹی کمشنر بہادر کے حکم سے اٹلے محکمون میں سپرد ہوتا ہے ضلع کے متعلق  
 چار تحصیل میں میں ایک تحصیل لاہور اسمین ایک تحصیل دار کام کرتا ہے  
 دوسرا منصف جسکو صرف دیوانی مقدمات کے تصفیہ کا اختیار ہے دوم  
 تحصیل قصور اس جگہ ایک صاحب کسٹرنٹ اور ایک تحصیل دار  
 اور ایک منصف کام کرتا ہے سیوئم تحصیل چوہان چارم تحصیل شرفپور  
 ان دونوں تحصیلوں میں ہی ایک ایک تحصیل دار اور ایک ایک منصف  
 کچھری کرتے ہیں شہر میں انریری مجسٹریٹوں کا محکمہ علیحدہ ہے یہ مجسٹریٹ لاہور  
 کے معزز و سائیں آٹھ کس چار ہندو اور چار مسلمان میں ہندو چار  
 رئیس کے مول سنگہ دیوان داس مل ولالہ بھگوانداس خلف دیوان بھٹ  
 وینڈت رکھی کیش خلف پنڈت رادھا کشن اور چار مسلمان نواب نواز علی  
 و فقیر قمر الدین و نواب عبدالحمید خان ملتان و شیخ سند ہے خان مین انکی  
 تجویز سے شہر کے خفیف فوجداری مقدمات فیصل ہوتے ہیں دو مجسٹریٹ ہر  
 اجلاس پر بیٹھتے ہیں اور دونوں کی تجویز و جوابدہ ہر ایک مقدمہ کا تصفیہ  
 ہوتا ہے بار کے مول سنگہ فوت ہو گیا ہے اور شیخ رحیم بخش سوداگر مقرر ہوا ہے  
 سیوئم پیل کمیٹی شہر لاہور کا محکمہ آگے پریزیڈنٹ اسکے صاحب ڈپٹی کمشنر  
 بہادر لاہور میں جنرل کمیٹی ہر ایک مہینے میں ہوتی ہے جو جو امور تصفیہ  
 طلب ہوتے ہیں تمام ممبروں کی دیکھ سے تصفیہ پاتے ہیں سکرٹری اسکے



صاحب اسٹنٹ کشتہ بہاؤ اور ایک صاحب ایڈیٹر یعنی محاسب اور ایک صاحب  
 وکیل مین و ممبران معزز صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس صاحب ایگزیکٹو  
 لاہور ڈویژن و خان بہادر محمد برکت علی خان سابق انسپٹر اسٹنٹ کشتہ  
 حال نشین خوار و رسول سنگہ و دیوان و سہل و نواب نواز ش علی خان و فقیر  
 قمر الدین و نواب عبدالمجید خان و شیخ سند ہے خان و پنڈت رکھی کیش و لالہ  
 بہگوانداس و لالہ گویندرام و بہوانیداس و لالہ درگا پرشاد و بہاؤی ہینا سنگہ  
 و منشی چراغ الدین و پنڈت جبار دھن و ملک بسو و کریم بخش ہیکہ وارہ و  
 سید فضل شاہ و شیخ نانک بخش و غیرہ مین جنکی راے ہر ایک تجویز و صواب دید  
 مین لی جاتی ہر ویسی ہمبر اکثر اوقات بدلتے رہتے مین انکی جگہ اور جدید ہمبر شہر کی  
 رعایا کی رضامندی سے مقرر ہوتے مین ہر محکمہ پولیس شہر کے فوجداری انتظام  
 کے لئے مقرر ہر اسپین امنرا علی صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس مین اور  
 سب علمہ پولیس انکے ماتحت ہر ایک ڈپٹی انسپکٹر لاہور کی کوتوالی مین کوتوال  
 کا کام دیتا ہر ایک نارکھی مین اور ایک فوجی شہر تہ جنٹ مجسٹریٹ بہادر کے  
 ماتحت بمقام میانہ مقرر ہے ہر فوجی تہا نجات مین ہی ڈپٹی انسپکٹر مقرر مین خاص  
 شہر لاہور کا کوتوال سکھون کی وقت سالہا سال خدا بخش لکے زئی رہا انگریز  
 جدید مین ہی تا دم اخیر اس نے کوتوالی کی۔ پیرام نراین و محمود شاہ و مہدی حسین  
 و غیرہ بنین مختلف کام کرتے رہے اب چند سال سے سردار چند سنگہ مقرر ہے  
 یہ شخص نہایت لائق اہلکار نیک نام فہیم و ذکاوتی ہر حاکم رعایا و نواس کے خوش مین  
**لاہور کے روسا کا ذکر**

اس شہر کے نامی روسا صاحب خاندان ہنود و مسلمان بہت مین جنکا لحاظ  
 حکام وقت کرتے مین ہنود و میسون مین سے راجہ ہر مین سنگہ جانشین

راجہ تیجا سنگہ نہایت لائق و دولتمند و جاگیردار صاحب اختیار رئیس ہین  
 بانی اس خاندان کا جمعدار خوشحال سنگہ بن ہر گوبند مرحوم گوربرہمن ساکن  
 کنکھل علاقہ ہر دوار ہا وہی پہلے کنکھل سے لاہور آیا اور مہاراجہ کی  
 خدمت میں نوکر ہوا رفتہ رفتہ اس درجہ تک پہنچا کہ امیر کبیر سلطنت کا ایک  
 بنگیا کشمیر کی نظامت بھی اسکے سپرد ہوئی لاہور و امرتسر میں اس نے  
 بڑی بڑی عالیشان جوہلیاں و باغ و طویلے بنوائے جو اب تک موجود ہیں  
 اسکا بیٹا سردار بہگوان سنگہ آنریری مجسٹریٹ اب امرت سر میں قیام پذیر  
 اور اپنے باپ کی جائداد پر قابض و متصرف تھا افسوس کہ اسی سال میں  
 مر گیا راجہ تیجا سنگہ بن نندرا جمعدار خوشحال سنگہ کا برادر زادہ مہاراجہ بھیت سنگہ  
 کی وقت فوج کا سپہ سالار تھا بعد انقلاب سلطنت جب صاحبان انگریز لاہور  
 آئے تو وہ اعلیٰ امیر ہالیان دربار میں مقرر ہوا سرکار انگریزی سے اس نے  
 راجگی کا خطاب پایا ۹۳ ہزار روپے کی جاگیر مقرر ہوئے علاقہ سیالکوٹ  
 جاگیر میں ملا پھر تبادلہ ہو کر ضلع گرو سپورہ میں علاقہ بٹالہ اسکو جاگیر میں  
 دیا گیا و ستمبر ۱۸۶۲ء کو راجہ تیجا سنگہ مر گیا اب راجہ ہرہنس سنگہ اسکا لائق  
 فائق جانشین اسکی جائداد و جاگیر پر قابض ہے اور علاقہ شیخوپورہ ضلع  
 گوجرانوالہ میں اس راجہ کی جاگیر میں سرکار نے دیا ہے لاہور میں اس راجہ کا  
 قیام شیخوپورہ میں اکثر اوقات رہتا ہوتا ہے امرتسر میں بٹان کشمیری مہاراجہ  
 بھیت سنگہ کے عہد میں صاحب قیرواقتدار و کرکٹ کہیں سلطنت تھا اب بھی  
 صاحبیت و دولت و حکومت میں سب سے اول دیوان گنگارام پنڈت کشن داس  
 کا بیٹا جو پہلے راج گوالیار کا نوکر تھا حسب الطریق راجہ بھیت سنگہ لاہور میں آیا  
 مہاراجہ نے اسکی بڑی خاطر کی اور دیوانی کا خطاب بخشا فوجی دفتر اسکے حوالہ کیا

مدت العمر اُس نے نہایت عفت کے ساتھ بسر کی اُسکے بعد دیوان اجداد ہمایا پرشاہ  
 اُسکا بیٹا فوج کا دیوان بنا اور تاج القراض سلطنت سکھی خدمات الایقہ انجام  
 دیتا رہا اگر نیری عہد میں آنریری مجسٹریٹ بنا اور دیوان بیچنا تہہ اُسکے بیٹے  
 کو تحصیلدار سی کا عہدہ ملا ابھی دیوان اجداد ہمایا پرشاہ زندہ تھا کہ دیوان  
 بیچنا تہہ ترقی پا کر کسٹراسٹنٹ کمشنر لاہور ہوا مگر جب اسکی تبدیلی لاہور امرتسر  
 ہو گئی تو اُس نے نچا ہا کہ میرا بیٹا مجھے علی دہنے اور بیٹے سے متعاف دلوا دیا۔  
 دیوان اجداد ہمایا پرشاہ ۱۷۷۷ء میں مر گیا۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد  
 دیوان بیچنا تہہ آنریری اسٹنٹ کمشنر لاہور مقرر ہوا اور کئی سال اس کام کو  
 انجام دیا آخر جو الاجی کے درشن کو گیا اور اسی جگہ بیضہ کی بیماری سے مر گیا  
 یہ شخص خوش مزاج خوش خلق نیک طینت صاحب مروت تھا اسکی حکومت  
 کی وقت اہلکار کچھ ہی کے نہایت خوش و خرم تھے اب اُسکا فرزند دلبند دیوان  
 نرندر ناتھ اپنی والد کی طرح نہایت خلیق و لیسق نوجوان موجود ہے ۴ راجہ  
 دیشا ناتھ یہ بزرگ بھی خاندان امرتسر کا چٹم و چراغ تھا پہلے دہلی میں نوکر تھا  
 ۱۷۷۷ء میں اسکو دیوان گنگارام نے لاہور بلایا دفتر میں ملازم کر لیا رفتہ رفتہ اقتدار  
 اسکا بڑھتا گیا ۱۷۷۷ء میں مہاراجہ نے اسکو دیوانی کا خطاب بخشا ملکی دفتر کا فہر  
 بنایا جا کیون بخشین امارت کے درجہ تک پہنچا یا آخر سلطنت سکھی تک اسکو  
 دیوانی کا خطاب حاصل رہا سرکار انگریزی نے یکمال غایت و جملہ دینی حسن خدمات  
 و خیر خواہی اسکو راجگی کا خطاب دیا کلا نور کا علاقہ جاگیر میں بخشا آخر ۱۷۷۷ء  
 میں مر گیا اُسکے دو بیٹے ہوئے ایک دیوان امر ناتھ الہی خالص جسکی جاگیر باپ  
 الگ تھی یہ شخص شاعر و صاحب علم تھا دیوان اکبری اسکی تصنیف کی ہوئی کتاب  
 موجود ہے اُسکا بیٹا رام ناتھ تخلص اصغری اکسٹراسٹنٹ کمشنر ہے۔

دوسرا بیاراجہ دینا ناتھ کانر بنجنان ناتھ ہر جو عالم و فاضل و شاعر ہر ہندت دیوان  
 شکر ناتھ کشمیری ہندتوں کے خاندان میں ایک نامور پُر و داغ روشن طبع صاحب  
 مروت و خلیق امیر راجہ دینا ناتھ کا بہنوئی تھا و بار لاہور سے خطاب دیوانی کا پایا  
 نکار انگیزی کیوقت سالہا سال آنریری مجسٹریٹ رہا اسکا بیٹا پریم ناتھ سالہا سال  
 شرف عدالت ضلع لاہور رہا اب پیشن پاناہی دوسرا بیٹا شونا ناتھ منتظر مخلص  
 شاعر و لائق دیار جمون میں نوکر ہے۔ ویسی رو سائیک دیوان رتن چند وارہی  
 والہ مہاراجہ ریخت سنگ کے دربار میں حضور نویس منشی تھا وارہی والہ خطاب  
 ہی اسکو مہاراجہ سے ملا تھا۔ پہلے ہکا باپ کرم چند مہاراجہ کی خدمت نوکر ہوا اسکے  
 چار بیٹے ہوئے ایک دیوان تارا چند جو ۱۸۵۸ء میں مر گیا دوم منگل سین ۱۸۶۲ء  
 میں فوت ہوا سیوم دیوان رتن چند جس نے ۱۸۶۸ء میں وفات پائی۔  
 چہارم لالہ ہرنامداس جو زندہ و جیات ہی دیوان رتن چند کو عمارت کا بہت شوق  
 تھا عالیشان حویلی شہر میں تعمیر کی سرک و نالاب و باغ و شوالہ بیرون دروازہ  
 شاہ عالمی بنوائے اسکی اولاد میں لالہ ہنگو انداس و روپ چند و ہرکت رام  
 تین فرزند زینہ بین انہیں سے ہنگو انداس فسر خاندان و آنریری مجسٹریٹ اپنے  
 باپ کی جگہ ہی دیوان رتن چند کی توقیر سرکار انگیزی کیوقت بہت ہی آنریری  
 کا عہدہ اسکو حاصل تھا ہنگو انداس اسکے بڑے بیٹے نے ایک عالیشان ٹہاکر دوارہ  
 نالاب کے جنوبی کنارے پر بنوایا ہی جو لائق وید عمارت ہی خاندان بہائی صاحب  
 یہ خاندان مہاراجہ ریخت سنگ کیوقت سے معزز جلا آتا ہی مورث اعلیٰ اسکا بہائی  
 بلا قاسنگ تھا جسے گو گو بند سنگ کے ہاتھ سے پائیں لی اسکے تین بیٹے تھے ایک بہائی  
 بستی رام دوسرا بہائی سہائی تیسرا بہائی موک رام یہ تینو خدا پرست عابد و  
 زاہد تھے پھر بستی رام کے دو بیٹے بہائی ہرنام و بہائی ہر ہجرا ہوئے پھر بھائی

ہر ہجرائے کے تین بیٹے ایک بہائی کا نہ سنگہ جو ۱۸۳۷ء میں مر گیا دوسرا بہائی  
 رام سنگہ جو ۱۸۳۶ء میں فوت ہوا تیسرا گو بند رام جو ۱۸۳۵ء میں مر گیا چوتھا  
 سے بہائی ندان سنگہ و بہائی کیسیر سنگہ و بہائی گنڈا سنگہ ہوئے بہائی ندان سنگہ  
 کا بیٹا بہائی مہیا سنگہ ہوا اور گنڈا سنگہ کے دو بیٹے بہائی تارا سنگہ و بہائی  
 پرتاب سنگہ ہوئے بہائی رام سنگہ کا بیٹا بہائی چرنجیت سنگہ بہائی گو بند رام  
 کے دو بیٹے بہائی ہر گوپال و بہائی نند گوپال ہوئے مہاراجہ بھجیت سنگہ  
 اس خاندان کا ادب بدل و جان آیتا بہائی رام سنگہ کا اقتدار بیان تک  
 تھا کہ ہر ایک جنگ انتظام کے موقعوں میں وہ مہاراجہ کے ساتھ رہتا تھا  
 کنور نو بہال سنگہ کے وقت ہی وہ مشیر اعظم سلطنت کا رہا جب نہال سنگہ  
 ۱۸۳۷ء میں مر گیا تو رانی چند کنور کا پورا حامی بہائی رام سنگہ بنا مہاراجہ تیسرا  
 کی وقت ہی اسکی عزت بدستور رہی راجہ پیر سنگہ وزیر کے عہد میں ہی وہ مشیر  
 سلطنت تھا جب انگریزوں اور سرکار لاہور میں عہد نامہ ہوا تو اس میں ہی بہائی  
 رام سنگہ مشیر باقی رہا یہی خاندان کی عزت سرکار انگریزی کی رہی اور لاہور کے عہد میں  
 راجہ پیر سنگہ یہ ایک نامی رئیس گوجرانوالہ کا رہنے والا لاہور کے ذی عزت امرا و  
 میں بہا پہلے سردار ہری سنگہ ملوہ کے ہاں ملازم رہا پھر راجہ تیسرا سنگہ کے گہر کا اختیار  
 مدار المہام بنا جب سرکار انگریزی کے صوابدید سے تیسرا سنگہ کو راجگی کا خطاب ملا  
 اسکو کے کا خطاب مرحمت ہوا جاگیر بھی ملی راجہ تیسرا سنگہ کی وفات کے بعد راجہ  
 ہرمن سنگہ کے سن بلوغ تک سن راجہ مرحوم کے گہر کا انتظام ایسی خوبی سے  
 کیا کہ مور و تحمیں و آفرین ہوا سرکار انگریزی نے بکمال قدردانی اسکو انگریزی  
 مجسٹریٹ لاہور بنایا اور اس عہدہ کو اس نے بکمال دیانت و امانت  
 سالہا سال انجام دیا جلسہ فیصلی میں اسکو انگریزی ہسٹنٹ کمشنر کا

عہدہ سرکار سے ملا آخر سال ۱۸۳۲ء یعنی اسی سال میں مر گیا +  
 رہا اور دیوانہ دہل پشاور میں خاندان میں یہ رئیس نہایت خلیق کریم الطبع  
 صاحب صورت و سیرت لاہور میں رہتا ہی سرکار انگلیزی کی وقت اعلیٰ عہدہ  
 مامور ہا تحصیلداری وغیرہ عہدہ عہدوں کا کام اس نے بخوبی انجام دیا با آئری  
 مجسٹریٹ لاہور ہر کے پادور دیوانی دو خطاب اسکو سرکار سے عنایت ہوئی تین  
 خاندان پندت مدسودن مورث اعلیٰ اس خاندان کا پندت برج ملچ تھا جو ۱۸۳۳ء  
 میں مر گیا اسکا بیٹا پندت مدسودن ہوا جو ۱۸۴۳ء میں مر گیا اسکے چار بیٹے ہوئے  
 ایک راوہا کشن دوسرا بالکشن تیسرا کشن چوتھا دیویدت پرشاد پیل پیل  
 مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار میں برج ملچ بلایا گیا جب وہ مر گیا تو پندت  
 مدسودن کی پاپ کی جگہ پاشا پوجا کرتا رہا چونکہ یہ شخص شکر کے علم میں استاد  
 دیگانہ آفاق تہار وزیروں کی ترقی ہوتی گئی لاہور روپے اسکی معرفت  
 خیرات ہو کر بہمنون کو دیا جاتا تھا اسکا بیٹا پندت راوہا کشن راجہ بیر سنگھ کا  
 استاد بنا مہاراجہ دیب سنگھ کو بھی تعلیم دی نو ہزار نو سو تیس روپے کی جاگیر  
 پندت مدسودن کو و اگر تہی اور ایک گلوں قلعہ کو چہر سنگھ نسلا بعد نسلا معاف تھا  
 پندت مدسودن کا اخیر عمر میں تینوں بڑے بیٹوں کے ساتھ تنازع رہا اسلئے  
 کہ اس نے کل جائداد مع دوامی جاگیر کے دیویدت پرشاد اپنے چھوٹے بیٹے  
 کو جو دوسری زوجہ سے تھا پہنچ کر دی تھی۔ راوہا کشن اسکا بیٹا خاندان کا  
 چراغ ہوا کہ تمام پنجاب میں علم میں بے مثل تھا سرکار انگلیزی میں ہی اسکی ترقی  
 تھی اور چیف پندت کا خطاب مل تھا پندت راوہا کشن کا لڑکا پندت کہی کشن  
 اینر پاپ کی طرح جامع اوصاف حمیدہ ہی اور سرکار سے عہدہ آئری مجسٹریٹ  
 کا اسکو حاصل ہر کشدی لال اسکے گہرا ایک بیٹا ہوا۔ بالکشن کاموہن لال

اور موہن لال کے دو بیٹے سوہن لال اور رام لال ہوئے۔ ہر کسٹھ چلشٹھ میں  
 مرگیا امر ناتھ اسکا بیٹا ہوا دیو دیت پر شاو کا بیٹا درگاوت پر شاو پر شاو پر شاو  
 بخشی بہکت رام بخشی بہکت رام بسا کہی رام کا بیٹا سرکار مہاراجہ بخشی سنگ  
 کے دربار میں تمام فوج پیادہ کا بخشی تھا امر کے دربار میں اسکو پڑا تہہ محل تھا  
 اسکے پن وان اور بخشش کا کچھ اندازہ نہ تھا ہزاروں روپیہ خیرات کئے جاتے  
 تھے مگر آخر عمر میں اسکا کام برہم و دہم ہو گیا باعث یہ ہوا کہ ششہ ۶ میں جب  
 جان لارنس قائم مقام ریڈنٹ لاہور مقرر ہوئے تو انہوں نے اس سے  
 حساب طلب کیا اس نے حساب دینے میں بہت لیت وعل کیا اسواسطے  
 جاگیر ضبط ہوئی اور عہدہ سے معطل ہوا جب حساب پیش ہوا تو پانچ لاکھ  
 روپیہ باقی نکلا مگر اس میں سے افسروں کے ذمہ بہت روپیہ تھا حقدار  
 خاص اسکے ذمہ نکلا وہ ادا کیا گیا ابھی جاگیر و اگزار نہیں ہوئی تھی کہ  
 پنجاب کانٹک سرکار نے ضبط کر لیا ضبطی کے بعد سرکار انگریزی کی نسبت  
 اسکا کچھ حق ثابت ہوا مگر چیف کمشنر صاحب نے بارہ سو روپے اسکی حین  
 حیات نیشن مقرر کر دی آخر ششہ ۱۱ میں مرگیا تو وہ فیشن ہی ضبط ہو گئی  
 اب لالہ جمعیت رائے اسکا بیٹا موجود ہے مگر خانہ نشین و بیکار اس بزرگ کی  
 یادگار ایک عالیشان شوالہ لاہور میں موجود ہے جسکا ذکر تحریر ہو گا \*

لاہور کے معزز و ولتمندان اور ٹھیکہ داروں سے رے میل رام ہی سرکار انگریزی  
 عہد میں اس نے ٹھیکہ داری کے کام سے دولت و عزت حاصل کی رائے کا  
 خطاب سرکار سے لیا اس ٹھیکہ دار کے ہاں بڑی تجارت لکڑی کی ہوتی ہے  
 لاکھوں روپے کے ٹھیکے یہ ریلوے کے محکمہ سے لیتا ہی اور متفرق ٹھیکے ہی بہت  
 سے ہیں چنانچہ ششہ ۶ میں اسنے پٹھان کوٹ کی ریلوے شرک کا ٹھیکہ بھی



لاکھنؤ باتفاق کروسی صاحب کے لیا آدمی مختل مزاج خوش طبع ہے +  
 لالہ نہال چند یہ شخص بھی ٹہیکہ داروں دو وولتمندان شہر لاہور سے آدمی  
 نیک طبیعت و نیک صورت ہر مشنرل جیل لاہور کی ٹہیکہ داری اسکے متعلق  
 ہر ایک چیز اسکی معرفت جاتی ہے جیل کی عمارت کا ٹہیکہ بنگرانی مولف کتاب یکے پاس ہے +  
**مسلمان رؤسائے شہر لاہور**

لاہور میں فی زمانہ بڑا خاندان نواب علی رضا خان بن ہدایت خان بن علی خان  
 بن نوروز علی خان کابلی قزلباش کا ہجریہ بزرگ خیر خواہ نمک حلال دوست  
 سرکار انگریزی کا تہا جب انگریزی فوج شاہ شجاع کے ساتھ ۱۸۳۷ء میں کابل  
 میں پہنچی تو علی رضا خان رئیس کابل اعلیٰ گماشتہ کسریٹ کا مقرر ہوا اور  
 خدمات شایستہ بجالاتا رہا من بعد جب کابل میں مقبذہ ہوا اور انگریزی فوج  
 محاصرے میں آگئی تو یہ فوج کو رسد و کپڑا برابر پہنچاتا رہا جب میم صاحبات  
 اور صاحب لوگ اسیر ہو گئے تو علی رضا خان نے انکی آسائش کے سامان  
 بہیم پہنچائے محمد شاہ خان محافظ کو پانسو روپیہ ماہوار دینا کیا اسکے عملہ کو  
 ہزاروں روپے رشوت کے دیئے ایک ہندوستانی سپاہی کو غلام کی قید سے  
 رہائی دلوائی جب انگریزی فوج دوبارہ کابل میں پہنچی اور محمد اکبر خان انگریزی  
 قیدی ہزارہ میں بھیج دی تو اسنو رسیان ہزارہ کو روپیہ دیکر روکا کہ وہ تھیں  
 انکو پستان میں نہ لی جائیں اور صلاح محمد خان محافظ کو بہت سا روپیہ  
 دیکر اپنی طرف لیا تاکہ قیدی نکل آئے اور جنرل پاک صاحب کی فوج سے  
 آئے پھر جب جنرل پاک صاحب فوج پر حملہ کرنے کو لگی پڑا تو علی رضا خان  
 کی سعی سے سرداران قزلباش کو ساتھ ملا لیا اور وہ محمد اکبر خان سے علیحدہ  
 ہو گئے جب انگریز کابل سے واپس آئے تو علی رضا خان بھی وطن چھوڑ کر

ہندوستان کو چلا آیا تین لاکھ روپے کی جائداد اسکی جو کابل میں تھی امیر کابل نے  
 ضبط کر لی مکانات گرا دیئے پہر جب باہین سکھان و سرکار انگریزی کے جنگ ہوا  
 تو یہ اپنی بہائیوں اور ساٹھ سواروں کے ساتھ انگریزی فوج کے ساتھ ہو کر  
 ہر ایک لڑائی میں دوشجاعت دیتا رہا ۱۸۴۶ء میں یہ لارنس صاحب بہادر  
 کے ساتھ کانگرہ اور کشمیر کے مفسدہ میں دشمنوں سے لڑتا رہا ۱۸۴۸ء و  
 ۱۸۴۹ء کے مفسدہ میں اس نے اپنے خواہرزاوی شیر محمد خان کو سوار کے  
 ساتھ انگریزی فوج کے ساتھ کر دیا ۱۸۵۰ء کے مفسدہ میں اس نے ایک رسالہ  
 سواروں کا زیر حکم محمد رضا خان و قتی خان کی سرکار کو دیا اس رسالہ کی بہرتی  
 میں اس نے سرکار سے روپیہ مانگا اپنی گرہ سے خرچ کر کے یہ خدمت ادا کی  
 اس رسالہ نے دہلی وغیرہ شہروں کی جنگوں میں بڑی بڑی خدمتیں کیں۔  
 غرض کہ بعض ان خدمات کے روز افزون عیادت سرکار کی اسکے حال پر  
 ہوئی کابل سے آنے کے وقت آٹھ سو روپیہ ماہوار کمیشن ملتی تھی مفسدہ  
 ۱۸۵۰ء کے بعد ۱۴ دیہات کی تعلقہ داری بھرائے گیا وہ وہ میں بکولی  
 دو ہزار روپیہ نقد کمیشن قرار پائی عہدہ آنریری مجسٹریٹ لاہور کا ملا ۱۸۵۲ء  
 میں نوابی کا خطاب مرحمت ہوا آخر جون ۱۸۵۵ء میں فوت ہوا نعش  
 اسکی کر بلا محلے بھی گئی علی رضا خان کے پیچھے تین لایق کار فرزند ہیں ایک  
 نوازش علی خان دوم ناصر علی خان سیوم نثار علی خان۔ نوازش علی خان  
 ہمراہ جارج لارنس صاحب کے وقت تھا جب سرواچہ سنگھ ٹاری والے نے  
 مفسدہ برپا کیا بہت سا اسباب اور مکان اسکا جو پشاو میں تھا غلبت  
 انگریزوں کی ضایع ہوا باپ کے مرنے کے بعد وہ قائم مقام باپ کا مانا گیا نوابی  
 کا خطاب بدستور سا آنریری مجسٹریٹ لاہور کا قرار پایا۔ دو سر بیٹے ناصر علی خان

کو اکسٹرا اسٹنٹی کا عہدہ ملا۔ شہر علی خان املاک کے انتظام و تنہام کے لئے  
 پیرایچ مین آنریری اسٹنٹ کشنری سے ممتاز ہو کر تقرر ہوا افسوس کہ وہ  
 جوان مرگیا رکبہ کہنبہ واقع ضلع لاہور نقدیشن کی عوض میں اس خاندان کو  
 دو ام کے لئے سرکار سے عطا ہوئی ملکیت بھی ملی جس سرکار وہی معاف ہوئی  
 اور لکھا گیا کہ بالفعل اس جائیداد کا قابض نواب نواز شہ علی خان رہے  
 اسکے بعد ناصر علی خان اسکے بعد جولائی ہو گا قابض و سرپرست مقرر ہو گا  
 پرورش کل خاندان کی اسکے ذمہ ہو گی چنانچہ نواز شہ علی خان نے اس رکبہ  
 بخوبی آباد کیا ہر بہت سے گاؤں بسائے ہیں عالی شان کوٹھیاں مسجد میں  
 امام ہاؤس بنوائے ہیں زمینداروں کو نہایت آسودہ رکھا ہوا ہر نواب  
 نواز شہ علی خان دو بار حج کو گیا کر بلا محلے کی زیارت کی اس کا خیر میں بہت  
 سارے پیسے صرف کیا۔ یہ خاندان شیعہ مذہب ہے عشرہ محرم میں دس روز  
 تک انکی ہاں تعزیر واری ہوتی ہر شب و روز مکلف کہانے تقسیم ہوتے ہیں  
 سنی شیعہ مذہب والوں کو برابر تقسیم ہوتا ہے۔ ساتوین محرم کو مہدی  
 کے دن جو لوگ علم نکالتے ہیں سب اسکے گھر پہنچتے ہیں فی کس ایک روپیہ  
 دس روپیہ تک یہ رئیس نذر دیتا ہر غرض ہر ایک برس دس ہزار روپیہ  
 کم روپیہ اسکا خرچ نہیں ہوتا۔ دوسرا خاندان فقیر صاحبان یہ خاندان  
 بھی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد سے معزز و مکرم چلا آتا ہر تینوں بہائی فقیر  
 عزیز الدین و نور الدین و امام الدین مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار میں رکن  
 رکین تھے اقتدار حد سے زیادہ تھا اسکے گھر شفا خانہ و مدرسہ جاری تھا اور  
 لوگ مفت تعلیم پاتے تھے مورث اعلیٰ انکا غلام شاہ تھا اسکا بیٹا غلام محی الدین  
 اسکے تین بیٹے ایک عزیز الدین جو ۱۲۵۷ھ میں مر گیا۔ دوسرا امام الدین جو

۱۲۷۰ء میں فوت ہوا۔ تیسرا نور الدین جو ۱۲۸۰ء میں وفات پا گیا غیر الدین  
 کے چھ بیٹے۔ ناوار الدین۔ فضل الدین۔ شاہ دین۔ چراغ دین۔ جمال الدین  
 سابق اکبر اسٹٹ حال نشتر اور سب جٹرار۔ ورکن الدین۔ ان میں سے  
 چراغ دین صاحب اولاد ہوا جس کے پانچ بیٹے تھے سراج الدین۔ شہسوار دین۔  
 شہ نواز دین۔ بنجیب الدین۔ حسین الدین۔ سراج الدین۔ مین ہو صاحب لاد تھا اور  
 فیروز الدین۔ سلطان الدین۔ اُس کے بیٹے تھے سراج الدین۔ بایست بہا و لیو دین۔ بیہ عظم  
 ہوا اور وہاں ہی قتل ہوا۔ فقیر امام الدین کی اولاد میں سراج الدین تاج الدین معراج الدین  
 اور اس کے جمیل الدین ہوئے۔ فقیر نور الدین کے چار بیٹے ہوئے ایک ظہور الدین  
 جس کا بیٹا نور الدین جوان فوت ہوا یہ شخص پہلے تحصیلدار تھا پھر اکبر اسٹٹ  
 مکشتر ہوا اسپیشلدار ہے دوسرا شمس الدین انگریزی عملداری میں پہلے یہ  
 تحصیلدار ہوا پھر اسے نوکری چھوڑ دی اور پنشن پر گزارہ کرتا رہا اور آنیریسی  
 مجسٹریٹ لاہور کا عہدہ کمال ایماذاری انجام دیا یہ شخص صاحب کوت  
 و خلیق ایسا تھا کہ تمام شہر کے ہندو مسلمان اس کے اخلاق حمیدہ و اوصاف  
 پسندیدہ کے ثنا خوان تھے یہ شخص ۱۲۸۰ء میں مر گیا اور تین بیٹے چھوٹے  
 ایک برہان الدین اکبر اسٹٹ دوم زین العابدین پلیڈر بیوم شہاب الدین  
 یہ تینوں اپنے باپ کی طرح خلیق و لیج آدمی ہیں تیسرا بیٹا نور الدین کافر الدین  
 آنیریسی مجسٹریٹ یہ شخص بھی فقیر شمس الدین کی طرح نہایت نیک اور خلیق ہو  
 اس کا بیٹا مظفر الدین و جمال الدین ہوئے۔ چوتھا حفیظ الدین تحصیلدار کجا بیٹا  
 اقبال الدین ہے۔ تیسرا خاندان نواب شیخ امام الدین کا اس خاندان  
 کی عزت سبھی دربار میں بہت تھی علاقہ دوا بہرست جالندہر اہلی نظامت  
 حکومت میں تھا مورث اعلیٰ انکا شیخ اجلا تھا اس کے بیٹے شیخ غلام محمد الدین

نے امارت کا رتبہ پایا جو چند سال صوبہ کشمیر ٹاس کے دو بیٹے ہوئے ایک  
 شیخ امام الدین جو بعد وفات باپ کے کشت میر کا صوبہ مقرر ہوا اور تا انقراض  
 سلطنت صوبہ رہا سرکار انگریزی نے اسکو نوابی خطاب بخشا یہ ۹۹ سالہ عین  
 فوت ہوا اسکا بیٹا نواب غلام محبوب جانی موجود ہے جو آدمی لایق اور شاعر ہے  
 دوسرا بیٹا شیخ غلام محمد الدین کا شیخ فیروز الدین خلیق و خوشنویس سخن سنج صاحب  
 مروت تھا اس نے ریاست بہاولپور میں وزارت کا عہدہ پایا۔ آخر بہاول  
 ہو کر مگر گیارہ سال شیخ نصیر الدین منصفی کے عہدہ پر سرفراز ہے چوتھا خاندان  
 نوابان ملتانی۔ یہ خاندان قدیم سے ذبی غرت چلا آتا ہے پہلے زمانہ  
 میں اس خاندان کے بزرگ شہر قندھار کے حاکم تھے شہزادہ شاہ شاہ ایران کے  
 ساتھ انکا دوستانہ برتاؤ تھا شاہ ہند انکو مرزا بامان قندھار اور شاہ ایران سلطان  
 قندھار لکھا کرتے تھے شاہ جہان بادشاہ کے عہد میں اقتدار انکا دربار سلطنت  
 ہند میں بہت تھا حبیب النواب علی مردان خان نے قندھار کا قلعہ جہان  
 کے حوالے کر دیا تو بادشاہ نے صوبہ ملتان ان کی حکومت میں دیدیا تب  
 سے یہ فرمان فرمائے ملتان تسلیم پائے چنانچہ نواب زاہد خاں عابد خان  
 وغیرہ اپنے وقت میں مستقل حاکم ملتان تھے انہیں سے نواب شجاع خان  
 ایک مشہور بزرگ اس خاندان کا ہے جسے قصبہ شجاع آباد آباد کیا اس کی  
 وفات کے بعد نواب مظفر خان جانشین ہوا یہ اسیر کمال بہادر متدین الصفات  
 پسند عداوی و حیم فکر پر تھا خدا پرستی و عبادت میں شب و روز سرگرم رہتا  
 پڑے اجمل کے ساتھ بیرج گرنے کو ایسے وقت میں گیا کہ ہندوستان بے  
 کسیکا پہنچی وہاں ممکن نہ تھا لاکھوں روپے اُس نے حج کے کام میں صرف کئے  
 ایک وقت مہاراجہ نرہیت سنگھ نے پورے ملتان پر کئے اور ہر ایک محلے میں

لاکھوں روپے نواب سے لیٹا رہا آخر حملے میں جب نواب تنگ کیا تو شہادت کا  
 جامہ پہن کر مقابل ہوا بہت سے سکھوں کو تہ تیغ کر کے خود ہی مع پانچ فرزند  
 ولبند کے شہید ہوا اس بزرگ کے آٹھ بیٹے تھے۔ سرفراز خان۔ ذوالفقار خان۔  
 شہنواز خان۔ ممتاز خان۔ حق نواز خان۔ شہباز خان۔ میر باز خان۔  
 اعزاز خان انہیں پانچ نے تو والد بزرگوار کے ساتھ شہادت پائی اور آخرت  
 کے سفر میں باپ کے پار کا رہا۔ سرفراز خان و ذوالفقار خان و میر باز خان  
 زندہ رہے انہیں سے سرفراز خان و ذوالفقار خان تو لاہور میں آکر قیام پذیر ہوئے  
 اور میر باز خان بہاولپور کو چلا گیا نواب سرفراز خان کمال اعزاز و اکرام لاہور  
 میں قیام پذیر رہا یہ شخص نہایت نیک طبیعت و سخی و صاحب علم و فضل تھا۔  
 فارسی شعر نہایت عمدہ کہتا تھا اسکے فرزند ان دلند فیروز الدین خان احمد علیخان  
 و اکبر علی خان و شاہ ولی خان ہوئے پھر فیروز الدین خان کا بیٹا قاسم علیخان  
 و ہاشم علیخان و صادق علی خان و شمشیر علیخان ہوئے پھر قاسم علیخان کا بیٹا  
 اعظم علی خان اور صادق علی خان کا بیٹا برکت علیخان۔ نواب ذوالفقار خان  
 کے بیٹے عبدالخالق خان و جہانگیر خان و محمد خان و گلزار خان و احمد یار خان  
 و حیدر خان و محبوب خان ہوئے احمد یار خان کے بیٹے محمد اکبر خان و  
 غیاث الدفغان مین۔ نواب عبدالمجید خان بن شہنواز خان خور و سالی کی عمر  
 مین لاہور میں آیا سایہ عاطفت الہی مین پرورش پائی علوم عربی و فارسی  
 و طب مین تحصیل کے مراح پر پہنچا تمام خاندان سے بڑھ کے عزت و جاه کی اس  
 بزرگ کو اب تمام خاندان کا چراغ کہا جائے تو بجا ہو حکم وقت اسکا کمال لحاظ و  
 ادب کرتے مین عہدہ آنریری مجسٹریٹ و آنریری ہسٹنٹ مع اختیار مجسٹریٹ اسکو حاصل  
 ہی آدمی نہایت لایق و ذی عزت و مخیر فیض بخش خوش مزاج نیکو زندہ دل نیکو صحبت

نیک سیرت ہر امر اور غریب سے اسکا بڑا دوستانہ ہی طبابت کا بازار گرم بیارون  
 کا ہجوم شہر روز دروازے پر رہتا ہی صد بارو پلے کی ادویات انگریزی و دسی  
 بیارون کو انچ پاس تقسیم کرتا ہی عمارت کا شوق ہی اس بزرگ کو بہت ہے  
 بہت سی مسجدیں اس نے لاہور میں بنوائیں اور مرمت کیں جس کے کمال نیک نام ہے  
 میر باز خان کی اولاد اب تک بہاؤ پور میں قیام پذیر ہے۔ یہ خاندان موجودہ لاہور  
 سرکار انگریزی سے نیشن پاتا ہی ہے۔

میان محمد سلطان ہیکہ دار اس شخص نے سرکار انگریزی کے عہد میں ہیکہ داری  
 کے ذریعہ سے دولت چال کی سکھوں کیوقت صابون بناتا تھا انگریزی عہد میں  
 اس نے لاکھوں روپیہ کمایا اگرچہ ناخواندہ و امی محض تھا مگر تخت یا دہر سرکاری  
 بڑی بڑی مکانات و عالیشان عمارت و چھاؤنیان بنوائیں اپنی خاص عمارتیں ہی  
 تعمیر کیں ایک عمدہ و عالیشان سرے بازار اپنی یادگار چوڑا گیا اخیر عمر میں سبب  
 کثرت خرچ و کمی آمد و غبن و خیانت اہلکاران حائین و غابن کے تارکار خانہ اسکا  
 بگڑ گیا تمام جائیداد کسی لاکھ روپے کو بہا راجہ جہون کے پاس رہن ہو گئی کل قرض خواہوں  
 کو روپیہ بہا راجہ سے وٹوایا گیا اور پانسو روپے ماہوار جائیداد کی آمدنی میں اس کے  
 گزارہ کے لئے بہا راجہ نے دینا منظور کیا اب آٹھ برس گزرے ہیں کہ محمد سلطان مر گیا  
 صلیبی بیٹا اسکا بااؤ کوئی منتظم موجود نہ تھا اس سبب خاندان برباد ہو گیا۔

میان کریم بخش ہیکہ دار یہ شخص ہی لاہور کے مسلمان دولت مند و ستمناز  
 یہ دو بہائی تھے ایک جیم بخش دوم کریم بخش اب جیم بخش فوت ہو گیا ہی عبدالصمد اسکا  
 بیٹا ہیکہ داری کرتا ہی اور کریم بخش ہی ہیکہ کا کام انجام دیتا ہی آدمی متحل و  
 خیر ہے چند سال ہوئے کہ کشمیر میں قحط پڑ گیا ہزار ہا قحط زدہ کشمیری پنجاب میں  
 آئے لاہور خاص میں صد ہا کشمیری بحالت زار آ موجود ہوئے اس نے ہم قومی و



ہو مٹی کے سببے اُن پر رحم کیا اُنکے رہنے کے لئے مکان دیا کہانے کا بندوبست ہی کیا  
 کپڑے تقسیم کیے جس سے اکثر کشمیریوں کی جان بچ گئی سرکار انگریزی اس عمل سے بہت  
 خوش ہوئی تحسین و آفرین کی سند بخشی دربار میں کرسی نشین کیا یہ شخص اکثر  
 ہیکے محلہ تعمیر سرکاری میں جو ماتحت مولف کتاب مذہبی پتاہی اور پنجابی حکام و تباہی  
 دوسرے حصہ اس تذکرے میں کہ بعد سلطنت چغتائی جب لاہور کی  
 آبادی کی ترقی قیدیمہ حصار کے باہر ہوئی تو کس سمیت کو ہوئی اور  
 اس آبادی میں مشہور محلے کون کون تھے اور کس شخص نے انکو  
 آباد کیا تھا اب یہی کوئی نشان اُنکا باقی ہے یا نہیں ۔  
 واضح ہو کہ بیرونی آبادی لاہور کی شاہ ہمایوں کے عہد سے شروع ہوئی اور  
 رفتہ رفتہ بہت جنوب و جنوب مشرق و شرق شہر آباد ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ  
 اصل شہر سے دو چاند شہر باہر آباد ہو گیا سب سے پہلے لنگر خان بیچ لنگر خان سلطنت  
 کا مدار المہام جسکی خیر خواہی دولت رگالی سے ہمایوں نے ملتان پر قبضہ کیا تھا  
 لاہور میں آیا بادشاہ نے اُنکو جاگیر دی اور لاہور کے رہنے کی اجازت بخشی اُنکی خدمت  
 شہزادہ کامران اپنے بہائی کے جسکی جاگیر میں پنجاب کا علاقہ تہا متعلق کر دی اُس نے  
 باجارت شاہی لاہور کے باہر بہت جنوب پنا الگ محلہ آباد کر لیا اور اپنی سکونت اُسی  
 جگہ پر اختیار کی یہ محلہ حال کی آبادی موضع مزرا کے گوشہ شمال مغرب باو تہا گذر  
 لنگر خان اُسکا نام تھا اس محلہ میں بڑی حویلیاں اور مکانات پختہ لنگر خان  
 اور اسکی اولاد نے بنوائے تھے اور صد ہا سال اس پر قابض و متصرف رہے اخیر سلطنت  
 چغتائی تک یہ محلہ آباد رہا جب سلطنت چغتائی ختم ہوئی تو سکھی اور درانیوں کی عارت  
 یہ محلہ اُچر گیا اُسکی آبادیوں میں اب کسی کا نام و نشان نہیں ہے مہاراجہ جیت سنگھ  
 کی وقت کشمیر پان خشت فروش نے اُن دیواروں کو نیچ و بنیاد سے نکال لیا

اب صاحبان عالیہان کی کوٹھیاں بنی ہوئی ہیں۔ اگر گوشہ و زمانہ کا ہے  
چنین گاہے چنان کہ از انقلاب آسمان گاہے چنین گاہے چنان کہ

### محلیہ سرعزیز ننگال مشہور موضع مرنگ

یہ آبادی ہی ایک محلہ محلہ ہر ونی شہر لاہور سے تھی جسکو ایک بزرگ سرعزیز ننگال  
کابل سے آکر آباد کیا تھا ننگال ایک گوت مغلوں کی قوم میں سے ہمدت العہد خود ہی  
وہ اسمیں آباد رہا من بعد اسکی اولاد قابض ہوئی اسلامی سلطنت کے انقضائے  
وقت اس محلہ کے محل کمال تہذیب و بیان تقیم ہر غارت گروں کے ہاتھ سے کبھی  
بخوشا در و منت کبھی برشت کبھی بزور شجاعت پختے رہے جب شکر خان کا محلہ جو سکی  
دیوار بدو اور آباد تھا آج گویا تو قوم بلوچ ہی وہاں سے اٹھ کر اسی محلہ میں آ رہے اور  
وہ نو قوموں نے ملکر اس جگہ کو غارت گروں کے حملوں کے پچا کر رکھا اور یہی سستی و ذوق  
میں مشغول ہو گئی یہ جب چالیسی قحط میں لوگ تنگ کر بیان سے پہاگ گئے اور کانات  
بہت سے خالی ہو گئے تو ان میں لوگ متفرق مواضع سے آئے کہ بیان آگئے اور یہ  
بستی تین اقوام میں مشترک ہوئی آخر قوم مثل کا صرف بقدر اقتدار رہ گیا کہ کوئی کاغذ  
بیضیا نہ یا گرو نامہ انکی مہر و دستخط کے بغیر جائز گنا نہ جاتا تھا مہاراجہ رنجیت سنگھ کے  
وقت اس گاؤں میں بلوچوں کی قوم کا غلبہ ہو گیا مثل اور ان میں محکوم رہے  
بلوچوں میں سے اچھے اچھے دی عورت لوگ مثل غرت خان و بولے خان و بہاؤ خان  
و شہادت خان و دریا خان و قاسم خان وغیرہ پیدا ہوئے جو سبھی سرکار  
میں لازم تھے عبداللہ شاہ نام ایک بلوچ ایسا صاحب باطن فقیر ہوا جسکے لاہور کے  
علما و فضلاء میں تھے اخیر سلطنت سکھی و ابتدائی سلطنت انگریزی میں سردار خان  
بلوچ ایسا دی رعیت صاحب حکومت اس گاؤں میں ہوا جسکی اطاعت میں  
تمام بستی تھی اسکی یادگار ایک پختہ مسجد اب تک موجود ہے وہ مر گیا تو بلوچ کی قوم میں سے

کوئی صاحبِ قبیل نہ ہا را ایں زبردست ہو گئے اب بلوچوں میں سے صرف ایک  
 امیر دارہی اور سب امیر دارہی ایں مین اعلیٰ لبردار ہی شادی ارا مین ہی بستی اب  
 بہت بستیوں میں تقسیم ہو خاص بزرگ کی بستی ہی پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے۔ ووم  
 بستی کوٹ عبدالہ شاہ اسکو عبدالہ شاہ بلوچ نے آباد کیا تھا پختہ فصیل اور پختہ  
 اسکے مکانات مین سے ووم قلعہ مہر مار و بستی مزلو بخش المشہور مار و ارا مین نے  
 آباد کی تھی جبکہ نظام الدین ٹیکہ دار موجود ہی چارم قلعہ مہر ای بستی اگر چہ ارا مین  
 نے ملکر آباد کی تھی مگر سب پہلے مہر نام ایک ترکہاں اسمین اگر آباد ہوا تھا اسلئے  
 یہ بستی اسکے نام سے مشہور ہو گئے پیچم تاج پورہ اسکو ایک شخص سمی تاجا نے آباد کیا  
 تھا جو فقیر تھا اور اسکی قبر بستی کے اندر ہی ششم مہر بستی قوم ارا مین گوٹ  
 مہر سے موسوم ہے اور انہوں نے ملکر اسکو آباد کیا تھا۔ ہفتم ہو مہر پورہ یہ  
 بستی انگریزوں کی وقت آباد ہوئی ہے جو خاص موضع سے جنوب شرق کے گوشے پر ہے  
 جو سمی گما المشہور ہو مٹکے کے نام سے آباد ہے اور سب پہلے وہی اس جگہ اگر آباد ہوا  
 اسواسلئے بستی اسکے نام سے مشہور ہو گئی اس موضع مین ایسے ہی علماد شاعر  
 ہو گزرے مین سکھی وقت مین سراج الدین نام ایک بزرگ و فاضل و عابد ہو دوسرے  
 عبدالہ شاہ قاضی میرے مفتی غلام محمد جو بلوچوں کی مسجد کے امام تھے وہ طبابت کا کام  
 کرتے تھے اکثر بیمار لکے معالجہ سے ایسے ہو جاتے چہا تم میان ساون شاعر یہ شاعر  
 قوم کا بلوچ تھا اسکے پنجابی اشعار ایک مشہور مین پیچم میان فرید شاعر جو پنجاب کے  
 شعرا مین سے استاد شمار ہوتا ہے اسی موضع کا رہنے والا ہے ششم مفتی غلام سرور  
 جو مصنف و شاعر تمام زمانہ مین مشہور ہے اسی موضع کے رہنے والوں مین سے  
 ہے اب تک اٹھارہ کتاب مین نظم و نثر لکھی چکا ہے مثل خزینۃ الاصفیاء و گنجینہ  
 سروری وغیرہ ۔

### محلہ موج دریا بخاری

یہ محلہ نگہ خان کے محلے سے بہت قریب ایک نامی گرامی محلہ تھا بیوی و ڈھی کا محلہ بھی اسکو کہتے تھے اور بڑی بی بی بانی محلہ کی زوجہ کا خطاب تھا اس مقام پر سب سے پہلے سید میران شاہ بخاری جسکو موج دریا بھی کہتے تھے اکبر بادشاہ کے عہد میں آکر آباد ہوا یہ شخص ایک بزرگ صاحب کرامت عابد زاہد تھا بادشاہ نے کمال ارادت و ولا کہہ روپے کی جاگیر درویشان خانقاہ کے خرچ کے لئے اسکو دیئے ہوئے تھے اور اس جاگیر میں قصبہ بٹالہ و گزائر تھا جب اسکا قیام اس مقام پر ہوا تو بڑا محلہ آباد ہو گیا اخیر سلطنت چغتائی ٹاک آباد رہا آخر سکھوں کی غارت اور احمد شاہی حملوں کیوقت اجڑ گیا بانی محلہ سید موج دریا کا مقبرہ اب ٹک ہاں موجود ہے اور اولاد اس بزرگ کی کچھ ٹولا ہو رہی ہیں رہتی ہے اور کچھ قصبہ بٹالہ میں قیام پذیر ہے اس محلے کے وسط میں اب کو بھی مکھوڈ صاحب بہادر لکھنٹ گز رہا اور سابق بنی ہوئی ہے اور کچھ زمین شرکون میں لگئی ہے ۔

### محلہ سید چراغ شاہ گیلانی

یہ محلہ سید موج دریا بخاری کے محلے کے شرق کی سمت کو آباد تھا سادات گیلانی اس میں سکونت رکھتی تھی شاہ جہانگیر کیوقت آباد ہوا اور مدت دید آباد رہا آخر چغتائی و بدعلی کیوقت غارت گروں نے اسکو ویران کر دیا سید چراغ شاہ کا مقبرہ و مسجد پختہ اب تک موجود ہے مسجد تو سرکاری قبضہ میں ہے اور صاحب الکوشٹ جنرل کا دفتر وہاں رہتا ہے اور مقبرہ صاحب مقبرہ کی اولاد کا قبضہ ہے یہ محلہ اس موقع پر آباد تھا جس جگہ اب محکمہ چیف کورٹ کی عمارت بنی شروع ہوئی ہے ۔

### محلہ دولا واڑی

یہ محلہ بھی لاہور کے نامی گرامی محلوں میں سے ہے ہمسایہ دولا زمیندار گوت واڑی

نے اسکو آباد کیا تھا سید عبدالرزاق مکی جو ایک بزرگ سید مروج دریا بخاری کے  
 خلیفہ بن مین سے تھا سب سے اول بیان اگر سکونت پذیر ہوا اور رونق آبادی کی  
 بڑھ گئی آخر سلطنت چغتائی تک اسکی آبادی بڑے اوج پر رہی اس سبب کہ  
 خانقاہ شاہ عبدالرزاق مکی مین کوئی نہ کوئی بزرگ ایسا قیام پذیر نہ تھا جس سے  
 تمام زائر کو فیض پہنچتا تھا بد علی کی قوت ہی یہ محلہ غارت سے بچا رہا کہ ایک بزرگ  
 حاجی سید سید نام اسپین رہتا تھا اسکے ہی اسکا لحاظ کرتے تھے جب احمد شاہ درانی  
 بعد از فتح لاہور آیا تو حاجی محمد سعید کی زیارت کو حاضر ہوا اور شاہی پیرہ محلہ  
 مین ہوا اسے قدر کر دیا کہ کوئی غارت گر محلہ پرست انداز نہ ہو آخر حجب حاجی محمد سعید  
 مر گیا تو گوبر سنگ کی مثل نے اس محلہ کو لوٹ کر بے چراغ کر دیا اسوقت کی عمارات مین سے  
 ایک نور و شمع پختہ سید عبدالرزاق مکی کا جو وہ ہے جسکو بازار مارکلی مین نیلہ گنبد  
 کہتے ہیں اور ایک پختہ مسجد جو سید عبدالرزاق کے احاطہ کے اندر ہی مہاراجہ نچیت سنگ  
 کے وقت مقبرہ اور مسجد دونوں مین باروت پھری رہتی تھی اور مسجد کے صحن مین لوہا  
 اپنے گولہ بناتے تھے انگریزوں کی وقت مقبرہ و مسجد خالی ہوا اور مسکوٹ بنایا گیا چند  
 سال صاحبان انگریز انہیں کہا نا کہا تے رہو جب مارکلی سے چھاونی فوج کی میانہ  
 چلے گئے تو مسجد و مقبرہ منشی نجم الدین ٹہیکہ دار گوشت نے سرکار سے لے لیا مسجد کو  
 اُس نے از سر نو مرمت کر کے آباد کروایا مقبرہ مین بھی قبر بنادی گئی تیسرا احاطہ مزار  
 حاجی محمد سعید تک موجود ہے جس مین حاجی مروج کی قبر ہے یہ احاطہ بہت بڑا  
 ہے اور دروازہ آمد و رفت مغرب کی سمت کو ۔

### شیلہ شرف کا محلہ

یہ محلہ بہاؤی دروازے کے باہر آباد تھا بہاؤی دروازے سے لیکر ضلع لاہور کی کپری  
 ویرفٹ تک اسکی آبادی تھی شاہ شرف جو ایک عالم باطل شخص تھا اور ہزاروں

لوگ اسکے میرے ہر اس محلہ کا بانی تھا اسکی زندگی میں اس محلہ کی آبادی نہایت  
 اوج پر رہی ایک عالیشان مسجد اُسے بنوائی اور مقبرہ پختہ ہی اپنی زندگی میں بنوایا  
 آخر غارت گروں کی بار بار غارت گری سے یہ اُجر گیا مگر مقبرہ و مسجد کی عمارت بدستور  
 قائم رہی جب مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سلطنت کا وقت آیا اور شہر کے گرد و گرد پختہ  
 خندق بننے لگی اور دوسرے دروازے بنوائے گئے تو ضرورت پڑی کہ بہائی دروازے  
 کے باہر کے دروازے کے آگے کہلا ہوا میدان ہوا سائے وہ سنگین مسجد اور مقبرہ  
 دونوں کو داویئے گئے بڑی مشکل سے یہ عمارت گری اور شاہ شرف کی لاش کا صندوق  
 نکلا اگر فقیر عزیز الدین کی معرفت احاطہ مزار حاجی محمد حسین میں بتمام دولاٹری دنیا  
 گیا اور مہاراجہ کے حکم سے چوٹا سا چوترا پختہ اسپر بنا دیا گیا جو اب تک مع جوڑے  
 اُس مسجد مقبرہ کی پختہ بنیادیں اب بھی بہائی دروازے کے باہر کے میدان میں نظر آتی ہیں +

### لکھی محلہ

یہ ایک مشہور و معروف محلہ لاہور کے بیرونی محلوں میں سے تھا آبادی اسکی نہایت  
 بارونتی تھی لاکھوں روپے کی عمارت کی جویلیاں بڑے بڑے ساہوکاروں والداروں  
 کی اُسین تھیں اس سب سے لکھی محلہ کہلاتا تھا یہ محلہ اس موقع پر آباد تھا جہاں اب  
 کو بھی کرنیل ہال صاحب ڈپٹی کمشنر سابق لاہور اور وہ میدان ہی جہاں اب گرجا  
 بن رہا ہے انقلاب سلطنت کی وقت جب غارت کا بازار گرم ہوا تو اس محلہ کے  
 لوگ کچھ تو نسبت جنوں بہاگ گئے اور کچھ لاہور کے حصار کے اندر جا رہے اور جو  
 موجود رہے انکو بیرون نے سب سے اول غارت کیا مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وقت جب  
 خشت فروزون نے اسکے گہروں کی بنیادوں کو کھودا تو اکثر فیض نکلے بہت قوم  
 کہاں جو چھدا رخو شمال سنگھ کا ایک بلکا رہتا اور موضع فرنگٹ اچھرہ اسکے ہی کہ  
 میں تھا اُس نے اس جگہ اپنا پانچ بنوایا اور زمین صاف کرائی تو اُسکو محمد شاہی

روپے کا بہرا ہوا ایک دیگچہ لٹا تھا انگریزی جب عملہ اسی ہونٹی تو قسمی حاکم ہمت کے پوتے نے وہ باغ محمد سلطان ٹھیکہ دار کے پاس فروخت کر دیا محمد سلطان نے اُسی جگہ کو بھی بنوائی جواب ہال صاحب کی کوٹھی مشہور ہے \*

### درگاہی شاہ کا محلہ

یہ محلہ بھی لاہور کی بیرونی آبادی میں کبھی محلہ سے بہت شرق بقا صلا ایک بازار کے آباد تھا اب اُس کا کوئی نشان باقی نہیں صرف ایک مزار شاہ درگاہی کا باقی ہے جو سر راہ بجانب شرق واقع ہے یہ شاہ درگاہی قادر یہ سلسلہ کا ایک فقیر عابد و زاہد تھا اسکی خانقاہ کے احاطہ کے اندر ایک چاہ تھا چونکہ اکثر اہل حاجت اس بزرگ کے پاس حاضر ہوتے تھے ایک روز ایک عورت اپنی خور و سال بچہ کو لیکر درگاہی شاہ کے پاس آئی اور عرض کی کہ اسکو پانی دلنے کی بیماری ہو یعنی بدن پر ایسی پینسیاں نکلی ہوئی ہیں جنہیں سفید پانی بہا رہا ہو اور درگاہی شاہ نے فرمایا کہ اسکو ہمارے چاہ کے پانی سے غسل دید و اچھا ہو جائیگا چنانچہ غسل دینے سے وہ اچھا ہو گیا اب بھی وہ چاہ مزار سے بجانب جنوب موجود ہے اور اتوار کے روز ہندو مسلمان لوگ اپنی بچوں کو جنکو پانی داتے کی بیماری ہوتی ہے چاہ پر لیجا کر نہلاتے ہیں ہر ایک شخص چار روٹیاں میٹھی اور چار نمکین اپنی ہمراہ لیجا تا ہے بعد غسل کے وہ روٹیاں زمیندار چاہ کا مسح ایک پیسہ چرائی کے لے لیتا ہے یہ تاثیر چاہ کے پانی میں اب بھی باقی ہے جو اس بزرگ کی کرامات و بزرگی میں داخل ہے \*

### شاہ پدر کا محلہ

یہ محلہ سادات گیلانی کا شاہ درگاہی کے محلہ سے بہت دکھن آباد تھا شاہ بدایین گیلانی نے جو ایک عابد زاہد و صاحب کرمیت تھا اسکو آباد کیا اور اپنے ہم قوم شریف سید لوگ اس میں آباد کئے اکبری عہد سے اخیر سلطنت چغتائی تک آباد



سکھان مثل قوم کنہیا دوبار اسکے لوٹنے کو آئے مگر سادات نے بمقابلہ پیش  
 اگر انگو ہیں پا کیا تیسری بار بڑے اجتماع کے ساتھ سکھ اس محلے پر آئے اور فتح  
 پا کر بہت سے سادات کو قتل کیا محلہ لوٹ لیا مکانات کو آگ لگا دی باقی ماندہ  
 سید لوگ بھاگ گئے اور بہت سی سیدانیاں خودکشی کر کے مر گئیں مہاراجہ پنجپتا سنگھ  
 کے وقت اس محلے کی عمارت مین سے ایک پختہ وسیع مسجد شاہ بدر کی باقی رہ گئی  
 تھی اُس مین گولہ و باروت بہری رہتی تھی اور ایک کپہنی سپاہیوں کی مامور  
 رہتی تھی مسجد کے باہر علیحدہ عمارت یعنی مسجد کے حجروں مین باروت مگر  
 باروت بناتے تھے جب سرکار انگریزی کی عملداری ہوئی تو سب باروت اُسی  
 مسجد کے چاہ مین جو بہت چوڑا تھا ڈلو کر اوپر مٹی ڈلوادی گئی جب مسجد  
 خالی ہو گئی تو سردار خان بلوچ لمبردار موضع فرنگی کے بسبب اسکے کہ وہ مسجد  
 حد سبب موضع فرنگ مین ہی دعویٰ مسجد کا کیا اور مسجد نزول سے خارج  
 ہو کر سکو مل گئی اُس نے مسجد کو چاندی کی کان سمجھ کر گرانی شروع کی اور ہزاروں  
 روپیہ کی اینٹیں بضرورت تعمیر پہاؤنی سرکار مین بیچ ڈالیں مسجد اور حجروں کی  
 بنیاد مین اخیر تک نکال لیں چونکہ اوپر مسجد کی عمارت کے موٹا پلستر چوڑا کا اور  
 اندر سے کچی کچی عمارت تھی سب عمارت باسانی گر گئی چاہ کی اینٹیں نکالنے  
 کیواسطے ہی اس نے بہت سی عرضیاں دیں مگر سرکار نے دبی ہوئی باروت کا  
 پھر نکالنا منظور کیا چند سال کے بعد پاس کے زمینداروں نے اس موقع پر چاہ  
 چاہ تھا اپنی مویشی کی گہری بنالی اور کسی تقریب سے آگ جلائی تو آگ کی گرمی نے  
 باروت مین اتر گیا ایک ہی وقعہ سب باروت اُڑی زمین مین ایک زلزلہ  
 نمودار ہوا چاہ کی عمارت کی اینٹیں ہوا مین اُڑ کر دور دور جا پڑیں پچاس  
 پچاس گز تک زمین مین مٹا کر پڑ گیا دو زمیندار جان بحق تسلیم ہوئے۔

چار ہیل مارے گئے غرض کہ بحکم تقدیر رب قہیر اب اس محلہ کا نام و نشان  
 باقی نہیں صاحبان عالیشان کی کوہیاں بنی ہوئی نظر آتی ہیں۔  
 دو گردن رابیک حالت نبیباش قیام ہر گاہ گرد صبح روشن رونماید گاہ شام  
**کہو جیون کا محلہ**

یہ بھی ایک دولت مند محالہ منجھلہ ہے بیرونی شہر تھا بڑے بڑے غرت دار تجارت  
 قوم خواجہ اس مقام پر آباد تھے بڑی بڑی جوہلیاں پختہ بنی ہوئی تھیں کہوں  
 نے اسکے لوٹنے کے لئے بہت سے حملے کئے ہر وقت خواجے انکو روپیہ دیکر ٹالنے  
 رہے آخر تنگ آ گئے اور لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے لڑائی میں بھی انہوں نے  
 دیوار غارت گردن کو پس پا کیا جب تین تئلیں مثل پہنگی ورام گدہ یہ وکھنیا ملکر  
 آئین تو منلو نہ ہوئے باعث یہ ہوا کہ مسجد کی چار دیواری اس کے زیادہ مستحکم  
 تھی خوجون نے چلا کہ اسمین بیٹھکر لڑیں سکھ انکی جوہلیوں پر چڑ گئے جو بہت  
 اونچی تھیں اور اونپر گولیاں مار کر بہت خواجے مار دیے جو مسجد کی چیت پڑی اور جو مسجد کے اندر تھے  
 انکے واسطے آٹا دانہ اندر مسجد کے نیچانے دیا اور محلہ لوٹ لیا۔ ہمارا جو بخت سنگہ  
 کے عہد میں وہی عالیشان پختہ مسجد منجھلہ عمارت محلے کی باقی تھی اسمین باروت  
 بہری رہتی تھی انگریزی عہد میں وہ مسجد بال سرکار منظور ہو کر جسٹرنز ٹیل میں  
 درج ہو گئی ۱۸۵۷ء میں ایک شخص سید شمسی کچہری ضلع میں دیویدار  
 ہوا کہ اس مسجد کا متولی بعد آبادی محلہ میرا داوا تھا سرکاری مسجد مجھکو  
 دیدیوے تو میں اسکو آباد گردن اور مسلمان اسمین ناز پڑ میں اور اپنی بیٹا  
 کے ثبوت میں اس نے چند گواہ عمر قوم خواجہ پیش کی انہوں نے اظہار کیا کہ مدعی کا  
 داوا ہمارا مرشد اور امام تھا ہمارے ہی بزرگ اس محلے میں رہتے تھے انہوں نے  
 یہ مسجد تعمیر کر کے اسکو دیدی تھی اب اسکا حق ہو کہ مسجد اسکو دیدی جائے۔

سمسن صاحب ڈپٹی کمشنر نے مسجد اُسکو دیدی ایک دو سال تو اُس نے  
مسجد کو مسلمانی طور پر آباد کیا پھر کوٹھی کی صورت بنا کر انگریز کرایہ دار سمسن رکھ دی  
اور کرایہ کھانے لگا پھر فروخت کر ڈالی چنانچہ اب یہی وہ مسجد بشکل کوٹھی موجود  
ہے یہ موقع محلہ پیر عزیز مرنگ سے بجانب شرق آباد تھا اور کوٹھی ہال رائڈ صاحب  
ڈائرکٹر وغیرہ کو ٹھیکان انگریزوں کی ابا وہاں بنی ہوئی ہیں +

### محلہ چاٹ پورہ

یہ محلہ موضع مرنگ سے بگوشہ ایسان آباد تھا چاٹ لوگ اُسہین قیام پذیر تھے اسوٹے  
چاٹ پورہ کہلاتا تھا جب اسکے پاس کا محلہ خوجون کا عارت ہو گیا تو یہ سب  
لوگ اپنا جان و مال بیکر ہاگ گئے صرف مکانات خالی چھوڑ گئے۔ اب اس محلہ سے  
کسی عمارت کا نام و نشان باقی نہیں ہے اور موقع محلہ پیر کو ٹھیکان بنگلی ہیں +

### محلہ میانی

یہ محلہ موضع مرنگ سے سمت نصرت آباد تھا شاہ جہانگیر بادشاہ کی وقت شیخ محمد طاہر  
قادر و نقشبندی نے شہر سرسند سے اگر اس مقام پر سکونت اختیار کی چونکہ  
محمد طاہر عالم و فاضل و فقیہ کامل تھا چند سال میں ہزاروں لوگ اسکے مہر و شاگرد  
ہو گئے دن بدن رونق بڑھتی گئی اور ایک عالمی شان بستی آباد ہو گئی چونکہ میانان  
پنجابی زبان میں مولوی عالم فاضل کو کہتے ہیں اور وہی لوگ اُسہین رہتے  
اسوٹے اس بستی کا نام میانی مشہور ہو گیا شیخ محمد طاہر نے بہت برس تک اس  
جگہ پر مدرسہ جاری رکھا اور علوم فقہ و حدیث و تفسیر طلباء کو مفت پڑھاتا رہا مہر  
بہی بہت کئے اور سلوک کی تلقین کی نہ کہ بھری میں وہ مر گیا جسکی تاریخ  
غم کے لفظ سے نکلی اسکے مرنے کے بعد ہی اخیر سلطنت اسلام تک یہ محلہ  
آباد رہا عارت گروں نے جسروز ہنگو لوٹا ہزاروں قرآن و کتابیں بوڑ کر

یگئے مگر جب جاناکہ یہ ناکارہ جس ہو تو باہر گاؤں کے پھینک کر چلے گئے اور جاتی دفعہ ٹھہر کے مارے محلہ کو اگ لگا دی جس سے وہ جگہ خاکستر ہو گیا اب عمارات محلہ سے ایک مزار شیخ محمد طاہر موجود ہے اور دوسری کسینقد رعمارت کہہ نہ رہے شیخ محمد طاہر کا بتک موجود ہے ویرانی اس محلہ کے شہر لاہور کے لوگوں نے اس جگہ کو قبرستان بنالیا پناچہ اب یہی قبرستان ہے ہزاروں قبریں وہاں بنی ہوئی ہیں اور آئندہ بنتی جاتی ہیں پختہ احاطے بہت سے بنائے گئے ہیں ۔

### محلہ دایہ لاڈو

یہ محلہ اس واقعہ پر آباد تھا جہاں اب دیوان رتن چند ڈاڑھی والے کا باغ ہے اس محلہ میں بڑی بڑی عالیشان عمارتیں نہیں والی لاڈو شامیان اسلام کی وقت ایک مسخرز دایہ تھی جس نے یہ محلہ آباد کیا تھا عرض و طول اس محلہ کا شہر کے بیرونی سب محلوں بڑا تھا غلامی حد اسکی دولاواڑھی محلہ کے ساتھ ملتی ہے اور شرقی حد محلہ زین خان کے ساتھ ملتی تھی بڑی بڑی عالیشان عمارتیں اس محلہ میں بنی ہوئی تھیں ۔ غارتگر و سنگدل نے اسکو کمال پر جمی لوٹا اور جلایا مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وقت یہی بہت سی دیواریں اسکی باقی تھیں مگر خشت فروش کشمیریوں نے انکو گرا دیا اور بنیادیں نکال لیں جب لالہ رتن چند نے اس جگہ باغ بنانا شروع کیا تو بڑے بڑے عمیق کہن ڈروں کو ہموار کیا بعد میں باغ کی تیجی کی جوتیاں کھدائی گئیں اور محلہ کی عمارتوں میں صرف ایک مسجد دایہ لاڈو کی موجود ہے مہاراجہ کی وقت پر یہ ایک ہندو ساوہ نے اپنا گہ بنالیا تھا مسجد میں ٹھاکروں کی تصویریں رکھی تھیں مگر انگریزوں کی وقت ایک مسلمان فقیر نر شاہی نے چند مسلمانوں کو جمع کر کے براہ زبردستی اسکو مسجد سے تبدیل کر دیا وہ سادہ خاموش ہو کر مسجد سے نکل گیا اب تک وہ مسجد اسی فقیر یا قبضہ میں ہے اور اس مسجد علیحدہ ایک گڑھ بنا کر گنوت اختیار کی ہوئی ہے ۔

## محلہ زمین خان

یہ محلہ دائی لاٹو کے محلے کے ساتھ بجانب شرق آباد تھا زمین خان نائب صوبہ لاہور نے اپنی نام پر اسکو آباد کیا تھا قریب ایک سو برس کے آباد رہا اسکا اپنا محل عالی شان بھی اس جگہ بنا ہوا تھا جب سلطنت مغلیہ بالکل ضعیف ہو گئی تو سب سے اول جسے سنگہ کنہیہ نے اسکو لوٹنا چاہا نور الدین خان کے پوتے نے دس ہزار روپیہ نذرانہ دیکر اسکو مالا اور اس نے وعدہ کیا کہ آئندہ کوئی سکہ نکلے ستائیس گروہ وعدہ برائے نام تھا وہ گیا تو ہنگیوں نے اگر محلے میں غارتگری شروع کی محلوں نے جسے سنگہ کی سند و کہلائی مگر انہوں نے ایک ٹانی ناچار محلے والے لڑنے پر مستعد ہوئے سخت لڑائی کی جب محلے والوں نے جانا کہ اب سکہ بڑا جمع کر کے آئینکے پوشکل ہوگی آخر مکانات خالی کر کے چلے گئے بہت سے نوشہرہ کے اندر جا رہے اور بہت سے دیہات میں نکل گئے۔ اب یہ موقع زمین خان کا میدان مشہور ہے اور ایک قبرستان فقراے حیشتیہ خیر شاہی کا بنا ہوا ہے اس میں مسجد پختہ و متاع پر پختہ ہیں باقی زمین بزر و عہ ہوئی ہوئی ہے البتہ مہاراجہ کے وقت میں زمین خان کی چوٹی کی باقیات میں سے ایک پختہ حمام و تہ خانہ موجود تھا لکڑی کا بھی نام و نشان نہیں ہے۔

## پیرون کا محلہ

یہ محلہ جہانگیر بادشاہ کی وقت سید شاہ ابوالمعالی قادری آباد کیا تھا خود ہی یہاں ہی سکونت پذیر تھا سلطنت کی بربادی کی وقت ساکنان محلہ جا بجا ہجرت گئے اور شاہ ابوالمعالی کی اولاد شہر کے حصار کے اندر جا رہی اور محلہ ویران ہو گیا پرانی عمارات میں سے روضہ یعنی مقبرہ شاہ ابوالمعالی پختہ بنا ہوا موجود ہے یہ وہ مکان ہے جہاں دو نو عیدون کا میلہ ہوتا ہے اور شہر کے لوگ کمال اعتقاد و مقبرہ پر جا کر نذرانہ دیتے ہیں عرس سالانہ بھی ہزار پر ہوا کرتا ہے۔

## محلہ والی انگا

یہ محلہ شاہان اسلام کی وقت والی انگا نام ایک مغز وایہ نے آباد کیا تھا محلہ شاہان  
 حویلیان امرار عظام کی اسمین بہت بہین اور تمام محلوں سے آراستہ تھا موقع  
 غارت کی وقت اسکے رہنے والوں نے اپنی حفاظت کا انتظام بہت کیا پختہ دروازے  
 اور فصیل بنالی مدت تک اپنے محلے میں غارتگروں کو داخل ہونے نہ آیا آخر روز کی محنت  
 سے تنگ آ گئے اور مکانات چھوڑ کر ہاگ گئے محلہ ویران ہو گیا یہ وہ موقع تھا جہاں  
 سٹیشن ریلوے کا کارخانہ ہے طرح طرح کے مکانات بنے ہوئے ہیں پیرانی عمارتیں  
 صرف ایک مسجد پختہ والی انگا کی موجود ہے جسکو صاحبان انگریزوں نے کوٹھی کی صورت  
 بنا لیا ہے اسکے بغیر اور کوئی علامت محلہ کی موجود نہیں ہے

## محلہ سید مر

یہ محلہ متصل گڑھی شاہو کے آیا د تھا سادات و شرفالوگ اسمین رہتے تھے اور  
 ایک تہذیب تالا ب پختہ بنا ہوا تھا جسکے سبب وہ محلہ سید مر کہلاتا تھا ان سیدوں کے  
 ہزاروں مرید تھے انگا پتھو تھا کہ اس تالاب کے پانی میں شفا ہے بیمار چھ ہو جاتے  
 ہیں پس وہ اپنے تالابوں کو تالاب کے پانی سے نہلاتے اور اپنے اعتقاد کے پہل سے  
 اکثر اپنے ہو جاتے جب سلطنت کی بربادی کا وقت آیا اور غارتگروں کی فوجیں  
 جا بجا پہرنے لگیں شہر کے بیرونی محلے نوبت بنوبت لگنے لگے تو اس محلے پر بھی غارتگر  
 کئی بار آئے مگر سفید ریش سادات انکے مقابل کو جاتے اور خوشامدین کے کہیں  
 کر دیتے اور کہتے کہ یہ سیدوں فقروں کے گہر میں گوروں کے واسطے بخشہ ہے وہ  
 بھی درگزر کرتے آخر کسی دشمن نے ہنگامی شل کو خریدی کہ سپہر کے سید پوشیدہ  
 گاؤں کو کشتی کرتے ہیں اور بظاہر اپنے آپکو خالصہ جی کا دعا گو بیان کرتے ہیں انکی  
 خبر لینی چاہئے یہ خبر سنتے ہی سبھی قہر جوش میں آیا اور بڑے احتجاج کے ساتھ محلے

چوہ آئے سید بہاگ گئے سیدانیان بے پردہ ہوئیں محلہ ویران ہو گیا اُن میں سے  
کچھ تو موضع جیو ضلع لاہور میں سکونت پذیر ہوئے اور کچھ حصار لاہور کے اندر  
جا رہے کچھ اور دیہات میں متفرق ہو گئے ۔

### محلہ تیل پورہ

یہ محلہ موضع گنج کے شمال کی طرف آباد تھا جس میں مدرسہ محمد امینیل المشہور  
میان وڈا جاری تھا اور اب تک جو دہر اس محلے میں تیلی لوگ بہت آباد ہیں اس  
سبب تیل پورہ کہلاتا تھا تیل کی ایک منڈی بھی اس جگہ لگتی تھی جب بسبب  
بے حالگی کے منڈی بند ہو گئی اور غارت کے خوف سے رعایا متفرق ہو گئی تو محلہ ویران  
ہو گیا گرد و پیش طالب علم میان وڈا کے خانقاہ پر بدستور بیٹھ چکے تھے ایسے  
غارت کرتے جو درویشوں کے کپڑے اُتار لیجاتے تھے ایسے رحم دل آتے جو بجاتے  
چنانچہ وہ مدرسہ اب تک آباد ہے ۔

### محلہ گنج

اس نام کا محلہ اُس موقع پر آباد تھا جہاں اب پیش روے میانمیر کا امیر سرکی شرک  
بنا ہوا ہے اگرچہ وہ محلہ تو اُچڑچکا ہے مگر ایک چھوٹا سا گاؤں اُسی موقع پر آباد  
نام بھی اُسکا پڑا ہے نام پر گنج مشہور ہو گیا اُس محلہ کا یادگار گاؤں اب تک قائم ہے ۔

### محلہ قصابان

یہ محلہ جاگیر کے عہد میں شہر سے باہر بجانب شرق آباد کیا گیا تھا قصابان  
کاؤ کش کی بستی شاہی حکم سے عیسویہ مقرر کی گئی تھی کیونکہ تمام ہندو رعایا  
اُن سے نفرت کرتی تھی اور مناسب سمجھا گیا تھا کہ یہ شہر سے الگ سکونت  
رکھیں بُرے بُرے دو ستمند قصاب وہاں رہتے تھے اور ایک پختہ مسجد عالی شان  
تعمیر کی ہوئی تھی جب سلطنت اسلام کی پنجاب سے جاتی رہی اور سکھوں نے



زور پکڑا تو سب پہلے سکھوں نے اسی کو غارت کیا قصایوں کا مال لوٹا خرابی شہر کی انکی ذات سے شروع ہوئی قصایوں نے دوبار سکھوں کا مقابلہ کیا بہت دفعہ خفیف خفیف مقابلے ہی ہوئے آخر محملہ چور کر شہر کے حصار کے اندر جا رہی کابل میں صوبہ لاہور نے جو حکم احمد شاہ درانی مقرر تھا انکو شہر کے اندر علیحدہ جگہ دیدی چونکہ سکھوں کی انکے ساتھ جانی دشمنی تھی سکھوں کی سب مشینیں جمع ہو کر لاہور پر چڑھ آئیں اور کابل میں مل کو کھلا بھیجا کہ تم قصایاں گاکش کو قتل کر دو یا ہمارے حوالے کر دو یا ایسی سخت سزا دو جسکے وہ لائق ہیں اگر ایسا نہ کر دے تو ہم شہر کو دروازے توڑ کر اندر گھسن آئیگے اور تمام شہر کو لوٹ کر برباد کر دینگے کابل میں مل نے اُس وقت تنگ اگر چند قصایاں کے ناک کان کٹوا کر شہر سے باہر نکال دیا جنکو سکھوں نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا اور خوش ہو کر چلے گئے۔ اس محلے کی عمارتیں مرفا یک پختہ سب سے بڑی تھیں چودھو اور کچھ باقی نہیں

### محملہ مغل پورہ

یہ محلہ باہر شہر کے محلوں میں سے ایک عالیشان و دولت مند محلہ مشہور تھا امرے عظام صوبہ لاہور کے سپاہی میں قیام پذیر تھے لاکھوں روپے کی لاگت کی حویلیاں بنی ہوئی تھیں اور بڑے بڑے دیوان خانے تھے جن میں اجلاس ہوتا تھا نواب زکریا خان بہادر و شہنواز خان وغیرہ حکام پنجاب کے اسی میں رہتے تھے سب سے اول احمد شاہ درانی شاہ کابل نے شہنواز خان صوبہ لاہور پر فخیاں ہو کر اس محلہ کو لوٹا تمام فوج ایک روز کی لوٹ میں ایسے والا مال ہو گئے کہ شہر کے لوٹنے کی خواہش انکو نہ رہی زر نقد و سامان قیمتی ایک ایک سپاہی کے پاس اسقدر تھا کہ اٹھانہیں سکتا تھا اس سے بعد سکھوں نے سکو تین بار لوٹا اور پھر غارت کر دیا مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وقت اسقدر ایشیوں اس محلہ

کی دیواروں اور بنیادوں سے نکالی گئیں کہ ہزاروں محل تیار ہو گئے دینے  
 بھی نکلے زکریا خان بہادر کے قبرستان کی عمارت جو لاکھ ہار روپے کی تھی اسپر ہندو  
 نے قبضہ کر لیا اور گاؤں بنا کر خود اُس میں آباد ہو گئے اس سبب اُس عمارت  
 میں سے کیتھر عمارت خشت فروشوں کی دستبرد سے بچ گئی اُس گاؤں کا  
 نام فی زمانہ حال بیگم پورہ ہے اُس عمارت کے اندر دو درجے میں ایک بیرونی  
 دوسرا اندرونی بیرونی درجے کے وسط میں بھی قبریں مردانی ہیں اور اندرونی  
 درجے میں زنانہ جن پر لاکھوں روپے کا سنگ مر مر تھا وہ سب مہاراجہ نجیت سنگ  
 نے اتروالیا اندرونی درجے میں ایک عالیشان چینی کار دوہرے درجے  
 کی مسجد ہے یہ مسجد نواب زکریا خان کی یادگار ہے دوسرا مقبرہ حضرت ایشان  
 اور ایک خستہ مسجد اسی محلے کی یادگار موجود ہے اس محلے کی بقیہ عمارت  
 جو کسی سے گرنہیں سکی دیکھ کر انسان حیرت میں آ جاتا ہے کہ جب یہ محلہ  
 آباد ہو گا تو کیا صورت ہوگی ؟

### محلہ چوک داراشکوہ

اس عالیشان محلے کی بنیاد شاہجہان بادشاہ کے عہد میں دہلی دروازے  
 کے باہر رکھی گئی اور شہزادہ داراشکوہ پنجاب کے جاگیر دار نے یہ محلہ آباد کر کے  
 محلہ کے وسط میں ایک وسیع چوک پختہ بنایا چاروں طرف چوک کے چار عالیشان  
 دروازے رکھے گئے اور دروازوں کے چپ رست دوہری دوکانیں پختہ  
 و منزلہ بنائی گئیں غرض کہ وہ چوک ایسی خوبی و خوش اسلوبی کے ساتھ  
 بنا کہ تمام ہندوؤں اُس کا ثانی نہ تھا بڑے بڑے ساہوکار تجارتی اُس میں  
 کوٹھیاں تھیں لاکھوں روپے کا بیوپار ہوتا تھا ہر جنس کے مال و غنم کا  
 ذخیرہ رہا کرتا تھا اخیر عہد چغتائی تک یہ چوک آباد رہا جب بادشاہ گروہی

اور بخوف غارت مال کا آنا بند ہو گیا تو بیوپاریوں کی آمد و رفت بکلی موقوف ہوئی موجودہ مال لٹ گیا ساکنین چوک چھوڑ کر بھاگ گئے تو چون ویران ہوئے محلہ اُچڑ گیا مہاراجہ رنجیت سنگھ کیوقت ہی بہت سی عمارت اس چوک کی باقی رہی جنکو کشمیر یاں خشت فروش نے گرایا بنیادین نکالین انگریزی عہد میں وہ کہندرمیان محمد سلطان ٹھیکہ دار کو مل گئے گویا اینٹ کی کان ہاتھ آگئی اُس نے اُسکی بنیادوں سے ہزار ہا روپے کی اینٹیں نکلوائیں اور لٹہ بازار و سرے کی تعمیر میں وہی اینٹیں صرف کیں گئی کوٹھیاں بنائیں غرض اس خطہ میں جسقدر اینٹیں تھیں سب نکلوالیں وارا شکوہ کی ایک مسجد عالیشان جو چوک کے متصل تھی وہ البتہ قائم تھی انگریزی عہد میں مہین ایک انگریز نے کوٹھی بنالی تھی وہ ہی محمد سلطان نے اینٹوں کی ملمع سے لے لی اُسکے چار طرف کے حجرے جو مسجد کی کرسی کے اندر بنے ہوئے تھے گرائے مسجد کے دو گنبد گرا چکا تھا کہ اُسکی عمر کا خاتمہ ہو گیا اب اُس مسجد کا ایک گنبد بدستور رہا باقی گر چکی ہے لوگوں میں مشہور ہے کہ اگر محمد سلطان اس مسجد کو نگر وانا تو اُسکا کارخانہ برہم و درہم نہوتا یہ اسی مسجد کے گروانے کی نکت ہے جس سے وہ قرضدار ہو گیا تمام جائداد بہن پڑی کارخانہ بڑا گیا تندرستی میں فرق آگیا اور سالہا سال بیمار رہ کر مر گیا ۔

### تیسرا حصہ

اس حصہ میں تشریح اُن مکانات اندرونی بیرونی شہر لاہور کی ہے جو زمانہ سلف میں تعمیر ہوئے اور اب تک باقی ہیں از قسم عمارت جویلی و باغچہ و مقبرہ و مسجد و مندر و غیرہ اسمین تین قسمیں ہیں پہلی قسم میں ذکر اُن مکانات کا جو ہندوؤں کے مذہب کے متعلق ہیں دوسری قسم میں

ان مکانات کا تذکرہ جو ملت اسلام سے علاقہ رکھتے ہیں میسرے قسم  
میں تفصیل ان مکانات کی جو کسی اہل مذہب ملت سے متعلق نہیں +

## پہلی قسم ان مکانات کے ذکر میں جو ہندوؤں کے مذہب سے متعلق ہیں

واضح ہو کہ پرانی عمارت کے سندر اور ہندوؤں کی عمارت گاہیں بہت میں جنگار  
نہیں ہو سکتا چوٹے چوٹے شوالے دھاگر دوارے و دیوی دوارے بیشمار ہیں  
ان میں سے قدیم و جدید دو قسم کے ہیں مگر سبھی عہد میں پرانی عمارت  
کے مندر ہی از سر نو بنائے گئے تھے جنکی عمارت مازہ نظر آتی ہے بعض مندر  
جو ان سے بھی گرامی ہیں اور خاص و عام وہاں جا کر تو ہیں ان میں سے کچھ جہیں  
شوالہ یا دھاگر کر

یہ عالیشان شوالہ مسجد وزیر خان کے شمال کی طرف واقع ہے صرف بازار کا چلہ  
درمیان ہے دروازہ اسکا جنوب کی سمت ہے ڈیوڑھی سے گزر کر جب انسان اندر  
جاتا ہے تو ایک صحن آتا ہے صحن کے وسط میں ایک مندر پختہ چونچ عمارت  
کا بہت بلند بنا ہوا ہے مندر کی سقف قابوٹی ہے اسپر نہایت خوبصورت  
گنبدہ و رہی اسپر کلس طلائی عجیب خوشنما معلوم ہوتا ہے مندر کا غری دروازہ  
ہے اور اندر رنگ مرمر کا فرش ہے فرش کے وسط میں ایک چوترہ ایک بالشت  
اونچا بنا ہوا ہے شب جمہ (مہاراجہ) کا لنگ نصیب ہے اور چلہ ہی ہستی رکھی ہے چلہ ہی  
پرستی گاگر یعنی سیوچہ پیر آب ہمیشہ رکھا رہتا ہے گنبد کے اندر کی دیواریں  
منقش ہیں مندر کے باہر صحن کی چار سمت چشتی قابوٹی چونچ سے ور کے  
چاروالان ہیں اور والانون کی بنگلون میں مقطع کو ٹھہریان سادہوں کے

رہنے کے لئے بنی ہوئی ہیں صحن کے اندر دو کلاں درخت ایک بڑا اور دوسرا  
 پمیل کا ہریہ دونوں درخت بہت بلند سر بفلک کھڑے ہیں انکے زیر سایہ تمام مکان  
 بہت خاص مندر کے چپ در است دو سام میں پختہ چونہ کچ گھنڈ دار پہلی مہنتوں  
 کی بنائی گئی ہیں جنکا نام سبب گذرنے عرصہ دراز کے معلوم نہیں گوشہ شمال  
 و مغرب میں ایک مسقف چاہ ہو جس سے پانی کھینچا جاتا ہے اور ایک سادہ  
 مغربی والان کے گوشہ جنوب مغرب میں بنی ہوئی ہے اس سادہ والے کا نام  
 و نہکا سائین تھا ست و مجدوب پہر اکرتا تھا اسی شوالہ میں اسکی سکونت تھی  
 اور اسی گوشہ میں جائے نشت تھی جب مر گیا تو اسی شیشین پر اسکی سادہ بنائی گئی  
 یہ سادہ سنہ ۱۹۰۱ بمکرمی میں مرا تھا یہ احاطہ عہد شاہان اسلام میں مسجد وزیر خان  
 کے متعلق تھا گرایہ کی آمدنی مسجد کے اصراف میں صرف کی جاتی تھی جب سلطنت  
 جاتی رہی تو تین حاکمون کے وقت باوا ٹہاگر نے اسکا سکونت اختیار کی اور گوچر سنگہ  
 احاطہ الحاکم سے اجازت لیکر چوٹا سا شوالہ کچی کی عمارت کا بنوالیا مہاراجہ  
 رنجیت سنگہ کے دور دوران میں راجہ دینا ناتھ نے یہ موجودہ عمارت  
 بنوائی بہت سارے پیسے خرچ کیا اور اپنی یادگار زمانہ ناپا مدار میں چھوڑ گیا اس  
 مندر کے متعلق کوئی روزینہ یا جاگیر سرکار سے مقرر نہیں ہے معتقد ہندو  
 روزمرہ یہاں آکر ماتھا ٹیکتے اور چڑھا وہ چڑھاتے ہیں اسی پر پوجا دیون کا  
 گزارہ ہے کنور زرخن ناتھ راجہ دینا ناتھ کا بیٹا سادہ ہون کی خدمت کرتا ہے  
 اور پنڈت کشمیری بھی خبر رکھتے ہیں \*

### شوالہ راجہ دینا ناتھ راجہ کلانور

یہ حالیشان مندر شہر لاہور میں کوٹوالی کے متصل سیر بازار واقع ہے عمارت  
 دو منزلہ بلند اور گنبد سر بفلک دور سے نظر آتا ہے بازار کی طرف اسکے نیچے کی منزل میں

دو کابین ہین جنہیں کراہہ دار بیٹھتے ہین اوپر کی نزل ہین دو بخارچے بازار کی طرف  
اور چند درپچے ہین جو نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہین تمام دیوار دو منہ لہ بازار  
کی طرف چونکہ سفید ہے اور اسپر او تارون و دیوتاؤن کی تصویر ہین کبھی  
ہین مندر کے دو دروازے سنگین عالیشان ہین ایک شرقی دروازہ  
اندر کوچہ کے دوسرا شمالی یہ بھی کوچہ کے اندر ہے شرقی دروازہ بند ہوتا  
ہے شمالی سے آمد و رفت جاری ہے لال پتھر کی چو کہٹھین اور زینے ہی  
اُسی پتھر کے ہین زینے سے چڑھ کر اوپر جائین تو کہلا ہوا صحن آتا ہے اس صحن کے  
چاروں طرف قابوئی دالان اور بخلون مین کوٹھریاں جنوبی دالانوں  
میں بخارچے و درپچے بازار کی طرف کھلے ہوئے ہین اور جائے نشست امیرانہ فرش  
فروش سے آہستہ شمالی حصہ مین چاروں غزلی سہ درہ دالان کے اندر نقارہ کلا  
اور نظیری و گھڑ بال وغیرہ آرتی کا سامان رکھا ہوا روزمرہ آرتی صبح کے چاندچے  
اور شام کے سات بجے ہوتی ہی مختلف اوقات مین ہی جب کوئی امیر اگر پوجا کرتا  
ہو آرتیاں ہوتی ہین کوئی وقت پوچھا سے خالی نہیں جاتا دالانوں کی بخلون مین  
جو کوٹھریاں ہین وہ سادہ ہون کے آرام و آسائش کے لئے بنی ہین باورچی خانہ  
خراشخانہ وغیرہ علیحدہ علیحدہ مکانات ہین صحن کے وسط مین کمز تک بن چوڑے  
سنگین بنا ہوا اور اسپر شوچی جہاں کماندر نہایت متعلق خوبصورت پختہ عمارت  
کا تعمیر ہوا ہوا ہے تین درپچے ہین اور دو طرف زینہ آمد و رفت کے لئے پتھر کا  
بنا ہوا اکثر آمد و رفت پوجا کرنے والوں کی شمالی دروازے سے ہوتی ہے جنوبی  
دروازہ ہی اگرچہ کہلا رہتا ہے مگر آمد و رفت کم ہے دروازوں کی چو کہٹھین سنگ  
مرمر کی ہین مندر کی دیوارون پر ہیشمار تصویر ہین دیوتاؤن کی تحریر ہین  
چہت مندر کی قابوئی نقش اور چہت کے اوپر عالیشان گنبد مدور

تہایت خوبصورت بنا ہوا ہے اسکے اوپر طلائی کلس چمکتا ہوا طراوت بخش دیدہ  
اہل بصیرت ہی مندر کے اندر فرش سنگ مرمر کا اور فرش کے وسط میں ایک  
چیو ترہ سنگین خور و بنا ہوا ہے جس پر شوچی مہاراج رکھیں ہیں اور پرتی جلیہری اور  
جلیہری پر گاکرتی رکھی ہے جس میں پانی بہا رہتا ہے اور گاکر کے سوراخ سے قطرہ  
قطرہ پانی شوچی پر پڑتا رہتا ہے پوجاکا پانی غرقی میں جاتا ہے اس مندر میں شوچی  
کی پوجا ہر وقت ہوتی رہتی ہے بہت لوگ روزمرہ پرستش کیو سطح آتے ہیں خصوصاً  
پنڈت ان کشمیری تو بہت یہاں ہی حاضر ہوتے ہیں دیوان اچو دیہا پر شاو و پنچا تہ  
راجہ دینا ناتھ کے خاندان کا پرستش گاہ تو یہی شوالہ ہے سوموار یعنی دو شنبہ کے  
روز خاص پوجا ہوتی ہے پوجا اور آرتی کیوقت بغیری و گہڑ پال و شتری کٹھی  
بجائی جاتی ہیں اور اس قدر شور ہوتا ہے کہ کوئی کسی کی بات نہیں سن سکتا۔  
یہ مندر راجہ دینا ناتھ بہادر راجہ کلا تور و دیوان ملکی سلطنت مہاراجہ خیت  
نے اپنی دیوانی کے عہد میں بنوایا تھا اور نیکیا و گار و نیا سے ناپا یڈار میں چھوڑ  
مراجکے باعث سے ایک اُسکا نام خیر سے یاد کیا جاتا ہے یہ شوالہ پہلے زیادہ  
وسیع تھا مگر جب ۱۷۵۷ء میں تھارن مل صاحب اسٹٹ کشن لاہور  
نے موجودہ حال کو توالی کے مکان کو بنوانا شروع کیا تو کو توالی کے سامنے  
بازار کو وسیع کرنا منظور ہوا تو اس شوالہ میں ہی زمین لیگی اور دیو اچو پوی  
شوالہ کی گراؤ پیچھے ہٹائی گئی اور زمین کو توالی کے میدان کے لئے نکالی گئی۔  
اس شوالہ کے اخراجات کیو سطح کچھ زمین و روزینہ سرکار سے مقرر ہے دو کانات  
کرایہ ہی آتا ہے پنڈت ان کشمیری ہی خدمت کرتے ہیں خصوصاً دیوان نرنڈا تہ  
خلف دیوان پنچنا تہ و کنور زرخن ناتھ خلف راجہ دینا ناتھ کافی خراج  
مندریکا ۱۰ ماہ بہتہ میں جس سے مندر کی رونق روز افزون ہے ساہ فقیر



سنت جو آجاتا ہے اسکو ہی مندر کی طرف سے کہا نا دیا جاتا ہے +

## شوالہ بخشی بہکت رام

لاہور کے عالیشان مندروں میں یہ شوالہ بھی مشہور و معروف عبادت گاہ ہے  
 عمارت نہایت پختہ و سنگین و دیرپا ہے اور رکان و مندر مندر اوپر کی منزل پر  
 واقع ہے جہاں سیر سپہ سالار چڑھ کر جاتے ہیں بانی اسکا بخشی بہکت رام مہاراجہ  
 رنجیت سنگھ والی پنجاب کے لشکر کا بخشی تھا تمام فوج بیادہ جسکی تعداد تشریف  
 سے کم نہ تھی اسی کے ہاتھ سے تنخواہ پائی تھی مہاراجہ کے دربار میں اسکی عزت  
 و توقیر بہت تھی یہ شخص نہایت نیک نیت حلیم الطبع مخیر فیض رسان آدمی تھا  
 فقرا و غریبا کو اکثر اوقات خیرات دیا کرتا برہمنوں کو ہزاروں روپے بانٹ دیا کرتا  
 تھا تمام عمر اس نے عالیجاہی و امیر الامرائی میں گزرائی مگر آخری عمر میں کانا خانہ  
 امارت کا برہمن و درہم ہو گیا مختصر حال جسکا روسا کے ذکر میں لکھا ہے +

بخشی بہکت رام نے اپنی امارت کے وقت یہ مندر بہت سارے روپیہ خرچ کر کے  
 بنوایا اور اپنا یادگار عالم فانی میں چھوڑ گیا اس نے اس شوالہ کے خرچ کے لئے  
 چار سو روپیہ سالانہ کا گاؤں اپنی جاگیر سے الگ کر دیا تھا مگر بسبب اس کے کہ  
 وہ تقریری بخشی کی طرف سے ہی سرکار کی طرف سے نہ تھی وہ گاؤں ہی بوقت  
 ضابطی جاگیر ضبط ہو گیا اب خرچ اس شوالہ کا لالہ جمعیت کے بخشی کا بیٹا  
 کرایہ مکانات کی رقم سے دیتا ہے علاوہ اسکے پوجا کرنے والے بھی خدمت کرتے  
 ہیں بلکہ کہتر بان گوٹ سیرن کی برادری میں جو شادی ہوتی ہے اہل شادی  
 آٹھ آنہ اس شوالہ میں چڑھاتے ہیں یعنی چار آنہ برات کے چڑھنے کی عادت اور  
 چار آنہ عروس کے گھولنے کی عادت دیتے ہیں یہ رقم پوجا جاری لیتا ہے + اس مندر  
 کے باہر سے کرسی بہت اونچی ہے چھ ستر سپان چڑھ کے اوپر جاتے ہیں دو طرفہ

سیڑھیان شرقی غریبی سرخ پتھر کی بنی ہوئی ہیں اور دو تصویریں سنگ سرخ کی بیلون کی لنگے درمیان ایک ہاتھی اور مگر مجھ کی سنگی تصویر سے جو باہر کے زینہ کی دیوار پر نصب ہے اُسکے اوپر چار زینہ اور ڈیڑھ گز تک بلند ہی دیگر سنگ سرخ کی چوکھٹ لگائی گئی ہے دروازے کے اوپر کنیشت جی کی صورت سنگ مرمر کی نصب ہے اور چپٹ بہت ہنومان وہیروجی کی سنگی تصویریں لگائی گئی ہیں دروازے سے گزر کر ایک سیح صحن آتا ہے صحن کے اندر پتھر کا فرش نہایت مکاف بنایا گیا ہے صحن کے شرق کی طرف تین زینہ دیگر ایک گز اونچا چوتھو سنگ سرخ کا ہے جسکے دو طرف نہایت خوشنما کھڑے سنگ مرمر کے لگائے گئے ہیں اُسکے اوپر ڈیڑھ ہاتھ کی اونچائی کا چوتھرہ جگ موہن کا قایم ہوا ہے جگ موہن کے ستون سنگ سرخ کے اور فرش سنگ مرمر کا ہے اسیب تین تصویریں سنگ مرمر کی رکھی ہیں ایک نندی گن یعنی شوجی کے بیل کی اور دو مور تین سوام کا رنگ فرزندان شوجی کی جو ہر دو جانب دروازے اندر وئی کے رکھی ہیں اس جگ بہن کی سقف اندر کی طرف بیل بوٹے سے آہستہ اور چہت کے اوپر سات گلے طلائی مع سات سوچ کھپون مرصع کے لگے ہوئے ہیں جس جگ بہن کی زینت دو چندان ہے جگ بہن کے آگے بڑھ کر خاص مندر شوجی کا آتا ہے مندر کی عمارت سب پتھر کی ہے دہلیز پتھر کی فرش بھی اندر پتھر کا ہے وسط میں مندر کے ایک باشت بلند سنگ مرمر کی چوکی بنائی گئی ہے جو پتھر کے بیل بوٹوں سے نقش ہے اُسکے اوپر ایک تہہ بلند جلیہری سنگ مرمر کی نصب ہے اُسکے اوپر جلوس شوجی مہاویج کا ہے مندر کے دو طرف دو درپکے ہوا دار رکھے ہیں اور خاص چوکی کے چاروں کونوں پر ایک چوپائی برنجی ہے اور چوپائی پر بڑا مٹکا برنجی پانی کا بہا ہوا ہر ہر تہا ہے جس سے رات دن پانی قطرہ قطرہ شوجی پر

پڑتا رہتا ہے اور مٹکے کے اوپر ایک ہائیڈان کخواب سرخ کا ہمیشہ تارہتا ہے  
 مندر کے اندر سوائے لنگ مہادیو کے سنگی موڑ میں شوچی و پاربتی کی رہتی ہوئی  
 میں جنکی پرستش ہوتی ہے اس مندر کے نیچے غرق پختہ بنی ہوئی ہے جس میں پوجا  
 کا پانی جاتا ہے مندر کی دیوار میں اندر باہر سے سنگ مرمر کی مین انہیں کاٹے  
 پتھر کے نقش میں ان نقشوں سے زینت مندر کی دیوالا ہے مندر اور جگہ میں  
 میں فرش سنگ مرمر کا ہے بیڑ سیاہ مندر کی پہی سنگ مرمر کی میں مندر کی  
 سقف قابلوتی ہے اور اسپر طولانی گنبد نہایت بلند بنایا گیا ہے بہت سے طلائی  
 کلس موقع موقع کی برجیوں پر نصب ہیں سب کلس طلائی شمار میں اکسٹہ  
 میں بڑا کلس جو مندر کے سپر نصب ہے پانچ ہاتھ لمبا مع گھڑیوں اور طلائی  
 جہنڈی کے ہے۔ باقی کلس طلائی چوٹے ساٹھ عدد گنبد کے چپ و رست  
 نہایت خوبی کے ساتھ منصوب ہیں مندر کے صحن میں سنگ سرخ کی سلین  
 لگائی ہوئی ہیں ان میں ایک چوترہ خوش قطع سنگ مرمر کا دو گز طول اور  
 دو گز عرض کا بنا ہوا ہے اس چوترے کا نام دہرم شلا ہے اس واسطے کہ بخشی  
 بہکت رام اسپر بیٹھ کر برہمنوں کو دان دیتے تھے اسی چوک یعنی صحن میں  
 دروازہ بیرونی کے محاذ میں جانب دیوار جنوبی سادہ طلائی بخشی بہکت رام  
 کی بنی ہوئی ہے اور اس کے پاس ایک قلمی تصویر بخشی مذکور کی لٹکائی ہوئی  
 ہے جو لوگ پوجا کو آتے ہیں اسکو دیکھتے ہیں اس صحن کے غرب کی طرف چوٹے  
 محرابی خشتی دالان وسیع بنا ہوا ہے جسکی چیت چوبی نقش ہے ان میں پجاری تھے  
 میں اس سے آگے بڑھ جائیں تو ایک راستے سے ہو کر چاہ کے احاطہ میں  
 جا پہنچتے ہیں اور وہ چاہ بہت چوڑا متعلق سوالہ کے ہے دالان کی نہایت عمدہ  
 چونک عمارت ہے اور بطرف شمال سر راہ بخارچہ تھیں تھکا بنائی گئی ہے بخارچے

مین تین درپے مین مندر کے باہر صحن کے جنوبی حصے مین بیرونی دروازے کے  
 شرق کی سمت کو ایک پختہ دالان اسی زینت کا ہے اور ایک بنخانہ اسمین  
 ہی سر راہ بنا ہوا ہے علاوہ اسکے تیرہ فوارے اور ایک چار درہی مین فوارے کلان  
 اور چار سنگ سرنجے کی جانب شمال ہی اور دس فوارے جانب جنوب انہیں سے  
 پانچ تو بالاحاقہ پر لگائے گئے مین جنکا پانی چہلنی لگانے سے خاص شوالہ کے اوپر  
 برستا ہے ان فواروں مین پانی اس چاہ سے آتا ہے جو چلی کلان مین ہے اور دو  
 حلقہ چاہ انہوشی لگائے گئے مین چاہ کے پاس ایک سروخانہ زیر زمین خوبصورت  
 بنا ہوا ہے ایک دروازہ اسکا کوچے کی طرف اور دوسرا شوالہ کی سمت ہے  
 ایک درپے چاہ کے اندر رکھا گیا ہے۔ ان مکانات کے علاوہ چھ کوٹھریاں  
 پنجاریوں کے آرام کیو سطو بنائی گئی مین اس شوالہ مین دو وقت آرتی ہوتی ہے  
 بڑا نظارہ اور گہریال اور گھنٹے اور نفیری اور ناقوس رکھے ہوئے مین۔ اس مندر  
 مین سنگین پورتن اور ہی بنجارچون وغیرہ مکانات مین رکھی مین ایک مورت  
 بشن جی دوسری لچھی جی تیسری گڑجی چوتھی پارتی کی پانچویں گنیش جی  
 چھٹی سوہج کی مورت ساتویں اور گنیش جی کی آٹھویں دیوی شٹ پوجی  
 کی نوین سستی جی کی دسویں رامچندر جی کی گیارہویں سینتا جی کی بارہویں  
 کرشن جی کی اور ہی مورتیں خوزو کلان مین یہ شوالہ سمت ۱۹ بکر می مین  
 تعمیر ہوا اور تاریخ اختتام مندر پر لکھی ہے۔ ایک سال مین جو اس کو چھ مین سرکار  
 کے حکم سے آب رسانی کا نلکہ لگایا گیا تو بسبب ٹٹے تلکے کے شوالہ کی بنیادوں  
 مین پانی گیا بہت سا نقصان ہوا شوالہ کی دیوار مین بہت جگہ سے ترق  
 ہو گئیں بظہور اس امر کے جمعیت کے بخشی بہگت رام کے بیٹے نے سرکار  
 مین عرضی گزارانی تحقیقات ہوئی صاحب ڈپٹی کمشنر ہارڈووکہ ڈائریکٹریٹ

کے حکام موقع پر آئے نلکھ گہدو یا گیا اور ثابت ہوا کہ فی الحقیقت پانی  
 نلکے کا شوالے کی بنیادوں میں گیا ہے اور شوالے کی مرمت کے لئے پانسو روپے  
 نقد جمعیت پر لگا دیا اور اس نے دوبارہ مرمت شوالے کی کر دی ۔

## گرودوارہ جنم ستھان گرورامداس

یہ عبادت گاہ سکھی مذہب کے متعلق ہے جسکے لوگ اس تبرک مکان کا کمال ادب  
 کرتے ہیں اور عام و خاص ہندو بھی پرستش کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور  
 اسجگہ کو نہایت پاک تصور کرتے ہیں جس مقام پر گرورامداس صاحب مذہب سکھی  
 کے جانشین پہارم کا جنم ہوا تھا یعنی وہ اس جگہ پیدا ہوئے اور اسی جگہ پر ورش  
 پائی خاص جائے سکونت گرورامداس کے بابا پ کی اسجگہ پر تھی یہ سبب انقلاب  
 زمانہ وہ لاہور سے نکل کر گوبند وال میں جا رہے جگہ گرورامداس میں ارجانشین  
 قیام پذیر تھا اور وہاں ہی شادی گرورامداس کی امرداس کی لڑکی کے  
 ساتھ ہو گئی۔ پہلے اسجگہ چوٹا سا مکان تھا مہاراجہ رنجیت سنگھ کی اخیر  
 عملداری میں گرو کے سکھوں کی توجہ اس طرف ہوئی اور مہاراجہ کے حکم سے  
 محلہ سوڈاگران کے مکانات جو اسکے ساتھ ملحق تھے لئے گئے اور زمین کو وسعت  
 دیکر اس عالیشان مکان کی تعمیر کی بنیاد رکھی گئی اور ایک سال کے عرصے میں بنکر  
 تیار ہو گیا اور ایک مقبول خوبصورت عبادت گاہ بن گئی۔ یہ مکان باراجوئی منڈی  
 کے جنوبی لین میں واقع ہے سر بازار ایک عالیشان دروازہ پختہ بنا ہوا ہے اور  
 ڈیوڑھی میں زینہ ہے اس زینے سے چڑھ کر جب اوپر جا میں تو ایک وسیع صحن  
 آتا ہے جسکے گوشہ شمال و مغرب میں چاہ ہے اور اسی صحن میں ایک پیل کا درخت  
 ہے اور ایک علم یعنی چنڈا اکھڑا کیا گیا ہے صحن کے شرقی طرف زینہ درجہ چوتھ  
 پختہ خشتہ چوٹی نقش ہے یہ عالیشان عمارت دربار امرتسر کی قطع پر ہو رہی ہے

چاروں طرف چار دروازے ہیں بیچ میں اگرچہ گنبد نہیں ہے مگر چار دروازوں پر شاہ نشینان نہایت خوبصورت چاروں طرف میں اور بذریعہ زینہ کے اپر لوگ جاتے ہیں وسط میں مکان کے فرش مکلف چھار ہتھائی اور گرتھہ حساب کمال آداب رکھا ہوتا ہے سکہ لوگ کثرت کے ساتھ وہاں اگرچہ بین سائی کرتے ہیں دو وقت روزمرہ گرتھہ پڑھا جاتا ہے اور معتقد لوگ بکثرت جمع ہوتے ہیں گانا بھی ہوتا ہے اور قوال موصدا نہ کا فیان گا کر لوگوں کو محفوظ کرتے ہیں آٹھویں روز اتوار کے دن تیسرے پر بڑا مجمع زن و مرد کا ہوتا ہے اور بڑوؤں کے گرتھوں کا انتخاب پڑھا جاتا ہے شہید توحید آمیز کائے جاتے ہیں غرض کہ جلسہ لایق دید ہوتا ہے بعد کے ہولیوں کے دنوں میں سنگہ سہا کے بیرون نے یہاں بڑا جلسہ کیا تھا تمام مندر اور بازار میں روشنی کی اور تمام رات شہد گاتے رہے تھے فی الحال چجاری اس گروورے کا چے سنگہ اور مدد معاون جلسہ کا ایک شخص کنہیا نال ہے حقیقت میں یہ دونوں لائق شخص ہیں \*

### مکان دہرم سالہ بابا خد سنگہ

یہ مکان دہرم سالہ چونی بازار کے سر درہ ایک مشہور و معروف مکان ہے سکھوں کی رست میں اسکی بنیاد رکھی گئی بانی اسکا بابا خد سنگہ ایک سکھ موجد فقیر تھا کبھی ستانہ یرہنہ تن پہا کرتا تھا کبھی ہوش میں آجاتا اُس نے دو دروازے سیرک اور ملاکون میں پہا کابل میں جا کر وہ کئی سال رہا امیر دوست محمد خان باوجود کہ متد حسب مسلمان تھا مگر اسکی خاطر بہت کرتا تھا اب ۱۸ برس ہوئے ہیں کہ خدا سنگہ مر گیا ہے۔ صلی نام اسکا جسونت سنگہ تھا جب فقیر ہو گیا تو خدا سنگہ نام رکھ لیا۔ اب یہاں پریم سنگہ اسکا چلیہ جانشین اسکا موجود ہے یہ پریم سنگہ اپنی گرو خدا سنگہ کی بڑی بڑی کرامتیں بیان کرتا ہے جنکا بیان طول طویل ہے \*

یہ دہرم سالہ پختہ چونکہ مکلف مکان بنا ہی شمال کی طرف دروازہ ہر دروازہ  
 اندر جا مین تو ایک کہلا ہوا صحن آتا ہے جسکے چاروں طرف پختہ مکانات ہیں شمال  
 کی طرف ایک نشنگاہ عمدہ مکلف بنی ہوئی ہے اور تین درمیں کے بازار کی طرف مین  
 اس مین گرنہتہ رکھا رہتا ہے اور بہائی پریم سنگہ گدی نشین کی نشست ہے اسی شیک  
 مین ہر صحن کے شرق و جنوب کی طرف پختہ مکان بنے ہوئے ہیں جسمین فقرا رہتے  
 مین عزلی گوشہ مین چاہے ہر روز میرے پیر بیان بہن گایا جاتا ہے بشیار و عوین  
 حاضر ہو کر مستفید ہوتے ہیں اور گرنہتہ پر چڑھا دیا جاتے ہیں فقرا کا گوارہ  
 صرف متفقہ لوگوں کی خدمت و نذرانہ پر ہے مسافر فقیر بھی اگر آجائے تو اسکو یہی کہنا  
 ملتا ہے بہائی پریم سنگہ جانشین خدا سنگہ کا ہے متبرک و خلیق آدمی ہے اور  
 اسی کے سبب یہ مکان بخوبی آباد ہے ۔

### ٹھاکر دوارہ راجہ بیجا سنگہ

یہ ایک عالیشان مندر متنی بازار کے اخیر پر سر بازار بنا ہوا ہے مکان پختہ عمارت کا  
 چونکہ سنگین ہے عمارت اسکی قدیم نہیں بلکہ جدید ہے کہ راجہ بیجا سنگہ افسر فوج سکھی  
 نے اسکو انگیزدن کی عمارت مین بنوایا تھا جسکو پچیس برس کا عرصہ گزرا ہے  
 پہلے بیان ایک جلی کہنہ عمارت قدیمہ مین سے ہی اسکو گروا کر راجہ بیجا سنگہ نے یہ  
 مندر بنوایا اور بہت سارے پیہ اس کا خیر پر خرچ کیا یہ مندر دو منزلہ ہے پہلی  
 منزل مین بازار کی طرف دو کابین مین جنکا کرایہ راجہ ہر مین سنگہ راجہ بیجا سنگہ  
 کا وارث وصول کر کے مندر کے اخراجات مین صرف کرتا ہے شمالی رہتہ بازار  
 کے طرف مندر کا دروازہ ہے جسمین چو کہٹ پتھر کی لگی ہوئی ہے دروازے کے  
 آگے ڈیوڑھی اور ڈیوڑھی کے آگے سیڑھیان مین سیڑھیان چڑھ کر جب  
 اوپر جا مین تو کہلا صحن مربع نہایت خوشنما آتا ہے اس صحن کے چاروں طرف



محرابی خشتی چون چرخ دالان بنے ہوئے ہیں اور صحن میں پختہ فرش صحن کے  
 وسط میں ایک چبوترہ پختہ سنگین کسبند بلند بنا ہوا ہے اس پر مندر کی عایشہ  
 عمارت ہے مندر کے دروازے کے آگے برآمدہ پختہ سنگین ایسا عمدہ مقطع و خوشنا  
 ستوندار بنا ہے کہ دیکھ کر انسان کی طبیعت خوش ہو جاتی ہے مندر کے اندر کی  
 عمارت سنگین نقش ہے اور ایک خوشنا طاقتی سنگ مرمر کا جسمین دو تصویریں  
 بہر کی رکھی ہیں ایک تصویر تو سیری کرشن جی مہاراج کی ہے اور دوسری لوبھکا  
 کی ان دو تصویروں کو نہایت قیمتی پوشاک اور قیمتی زیور پہنا رکھے ہیں سبج  
 شام صد ہارا و منداس مندر میں اگر کرشن بھگوان کا درشن کر کے سعادت و این  
 حاصل کرتے ہیں مندر کی چہت کے اوپر تنطیل صورت کا بہت بلند گنبد ہے  
 تین منزل میں اسکی بلند می منقسم ہے پہلی منزل کی صورت گول ہے اور باقی ماندہ  
 پہلدار گنبد کے اوپر بڑا بہاری طلائی کلس اور طلائی گہریان لگی ہوئی ہیں جو  
 نہایت خوشنما معلوم ہوتی ہیں اس مندر کا سپر سنت راجہ ہر ہنس سنگہ راجہ شیخ پور  
 ہے جو اس مندر کے بانی راجہ تیجا سنگہ کا جانشین و وارث ہے تمام اخراجات  
 اس مندر کے وہی دیتا ہے پہلے اس ٹہاکر دوارے میں ایک خدا پرست کامل  
 مکمل سادہ شب ناتھ نام قیام پذیر تھا جسکے پاس اکثر لوگوں کا رجوع تھا  
 دن رات صد ہا لوگ اسکے پاس آتے اور فیض پاتے تھے ٹہاکر دوارے کی رونق  
 بھی اسکے سبکے دو بالاتہی اپا چند سال سے وہ یہاں سے چلا گیا ہے اور  
 دمو در نام ایک پست مہنت مقرر ہوا ہے جسکے متعلق خدمت مندر کی ہے

### شوالہ کلاب کے جمعدار

یہ شوالہ سستی دروازے کے اندر جمعدار خوشحال سنگہ کی حویلی کی پشت پر ہے بانی  
 ۱۔ کٹھما راجہ رنجیت سنگہ کے دربار میں جمعدار تھا بازار کی طرف اس شوالہ

کے متعلق چودہ دوکانیں ہیں اور صحن بہت وسیع اور عمارت مندر کی سنگسرخ اور پختہ چونگچ بنی ہوئی ہے مندر کے اوپر گنبد تمام سطل کیا ہوا ہے جو نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے سرپرست اس مکان کا کوئی نہیں ہے سوا ہی ایک شخص باکشن نام برہمن کے کہ وہ مندر کی خدمت کرتا ہے اور کرایہ جو دوکانوں سے وصول ہوتا ہے اپنے گزارہ معاش میں خرچ کرتا ہے کسی وقت یہ مکان بہت بڑا بنا ہو گا مگر اب بے مرمت و خراب پڑا ہے ۔

### دہرم سال کے

موتی بازار کی مغربی لین میں یہ مکان واقع ہے مکان اگرچہ مختصر ہے مگر اجتماع کو کہ مذہب کے سکھوں کا وہاں رہتا ہے اور گرنتھ صاحبی وقت پڑھاتا ہے بھائی کہننگہ کو کہ اس دہرم سال کا ہتھم ہے یہ مکان قدیم نہیں ہے پندرہ سال کا حصہ ہوا ہے کہ یہ دہرم سال بنایا گیا اور کو کہ مذہب کے لگ بھان اگر عبادت کرنے لگے اس روز سے چارپانچ برس تک نہایت رونق رہی جب کو کون نے مالیکوٹہ میں فساد کیا اور سنا پاب ہوئے اور رام سنگھ کو کہ گرو کو کون کا مقید ہو کر رنگون بھیجا گیا تو اس دہرم سال کی رونق ہی جاتی رہی مکان کا دروازہ شرق کی طرف ہے اور دروازہ کے اندر مختصر صحن ہے اس میں چاہ چرخ و دار ہے اس صحن کے شمال کی طرف ایک بڑا والاں پختہ عمارت چونگچ بنا ہوا ہے جس میں گرنتھ صاحب رکھا ہوا ہے اور متفقہ لوگ اسکو پڑھتے ہیں صحن سے غرب کی طرف ایک کوٹھری پختہ بنی ہوئی ہے جس کا دروازہ والاں کلان کے اندر ہے شام کے وقت شہر کے کونکے یہاں اکبر جمع ہوتے اور جان فانی گیت گاتے ہیں ۔

### ہنومان جی کا مندر

یہ مندر موتی بازار میں سرراہ جانب شرق واقع ہے دروازہ زینہ دار غرب

کی طرف ہر جب دروازے سے اندر جائیں تو دہنی طرف دوسرا دروازہ ہے اور اُس دروازے کے اندر ایک کھلی مسقف بیٹھک دیکھ دار ہر تہنی در تہک بازار کی طرف کھلے ہوئے ہیں اس بیٹھک کی شرقی دیوار پر بہت بڑی تصویر ہنومان جی کی بنی ہوئی ہے دوسری تصویر کرشن پہلوان جی کی ہے ہنومان جی کی مورت پر سندھو ر ملا ہوا ہے اور کرشن جی کی مورت شام رنگ ہے ان دونوں مورتوں کی پرستش کے لئے دونوں وقت خلقت کثیر حاضر ہوتی ہے مندر نہایت عمدہ منقش بنا ہوا ہے چیت ہے چو بی نقش ہے اس معذر کی پشت پر ہنت کے رہنے کے لئے پختہ مکانات بنے ہوئے ہیں اور ان کے آگے کھلا ہوا صحن ہے جس میں چاہ چرخی دار ہے اور ایک پیل کا درخت ہے۔ یہ مکان پہلے کنیش واس و مہیش واس سادہویرا کی کا تھا پھر سیرانند صرف نے اپنا روپیہ صرف کر کے اسکو تعمیر کیا جو ابتک جو ہے اب پجاری اس مندر کا سمسی ٹہا کر واس ہے جو ہر نو خدمت کرتا ہے اور آمدنی چڑھاوے سے اسکا گزارہ ہے

### شوالہ ترپولہ والہ

یہ شوالہ لاہور کے مشہور و قدیم مندروں میں سے ہے اسکی قدیمت میں کسی کو کلام نہیں لاہور کی آبادی جبک ہوئی ہے اُسی روز سے یہ شوالہ ہے تجید عمارت کی وقت بوقت ہوتی رہی ہے خصوصاً سکھی عملداری میں اسکی سب عمارت نئی بن گئی چونکہ پریم ناتھ جوگی مدت العمر اسمین قیام پذیر رہا اسلئے یہ پریم ناتھ کے شوالہ سے مشہور ہو گیا پرستش اس شوالہ کی بہت ہوتی ہے دونوں وقت مستعد لوگوں کا ہجوم مندر پر رہتا ہے لوگ نہایت اخلاص عقاد سے یہاں اگر جہین سائی کرتے ہیں اور چڑھاوہ چڑھاتے ہیں۔ ترپولہ بازار لے سر راہ بجانب شرق یہ عالی شان مندر واقع ہے دروازہ مکان بجانب غرب ہے

دروازے کے آگے بازار چمت کر ایک مکان نشہ نگاہ بنا ہوا تھا جس کے دونوں طرف  
 دریاچے تھے مگر حکام کے حکم سے سار کر دیا گیا ہے۔ دروازے کی بائیں طرف ایک دیہہ  
 ہے جس میں برہمن پانی پلانے والا بیٹھتا ہے تمام دن وہ لوگوں کو پانی پلاتا رہتا ہے  
 دروازے سے جب اندر جائیں تو تھوڑا صحن پایا ہوا آتا ہے اس کے شمال کی طرف چاہ  
 چرخی وار ہے اس کے آگے شرق کو بڑھیں کو کھلا ہوا صحن آتا ہے اس کے نشہ گشتی میں  
 مندر ایک پختہ چوندے پر نہایت مکلف و پختہ بنا ہوا ہے مندر کا دروازہ شمال  
 کی طرف ہے اور ایک دریاچہ کی طرف صحن میں کھلا ہے دریاچہ میں سنگ مرمر کا  
 پنجر لگا ہے اور چوکھٹ خشتی ہے مندر کے اندر وسط میں ایک خورد چوندہ ہے  
 جس پر شوجی کا جلوس ہے چاندی کی جلیہی نہایت مکلف خند بنی ہے اس پر نہایت  
 بڑی گار بنی ہے پر آب رکھی رہتی ہے زمانہ تحریر اس حال میں کوئی ہندو سنا پانی  
 جو آیا تو ماتھا ٹیکنے کے بہانے اس نے مندر کے اندر جا کر جلیہی سے عین کا ایک  
 ٹکڑا کاٹ لیا اور بے خبر چلا گیا ارباب کے گھارے دہرم اتھا لوگوں کی کمال  
 افسوس ہوا اور کسبتہ روپیہ ارادت مند لوگوں نے جمع کر کے جلیہی کو نئے  
 بنوایا چنانچہ اب وہ جلیہی چار سو روپے کے وزن کی از سر نو تیار ہو گئی ہے  
 مندر کی دیوار میں اندر سے پختہ چونچے ہیں اور قابوئی چیت اسپر عالیشان  
 گنبد کھڑا ہے سامنے مندر کے باہر صحن میں ایک پھل کا درخت بہت بلند کی  
 شاخیں مندر کے چورہ عمارت سے مندر و دروازے سے بڑھ گئیں ہیں موجود ہے  
 شمالی و جنوبی والا نون میں سابق کے مہنتوں کی سادین پختہ بنی ہوئی ہیں  
 صحن کی ملحقہ عمارتیں شمالی و شرقی و جنوبی و غربی بہت بلند و مندر سے مندر  
 عمارتیں نہایت مکلف و پختہ چونچے و مقطع دریاچہ وار بنی ہوئی ہیں جس میں  
 جوگی بھاری مندر کے قیام پذیر ہیں شمالی عمارت خاصہ مابہت بلند ہے

اُس سے ملتی ہوئی جو بازار کی شمالی و مغربی دو کانین مین وہ ہی مندر کی ملکیت مین  
 اور کرایہ مہنت لیتا ہی غرض کہ اس مندر کی وسعت مین زمین اگرچہ کم ہو مگر عمارت  
 کشیدہ و منازل مین بلند ہو شہر لاہور کے ہنر و بسبب قدامت اس متبرک مکان کے  
 دلی تعلق اس مندر کے ساتھ رکھتے مین اور بدل و جان پرستش کو حاضر ہوتے  
 مین دولت مند ہی و قدر و توقیر مین یہ مندر مرجع خاص و عام ہو شہر و مہنت اس  
 مندر کا باوایہم ناتہ جو گلی گزر چکا ہو سب لوگ اسکی تعریف کرتے مین اور اسکے حسب  
 باطن ہونے مین شک نہیں کرتے اب اُسکا پونا چیلہ بالک ناتہ پنجابری  
 مندر کا و صاحب اختیار ہے ۛ

## مکان باولی صاحب

یہ متبرک مکان عبادت گاہ سکھان لاہور کے مشہور و معروف مکانات مین ہے  
 یہ وسعت اسکی ہی اور مکانات عبادت گاہوں کی بہت بڑی ہو جب کوئی مجمع کسی  
 قسم کا ہنود مین ہوتا ہو تو یہی مکان انتخاب کیا جاتا ہے یہ عالیشان مکان باولی  
 و کبیر بازار و لوٹی بازار کے درمیان ہو چاروں طرف اسکے بازار ہو شرق کی طرف  
 لوٹی یعنی لوہا بیچنے والوں کا بازار شمال کو ڈوبی بازار جنوب کو کبیر بازار یعنی برتن  
 فروخت کرنے والوں کا بازار ہو غرب کی طرف ہی کہلا ہو بازار ہو اسی طرف اس مکان  
 کا بڑا دروازہ ہو مین سیڑھی چڑھ کر انسان اس دروازے مین جاتا ہو دروازہ محرابی  
 عالیشان بنا ہو ہو دو طرف چکیان مین ڈیوڑھی کی سقف کے نیچے جنوب و  
 شمال کی طرف دو والان محرابی مین شمالی والان کے شامل ایک کوٹھڑی ہے  
 اور جنوبی والان مین زینہ ڈیوڑھی کے اوپر جانی کا جب زینہ کے اوپر جائین  
 تو ڈیوڑھی کی چیت پر بطرف شرق ایک شاہ نشین بنی ہوئی ہے جسکے مین درجے  
 محرابی مکان کے صحن کی طرف مین جب ڈیوڑھی سے آگے گزریں تو

بہت وسیع میدان آتا ہے جس کے سامنے ایک چاہ پرچی دروازہ کو دیکھ کر ایسا  
تین تین کوٹھڑیاں بنی ہیں جنکی پشت پر باہر بازار کی سمت کو دوکانیں ہیں جن  
شمال کی طرف اندر کو بارہ کوٹھڑیاں تالاب کے زینہ کی حد تک ہیں اور باہر کو  
دوبی بازار کی طرف دوکانیں ہیں اسی طرف کوٹھڑیوں کے آگے دو درخت پھیل  
کے اور ایک بڑا کاہر صحن کے جنوب کی سمت کو عالی شان مکان باولی صاحب  
کا ہے یہ ایک قطع و پختہ و منقش بڑا دالان گویا ایک دالان کے تین دالان  
نہایت وسیع ہے باہر کے دروازے محرابی مرغولی منقش ہیں اسکے اندر شرقی  
غربی کوٹھڑیاں اُسین فرش بویا کا چھارہتا ہے اسکے اندر دوسرا دالان محرابی  
مرغولی خشتی جسکے چھادی شرقی غربی کوٹھڑیاں اور اُنکے اوپر شاہ نشین بنی  
ہیں پھر اسکے اندر تیسرا دالان اسکے دو طرف ہی شاہ نشین بنی ہیں شرقی کوٹھڑی  
کے اندر بڑا نقارہ رکھا ہے جو دو وقت بجایا جاتا ہے تیسرے دالان کے وسط میں  
ایک چوٹی تخت پوش بچھا ہے اُسپر ایک چھوٹا پلنگ بچھایا گیا ہے اُسپر گرنہتہ صاحب  
بڑی عزت کے ساتھ مکلف غلافون کے اندر رکھا رہتا ہے خاص باولی کا  
زینہ اس دالان کے بیرونی درجے کے غرب کی طرف ہے یہ دروازہ اکثر متفضل  
رہتا ہے ضرورت کیوقت کہولا جاتا ہے اسکے اندر جائیں تو ایک درجہ سقف قابوئی  
آتا ہے اس آگے زینہ باولی کا شروع ہوتا ہے تین سیڑھیاں اتر کر ایک اور درجہ  
آتا ہے اس درجہ میں ایک دروازہ کلان بازار کی طرف بھی رکھا گیا ہے اگر وہ کہلا جائے  
تو بازار کی سمت سے ہی انسان براہ رست باولی میں اتر سکتا ہے مگر یہ دروازہ  
ہمیشہ بند رہتا ہے جنوبی و شمالی سمت اس درجہ کے بھی دو شاہ نشین  
قطع محرابی قابوئی بنے ہوئی ہیں اس سے آگے بڑا زینہ شروع ہوتا ہے جب  
چونتیس سیڑھیاں اتر جائیں تو آگے ایک کہلا ہوا صحن آجاتا ہے اس درجہ میں

سبب کہلا ہونے کے روشنی بہت ہی شرقی غوبی جنوبی عمارتیں اسکی بہت بلند  
 نظر آتی ہیں ایک دوسرے کے محاذ عالیشان شاہ نشین مرغوٹھا قابوئی بنے  
 ہوئے ہیں اس سے آگے جب پہر زینہ سے اترنا شروع کریں تو پینتیس اور  
 ستر بیان اتر کر چاہ کی تہہ کو پہنچ جاتے ہیں اور پانی کے کنارے پر انسان  
 جا کھڑا ہوتا ہے اس درجے کے زینہ کے جنوب و شمال کی طرف ہی بدستور مرغولی  
 والان بنے ہیں زینہ کے انجام پر ایک مرغولی دروازہ سرخ پتھر کا چاہ کی دیوار  
 میں لگا ہوا ہے جسکی دہل پانی کے اندر ہے۔ اور پر کے صحن کے غرنی حصے میں  
 ایک چوٹا سا پختہ تالاب بنا ہوا ہے جسکی سات ستر بیان میں پہلے اسمین  
 پانی بہا جاتا تھا گلاب مدت دید سے خشک پڑا ہوا ہے تالاب کے جنوب کی سمت کو  
 ایک چاہ ہے اور مکان روغن منڈی جو اسی مکان کے متعلقات میں سے ہے وہاں  
 بھی کی منڈی لگتی ہے اور کرایہ لیا جاتا ہے تالاب کے جنوب کی سمت کو وہ مکانات  
 ہیں جس میں چنے چوپ چاہ کا چلتا تھا گلاب جاری نہیں ہے جب چنے چوب جاری  
 تھا تو باولی کو چاہ سے تالاب بہا جاتا تھا اور مکانات ہی دوسرے باندہ ہوشی وغیرہ  
 کے سینے ہوئے ہیں اور اکثر لوگوں نے اپنی تہیا و اسباب ڈاکٹر فضل لگائے ہوئے  
 ہیں اور کرایہ دیتے ہیں احاطہ کے اندر کی تمام کوٹھڑیاں بازار والوں نے کرایہ  
 لیکر اپنے سپاہ ڈالے ہوئے ہیں یہ باولی گرواجن صاحب پانچوین جاوین  
 صاحب کی تعمیر کی ہوئی مشہور ہے جو اس نے بہمد جاگیر بادشاہ کے بنوائی  
 تھی باعث اس باولی کی تعمیر کا یہ ہوا کہ ایک شخص نے جو گرواجن صاحب کا سکہ تھا  
 پنا مکان جو اسی باولی کے موقع پر تھا ایک عورت کے پاس تین سو روپے کو فروخت  
 کیا اور اس عورت نے مکان کو گرا کر از سر نو بنانا چاہا اور زمین کہو دی تو ایک  
 چرخہ اور ایک پیٹرا اور ایک پٹنگ یعنی چپر کہٹ مٹلا و مرصع ایک سو خانہ



قدیم ہیں۔ وستیاب ہوا عورت مشترکہ مکان نے اُس مال میں طمع لگی اور تصور  
 کیا کہ یہ مال اُس شخص کی ملک ہے جس نے یہ مکان میرے پاس فروخت کیا ہے  
 چنانچہ اُس سکھ کو بلایا اور کہا کہ ال تمہاری زمین میں سے وہاں ہوا نکلا ہے  
 یقین ہے کہ تمہارے کسی ہندو نے زمین کیا ہو گا تم یہ مال لے لو کہ یہ مال کیا  
 اور کہا کہ میں یہ مکان تمہارے پاس فروخت کر چکا ہوں جب زمین فروخت ہوئی  
 تو جو کچھ زمین کے اندر تھا وہ بھی فروخت ہو گیا یہ مال میرا حق نہیں ہے تم ہی  
 اپنے پاس رکھو اس بات پر یقین میں تکرار ہو پڑی اور معاملہ قاضی تک  
 پہنچا چونکہ مقدمہ عجیب طرح کا تھا ہونے ہوتے بادشاہ کے حضور بن یہ معاملہ  
 پیش ہوا بادشاہ فریقین کی ایمانداری پر خوش ہوا اور سبب اسکے کہ باج مکان  
 گروارجن کا سکھ تھا وہ مال گروارجن کے پاس ہی سجدہ کیا کسی نیک کام پر خرچ  
 کرے گروارجن نے تجویز کی کہ اس مال سے ایک باولی تعمیر کی جائے جب یہ خبر  
 اُس عورت کو پہنچی وہ گرو کی خدمت میں گئی اور التجا کی کہ میں اس مکان سے  
 دست بردار ہوں آپ اسی جگہ باولی بنوایں مگر وہ نے یہ بات منظور کی اور  
 یہ موجودہ باولی اُسی دھونے مخروجہ مال کے خرچ سے بنوادی اور نگاہیا نام ایک  
 سکھ کو مع اور چار سکھوں کے باولی کی حفاظت پر مامور کر دیا خود بھی گرو اکثر  
 اس مقام پر قیام رکھتا تھا اور اس باولی سے بجانب جنوب بفاصلہ کہیں بازار  
 کے جو ایک مکان تھا اُس مکان میں گروارجن کا لنگر ہوا کرتا تھا وہ مکان بھی گویا  
 باولی ہوائے مکان ہی سے متعلق تھا چند سال یہ معاملہ ہی طرح رہا جب جاگیر بادشاہ  
 و گروارجن دونوں جہان نانی سے رحلت کر گئے اور شاہ جہانی وقت آیا اور گرو گوبند  
 جانشین گروارجن کا بیکار ہوا کہ قاضی بلکہ خود بادشاہ کے ساتھ ہی ہو گیا  
 یہ ہوا کہ ایک باز بادشاہ کا لڑ گیا تھا وہ گرو گوبند کا کوئی سکھ بلکہ گرو گوبند کے

پاس سے گیا بادشاہ نے اسکی تلاش بہت کی پتہ نہ ملا اور کولان نام ایک کثیر چٹھی  
 کی بہاگ کر گرو کے پاس چلی گئی وہ یہی اُس نے نہ دی آخر مخبری ہوئی اور بادشاہی  
 باز گرو کے پاس ثابت ہوا اور مخلص خان نام ایک فہرست کسی قدر سواروں کے  
 اور سر پہنچا گیا گرو ہر گوبند کے مقابل ہوا مخلص خان مارا گیا اور سوار بہاگ لے  
 اس واقع کے بعد گرو امرتسر سے چلا گیا اُس وقت جس قدر جائداد گرو کی لاہور  
 میں تھی وہ قرق کر کے قاضی کے حوالے ہو گئی جس میں یہ بادلی اور لنگر کا مقام بھی  
 تھا قاضی نے سبب اپنی ذاتی عداوت کے یہ کیا کہ لنگر کے مقام پر مسجد کا نئی کار  
 بنوا دی اور نگاہیا گرو کے سکھ کو جو بادلی پر مامور تھا اس کے چار ہمراہیوں کے  
 قتل کر کے بادلی میں ڈال دیا اور جس قدر جائداد نگاہیا کی تھی وہ بھی اسی چار  
 میں ڈال کر چاہ کو بند کر دیا اور اُس پر مکانات بنوا دیئے اُس روز سے یہ بادلی بالکل  
 مفقود ہو گئی اور لنگر کے مقام پر ایک عالی شان مسجد بن گئی آخر الامرجب چغتائی  
 سلطنت جاتی رہی اور کبھی حکومت نے زور پکڑا مہاراجہ رنجیت سنگھ کی حکومت  
 میں تمام خطہ پنجاب اکٹیا تو مہاراجہ کی اخیر حکومت کی وقت اس بادلی کی دوبارہ  
 ظہور کی نوبت پہنچی سبب یہ ہوا کہ سن ۱۸۹۹ء بمبئی میں مہاراجہ رنجیت سنگھ  
 سخت بیمار ہو گیا اُس بیماری کی حالت میں کسی سن سکھ نے مہاراجہ کی خدمت  
 میں یہ ظاہر کیا کہ گروارجن جی مہالچ میرے خواب میں آئے ہیں اور فرماتے  
 ہیں کہ فلان موقع پر ہماری بادلی اور لنگر خانہ تھا جو قاضی نے بادلی و بنوا دی اور  
 لنگر خانہ پر مسجد بنوا دی تھی تم مہاراجہ رنجیت سنگھ کو کہو کہ اُس بادلی کو کھدوئے  
 اور اُس کے پانی سے غسل کرے صحت ہو جائیگی۔ بعض کا قول ہے کہ گرو جی خود  
 مہاراجہ کے خواب میں آئے اور یہ ارشاد کیا جب ایسا ارشاد گرو جی کو حضور  
 سے ہوا تو حسب نشانہ ہی اس سکھ کے بادلی کا کھودنا شروع ہوا اور بڑے

بڑے مکانات رعایا کے جو اس موقع پر تھے وہ سب گرائے گئے اور میدان کیا گیا  
 وہ کانسی کا عمدہ مسجد بھی سہارا ہوئی جو لنگر خانہ کے موقع پر بنی ہوئی تھی آخر باولی  
 ظاہر ہوئی اور مہاراجہ نے اسکے پانی سے غسل کر کے صحت پائی اور حکم ملا کہ کل ناز میں  
 سلطنت کی یکماہ تنخواہ وضع کر کے یہ عالیشان مکان بنوایا جائے بعد وضع تنخواہ  
 ستر ہزار روپیہ جمع ہوا اور یہ موجودہ مکان بنوایا گیا سن ۱۸۹۰ء میں یہی عمارت  
 شروع ہوئی اور پانچ برس کے عرصہ میں باہر کی یہ مکانات تعمیر ہوئے ابھی تک  
 جاری ہے یہی تھی کہ سن ۱۸۹۴ء کو بری میں مہاراجہ رنجیت سنگھ فرمایا اور عدالت نہ ہوئی  
 اگر مہاراجہ اور دس برس زندہ رہتا تو یہ مکان لاثانی بن جاتا مسجد جس جگہ سے  
 گرائی گئی تھی وہاں ہی دوکانیں اور شنگھامین اور کٹھڑے بنوایا گیا اور شامل  
 مکان باولی سمجھا گیا مہاراجہ نے یہ مکان بہائی نہال سنگھ کو سپرد کیا باہر کے  
 یومیہ گزیتہ صاحب کی ٹھیٹھ مقرر کر دیئے آٹھ ہزار روپے سالانہ جاگیر اس مکان  
 کی خدمت کی عوض بہائی نہال سنگھ کو دینے مقرر ہوئے اسکے بعد یہ مکان بہائی  
 خواہر سنگھ کرتار پوریہ کی تحویل میں آیا اور آمدنی کرایہ دو مکانات کی جو  
 ماہوار آتا ہے بہائی مذکور لینے لگا چند سال میں بہائی خواہر سنگھ کو ہزار روپیہ  
 کا قرضدار ہوا اور انتظام قرضہ ہو کر بہائی کی جاگیر آمدنی جائداد کی سب ضبط  
 ہوئی اور بہائی کا گزارہ مقرر ہوا اس قرضہ میں یہ آمدنی ہی قرق ہو گئی اور  
 یہ پاس روپے باہر کے مکان کے خدام کی تنخواہ و چراغ بقی و کڑاہ پر شاد کے لئے  
 سرکار نے واکزار رکھا جو باہر کے محکمہ خفیہ سے ملتا ہے اسی میں فرش فروش  
 وغیرہ کل اخراجات محسوب میں اڑبائی روپے ماہوار فیروزی نوادہ و نقایس  
 کو ملتا ہے جو ہر روز علی الصباح حاضر ہو کر شادی نہ کرتے ہیں کل ایک سو ستر  
 دوکانیں دو تو بازاروں کی طرف اس مکان کے متعلق ہیں اور بہائی خزانہ

نام ایک سفید ریش سکھ مکان کی خدمت و خبر گیری پر مامور ہو چلے عام چڑھاوہ گزرتا تھا  
کا دور روپے پوہ سے کم نہیں ہوتا تھا اب آمدنی چڑھاوے کی نقد کچھ نہیں ہوتی اور اگر  
کوئی راجہ سکھ سردار کچھ روپے چڑھاوہ چڑھاتا ہے تو بہائی جو اہر سنگی لیتا ہے خدمتگاروں  
کو دیکھ کر کچھ نہیں لٹا البتہ تپاشے و شہر بنی اور پیسے جسطہ گزرتا ہے صاحب پر چڑھتے  
ہیں وہ پٹجاریوں کا حق ہوتا ہے سو اسکے اور کچھ چڑھاوے سے نہیں ملتا۔  
اب بہائی جو اہر سنگی ایک سال کا عرصہ ہوا کہ مر گیا ہے +

### بیکٹھ داس کا ہمارا دوارہ

یہ ہمارا دوارہ بھی قدیم زمانے کا چکلا بازار کے سرے پر ہے یہ مندر نہایت پُرانا مشہور ہے  
بعض لوگوں نے اس سال کا کہتے ہیں کہ دسعت اسکی بہت کم ہے قریبہ عمارت میں ہے  
اب کوئی ٹکڑا عمارت کہنے کا باقی نہیں ہے تمام عمارت مندر کی تازی بنی ہوئی ہے اور  
موجودہ عمارت دس سال کے عرصہ سے سخی پریتم داس نے بنوائی تھی اور اس  
خرچ میں بہت سے لوگ شامل ہوئے اور چندہ کر کے پتھر تعمیر ہوا مکان کی صورت  
بطور حویلی کے ہے اور اندر باہر سے چونچ و نقش عمارت ہے تین منزلیں زیروہالا  
مکان کی پین ہر ایک منزل میں کوٹھڑیاں والان نہایت خوبصورت طور پر بنے  
ہوئے ہیں و میانہ منزل کے ایک والان میں ایک طاق نہایت مکلف بنا ہوا ہے اور  
اس میں ایک مورت کرشن بنگوان مہاراج کی تپہ کی رکھی ہے دوسری مورت راجہ کاجی  
کی ہے دونو تصویروں کو طلائی زیور مرصع پہنایا ہوا ہے اسکے محاذ کے والان میں  
ہو ان جی کی مورت خشتی عمارت میں بنائی ہوئی ہے اور سرخ رنگت رنگی ہوئی ہے  
دونو والان مکلف فروش سے آہستہ میں انہی میں مورتوں کی پوجا  
ہوتی ہے چڑھاوے کی آمدنی پر مندر کا خرچ چلتا ہے +

شوالہ دیوان شکر داس

یہ سوال بھی چکلہ بازار میں ایک کوچہ کے اندر واقع ہے مکان اگر مختصر مگر عمارت عمدتہ  
 و سنگین و پختہ بنی ہوئی ہے بائی اسکا بھی ایک نامور آدمی تھا جو بعد شہسوی دیوانی کے عہد  
 پر ممتاز تھا اور انگریزی عہد میں آنریری مجسٹریٹ خاص لاہور کا مقرر رہا چند سال ہوئے کہ  
 بقضائے الہی مر گیا ہے اوسنے اپنی حیات میں یہ سوالہ بنوایا اور اپنا یا وگا و بنائے  
 فانی میں چھوڑ گیا یہ سوالہ چکلہ بازار سے بجایت شرق کو چے کے اندر ہر دروازہ پڑنی  
 غرب کی سمت کو ہے جب اندر کو جائیں تو ڈیوڑھی مسقف آتی ہے ڈیوڑھی سے آگے پڑین  
 تو ایک کہلا ہوا مختصر صحن ہے اس کے وسط میں مکان سوالہ بنا ہوا ہے مندر کے اندر  
 پختہ سنگین فرش اور ایک خورد و سنگین چوترہ اسپر شوجی کا استہپان ہے اوپر  
 چلہری اور چلہری پر گاگرستی پر آب رکھی رہتی ہے مندر کی چیت قالبتی اور  
 اوپر عالیشان گنبد کلس وار ہے دیوار میں مندر کی اندر باہر سے پختہ چونچ منقش ہیں  
 مندر کے بیرونی صحن میں بھی پختہ سنگی فرش ہے جنوب کی سمت کو ایک پختہ والان  
 بنا ہوا ہے جس میں کیشورام برہمن خبر گیر و پجاری مکان کا رہتا ہے دیوان سنگراتہ  
 کی حیات تک وہ خود خبر گیر اس مندر کا رہا اس کے مرگ کے بعد اب پختہ پریم  
 و شوناتہ مندر کی خدمت کرتے ہیں اور برہمن کو یہی تنخواہ دیتے ہیں ۔

### سوالہ رگناتہ مشہر

یہ بھی ایک نامی سوالہ چکلہ بازار کی شرقی سمت کے کوچہ کے اندر ہے غرب کی سمت کو مکان  
 کا دروازہ ہے جب اس کے اندر جائیں تو ایک میدان کہلا ہوا آتا ہے اس صحن کے  
 جنوب کی طرف والان اور والان کے اندر کو ٹھیریاں پختہ پجاریوں کے رہنے  
 کی خاطر بنی ہوئی ہیں اور باقی ماندہ صحن میں ایک چاہ چرچی وار و درختاں بڑہ و  
 پیپل وغیرہ لگے ہوئے ہیں جن سے نہایت رونق اس مکان میں ہے صحن کے  
 غرب کی طرف ایک پختہ ریختہ کار چوترہ ہے پر شوجی مہاراج کا مندر ہے

یہ مندر گنبد دار ہر مدور گنبد نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے مندر کا دروازہ شرق کی طرف ہے جب اس دروازے کے اندر جائیں تو گنبد کے وسط میں ایک اور خورد چبوترہ پختہ سنگی بنا ہے جس پر شوجی مہاراج کا استہان ہے اور اس کے برنجی چلہری اور چلہری پر گاگر آب رکھی رہتی ہے مندر کی قابوئی چہت اور چو نہ گچہ دیوار میں ہیں اور ان پر دیوتاؤں کی تصویریں نہایت عمدہ بنی ہوئی ہیں۔ چالیس برس کا عرصہ گزرا ہے کہ یہ شمالی گنا تہ مشر برہمن نے اپنا روپیہ صرف کر کے بنوایا تھا اس روز سے یہ عبادت گاہ خاص عام مقرر ہوئی ہے اب مہنت اسکا سہمی سندھ ناتہ جوگی ہر گزارہ اسکا اور مکان کا خچ چڑھاوے کی آمدنی سے چلتا ہے۔

### ٹہاکر دوارہ ماکھوشر

چکھ بازار کی شرقی سمت کو یہ ٹہاکر دوارہ کوچہ کے اندر گنا تہ مشر کے شمال کے پاس بطرف جنوب واقع ہے مکان ٹہاکر دوارہ ایک عالیشان عمارت بطور حلی کے بنا ہوا ہے کل عمارت پختہ چون گچہ نقش و منقش ہے مکان کے دروازے کے اندر جب جائیں تو ایک نشست گاہ نہایت مکلف بنی ہوئی آتی ہے اس میں مہنت کی نشست ہے تمام اسکا ماکھوشر المشہور لوہا مشر ہے وہ اپنے پاؤں سے نہیں چلی سکتا اس سبب اسکو لوہا مشر کہتے ہیں اور لوہا پنجابی زبان میں اسکو کہتے ہیں جسکی دو ٹوٹا لگین چلنے لائق نہیں اس نشست گاہ کے اوپر ایک درخت گاہ عمدہ مکلف بنی ہوئی ہے گویا دو منزلہ مکان ہے اس آگے بڑھیں تو ایک صحن آتا ہے جہاں پختہ فرش ہے صحن کے شرق کی سمت کو ایک عمدہ دالان ہے اور اس کے اوپر دو دروازے دالان یعنی دو منزلہ دالان بردالان اس دالان کی چوٹی خشتی قیمتی عمارت لائق دید ہے صحن کے جنوب کی سمت ٹہاکر مہاراج کا مندر ہے مندر کا گنبد ایک عجیب و غریب عمارت کا پختہ بنا ہے جس پر طلائی کلس ہے اور باہر کی تمام عمارت بیلدا شیشہ کی بنی ہوئی ہے علیٰ ہذا التماس

مندر کی اندرونی عمارت ہر جسکو دیکھ کر انسان کی روح خوش ہو جاتی ہے اس مندر کے اندر گرتن جی مہاراج اور لاپیکاجی کی سنگین مورتیں ہیں جنکا مکلف لباس ہے اور قیمتی زیور پہنایا ہوا ہے مکان کا صحن اوپر سے مسقف ہے اگر مسقف نہ ہوتا تو بارش سے یہ مطلقاً آئینہ دار عمارت حقیقت میں خراب ہو جاتی۔ اس مندر کا بانی بھی یہی مانگھوشتر لوبلا ہے جس نے چندہ کر کے اس مکان کو بنوایا ہے اور کبلے دل روپیہ خرچ کر کے اس مندر کی عمارت کو زینت دی ہے اب یہی مکان کے اندر عمارت شروع ہے اور بیل بوٹے ٹیشے کے بن رہے ہیں۔ یہ مانگھوشتر نہایت خلیق آدمی ہے اور زن و مرد قوم ہندو ہنر دل اسکی خدمت کرتے ہیں اور تمام آمدنی یہ مندر کی آرتھنگی پر خرچ کر دیتا ہے اپنے پاس جمع کچھ نہیں رکھتا ۔

### ٹھاکر دوارہ بانکے بہاری

یہ ٹھاکر دوارہ لاہور کے نامی گرامی مندروں میں سے بھائی وستی رام کی جوہلی کے قرب میں واقع ہے اس مکان کی خوبی و خنگی جو رنگینی کی جعفر تعریف کیجائے کم ہے حقیقت میں نہایت عمدہ و عالیشان عمارت ہے مکان دو منزلہ ہے اوپر کی منزل جہان ٹھاکر جی مہاراج کا جاووس ہے نہایت آراستہ کی گئی ہے دیواریں مسقف و فرش سب کے سب منقش و مطلقاً آئینہ دار عمارت کے ساتھ سجائی گئی ہیں جسکو دیکھ کر انسان تصور کرتا ہے کہ شاید یہ مکان بہشت برین کے مکانات میں سے ہے آراستہ کے سرے پر شرق کی طرف یہ مکان واقع ہے پہلے ایک دیوار بطور بیرونی دیوار کے بنی ہے جسکے اندر چارہ چرخ دار ہے اس سے آگے بڑھ کر مندر کا دروازہ عالیشان نقش ہے جو ایک عالیشان بلند دیوار میں لگا ہے اس دیوار پر باہر کی طرف بے انتہا تصویریں دیوتاؤں کی لکھی ہیں دروازے کے اندر جائیں تو جنوب کی سمت کو دینہ اوپر جائیں گا اس سے لوگ اوپر چڑھ جاتے ہیں تو ایک صحن مسقف



آتا ہے اُس صحن کی غربی دیوار میں بیرونی دروازے کے اوپر تین درپے مرغولی  
 کٹہرہ دار کہلے ہوئے ہیں لگے آگے ایک بڑا نقارہ شتری جسکا طاس آہنی ہے  
 رکھا ہوا ہے یہ نقارہ صبح وشام آرنی کیوقت بجایا جاتا ہے اس صحن کے آگے شرق  
 کی طرف بڑا دالان ستون دار سقف ہے اس دالان کے عجیب غریب کے نقش و نگار کی  
 تعریف احاطہ بیان سے افزون ہے دیواروں میں طلائی نقوش طح طرح کے ہیں جنہیں  
 بلوری نگینی ستاروں کی طرح چمکتے ہیں چہت اسکی بھی طلائی نقش ہے اور فرش چٹ  
 سنگین ہے اسپر عمدہ قیمتی فرش سجھائے گئے ہیں اُس دالان میں داخل ہو کر انساں  
 اسکی خوش اسوئی پر ایسا محو ہو جاتا ہے کہ دیکھنے سے سیر نہیں ہوتا دالان کی  
 شرقی دیوار کے آگے ایک سہ درہ شہ نشین دالان کے فرش سے کسی قدر بلند  
 بنی ہوئی ہے جسکے تین درمحرابی مقطع نہایت خوبصورت ہیں شہ نشین کے ستونوں اور  
 پیشانی پر آئینہ کی بلبلیں نہایت عمدہ بنی ہوئی ہیں گویا روز و شر میں ستاروں  
 کا عالم دکھایا ہے اس شہ نشین کی شرقی دیوار میں تین طاق نہایت مکلف و منقش  
 حلائے خالص سے رنگین بنی ہوئی ہیں تینوں طاقوں میں سنگین مورتیں دیوتاؤں  
 کی نہایت اعزاز و اکرام سے رکھی ہیں بیچ کے طاقے میں سنگین مورت سری کرشن جی مہاراج  
 کی رکھی ہے مہاراج کے زیب تن قیمتی زیور و مکلف لباس ہے بائیں طرف مہاراج کے  
 راہبائی جی کی مورت اور دائیں سمت کو سری بلبدہری کی تصویر رکھی ہے اور  
 مورتوں کو بہت سے قیمتی طلائی زیور اور شاندار پوشاک پہنائی ہوئی ہے  
 دو طاقتوں باقیانندہ ہیں اور تین مورتیں دیوتاؤں کی دہری ہیں غرض حال  
 چہ مورتیں اس مندر کے اندر رکھی ہیں۔ شہ نشین کا فرش پتھر کا اور سقف  
 آئینہ دار اور دیواریں رنگارنگ ہیں۔ پھر دالان کے شمال کی سمت کو ایک  
 دالان ہے جس میں مہنت رہتا ہے اور تین درپے بطرف شمال کہلے ہوئے ہیں۔

ابتدا اس مندر کی کسیکو معلوم نہیں پڑا مکان ہر گرجا حال کا مکان بنیا بنا ہوا  
ہر جو باہتمام بہائی نند گویاں و فقیر چند کتہری کے بنایا گیا ہے۔ عرصہ قریب  
چہ سو برس گزرا ہو گا کہ مقام تکمیل علاقہ ہر دو ارین مہنی سو بہارام کاردار  
سکنہ لاہور کو ٹہا گرجی نے خواب میں وشن دیکھے کہ ہم یہاں فلاں جگہ مدفون  
ہیں تو ہم کو نکال چنانچہ اُس نے اُس موقع سے زمین کھودی اور ٹہا گرجی کو نکال کر  
لاہور میں لے آیا محلہ ستہان میں ہستہا پن کیا مدت مدید ٹہا گرجی وہاں رہے آخر  
وہ بھی مر گیا اور اسکی اولاد وہی مر گئی تو سمات دیا کنور جو سو بہارام کے خاندان  
تھی پوچھا سید ٹہا گرجی کی کرتی رہی اتفاقاً اُس نے ایلر وستی یعنی چنے کی روٹی  
پکائی ٹہا گرجی کو بہوگ بھی اُس نے اُسی روٹی کا دیا ٹہا گرجی خواب میں آئے  
اور فرمایا کہ بسبب کہانے مہی روٹی کے ہمارے پیٹ میں درد ہے جو عرق بادیان  
پلاؤ چنانچہ اُس نے عرق بادیان کا بہوگ دیا اور ٹہا گرجی کو آرام ہو گیا یہ بات  
لاہور میں بہت مشہور ہے کہ سردار موہر سنگہ جو لاہور کے تین حاکموں میں ایک حاکم  
تہا ہر روز ٹہا گرجی کی سیوا کو آتا تھا اُس نے چاہا کہ ٹہا گرجی کو میں اپنے گہرے چلون  
مگر دیا کنور نہیں مانتی تھی آخر وہ ٹہا گرجی کو زیر دستی اپنے گہرے گیا اُس نے یہ  
بے اعتدالی کی کہ ایک روز بہوگ میں شراب رکھ دی ٹہا گرجی کی اُسپر کمال خفگی  
ہوئی انہیں ونون میں نجیت سنگہ نے لاہور لے لیا اور سردار موہر سنگہ قید ہو گیا  
سردار موہر سنگہ کی عورت لاہور سے ایک گھنٹہ میں چلی گئی ٹہا گرجی کو ہر ایک  
وہاں سے ایک زمیندار جو ٹہا گرجی کا کمال متعقد ہو گیا تھا مودی کو چور کر لے گیا  
اور اپنے گہرے لجا کر توڑی کی کوٹھی میں مورتی کو چھپا رکھا ٹہا گرجی اُس عورت  
کے خواب میں آئے اور فرمایا کہ ہکو فلاں زمیندار نے فلاں کوٹھی میں توڑی کے  
اندھ چھپا رکھا ہے وہاں سے ہم کو نکال لاؤ۔ چنانچہ عورت وہاں سے نکال لائی

پہر تو ٹھاکرچی کے سیوا دار بہت لوگ ہو گئے کسی قدر مدت کے بعد عورت تیر تہون  
 کو چلی گئی اور ٹھاکرچی کو ایک سادہ بیراگی کو دے گئی جو موضع رنگیل پور کا  
 رہنے والا تھا اُس نے رنگیل پور میں مندر بنوایا اور ٹھاکرچی کو وہاں رکھا۔  
 لاہور میں ایک شخص پنڈت ہر جیلے ٹھاکرچی کا بہگت تھا اور جب ٹھاکرچی  
 لاہور میں تھے تو وہ انکی سیوا بہت کرتا تھا اُس نے سنا کہ اب ٹھاکرچی کی  
 مورتی رنگیل پور میں ہے اُس نے پنڈت ہری ناراین کو رنگیل پور بھیجا  
 اور سادہ بیراگی سے ٹھاکرچی کی مورت ناگی سادہ نے انکار کیا مگر ہری ناراین  
 وہاں ہی پیر رہا اور سیوا کر کے ٹھاکرچی کو لاہور کے آنے پر رضی کیا مگر سادہ  
 نہیں دیتا تھا آخر اتفاق یہ ہوا کہ جس جگہ ٹھاکرچی کا مندر تھا اس طرف دریا  
 راوی چڑھایا اور مندر کی دیوار کو گرا لیا جب یہ حالت گزری تو سادہ نے  
 مورتی ٹھاکرچی کی ہری نارائن کے حوالے کر دی اور ہری ناراین نے پہلے  
 رنگیل پور بہت روپیہ خرچ کر کے سادہ ہون کو کہا نا کہلو آیا پھر بڑی عزت  
 کے ساتھ ٹھاکرچی کو لاہور لے آیا یہی مہاراج نے اپنی زمین ٹھاکر دوارے کیوٹے  
 دی اور لوگوں نے امداد کی اور مندر تیار ہو گیا رفتہ رفتہ یہ مکان بے نق پر آ گیا جو اب ہے۔  
 پہاڑی نند گوال و فقیر چند کہتری نے بہت سی کوشش کر کے اس عالیشان مکان  
 کو تعمیر کیا جو اب تک موجود ہے ہر ایک ہ کی اکادشی کے دن یہاں بڑا میلہ ہوتا ہے  
 اعتقاوند لوگ کثرت سے اکو جمع ہوتے ہیں اور تمام رات بہگت لوگ بجن کاتے  
 ہیں اور چڑھاؤ کثرت سے چڑھتا ہے اس مندر کے ضروری اخراجات کا صرف  
 صرف چڑھاؤ کی آمدنی پر ہر جاگیر روزینہ کوئی مقرر نہیں ہے اور باواگلا بادیں  
 اس مندر کا مہنت بیراگی ایک خدا پرست شخص مہتمم و مستفلم اس مندر کا ہے۔

ویشنو دیوی کا مندر

محکمہ تلوارہ علاقہ بہاٹی دروازہ مین یہ مندر سرائہ جنوب کی سمت کو واقع  
 ہے کرسی دار مکان پختہ عمارت ریختہ کی بنی ہوئی ہے چند زین چڑھ کر حباب و چائین  
 تو ایک مختصر صحن ہے اس میں چاہ چرخ دار بنا ہوا ہے اس چاہ کی غزنی سمت  
 کو مندر کا دروازہ ہے اس دروازے کے اندر چائین تو ایک مکہ دار صحن  
 مسقف آتا ہے اس صحن کی شمالی سمت کو ایک دالان چوبی و سہون کا بنا ہوا ہے  
 یہ نشست گاہ مہنت کی ہے اور بازار کی طرف اس میں تین درجے منقطع خوشنما بنی ہوئے  
 ہیں دونوں بغلون مین دو کوٹھڑیاں ہیں صحن کے جنوب کی سمت کو بھی ایک  
 دالان ہے وہ بھی جسکی غزنی بغل مین ایک کوٹھڑی ہے بیرونی مسقف صحن کے  
 غرب کی طرف دیوی جی کا مندر ہے یہ مکان بھی ایک حجرہ کی طرح پر بنا ہوا ہے اندر  
 اسکے پختہ فرش زمین پر ہے دیواروں کو چونچ لکھا ہوا ہے سقف چوبی نقش ہے  
 غزنی دیوار مین ایک طاقتہ نقش و مکلف بنا ہے اس میں دیوی جی کی سنگی مورت  
 رکھی ہے لباس مکلف پہنایا ہوا ہے زیور بھی پہنایا ہے اس دیوی جی کی عام پوجا  
 ہوتی ہے روز لوگ پرستش کو حاضر ہوتے ہیں یہ مورت دیوی جی کی پہلے شہر تھر  
 چون ملا سنگہ مین ایک دیوی دوارے مین رکھی تھی وہاں سے مسمیٰ بھگو بہاگت  
 لاہور مین لایا اور اس جگہ رکھی مکان دیوی دوارہ ہی چندہ کر کے تعمیر کیا اس  
 بات کو عرصہ چالیس برس کا گزر چکا ہے اب پجاری اس مندر کا بھی سنت رام  
 مشر ہے اور مکان کی آمدنی چڑھاوے سے خرچ مکان کا چلتا ہے اور اسی پر  
 گزارہ پجاری کا ہے ۔

## مکان شوالہ و لیلغ رہے

یہ ایک پختہ و عالیشان عمارت کا مندر محکمہ تلوارہ مین موجود ہے بانی اسکا دیوان  
 و لیلغ رہے راجہ و بیان سنگہ وزیر مہاراجہ ریخت سنگہ کے گہر کا دیوان تھا آجی

صاحب دولت و مخیر تھا وہ اپنی حیات میں یہ سوال تعمیر کر کے اپنا یادگار دنیا  
 فانی میں چھوڑ گیا اس سوال کے دروازے کے باہر ایک چاہ نہایت وسیع ہے  
 اسکی بنیاد کا زمانہ کبیکو معلوم نہیں قدیم و پُرانا چاہ ہے اب وہ چاہ اس سوال  
 کے متعلق سمجھا جاتا ہے وہ زمین جیسے اس سوال کی عمارت ہے چاہ کی متعلقہ زمین تھی  
 اور محلے کے رہنے والے اس زمین پر آپس میں ہمیشہ لڑتے جھگڑتے رہتے تھے  
 آخر دلباغ کے نے فیصلہ کیا کہ اپنا روپیہ صرف کر کے اُس سوال بنا دیا شروع  
 میں شو پو جا ہر روز دو وقت ہوتی ہے چڑھا وہ بھی چڑھتا ہے جو سوال کے خج  
 اور بچاری کے گزارہ کے لئے کفایت کرتا ہے اس سوال کی کرسی اونچی ہے جب  
 زمین چڑھ کر جا میں تو آگے دروازہ آتا ہے دروازے کے اندر صحن مسقف ہے صحن  
 جنوب کی سمت کو عالیشان گنبد دار مندر بنا ہے جسکی سنگین پختہ عمارت ہے مندر کے  
 اندر پختہ چوترہ اُسپر شوچی نصب ہیں جہری اوپر پتھر کی ہے اور گاگر تانبے کی اُسپر  
 رکھی رہتی ہے سسی دیویدنا برہمن اس سوال کی پوجا پر مامور ہے اُسکے سب سے  
 سوال نہایت رونق پر ہے مندر کی مسقف قالی ہوتی اور اوپر مدور گنبد نہایت  
 خوبصورت بنا ہوا ہے بچاری کے قیام کیواسے ایک نشست گاہ دیوچہ دار بنی ہوئی  
 ہے جسکے تین درپچے سمت غرب پر سہرا گئے ہوئے ہیں دلباغ رہے مندر کے  
 بانی کی اولاد میں سے لاہور میں کوئی شخص موجود نہیں ہے مگر ایک شخص مٹھی  
 نامک چند کال گدہ میں رہتا ہے مگر اس مندر کی خبر گیری وہ کچھ نہیں کرتا +

### مکان سوال شہی والہ

یہ متبرک مندر محلہ شہی میں راجہ سوچیت سنگھ کی جوبلی کے شہر قی کی سمت کو چین  
 اب محکمہ تحصیل لاہور سے واقع ہے اسکی قدامت کی کوئی حد و اندازہ نہیں ہے  
 مشہور یہ ہے کہ یہ سوال شہر لاہور کی آبادی کے وقت تعمیر ہوا تھا جسکو کئی ہزار

گزر چکے مین بہر حال تین ہزار برس سے کم مدت نہیں گزری اسکی قدرت  
 ملاحظہ مکان سے پائی جاتی ہے کہ مندر کا مکان حال کی سطح زمین سے  
 ڈیڑھ منزل نیچے ایک تہ خانہ مین ہے اور ریتہ اونتر کر اُس مین جاتے مین  
 جب یہ بنایا گیا ہوگا تو زمین سے اونچا کسی قدر کرسی دیکر تعمیر اسکی محل مین آئی ہوگی  
 اب سبب اسکے کہ ہزار ہا برس گزر چکے مین باہر زمین اونچی ہو گئی ہو اور مندر ڈیڑھ منزل  
 نیچا رہ گیا ہو سکھوں کی عمارت مین اسکا بالائی گنبد زمین کے برابر تھا راجہ دینا ناتھ  
 نے کمال ارادت مندی وہ گنبد اترا کر اور عالیشان گنبد اونچا کر کے بنوایا اب جس وقت  
 انسان مندر کے نیچے اُترتا ہو تو سقف گنبد کی بہت اونچی نظر آتی ہو مندر کے اندر  
 تالیکی پتھری ہو اگرچہ روشن دان بھی باہر کی زمین سے ڈیڑھ گز اونچے بنے ہوئے مین مگر  
 سپر ہی تاریکی رہتی ہو اور تمام روز چراغ جلتا رہتا ہے بیرونی دروازہ اس مکان کا  
 سمت جنوب کو چہ کے اندر ہو جب اسکے اندر جا مین تو ایک ڈیڑھ ہی آتی ہو اور دوسرا  
 دروازہ مشرق کی سمت کو کہلا ہوا رہتا ہو اُس سے گزیر مین تو بڑا وسیع صحن آتا ہو  
 اس صحن کے تین طرف پختہ محرابی والان چونکہ نہایت قطع بنے ہوئے مین صحن  
 کیسے چ مین ہی پختہ فرش ہو صحن کے وسط مین دو ساد مین پختہ چونکہ گنبد دار  
 پچھلے مہنتوں کی موجود مین اور ایک درخت بڑہ کا اور ایک سیل کا بہت بڑے  
 تمام صحن کے اوپر سایہ فگن مین جنوب کی سمت صحن کے ہی ایک والان مکلف  
 بنا ہو اس والان کے اندر مندر کا دروازہ سنگی چو کہٹ کا ہو اس دروازے  
 سے گزیر مین تو بیڑ بیان سرخ پتھر کی شروع ہوتی مین پختہ بیس بیڑ بیان اتر کر  
 انسان تہ خانہ کے صحن مین پہنچتا ہے جاتے ہی پہلے تو کچھ نظر نہیں آتا ایک  
 گہری کے بعد مکان کی صورت نظر آنے لگ جاتی ہو مندر کی زمین پر ہی سرت پتھر کا  
 فرش ہو دیواروں پر ہی پتھر لگا ہوا ہو اور اوپر سقف قابوئی اور اسکے اوپر

حالیہ شان گنبد کلس وارہی مندر کے وسط میں ایک عالی شان سنگی چبوترہ ہے  
 اسپر شوجی رکھی ہیں اسپر چلہری پتھر کی نہایت خوبصورت رکھی ہے اسپر مٹی  
 گاگر پر آب رکھی رہتی ہے ایک گہنٹہ بہت بڑا چیت کے ساتھ لٹکتا ہے ہر روز  
 ارادت مند لوگ اس مندر کی پوجا کیواسطے حاضر ہوتے ہیں اور بے بی قدیمت  
 اس مندر کی لوگ اسکو نہایت متبرک تصور کرتے ہیں اور دوردور سے پوجا  
 کیواسطے حاضر ہوتے ہیں چڑھا وہ یہی بہت چڑیتا ہے جسپر مہنت اور بکاریوں  
 کا گزارہ ہے سی تہ خانہ میں ایک قدیم چاہ بطور غرق بنا ہوا ہے اور شوجی پر حقد  
 پانی کا گرسے شب و روز ٹپکتا رہتا ہے وہ اسی غرق میں غرق ہوتا ہے راجہ  
 وینا ناتھ نے اگرچہ اور تمام مکانات اس مندر کی از سر نو بنوائے گنبد بھی  
 جدید تعمیر کیا مگر غرق وہی بدستور رہی اب مہنت اس شوالہ کا سہمی بسنت کر  
 سنباسی چلیہ منگل گر کا ہے جسکو شوالہ میں اختیار جزو کل حال ہے اسکے بغیر اور  
 یہی چند آدمی ساوہ بسنت گر کے چلیے ہیں جو شوالہ کی خدمت کرتے ہیں خرچ  
 روزمرہ اُنکا یہی بسنت گر کے ذمہ ہے \*

### ٹہاگر دوارہ چور مور والا

پشہور و معروف مندر دائی بہولی کے کوچہ میں واقع ہے مکان اٹھائی منزلیں  
 مکلف و پختہ چونچ و منقش بنا ہوا ہے عرصہ پچاس برس کا کرتا ہے کہ اس مندر  
 کی بنیاد مہاراجہ رنجیت سنگھ کیوقت رکھی گئی اور کنہیا لمبو کی والدہ نے اپنی روپے  
 سے اسکو تعمیر کیا اور مہنت بلرام واس کو جو ایک مشہور خدا پرست سادہ تھا یہ مکان  
 ویدیا چونکہ وہ مہنت ایک ہرول عزیز نیک خلاق شخص تھا عام و خاص کا رجوع  
 اسکی طرف ہوا مہاراجہ رنجیت سنگھ بھی اکثر اوقات اسکے دیکھنے کو آیا کرتا تھا  
 اس سبب کمال مشہوری اس مندر کی ہو گئی ایک بار مہنت ہر کشند اس نے



ایک چور اور مور کی کتھا مہاراجہ رنجیت سنگھ کو سنائی مہاراجہ اُسکو سنکر بہت خوش  
 ہوا اور چور مور والا ساوہ اُسکو خطاب دیا پہلوٹ گ اُسکو چور مور والا ساوہ کہتے  
 لگے چند سال میں بیاعت کمال شہرت کے یہ ٹھاکر دوارہ ہی چور مور والا مشہور  
 ہو گیا اب بھی چور مور والا مندر مشہور ہے آخری عمر تک مہنت موصوف اس میں  
 قیام پذیر رہا اُسکے پیچھے جے رام اس مہنت ہوا اب بھگوانداس مہنت ہے  
 یہ ٹھاکر دوارہ بطور حویلی کے بنا ہوا ہے جسکی ٹٹائی منہر لین میں یعنی دو منہر لین  
 سالم اور نصف پالائی چاروں طرف دالان اور کوٹھڑیاں پختہ چونکہ عمارت  
 کی نہایت مکلف بنی ہوئی ہیں بخاص مندر بھی ایک حجرے کے طور پر ہے  
 جسکے اوپر طلائی کام ہوا ہوا ہے اس حجرے کے اندر چند موتیں سنگین تیاو  
 اور اوتاروں کی نہایت تعظیم کے ساتھ طاچون میں رکھی ہیں بڑی سورت  
 دوسری راجندر جی مہاراج اوتار کی ہے جسکا مکلف لباس ہے اور طلائی زیور  
 پہنایا ہوا ہے دوسری سورت لچھمن جی مہاراج کی راجندر اوتار کے بائیں طرف  
 تیسری سورت سیتا جی کی بجانب رہت راجندر جی کی چوتھی سورت رگناتہ جی  
 کی علی ہذا القیاس اور موتیں بھی رکھی ہیں مندر کی دیواروں پر بھی آئینہ دار  
 کام کیا ہوا ہے ہر روز اوتار مند لوگ اس مندر میں حاضر ہو کر پوجا کرتے  
 ہیں ہر روز شام کو کتھا بھی ہوتی ہے بڑن و مرد ہندو سننے کو آتے ہیں چونکہ  
 مہنت اس مندر کا صاحب علم ہے وہ خود کتھا کرتا ہے کہی کہی اور برہمن بھی  
 کتھا کرتے ہیں۔ گزارہ مہنت و بجاویں کا صرف چڑھاوے کی آمدنی پر ہے اور  
 اُسی سے اخراجات ضروری مندر کے چلتے ہیں ۔

### مکان بندر کالی

یہ عبادت گاہ شہر لاہور محلہ پہلہ لکھپیت راے میں ہے اگرچہ مختصر سا مکان ہے

عمارت بھی کہنے ہی مگر پوچھا اسکی کثرت سے ہوتی ہی گرمیوں میں جیب بہدر کالی  
 کا میلہ موضع نیاز بیگ میں ہوتا ہی اُس روز اس جگہ ہی زن و مرد کا اجتماع  
 بعد نہایت ہوتا ہی جو لوگ وہاں نہیں جاتے وہ یہاں آکر پوچھا کرتے ہیں  
 مکان کا دروازہ سر کو چٹال کی طرف ہو اُس سے جبٹ چل ہوں تو ایک  
 کہلا ہوا صحن آتا ہی پھر ایک مکان مسقف بطور کوٹھ کے ہی اُسکے اندر ایک  
 پٹنڈی بنی ہوئی ہو اُسکی پریش ہوتی ہے \*

### ٹھاکر دوارہ جوالادی

محلہ وچھوالی میں سر بازار بجانب غرب یہ ٹھاکر دوارہ واقع ہے عمارت اس مکان  
 کی عالیشان پختہ چوڑی بنی ہوئی ہو اُسکی بانیہ ایک عورت سمات جوالادی  
 رام کشن کی زوجہ ہی جس نے باراد دلی و خلوص باطن یہ مندر بنا کر وقف کیا  
 تھا مکان کی کرسی بہت بلند قدر ایک منزل کے ہی زینہ چڑھ کر اوپر جاتے ہیں  
 زینہ چڑھ کر ایک عالیشان دروازہ مقطع و منقش بنا ہوا ہی اُسکے آگے بڑھیں تو  
 ایک چار پختہ چرخ دار آتا ہی جو اوپر سے مسقف ہو اور چاہ کے پاس سے جو رستہ شمال  
 کو جاتا ہی اُس سے گزریں تو ایک صحن کہلا ہوا آتا ہی صحن کے چاروں طرف  
 عمارت ہی یعنی شرق کی طرف تو وہ دیوار ہی جو بازار کے رستہ کے ساتھ ملتی ہے غرب  
 کی طرف کو ٹھہریان رسوئی خانہ وغیرہ کی بنی ہوئی ہیں شمال کی سمت کو ایک  
 بڑا والان مکلف عمارت کا تیار ہوا ہی اس والان کے محرابی دہن میں اور مسقف  
 چوٹی منقش زمین پر وہی پختہ فرش ہی دیوار میں چوڑی منقش ہیں اس والان  
 کے اوپر دوسری منزل پر ایک عمدہ نش گاہ دیکھ داری بنی ہوئی ہو اُسکی شکل  
 و صورت و رنگت ہی ایسی ہی جیسے والان زیرین کی اس جگہ بہت رہتا  
 ہے صحن کے جنوب کی سمت عالیشان مندر ٹھاکر دوارہ نہایت قبول صورت و

پختہ بنا ہوا مندر کا دروازہ شمال کی سمت کو ہوا اور دروازے کے آگے برآمدہ  
 نہایت خوبصورت بنا ہوا ہر دروازے کے اندر چائین تو خاص مندر کا مکان  
 آتا ہوا اسکی چیت قابل توجہ تھی اور اوپر چیت کے طولانی گنبد نہایت مقلع و بلند  
 بنا ہوا ہر سنہری کمارے اوپر لگا ہوا ہر مندر کے اندر کافر ش سنگین اور دیواریں نقش  
 ہیں دروازے کی محاذی دیواریں ایک تکلف طاقت سنگین بنا ہوا ہر چین و موثر  
 ایک کرشن جی مہاراج کی دوسری راویا جی کی پتھر کی نہایت خوبصورت بنی ہوئی  
 رکھی ہوئی ہیں دو نمونہ توں کو قیمتی لباس اور فاختہ زیور پہنایا ہوا ہر دو وقت  
 بشمار لوگ اس جگہ آکر پوجا کرتے ہیں آمدنی چڑھاوے کی ہی اتنی ہوتی ہر چین  
 پوجاریوں کا گزارہ بخوبی ہو جاتا ہوا والدی بانیہ مکان کا داماد مہی ہرنارین  
 ہی پانچ سات روپے ماہوار اس مندر کے اخراجات کی دیکھ دیتا ہوا ہر عرصہ  
 نو سال کا ہوا ہوا کہ یہ مندر سات مذکورے تعمیر کرایا بعد اختتام عمارت وہ بھی  
 ایسا سکا داماد ہرنارین سپرست اس مندر کا موجود ہی پہلے پہل مہی ساگت ام  
 بیراگی مہنت اس ٹھاکر دوارے کا مقرر ہوا تھا اب وہ بھی مر گیا ہے اور اسکا چیلہ  
 آیا رام مہنت ہے +

### مکان رام دوارہ

یہ شہر مکان ہی محلہ و چو والی مین واقع ہے۔ اگرچہ سر بازار ہر مگر رستہ آمد و رفت  
 کوچے کے اندر سے ہر گڑی اسکی بلند ہر بیرونی زینہ چڑھ کر دروازے مین داخل ہوتے  
 ہیں ڈیوڑھی سے گزر کر اندر چائین تو ایک مربع مکان نہایت خوبصورت پختہ عمارت  
 کا بنا ہوا دکھائی دیتا ہوا چاروں طرف چار چوبی والان مین تین گوشوں مین  
 تین کوٹھڑیاں ہیں اور چوتھے گوشے شمال مغرب مین چاہ چرخ و اہر غریبی  
 والان مین بازار کی طرف درپٹھے رکھی ہیں عرصہ چند برس کا ہوا ہوا کہ یہ مکان

تعمیر ہوا اور ہر جی رام مہنت اس مقام پر مقرر ہوا اسکی طرف سے پنڈت کانشی رام  
یہاں مقرر ہو جو دو نو وقت کتھا کرتا ہے اور ہندو زن و مرد سنے کیوں سحر و جیتنا حاضر  
ہوتی ہیں یہاں گوت رامائن وغیرہ متبرک کتابوں کی کتھا روزمرہ ہوتی ہے اور خداوند  
لاشریک کی پرستش اس توجہ وغور سے ہوتی ہے کہ جو شخص کتھا کی وقت حاضر آتا  
ہے مہنت کی طرف سے ایک مالامسی کی اُسی وقت اسکے ہاتھ میں دیدی جاتی ہے  
اور کہہ دیا جاتا ہے کہ رام کا بچن کرو چنانچہ جب تک کہ حاضر رہتا ہے مالا جیتنا رہتا ہے  
جاتی دفعہ مالا کہہ جاتا ہے حلقہ کے پیچ میں مالاؤن کا ڈھیر لگا رہتا ہے اور ایک آدمی  
صرف مالاؤن کے اہتمام پر مقرر ہے وہی مالا تقسیم کرتا ہے وہی مالا برخواست کی وقت  
واپس لیتا ہے اگر کسی مالا کا تازہ گاٹھ جاتا ہے تو وہ دوسرا گاٹھ میں ڈال دیتا ہے  
غرض شب و روز اس مکان میں رام کا بچن ہوتا ہے لنگر بھی دو وقت بانٹا جاتا  
ہے ساوہ سنت غریب غریب جو حاضر ہوتا ہے اسکو کھانا ملتا ہے ایک گوشہ مکان  
میں سری کرشن جی مہاراج کی سنگی تصویر رکھی ہے اور صحن مکان کے ایک طرف  
ایک چوٹی تخت سجھا ہے اُسپر بیٹھ کر پنڈت کانشی رام کتھا کہتے ہیں۔ یہ پنڈت  
کانشی رام نہایت خلیق و حلیم و صاحب علم آدمی ہے جسکے سبب مکان کی رونمائی  
دن بدن زیادہ ہوتی جاتی ہے چڑیا وہ جقد سہل ہوتا ہے وہ پنڈت کانشی رام  
کے ضروری اخراجات اور روزمرہ لنگر کے خرچ میں آتا ہے مسافر جو آتا ہے  
اسکو بھی کھانا دیتا ہے ۔

### بھیرو جی کا استھان

یہ متبرک پرستش گاہ محلہ دھووالی میں سر راہ ایک کوچے کی جانب شرق بنا ہوا ہے  
تین چوڑے ایک دو سکر پر بنے ہوئے ہیں پہلا چوڑہ خشتی چونچ گے ہے اُسپر بقدر  
ایک باشت کے گٹھا کر سنگ سرخ کا چوڑہ بنا ہے اُسپر سنگ مرمر کا چوڑہ اور

عمارت مندر کی بھی سنگ مرمر کی بنی ہو جہیں دو طاق مین ایک طاق مین  
تو شب و روز چراغ جلتا رہتا ہو دوسرے طاق مین جو پہلے طاق مین جو پہلے  
کے اوپر ہے ایک میچ لٹسی ہوئی ہو چہرہ ہولون کے ہار لٹکتے رہتے مین گرا پر خور  
گنبد جسکو آوا گنبد کہنا چاہئے بنایا ہو اور چھوٹا سا اٹھائی کلس ہے نیچے کے چہترہ  
پر بجانب جنوب ایک چھوٹی سی کوٹھڑی ہو جسکا دروازہ چوٹی شمالی سمت کو ہے  
اسہن چراغ گلی وغیرہ سامان متعلق مندر رکھا رہتا ہو اس مندر کے محاذ مین  
بفاصلہ کوچہ ایک نشہ گاہ دو منزلہ پجاریوں کی سکونت کے لئے بنی ہے  
یہ مکان دیرچہ دار محاذی مندر کے ہی طرف کوچے کا فاصلہ درمیان ہو یہ مکان  
عالمیشان پختہ دیرچہ دار بنا ہوا ہو اور پجاری اسی مین سکونت رکھتے مین مہنت  
دیرچہ مین بیٹھا رہتا ہو اور جو نقد و جنس مندر پر چڑھا وہ چڑھتا ہو فوراً اٹھو الینا  
ہے کیونکہ مندر کا چہترہ سر راہ ہو فی زمانہ مہنت دسر پرست اس مکان کا  
پیر سدہ ناتھ چیلہ باوا الہ ناتھ جوگی کا ہو اسی کے اختیار مین چڑھا وہ کی آمدنی کی  
تقسیم و خراج ہو سوائے اسکے چار آدمی اسکے چیلے ہی مکان کے خدمتگار مین اور  
گزارہ آمدنی سے پاتے مین \*

### مندرباوا مہر داس

محلہ دھووالی مین یہ ایک بڑے احاطہ کا مکان ہو جہیں چار مندر عالمیشان  
بنے ہوئے مین اس مکان کو اگر نذر و ن کا مجموعہ کہا جائے تو سب سے پہلے  
مین مکان ٹہاکر دوارہ باوا مہر داس ہو اور یہ سب سے پہلا اور قدیم مکان ہے  
اسکی قدیمت دو سو برس سے کم نہیں ہو اس مین بہت سی مورتیں سنگین دیتاؤں  
کی رکھی ہیں سب قدیم مورت جو باوا مہر داس کی وقت کی ہو وہ بھی نیچے کے  
طاق مین باداب و توقیر تمام رکھی ہو اور طاقون مین اور بہت تو مین کرن ہو

وراوہائی دو دیگر دیوتاؤں کی مین فی زمانہ حال یعنی سن ۱۹۳۶ء میں واسدینو نام  
 ایک بنانے اس مندر کی تجدید کی ہے سفیدی وغیرہ سے خوب آراستہ کیا ہے  
 دو موثرین سنگین گرشن مہاراج وراوہاجی کی اپنی طرف سے بھی اسمین رکھوادی  
 مین اور ایک اینٹ سنگ مرمر کی اپنی تعمیر کے نام نہاد ہے کھدوا کر مندر کی پیشانی  
 پر لکھوادی ہے تاکہ لوگوں پر ظاہر ہو جائے کہ یہ مندر واسدینو سن ۱۹۳۶ء میں بنوایا  
 ہے یہ مکان گنبد دار نہیں ہے صرف ایک پختہ کوٹہ بنا ہوا ہے جس میں طاق بنوٹے  
 مین اور موثرین رکھی ہوئی مین ہر ایک مورت کو مکلف لباس پہنایا ہوا ہے ہندو  
 بسبب قدامت اس مکان کے اسکا ادب بہت کرتے ہیں اور جہین سالی کے  
 لئے دو وقتہ حاضر ہوتے ہیں۔ دو سر مندر ایک علیجاہ عمارت کا شوالہ مہر داس  
 مندر کی بجانب چپ میدان میں بنا ہوا ہے پہلے عالیشان چبوترہ پختہ ہے  
 اسپر مندر ہے جسکا دروازہ بجانب شرق ہے اسکے اندر جائین تو مندر کی واسطے  
 ایک خور و چبوترہ سنگین بنا ہے اسپر شب جی کا استہان ہے اسپر جہری اور جہری  
 پرگاگر پر آب رکھی رہتی ہے مندر کی دیوار میں پختہ چوٹہ گچ منقش مین اور بقیہ  
 قابوئی جسکا گنبد طولانی شکل کا نہایت خوشنما ہے اور کلس طولانی جھکتا ہوا ہے  
 یہ شوالہ سکھرام داس کہتری کیپور نے سن ۱۹۳۱ء میں اپنے بیٹے میلارام متوفی کی یادگار  
 میں بنوایا تھا اب خبر گیری اخراجات اس شوالہ کے جیکشن داس سکھرام داس کا  
 پوتا کرتا ہے۔ تیسرا مکان ایک شوالہ نہایت عمدہ پختہ بنا ہوا بادامہر داس کے مندر  
 سے بجانب رست ہے یہ مندر بھی عین میدان میں ایک پختہ چبوترہ پر بنا ہے  
 گنبد اسکا بھی طولانی کلس دار ہے بائیں اسکی ایک ہندوستانی عورت مان پیچہ پانی  
 سات بھگتن تھی جو سکھوں کی عملداری میں ہے پان فروشی کی دوکان کرتی تھی  
 اس مندر کی عمارت بھی سن ۱۹۳۱ء میں بنائی گئی ہے گویا دونوں شوالے ایک ہی

سال میں اس احاطہ کے اندر پختہ ہو چوتھا مندر چوراسی گھنٹے والی دیوبی  
 کا ہے یہ مندر بناوا مہر داس کے مندر کے محادی بجانب شرق ہے چوتراہ سکا اور  
 باوا مہر داس کے مندر کا ایک ہی تصور کرنا چاہئے یہ مکان ہی پختہ چوگچ بنا ہے  
 دروازے کے آگے ایک برائڈ اسقف ہے اسکی دیواروں میں لکڑیاں  
 رکھ کر چوراسی عدد گھنٹے آویزان کئے گئے ہیں مندر کا دروازہ شمال کی طرف  
 ہے جب اندر بائیں تو ایک مورت سنگین دیوبی جی کی طاق میں رکھی ہوئی ہے  
 دیوار میں مندر کی چوٹ گچ سقف تالپوتی ہے اور اوپر چیت کے دور گنبد ہے  
 اس دیوبی کا اظہار سنہ ۱۹۳۱ مطابق ۱۹۵۰ء کے ہوا اتفاق ایسا ہوا کہ  
 اس احاطہ میں سے مہنت نے اینٹیں کھدوانی شروع کیں اینٹیں کھودتے  
 کھودتے یہ دیوبی جی زمین سے نکل آئیں معلوم ہوا کہ دیوبی جی نے خود ظہور  
 کیا ہے تھوڑے عرصہ میں یہ خیر تمام شہر میں پھیل گئی اور اعتقاد مند ہندوؤں  
 کا ہجوم اسقدر ہوا کہ چند روز میلانگارا صد ہا روپے چڑھت چڑھتے آخریہ تجویز  
 تھیری کہ اس دیوبی کا مندر بھی اسی صحن میں بن جائے اور سہی چیتو مہر داس  
 کہتیری نے اپنی گرہ سے روپیہ خرچ کر کے یہ مندر بنوایا اور سنگ مرمر کی اینٹ  
 اپنوام سے کھدوا کر مندر کے دروازے پر لگوا دی اس اینٹ میں چیتوکانام  
 اور راہ فروری ۱۹۵۰ء لکھا ہوا ہے اس احاطہ کے گوشہ شرقی شمالی میں چاہ  
 چرخ دار ہے اور چاہ کے چوتراہ کے گوشہ غرب شمال پر ایک جی گنبد دار شوالہ  
 بنا ہوا ہے چسپٹین لوہا منڈا ہوا ہے اور بیچ میں شولنگ نصب ہے مگر جلیہری دگاگر  
 بنیں ہے اس مکان کا مہنت باوا چاندی ماتہ جوگی ہے جو دونو شوالوں کی  
 پوجا کرتا ہے اور آمد لیتا ہے اور ٹھاکر ذوارے کی پوجا سمی ہوتی ہے اگر کسی کو متعلق  
 ہے اور دیوبی چوراسی گھنٹے والی کے مندر کا پجاری علیحدہ مقرر نہیں ہے



## دہی دونوں ملا کر خدمت کرتے ہیں + شوالہ پنڈت راوہاکشن

یہ شوالہ گمٹی بازار کے غوبی بازار کے سر راہ بجانب جنوب واقع ہے جو بازار محلہ  
سیٹھ کو جاتا ہے۔ مکان اگرچہ چوٹا سا ہے مگر عمارت پختہ و عالیشان بنی ہوئی  
ہے شمال کی طرف اس کا دروازہ ہر چوب دروازے کے اندر جائیں تو ایک چوٹا  
طولانی صحن ہر چیکے جنوبی حصے میں یہ عالیشان مندر بنا ہر مندر کے اندر ایک  
اور چوٹا چوترہ سنگین ہر اس پر شوجی کا جلوس ہر جلیہری برنجی اور اس پر  
مٹی گاگر رکھی ہر دیوار میں مندر کی پختہ ریختہ کار اور سقف تالیبوی ہر سقف  
کے اوپر طولانی گنبد ہر اس گنبد کی بالائی منزل مٹلا کی ہوئی ہر اوپر بجائے  
کلاس کے ہنومان جی کی مورت ٹھہلائی ہوئی ہے وہ بھی ستریا پائونے سے  
بلع ہر یہ شوالہ سمجھئے ہر محمی میں پنڈت راوہاکشن لم ڈھریا یعنی ریش دراز  
نے بنوایا تھا اور اپنی یادگار زمانہ نایا کیدار میں چھوڑ گیا +

## مندر کالی دیوی

یہ منبرک مندر گمٹی بازار کے متعلقہ ایک چھ مین واقع ہر بلکہ اس کو چھ کو بہی کالی  
مانا کی گئی کہتے ہیں کو چھ کے سر راہ بجانب غرب یہ مکان پختہ ریختہ کار بطور  
نشنگاہ کے دیکھ وار بنا ہوا ہر دو طرف زینہ دار دروازہ ہر ایک دروازہ  
نشنگاہ سے جانب شمال ہر اور دو سر راہ بجانب جنوب و دو طرف سیڑھیاں  
اوپر کی منزل کے جانے کیواسطے بنی ہوئی ہیں اور سیڑھیاں کے آگے سقف  
ڈیوڑھیاں میں جنوبی دروازہ اکثر بند رہتا ہر اور شمالی دروازے سے آمد و رفت  
ہوتی ہر جنوبی سیڑھیاں چڑھ کر جب اوپر جائیں تو مربع صورت کی ڈیوڑھیاں آتی  
ہر اس کے آگے شمال کی سمت اور دروازہ آتا ہر گویا وہ دروازہ اس نشنگاہ

تو ہر جگہ مغربی حصہ میں مندر دیو ی جی کا ہر نشست گاہ کے تین درپے کوچہ کی طرف  
 ہیں اور سچن سقف ہر مغربی حصہ علیحدہ کیا ہوا ہے اُس میں ایک پختہ سنگین چوڑے  
 چوڑے چھوٹا سا مندر ہے جس کے اندر کالی ماما کی سنگی تصویر سیاہ رنگ کی رکھی ہے اس کے اوپر  
 چھوٹا سا مٹلا گنبد بنا ہوا ہے دو چتر جہاں دربار ملح طلائی اس مندر میں ہیں ایک  
 چھوٹا چتر جو دیوی ماما کے سر پر نصب ہے دو سرا بڑا چتر جو گنبد کے اوپر سیاہ  
 گستر ہے ان دو نو چتروں سے مندر کی زینت دو بالا معلوم ہوتی ہے طلائی  
 گنبد نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے جس پر چتر طلائی ایسی زینت دیتا ہے کہ دیکھنے والا  
 دہشت ہی باغ باغ ہو جاتا ہے گنبد کے اوپر نشست گاہ کی چٹ ہے۔ اس مندر کی  
 پرستش ہر روز ہوتی ہے اور صد ہا ہندو جہین ساٹی کے لئے حاضر ہوتے ہیں  
 خصوصاً نوراتون میں نو دن ہر روز میلایہاں جمع رہتا ہے اور چڑھا وہ بہت  
 چڑھتا ہے ہر روزہ آمدنی یہی استعد ہوتی ہے جس سے گوارہ پجاریوں کا  
 بخوبی ہو جاتا ہے چونکہ یہ مندر لاہور کے مشہور مندروں میں سے ہے غیر ملک کے  
 ہندو بھی یہاں آکر ستفیض ہوتے ہیں اور عقدا کا یہ حال ہے کہ جو ہندو کوچہ  
 سے گزرتا ہے وہ بھی دروازہ مکان پر جہین ساٹی کر کر آگے جاتا ہے فی زمانہ حال  
 مہنت اس مندر کا پنڈت بشنداس ایا علی و مانع شخص ہے اکثر اوقات  
 علیحدہ بیٹھا رہتا ہے لوگوں سے کلام بھی کم کرتا ہے ۔

### ٹھاکر دوارہ پنڈت رادھا کشن خلف پنڈت مدرسو و مرحوم

یہ عجیب غریب عالیشان ٹھاکر دوارہ پنڈت ممدوح کی خاص جوہلی مسکو نہ میں  
 بحالہ سید مٹھ واقع ہے یہ جوہلی دو کوچوں کے درمیان ہے ایک رہتہ گمٹی بازار  
 کی طرف سے ہے دوسرا محلہ سید مٹھ کی طرف ہے مگر بڑا دروازہ وہی گنا جاتا ہے  
 جو گمٹی بازار کی طرف سے ہے اس دروازے سے جب جوہلی کے اندر داخل ہوں

تو ایک صحن فراخ آتا ہے جسکی چاروں طرف عالی شان عمارت ہے یہ ہے بشمالی حصہ  
 مین یہ عالی شان ٹہاکر دوارہ بنا ہوا ہے چند زینے چڑھ کر جب اوپر جائیں تو  
 اس ٹہاکر دوارہ مین داخل ہوتے ہیں خاص مندر کے آگے صحن مسقف ہو  
 جسکی چار دیواری پختہ و منقش بنی ہے سقف بھی چوبی نقش ہے اس صحن  
 کے غریب حصہ مین مندر بنا ہوا ہے جسکا حالیشان سنگین دروازہ ہے اور مطلقاً  
 دیواریں نقش ہیں سقف قابوتی اور اسپرٹولانی بہت بلند گنبد بنا ہے اُسپر  
 طلائی کلس ایسا خوبصورت لگایا گیا ہے جس سے مندر کی زیب و زینت دو بالائی  
 اس مندر کے اندر دو موتیوں سنگین رکھی ہیں ایک سری کشن جی ہمارا ج کی دہری  
 راونا مائی کی این دو لون مور لون کو با عزت و اکرام تمام مندر کی اندر انتہا پن کیا  
 گیا ہے اور لباس فاخرہ و زیور شامانہ پہنا یا گیا ہے یہ ٹہاکر دوارہ سنہ ۱۸۹۱ مین تعمیر ہوا  
 اُسروز سے اب تک برابر پوجا اسکی ہوتی ہے غور مرہ و ودقت لوگ ٹہاکر جی کی  
 پوجا کے لئے حاضر ہوتے ہیں پنڈت راو اکشن بانی مندر کی وفات کے بعد پنڈت  
 رکھی کش سرپرست اس مندر کا ہے اور انہیں کے ذمہ پراسکا خرچ ہے پنڈت  
 مسوون کا خاندان منہا نراجہ بخت سنگ کی وقت سے معزز چلا آتا ہے اسکی بعد  
 پنڈت راو اکشن اپنے وقت مین لائٹنی پنڈت تھا اور چیف پنڈت اور کا خطاب  
 تھا اب وہ بھی فوت ہو گیا ہے اور پنڈت رکھی کش اسکی جانشین مین سرکار  
 عہدہ آنیری مجسٹریٹ لاہور پر ممتاز ہے۔

چوبارہ چھو بہکت اندرون لاہور

یہ مکان علاقہ گندڑل محلہ سرکوہ بجانب شمال واقع دروازہ مکان کا جنوب کی  
 سمت کو اور اسکی اندر ڈیوڈھی پور ڈیوڈھی مین سے زینہ اوپر جاتے کے لئے  
 بنا ہوا چڑیوڈھی کی دوسری دروازہ سے اندر جائیں تو صحن مسقف آتا ہے

جسکی سقف میں گہرے روشن دان کہا ہے نگہ کی نیچے چاچہ رخسار ہے چاہ  
 کی شمالی سمت کو دو پختہ چوچی بنے ہیں ایک تو چوٹا ہے جو زمین کے اندر ہے  
 اس میں صاف پانی بہا رہا ہے اس میں لوگ آکر نہہ دھوتے ہیں اور نہایت اعتقاد  
 سے اس پانی کو پی بھی لیتے ہیں دوسرا چوچہ بطور تیور کی زمین کی اوپر دھڑک رہا ہے  
 اس شکل کا ہے جس شکل پر نیل گردن کا پختہ خم ہوتا ہے اس میں بھی پانی بہا رہا  
 ہے اور کمال اعتقاد لوگ اسکو پیتر اور انکھوں پر لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ  
 چوچہ جو بگت کے وقت کا ہے اور چوچہ بگت کے زمین سے لگا جاری کی تہی اسکی  
 تشریح اسطرح ہے کہ ایک پرزالہ انکی خدمت کرتی تھی جبہ میا کہی کا میلز ویک آیا  
 تو اسنے احابت لگنا جانے کی چاہی بگت جی نے کہا کہ وہ دن جا کر تو لگنا کا اشنان  
 کر گئی تھی مجھ کو اسی جگہ لگنا اشنان کرادیتے ہیں چنانچہ اس چوچے سے کہ خشک  
 پڑا تھا پانی نے جوش مارا اور اس عورت نے بخوبی اشنان کر لیا وہ تہرک  
 چوچہ اب تک رکھا ہے۔ اس سقف دہن کے شمال و مغرب کی طرف دو دالان  
 ہیں جنکے تین تین محرابی در اور ستون چوبی پرانی زمانیکی قطع پر ہیں شمالی دالان  
 تو چوٹا ہے جبکہ اندر بجا سی و خدنگا مکان کے رستے ہیں مغربی دالان بہت  
 بڑا ہے اس دالان کی اندر جنوب کی طرف ایک بڑا پختہ چوٹہ بنا ہوا ہے اور  
 چوٹہ کے گوشہ جنوب مشرق میں ایک اور خور و چوٹہ بنا ہوا ہے اُپر شب جی کا  
 استہان ہے لکڑی کی تائی رکھی ہے اور اُپر سی گاگر پر آب دہری ہوتی ہے  
 شو جی کی پوجا بھی دو وقت ہوتی ہے گویا اس بڑی دالان کو شوالہ تصور کرنا  
 چاہئے محض سقف کی شرق کی طرف تین در بطور دالان محرابی خشتی بنی ہیں  
 جب ان سے گزیریں تو دوسرے شہاگرداری میں داخل ہو جاتی ہیں  
 یہ شہاگردوارہ دس بارہ سال سے بنا ہے پہلی دال گردن کی یہاں دوکان تھی

محلی والوں نے یہ مکان خرید کر ٹھاکر دوارہ بنوایا ہے یہ مکان خیرہ چوہدری کے مکلف  
 بنا ہے درمیان میں کہلا ہوا صحن سے جنوبی سمت کو ایک نشیگاہ ہے جسکی تین درتے  
 کوچے کی طرف ہیں اور تین دروازے صحن کی طرف صحن سے جنوب کی طرف ایک  
 دالان خشتی حوالی مرغوبی ہے صحن کے شرقی حصے میں ٹھاکر دوارہ پختہ  
 بنا ہے مندر کا سنگین دروازہ غرب کی طرف ہے اور اندر دو موڑیں سنگین  
 کمرش جے مہاراج اور رادھا بائی کی کہی ہے جسکی پیشش ہوتی ہے مندر کی چیت قابلوتی  
 ہے اور اوپر طوائف گنبد کلس وار ہے جنہا اور کلس دو دو طوائف ہیں جنوبی دالان کی چیت  
 کی دوسری منزل بطور نشیگاہ مکلف چوہدری ستونوں کے بنی ہوئی ہے جس میں  
 پجاری رہتا ہے یہ مکان اصلی سکونت نہو جو ہیگت کا تھا جس میں وہ اپنی حسین  
 حیات سکونت پذیر رہا اور پھر شہر کے جہان اسکی سادہ ہے وہاں اسکی دکان  
 تھی دو نو مکانوں کی پیشش جاری ہے اس مکان کا اصلی بجاری فی زمانہ حال  
 کم کم جذبہ میں ہے وہ شوا کہی خدمت بھی کرتا ہے اور ٹھاکر دوار کا پکارا بند مال  
 ہے گناہ انکا چڑھاوی کی آمدنی سے ہوتا ہے اور محلی کے لوگ بدل معبان  
 انکی خدمت کرتے ہیں۔

### سادہو چور کا چاہ و سوال

بازار مچی ٹہ میں سر راہ یہ مکان بجانب غرب واقع ہے پہلے صرف چاہ  
 تھا سکھوں کے عملداری میں بازار والوں نے چندہ کر کے چاہ کی پائش خواہ  
 بھی تعمیر کر دیا جواب اک جود ہے۔

قصہ تمیز چاہ کا اور وجہ تعمیر چور اسطرحیر زبان ز خلقت ہے کہ عملداری اسلامیہ میں  
 سادہو نام ایک چور شہر لاہور میں نامی گرامی چور تھا اور ایک مند و دکاندار  
 کپوڑا فروش اسی بازار میں دوکان کتا چور ہر روز اسکی دوکان پر آتا اور بقدر

چاہتا پکڑی زبردستی دوکان سے اٹھا کر کہا جاتا کہ بی بی کا نام بتاؤ پھر اور معاوضہ  
 بھی دلایا جاتا اور ملتا رہا مگر روز روز ناش کرنے سے بھی وہ تنگ آگیا تھا ناچار  
 اوسنے ارادہ کیا کہ دوکان تک کہ وہ چنانچہ پکڑے تلے اوسنے موقوف کر دیئے  
 چو جب عادت بعد شام کے آیا اور دیکھا کہ دوکاندار خالی بیٹھا ہے اسنے حال  
 پوچھا دوکاندار نے جواب دیا کہ تیرے ہاتھ سے تنگ آکر میں نے اپنا  
 پیشہ ترک کر دیا ہے اور تجھے میرا سا لہا سال مال کہا کر محکوم مجلس کو دیا ہو دوکان  
 کرنے کے لائق بھی میں نہیں رہا چور بولا اچھا تمام رات آج تم دوکان کٹلا  
 رکھنا اور خود بھی حاضر نہایت کہہ کر چلا گیا اور اس رات کسی بڑے امیر کی کمرین  
 چوری کر کے بڑا مال مارا اور وہ تمام شمال و مال لاکر دوکاندار کے حوالے کیا  
 اور کہا کہ نے میں نے تیرا جقدر کہا یا اوس کا حق ادا کر دیا یہ کہہ کر چلا گیا صبح کو  
 بادشاہی ملازم چورن کی تلاش میں صرف ہوئے سادہ چور بھی پکڑا گیا چونکہ بڑا نامی  
 چور تھا سب کو اسی پر کامل شبہ ہوا کہ یہی مال لگیا ہے حاکم وقت نے اوسکو کہہ اگر  
 مال ہوگی تو یہاں سے پاؤ گے سادہ ہو منکر کا حکم نے غضب میں اگر سادہ ہوگی ثابت  
 پھانسی کا حکم صادر کر دیا اور اوسکو بعد شبہ و منادی شہر کے باہر ہانے دینے کو بھیجے  
 جب منادی والا دوکاندار کی دوکان کے آگے سے گزرا اور دوکاندار نے دیکھا کہ سادہ  
 پھانسی ملنے کے لئے جاتا ہے تو اوسکو کمال اچھا اور چھی ہو لیا جب پھانسی کے موقع پر پہنچا  
 چاہتا تھا کہ از قاش کو دیوے اور مال دیکر سادہ ہو جانے چاہتا تو سادہ ہو پاؤں بولا کہ اس  
 ہزار اعلیٰ خدا میں سے جس شخص کے پاس میرا چور یا ہوا مال ہے وہ ظاہر کرے کیونکہ اگر وہ  
 مال انہیں دے دے گا تو میں نہیں چور کا اوسکو چاہے کہ انہیں اس اپنا حق رکھ لے اور جقدر ملتی ہو  
 اوسکے جقدر بن سکیں چاہے لگاؤ دیوے تاکہ صاحب مال کو صواب اختیار ہو یہ بات جب اُس نے  
 کی حکام نے جتو بہت کی کہ آیا یہ کس طرف مخاطب تھا مگر کوہنہ ثابت نہوا کیونکہ ہزار اعلیٰ مجمع

اُس وقت تھا چور کے پھانسی ملنے کے بعد کیتقد رمت کے بعد دو کا نذار  
نے اُسی مال کے شہر لاہور میں کئی چاہ بنوائے چنانچہ یہ چاہ بھی انہیں  
چاہات میں سے ہے جو ساوہو چور کے نام سے موسوم ہے مندر جو چاہ کے پاس  
بختہ بنا ہوا ہے گنبد مدور قبول صورت ہے دو حجرے ہی متعلق مندر کے میں  
جس میں پجاری رہتے ہیں شیوگر ساوہ سنیا سی مندر کی خدمت کرتا ہے بسبب  
سربازار ہونے مندر کے خلقت کثرت ہے پوجا کیواسے آتی ہے چربا وہ  
بھی بہت چڑھتا ہے +

دوسری قسم میں تشریح اُن مکانات کی جو اندرون  
شہر لاہور متعلق ہیں سلام میں ان قسم خاتہاہ و فقیر و مساجد و معابد وغیرہ

واضح ہو کہ اس فصل میں جن جن مکانات کا ذکر لکھا گیا ہے وہ دو قسم پر منقسم  
میں ایک قدیم یعنی پُرانے زمانے کے مکان دوم وہ مکان جو اب تعمیر ہوئے یا  
عہد سکھی میں بن چکے ہیں گویا یہ حصہ دو قسم پر منقسم ہوا چنانچہ اول تذکرہ  
مکانات قدیمہ کا تحریر ہوتا ہے +

### مسجد بادشاہی

یہ عالی جاہ مسجد لاہور کی قدیمی مساجد سے بہت بڑی مسجد ہے سب عمارت  
اسکی سنگ سرخ و سنگ مرمر کی ہے تینوں گنبد کلاں سنگ مرمر کے نہایت  
بلند ہیں چاروں میناروں کے اوپر کی گنبدیاں بھی سنگ مرمر کی تھیں  
مگر اب موجود نہیں باقی عمارت سب سنگ سرخ کی ہے قلعہ لاہور کے غری و دروازہ  
کے طرف چوڑا سا میدان جسکو اب حسنوری باغ کہتے ہیں چھوڑ کر مسجد کی شہر  
شروع ہوتی ہیں اور بہت بلند کرسی و دیگر مسجد کی دیوار کا آغاز ہوتا ہے



دروازہ اس مسجد کا بھی سنگ سرخ سے برجی دار نہایت عمدہ و مقطع بنا ہوا  
 ہے اور پیشانی کے کتبہ پر اورنگ زیب عالم گیر بادشاہ غازی بانی مسجد کا نام  
 اور اہتمام فدائی خان کو کہ کالکھا ہوا ہے یہ فدائی خان جسکے اہتمام میں یہ مسجد  
 تعمیر ہوئی ہے نہایت تدبیر و بزرگ بادشاہی نوکرون میں سے تھا اور کو کہ  
 ترکی زبان میں دودہ پلانے والی کے بیٹے کو کہتے ہیں یعنی دایہ کا بیٹا جس نے  
 بادشاہ کو بحالت شیر خوار سی دودہ پلایا تھا باعث تعمیر اس مسجد عالیشان  
 کا یہ ہوا کہ بوقت سلطنت شاہجہان بادشاہ کے جب پنجاب کی حکومت  
 دارہ شکوہ کو تفویض ہوئی تو اس نے عمارتیں بہت کین پہلے چوک بنوایا  
 پھر عالیشان عمارت اپنی دادا مرشد میانمیر بالا پیر کے روضہ کی تعمیر کی پھر  
 ملا شاہ قادری اپنی مرشد کا روضہ بنوایا جسکے حاطہ میں اب موضع میانمیر  
 ایک گاؤں آباد ہے اس عمارت کے اختتام پر پتھر بہت بڑھ رہا تھا اور اسکا ارادہ  
 تھا کہ چوک دار شاہ سے میانمیر کے مقبرہ تک ایک سڑک سنگ سرخ کی ایسی  
 مصفا و پاکیزہ بنوائے کہ روز سلام کیواسے پا پر ہنہ وہاں جایا آیا کرے اور  
 اس سڑک پر سولے شہزادہ کے اور کوئی آمد و رفت نہ کرے یہ ارادہ ابھی پورا  
 ہونے نہیں پایا تھا کہ عالمگیر اورنگ زیب نے باپ پر غالب اگر اسکو قید کر لیا اور  
 دارا شکوہ اپنی بھائی کو قتل کرا دیا اور حکم دیا کہ موجود پتھر کی ایک جامع مسجد  
 بنائی جائے اور فدائی خان کو کہ مسجد کی تعمیر کا حکم مقرر کیا اس نے کمال اجتنابی  
 اس مسجد کو بنوایا یہ مسجد بہت بڑی مسجد ہے صحن نہایت چوڑا و وسیع ہے چاروں  
 مینار نہایت بلند ہیں گنبد بھی اتنے بلند ہیں کہ میناروں کے برابر معلوم ہوتے  
 ہیں صحن مسجد میں حشتی فرش ہے اور سب عمارت دیواروں کی سنگی ہے۔  
 جامع مسجد دہلی سے یہ مسجد بڑی ہے اس مسجد کے شمال و جنوب شرق کی طرف

سنگین حجرے درویشوں اور طالب علمین کے رہنے کے لئے بنے ہوئے ہیں  
 مگر اب شمالی و جنوبی حجرے موجود ہیں شرقی حجرے انگریزی عہد میں کسی مصلحت  
 کیوقت گراوئے گئے تھے بلکہ شرقی دیوار بھی مسمار کرادی گئی تھی صرف دیوڑھے کا کلاں  
 اور زینہ باقی رکھ لیا گیا تھا چاروں میناروں کی سنگ مرمر کی بالائی برجیاں  
 نہایت خوبصورت بنی ہوئی تھیں تین سنگی حاکمون کیوقت انہیں سے  
 ایک برجی پہنچال کے صدمہ سے گر گئی تھی اور تین مرمت طلبت خراب ہو گئی  
 تھیں۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ان تینوں کو بھی مسمار کرادیا اور چاروں  
 مینار بے گنبدی رہ گئے یہ مینار مشن میں اور دور دراز زینہ مینار وکج  
 اندر بنا ہوا ہے جسکے ذریعہ سے لوگ اوپر چڑھ جاتے ہیں اوپر کھڑے ہو کر چاروں  
 طرف سیر نظر آتی ہے شمال اور غروب کیطرف تو دیرپاے راوی لہریں مارتا ہوا  
 اور پریڈ کا میدان دکھائی دیتا ہے اور شرق و جنوب کی طرف شہر کی آبادی  
 کی عمارت نہایت خوبصورت نظر آتی ہے یہ مسجد شہر لاہور گوشہ باب یعنی شمال  
 و غرب کے گوشہ میں واقع ہے اندر سے تو شہر کی زمین سے کسی قدر بلند ہے  
 مگر باہر کی طرف سے مسجد کی کرسی بہت بلند نظر آتی ہے اور دیوار مسجد کی  
 قلعہ کی دیوار کے ساتھ ملی ہوئی ہے بادشاہی عہد میں اس مسجد کی آرائش  
 کا سامان فرش چہار فائوس وغیرہ لاکھوں روپے کا تھا جب زمانے نے  
 پلٹا لکھایا اور سنگی سلطنت ہوئی تو مہاراجہ رنجیت سنگھ کیوقت کبھی یہیں  
 تو سچا نہ کبھی پلٹن اور سواری کی فوج کی چھاؤنی رہا کرتی تھی حجرہ میں  
 میکہ زین بہار تھا تھا سکھ لوگ تھروں کی سلین اوکھاڑ کر بیگئے چوٹی  
 برجیاں سب گر گئیں فرش مسجد کا ٹوٹ گیا پڑا صدمہ اس مسجد پر سوقت  
 آجاتا ہے سارانی چند کنور کے عہد میں مہاراجہ شیر سنگھ نے بنالہ سے آکر لاہور

پر حملہ کیا، اسوقت رانی چند کنور قلعہ میں محصور تھی اور مہاراجہ شیر سنگھ بھدین  
 تہا مسجد کے میناروں پر زنبوری یعنی شتری چھوٹی توپیں شیر سنگھ کے خاتم سے  
 چڑھائی گئیں جتنا گولہ قلعہ کے صحن کے اندر پڑتا تھا اور قلعہ کی مغربی دیوار سے  
 جو گولہ آتا تھا مسجد کے اندر پڑتا تھا تین دن تک یہی حال رہا دوسری مرتبہ بھی  
 جب سرداران سندھانوالیہ قلعہ میں محصور ہوئے اور راجہ ہیر سنگھ نے قلعہ کا  
 محاصرہ کیا تو اس نے توپیں میناروں پر چڑھوا دیں اور دونوں طرف سے گولہ  
 باری ہوتی رہی صاحبان انگریزوں کی ابتدائی عملداری میں اس مسجد میں گوروں  
 کی فوج نے قیام کیا اور انگریزوں کے لئے حجروں میں درپکے نکلوائے گئے  
 اور برائے نئے تعمیر ہوئے آخر جب مہاراجہ دلیپ سنگھ جلاوطن ہوئے اور  
 کامل انگریزی حکومت پنجاب میں ہو گئی تو فوج مسجد سے نکال لی گئی اور سرکار  
 نے براہ دریا ولی مسجد مسلمانوں کے حوالے کر دی اور سید بزرگ شاہ حکیم خیلے  
 بزرگ شاہی عہد میں اس مسجد کے امام تھے مسجد کا متولی قرار پایا مگر کچھ آبادی  
 نہوئی آخر خان بہادر محمد بک علیخان نے اپنی تحصیلداری کیوقت مسجد کی  
 آبادی کی طرف توجہ کی اور چندہ کر کے کسی قدر جائیداد ہم پہنچائی جسکے کرایہ کی مدد  
 مسجد کے مصارف میں صرف ہونے لگی چاہے روان اور حوض جاری کیا گیا امام  
 موزن مقرر ہوئے عیدوں کی نماز کے لئے شہر والوں کو ترغیب دی کہ وہاں  
 پڑھیں چنانچہ چند سال میں مسجد آباد ہو گئی اور مسلمان رئیسوں کی کمیٹی اس  
 مسجد کی خبر گیری رہی اور قرار پایا کہ شہر میں جو نکاح ہو چار آنہ نکاح کرنے والے سے  
 آبادی مسجد کی امداد خرچ کیواسطے جائین سالانہ یہ رقم اچھی ہو گئی مدرسہ بھی  
 اسلامیہ مسجد میں جاری ہو گیا مولوی غلام محمد امام اور حافظ ولی الدین فاضل  
 لاہور و اعظا قرار پائے روزمرہ کی نماز کے سوا عیدین اور جمعہ کی نماز بڑی

دہوم دہام سے ہونے لگی یہاں تک کہ عید کی نماز میں چہ سات ہزار نمازی جمع ہونے لگ گیا یہ رونق تو خوب ہو گئی مگر مسجد نہایت خستہ و مرست طلب تھی فرش نہایت خراب تھا اس واسطے نواب نوازش علیخان اور محمد برکت علیخان اکٹر سٹنٹ کسٹرو نواب عہد المجید خان و دیگر روسا اس کا رخصیر میں سرگرم ہوئے اور سٹنٹ ملکر کپتان سٹ صاحب بہادر ڈپٹی کسٹنر لاہور کی خدمت میں اس باب میں درخواست کی صاحب نے ایک دربار منعقد کیا اور شہر کے اندرونی و بیرونی ہندو مسلمان لوگوں کو جمع کر کے چندہ و نذر پر ترغیب دی اپنی جیب خاص سے بھی روپیہ دیا گورنمنٹ سے بھی ایک اچھی رقم دلوانی جب روپیہ چندہ جمع ہوا تو مرمت شروع ہوئی جس چندہ میں ہندو مسلمان عیسائی سب بخوشی خاطر شریک ہوئے اور مسجد مرمت ہو کر گلزار بن گئی اب بھی مرمت باقی ہے چاروں میناروں کی برجیاں بھی فجا ہیں فرش صحن کی مرمت نہیں ہوئی بہت سی سلین پتھر کی لگانی باقی ہیں جہاں صرف سچا ترکاری کر کر رنگ ملا دیا ہے غرض سرکار بے شمار اگر ایک مرتبہ پہر توجہ کریں گی اور محمد برکت علیخان بہادر اس کا رخصیر میں کمر بستہ رہیں گے تو پوری پوری مرمت مسجد کی ہو جائیگی اس مسجد کی عمارت عظیمہ میں باختمام پہنچی اور رنگ زیب عالمگیر بادشاہ کی یادگار تادویات باقی رہی ۔

### مسجد ستی دروازہ

یہ ایک علیشان مسجد ستی دروازے کے متصل قطعہ لاہور کے شرق کی طرف ہے عمارت اسکی نہایت پختہ قدیمی عمارت شاہی میں سے ہے بانیہ اسکی مریم نانی راجہ نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ تھی اور خوش سجدہ مطابق سن ۱۶۰۷ء کے دروازے پہ لکھی ہے قطعہ تاریخ پورا پورا پڑا نہیں جاتا جب اسلام کی

حکومت لاہور سے جاتی رہی اور کبھی وقت آیا تو رستہ بدید تک یہ مسجد  
 اُڑھتی رہی جب مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سلطنت ہوئی تو اس مسجد پر  
 سرکاری تسلط ہو گیا اور باروت بہری گئی سالہا سال اس میں فتنی رہی  
 یہاں تک کہ باروت خانے والی مسجد شہور ہو گئی کبھی سلطنت کے اقرض  
 تک اس میں باروت رہی انگریزی عہد میں اس سے باروت نکلوا کر دیارین  
 پہنکوا لی گئی اور مسجد خالی ہو گئی واروغہ نزول قاضی فقیہ الذین نے سکو  
 مریج جسٹرنزول کر دیا مگر میجر مگر صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لاہور نے بکمال  
 وریا دلی ۱۸۵۷ء میں یہ مسجد مسلمانوں کے حوالے کر دی اور ایک میٹھاگ  
 دوکانین جو متعلق مسجد تھیں وہ بھی واگزار کر دیں اب یہ مسجد مسلمانوں کے  
 پاس ہے مگر رونق نہیں کیونکہ اسٹرف کا بازار یہی بے رونق ہے جب قلعہ آیا  
 تھا تو اسٹرف کے بازار کی ایک ایک دوکان و میٹھاگ میں بیس روپیہ  
 ماہوار کرایہ باقی تھیں اب خالی پڑی ہیں \*

### مسجد خور و نواب وزیر خان

یہ قدیم عمارت کی چوٹی سی مسجد ٹکسالی دروازے کے جنوب کی طرف فیصل  
 کے ساتھ واقع ہے اسی مقام پر نواب وزیر خان صوبہ لاہور نے شاہجہانی  
 عہد میں اپنا زمانہ محل بڑا عالیشان بنایا ہوا تھا جو اب گر چکا ہے سکون کیفت  
 مدت تک اس عمارت عظیم الشان کے آثار و کھنڈ موجود رہے اب انگریزوں  
 نے اس زمین کو ہوار کر دیا ہے اور یہ مسجد اس محل کے متعلق زمانہ مسجد تھی  
 جہاں اگر صوبہ لاہور کے گہر کے زمانے لوگ نماز پڑھا کرتے تھے اور رستہ  
 محل کے اندر سے تھا اب یہ مسجد آیا ہے اور مسلمان اس میں معبود خضیقی کی عبادت  
 کرتے ہیں عمارت اس مسجد کی نہایت عمدہ و پختہ و سادہ بے گنبد مسجد ہے \*

## ۶ مکسالی والی مسجد

یہ مسجد مکسالی دروازے کے درے سر بازار واقع ہے اگرچہ تمام مسجد گر چکی ہے مگر اب بھی ایک حصہ باقی ہے اسکی دیواروں پر کانسی کا کام ہے اور اب تک ایسا روشن رنگ ہے کہ گویا آج ہی نقاش نقش بنکر گئے ہیں شاہجہان بادشاہ نے اسکے پاس دارالضرب تعمیر فرمایا تھا جو نہایت مکلف پختہ مکان تھا اور اسی میں روپیہ مضروب ہوتا تھا یہ مسجد بھی اسی مکان کے متعلق تھی اب دارالضرب کا تو نام و نشان باقی نہیں رہ سکیوں کیوقت کہندرات باقی تھے البتہ مسجد کا کسی قدر حصہ باقی ہے + اس مسجد کو اب مانون نے مٹ کر کے آباد کر دیا۔

### خانقاہ شاہ خاں قادری

یہ بھی ایک قدیم و متبرک مزار محلہ نبی واقع مکسالی دروازے میں سے ایک شاہ احاطہ میں چوتھرہ مزار کا بنا ہوا ہے جس پر اس بزرگ کی قبر ہے ہر سال میلہ بھی ہوتا ہے صوفی لوگ جمع ہو کر سماع سنتے ہیں اور وجد کرتے ہیں یہ بزرگ خانقاہ شطاریہ قاصیہ میں سے ایک صاحب کمال عابد زاہد آدمی تھا اسکا سلسلہ بھی اسکے بعد جاری ہوا چنانچہ شاہ غایت الدین کامرید تھا جب کامرید سیوہلے شاہ قصوری ایک مشہور ولی ہوا ہے پنجابی زبان میں پہلے شاہ کی کافیت اور بارہ ماہ و ابیات وغیرہ کلاؤت مجلسوں میں کاتے ہیں بعد ایک زمانہ ٹکلی بزرگی کا قایل ہے ۱۱۷۷ھ میں یہ بزرگ فوت ہوا اور اس مقام پر دفنایا گیا +

## مزار سبز گنبد

یہ ایک پرانی عمارت کا متبرہ راجہ سوچیت سنگ کی حویلی جس میں اب تحصیل لاہور کھا کچہری ہوتی ہے شمال کی طرف واقع ہے عمارت اسکی نہایت مستحکم چینی کاری ہوئی ہے نام اس بزرگ کا جو اسمیں مدفون ہے سید بدر الدین شاہ عالم ہے

ساوت بخاری کہتے ہیں کہ ہمارے شجرے کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ تھا  
اور شاہجہانی عہد میں فوت ہوا تو اب سعد الدخان وزیر نے یہ مقبرہ بنوایا  
اور چاروں طرف مقبرہ کے ایک عالیشان باغ تجویز کیا اس تمام عمارت متعلق  
مقبرہ سے صرف ایک مقبرہ باقی ہو یا چاہ جواب متعلق مکان تحصیل ہے راجہ  
سویت سنگھ جمید بہ چولی جمین اب عمارت تحصیل ہے تعمیر کی تو مقبرہ کی سب  
زمین اپنی چولی میں داخل کر لی جس سے اب مقبرہ بے رونق ہو گیا ہو غنیمت  
ہے کہ گرنے سے بچ گیا ۔

### بہانی دروازہ کی پرانی مسجد

یہ عالیشان مسجد بہانی دروازے کے بازار کلہ ہارے میں واقع ہے اور اونچی  
مسجد کہلاتی ہے عمارت اسکی پرانی عہد عالم گیری ہے بسبب قدامت کے معلوم  
ہیں ہوتا کہ کس نے اسکی بنیاد رکھی تھی اب تک یہ مسجد آباد ہے ۔

### مسجد طلانی المشہور سنہری مسجد

یہ مسجد لاہور کی نامی گرامی اور قدیم عمارت میں سے ہے نہایت قطع و خوبصورت  
مکان بنا ہوا ہے مینون گنبد کلاں اور چوٹی گنبدیان اسکی برج برجیاں طلانی  
میں اور سوناٹنہ کے تختوں پر ایسی خوبصورتی و استحکام کے ساتھ چڑھایا گیا ہے  
کہ اب تک وجود گزرنے مدت مدید کے سونے میں وہی چمک دمک ہے جب مینہ  
برساتا ہے اور سونا دھویا جاتا ہے تو سونیکا چمکارہ دو چندان ہو جاتا ہے مسجد کی  
خشتی حالت نہایت مضبوط اونچی کرسی بقدر ایک منزل ویکرنائی گئی ہے  
میں طرف نیچے دو کمان بنائی گئی ہیں کہ انکے کرایہ کی آمدنی مسجد کے اخراجات لایہ  
میں صرف ہو اس مسجد کے چاروں طرف بازار ہے اور پچ مین اسکی عالیشان و  
مطلعات نہایت مطبوع و دلپسند معلوم ہوتی ہے بانی اس مسجد کا نواب



میر سید بہاری خان امیر الامراء عہد میر حسین الملک المشہور میرنو تہا اور محمد شاہ  
 بادشاہ کے حکم سے بچہ نائب صوبہ و سر دفتر خطہ پنجاب کے تہا رہا اسکے  
 اوصاف حمیدہ و خصال پسندیدہ کے بیان سے تاریخین بہری ہوئی ہیں یہ  
 شخص نہایت دیندار سخی فقیر دوست ناظم عالم فاضل تہا چشتیہ سلسلہ فقہین  
 ارادت اسکی بخدمت میران سید بہیکہ چشتی کی تھی جیسا کہ ارادہ تعمیر مسجد  
 کے لئے مستحکم ہو گیا تو میرنو صوبہ لاہور کی خدمت میں درخواست کی کہ چونکہ  
 واقع کشمیری بازار میں اسکو زمین تعمیر مسجد کے لئے مرحمت ہو چونکہ اس جگہ پہلے  
 ایک چوک تہا اور چوک کی زمین مسجد کی تعمیر سے رک جاتی تھی بذات خود حکم ندیسکا  
 اور علمائے دین سے فتویٰ مانگا گئے اجازت دی کہ زمین خدا کا ملک ہے  
 خانہ خدا کی تعمیر میں جسقدر زمینیں سے دی جائے نہایت مناسب ہے چاہے اسکے دین  
 میں کسی طرح کا ہرج واقع ہوتا ہو پس یہ مسجد چوک کے وسط میں تعمیر ہوئی اور  
 چاروں طرف اسکے بازار کا راستہ بھی رکھا گیا چونکہ ایک بہت چھوٹی سی مسجد  
 پہلے ہی اس چوک کے وسط میں تھی نواب نے چاہا کہ اسکو بھی اس میں شامل  
 کرے مگر شامل کرنے سے اس مسجد کا بیرونی زینہ اور دروازہ اُس موقع پر آتا تہا  
 چہاں چھوٹی مسجد تھی علمائے امین اجازت نہ دی اور لکھا کہ ایک مسجد گاہ کی  
 جگہ چہاں لوگ نماز پڑھ چکے ہوں دوسری مسجد کا زینہ و دروازہ و غسل خانہ بنانا جائز  
 نہیں ہے چونکہ سوائے شمول اُس مسجد خورد کے اس مسجد کا عالیشان دروازہ و زینہ  
 نہیں بن سکتا تہا نواب نہایت پریشان ہوا ناچار و طرفہ بستہ مسجد کو دیکر دو نو  
 طرف زینہ بنا دیا جو نہایت ناموزون تہا مگر اب نواب مرحوم کی مراد برائی اور درج  
 خوش ہوئی کہ کپتان نسبت صاحب بہادر و پٹی کشنر لاہور نے وہ پرانی خورد مسجد  
 جو غیر آباد پڑی تھی گروا کر شرقی دروازہ مسجد کا بنوا دیا زینہ بھی شرقی تجویز ہو گیا

اور وہ دو طرفہ قدیم زینہ گرا کر زمین اُسکی صحن مسجد میں ایزاد کر دی اس کارروائی سے مسجد کی زینت بہت بڑھ گئی اندرونی محراب مسجد کی اس جدید دروازے کے ذریعہ سے دور سے نظر آتی ہے یہ مسجد ۱۱۶۳ھ ہجری میں تعمیر ہوئی یہی ۱۱۶۳ھ ۱۱۶۳ھ بیرونی۔ محراب مسجد پر آیت قرآنی آیت الکرسی کی کچھ کچھ مسجد کی تیون محراب میں اور تیون گنبد مقلع بلند ہیں گوشوں پر خور و مینار اندر باہر سے نقش تشرکار سے صحن کے اندر پختہ دروازہ حوض سنگین اور چاہ آباد بنا ہوا ہے اس مسجد کی آبادی سکھوں کے عہد میں بھی بدستور رہی کیونکہ مسجد کا متولی جو روپیہ دوکانہ کے کرایہ کا پانا رہا اسکی آبادی اور اپنی گزارہ میں خرچ کرتا رہا۔ مہاراجہ نجیت سنگھ عہد میں بھی پہلے کوئی متعرض اس مسجد کا نہوا آخر جب باولی کا مکان مسجد کے متصل بن گیا اور اسی گرنہتہ صاحب رکھا گیا تو باولی کے بھائی سکھ اور اکالیہ اس مسجد کے درپے ہو گئے اور مہاراجہ کی خدمت میں عرض کی کہ اس مسجد کا ملا باواز بلند اذان دیتا ہے تو ہمارے کان میں پڑتی ہے یہ مسجد بھی باولی کے ساتھ شامل ہمارے قبضہ میں رہنی چاہئے یا گرا دی جائے کہ مسلمانوں کی ہسائیگی گورو کے سکھوں کے ساتھ نہ چاہئے۔ مہاراجہ نے فی الفور حکم دیدیا کہ مسجد سے ملاں نکال دیا جائے اور گرنہتہ رکھا جائے اس حکم کے صاوریہ ہوتے ہی ملاں بیچارہ نکال کر باہر کر دیا گیا اور مسجد میں اکالیوں نے قبضہ کر لیا اور تمام مسجد میں گوبڑ کا بیسین دیکر گرنہتہ رکھ دیا گیا دوکانوں کی آمدنی ضبط ہو کر باولی کے محال کے شامل کر دی گئی وقوع اس حال سے شہر کے مسلمان نہایت غمگین ہوئے اور سب نے مجمع فقیر عزیز الدین و نور الدین کے مکان پر گیا اور چاہا کہ انکے ذریعہ سے مہاراجہ کے حضور میں مسجد کی وگزارہی کے لئے عرض کی جائے چونکہ اس زمانے میں مہاراجہ کے دربار میں سب سے بڑھ کر توقیر گہلو ماشکی کی تھی اور

مہاراجہ کسی بات میں اُسکے کہنے سے باہر نہ تھا فقیر صاحبان نے مسجد کے معاملہ  
 میں اُسکو اپنی مانتہ بلایا اور اُس کے ذریعہ سے مہاراجہ کی خدمت میں عرض کی  
 اور بیان کیا کہ تمام پنجاب کی مسجدوں کے ٹلاکین بانگ بلند آواز سے نہیں  
 کہتے چہ جائیکہ باولی صاحب کے پاس جہان گزرتہ صاحب رکھا ہو مسجد کا  
 عطا اذان دیوے یہ بات بالکل برخلاف ہی ہم آیتہ ٹلا سے چلکالے لیتے  
 ہیں کہ کہیں بانگ نہ دیوے اس بات پر مہاراجہ رضی ہوا کہ مسجد بدستور ملا کے حوالے  
 کر دی جاوے اور اُس سے چلکالے لیا جاوے کہ بانگ نہ دیوے مسجد کی دوکانوں  
 کا کرایہ بھی ضبط رہے مسلمانوں نے اتنی بات کو ہی غنیمت بنانا اور مسجد پر دوبارہ  
 قبضہ پایا کرو وکانین ہاتھ سے جاتی رہیں بعد القراض سلطنت سکھی انگریزی  
 عملداری میں بھی وہ دوکانین بصبیخہ نزول ضبط ہمیں اہل اسلام لے بہت  
 دفعہ عرضیاں کیں اور مقدمات کئے مگر حکام نے بدین خیال کہ یہ محال مہاراجہ کی  
 سے ضبط ہے اب واگزار فرمایا جاوے تیس برس کے بعد اب بعد جناب اجرٹن صاحب  
 بہادر لٹلٹ گورنر ممالک پنجاب یہ عقدہ کشائی ہوئی کہ نواب نواز علیخان  
 و خان بہادر محمد برکت علیخان اکٹرا اسٹنٹ کمشنر اس کارخیر کے انجام میں مگرم  
 ہوئے اور کپتان نسبٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے اس بات میں گورنمنٹ  
 عالیہ میں سفارش کی اور مسجد کی دوکانین جنکے کرایہ کی آمدنی پان سو روپے سالانہ  
 ہے سرکار سے واگزار ہو گئیں اور رو سائے اہل اسلام کی کمیٹی قرار پائی کہ آمدنی کا  
 روپیہ وہی وصول کریں اور وہی بطر عمدہ و مناسب صرف کریں اب یہ مسجد  
 نہایت آباد ہو امام و مومن تنخواہ پاتا ہی ہرست ضروری ہوتی ہے چنانچہ سفیدی  
 بھی از سر نو کرائی گئی ہے زمین کی زیادتی کے سبب دوکانین بھی زیادہ ہو گئی  
 ہیں اس مسجد کا بانی نواب بکھاری خان <sup>۱۶</sup> مسیحی بن مرگیا مختصر حال اُسکے

مرگ کا یہ ہر کہ بعد وفات میر بیہین الملک صوبہ لاہور کے جب حکومت لاہور کی  
مراد بیگم اسکی زوجہ کے قبضہ اقتدار میں آئی تو اس نے یہی نواب بہار پٹا کو بدستور  
مختار و مدار المہام سلطنت کا رکھا مگر سبب اسکے کہ نواب نہایت خوبصورت خوش  
جوان تہا دل سے خواہاں تھی کہ وہ اسکے ساتھ صحیح کب مگر نواب نے یہ امر نامنطور کیا  
اس انکار سے بیگم اسکی جان کی دشمن ہو گئی اور محل میں بلوا کر اسکو قتل کروا دیا  
یہاں تک اسکی نعش کا بھی نشان ملا اور وہ نیکو کار جوان اس تمسکا دعوت کے  
ہاتھ سے بدجہ شہادت پہنچا یعنی ناحق مارا گیا ۔

### مزار پیر سراج الدین المعروف پیر شیرازی

یہ متبرک مزار لاہور کے اندر محلہ جوڑے موری زیارت گاہ خلق میں بعض اہل بزرگ  
کو پیر شیرازی کے نام سے مشہور کرتے ہیں یہ بزرگ سلطان محمد تغلق کے عہد  
بین بخارا کی طرف سے آکر لاہور میں قیام پذیر ہوا چونکہ عارف کامل و فاضل  
اجل تھا تدریس و تلقین کے لئے صد ہا لوگ خدمت میں حاضر ہونے لگے اور  
مشہوری بہت ہوئی ایک مرتبہ بادشاہ تمان کی طرف سے آکر چند روز لاہور  
میں قیام پذیر ہوا علماء و فلا کے زمرہ میں یہ بھی سلطانی دربار میں حاضر ہوا  
بادشاہ نے اسکو چاہا کہ شہر کا قاضی مقرر کرے مگر اس نے وہ عہدہ منظور کیا  
اس عدول حکمی کے سبب بادشاہ غضب میں آیا اور حکم دیا کہ یہ شخص شہر  
کے چورستہ بازار میں گردن مارا جائے علماء و فضلا جو مجبور کر کے اسکو اپنی ہمراہ  
لے گئے تھے سخت ناوم ہوئے اور بہت سا عجز و زاری کر کے بادشاہ سے اسکی  
جان بخشی کرائی اسروز سے اس نے تعلیم و تلقین کا دروازہ بند کر دیا اور  
تارک الدنیا ہو کر گوشہ میں ہو بیٹھا بعد وفات کے اپنی مسکن کے اندر دفنایا  
گیا یہ مزار پختہ بنا ہوا ہے اور گہروں کی عمارت کے اندر ہکا احاطہ ہے ۔

## مزار پیر بھولا

یہ مشہر مزار چیلہ کے کے حمام کے محلے میں پختہ بنا ہوا ہے صاحب مزار ایک مجذوب فقیر عالم گیری عہد میں تہاڑکون سے اُسکو کمال محبت تھی تمام روز شہر میں پیر کرتا تھا اور لڑکے جوق جوق اُسکے ہمراہ ہوتے تھے نقد و جنس جقدر لوگ اُسکو دیتے وہ لڑکوں پر تقسیم کر دیتا اکثر اوقات وہ اپنی ہنل سے شیرینی نکال کر لڑکوں کو بانٹتا اور معلوم ہوتا کہ یہ شیرینی کہاں رکھی ہے اس بات سے اُسکو لوگ صاحب کمال تصور کرتے تھے اب بھی اس بزرگ کے مزار پر دن بہر لڑکے کیلئے مین قبر کو گڑا تصور کر کے اوپر چڑھتے ہیں ہر ایک جمعہ کے روز لڑکے چارایستین جمع کر کے گلی گلی کوچہ کوچہ پیر بھولا کا مزار بناتے اور اُسپر بھول چڑھاتے اور چراغ جلاتے ہیں غرض اس بزرگ کا نام اب تک پور میں روشن ہے اور بچوں کو اسکے ساتھ کمال محبت ہے ۔ لکھی کے پیر بھول بنا کر یہی شہر میں جمعہ کو پیرتے ہیں ۔

## مسجد بار بارہی

یہ مسجد بھی شاہجہانی وقت کی بنی ہوئی ہے سکھوں کیوقت مہاراجہ کی باروت میں بہری رہتی تھی ابتدائی عملداری انگریزی میں چند سال یہ غیر آباد پڑی رہی آخر مولوی غلام قادر نے سرکار میں درخواست کر کے اس مسجد کے آباد کرنے کا حکم لیا اور امام بخش قصاب نے جسکے پاس ٹھیکہ گوشت رسائی گوروں کا تھا اُس نے مسجد کو دوبارہ آباد کیا اور بہت سارے پیسے صرف کر کے اسکی مرمت و سفیدی کرائی مولوی غلام قادر کی وفات کے بعد اُنکا بیٹا مولوی نظام الدین اس مسجد کا امام رہا اور اُسکے مرنے کے بعد اُسکے دو بیٹے مولوی عزیز الدین و علی الدین اس مسجد کے امام و بتاب موجود ہیں ۔ اور امامت کرتے ہیں ۔ بانی اسکا کوئی امیر یا توقیر تھا جسکا نام غلام مہندی خان کتبہ میں لکھا ہے مگر سند نہ مل سکتا تھا ۔

## مسجد پری محل

یہ قدیم مسجد نواب وزیر خان صوبہ لاہور کی بنائی ہوئی دروازہ شاہ عالمی و بہرہ  
دروازہ پری محل سر بازار واقع ہو باعث اسکی تعمیر کاریہ ہوا کہ جب نواب مدوح  
مردانہ محل عالیشان تعمیر کر کے پری محل اسکا ام رکھا تو یہ مسجد چھوٹی سی صرف  
اپنی نماز پڑھنے کے لئے تعمیر کی جسکی سادہ عمارت نہایت پختہ ہو یہ مسجد اب تک آباد  
ہے کہی ویران نہیں ہوئی ۔

## پست مسجد یعنی مسجد

یہ ایک عجیب و غریب مسجد درمیان دروازہ لوہاری و شاہ عالمی کو چھ دو گران  
میں واقع ہو مسجد کی عمارت بہت پرانی صد ہا سال کی ہو مسجد اور صحن مسجد چا  
وغسل خانہ و حجرہ وغیرہ مکانات متعلقہ مسجد محلے کی زمین سے ایک منزل بلکہ  
منزل سے بھی زیادہ نیچے ہیں پانی اسکا ذوالفقار خان نام ایک امیر لودیہ  
سلطنت کا ایک ہلکار تھا اور ہیبت خان صوبہ لاہور کے دربار میں سر دفتر  
کے عہدہ پر مامور تھا چونکہ اوچکی اور گرنی وار مسجد میں شہر میں بہت تہین  
اس نے یہ ایک عجیب بات کی کہ مسجد کی زمین کو پہلے بقدر ایک منزل کے گندوا  
ڈالا پھر اس مسجد کی بنا کہی اس مسجد کا پانی باہر کہیں نہیں جاتا و غرقیان  
اسی جگہ بنی ہوئی ہیں جہاں پانی غرق ہوتا رہتا ہو لوگ خیرینہ اتر کر مسجد میں جاتے  
میں تین محرابیں اس مسجد کی ہیں اور تینوں گنبد نہایت پختہ ہیں میں مسجد  
اب تک آباد ہو اور اہل محلہ کی خبر گیری سے مسجد کی رونق اور ملا کارا ہوتا ہے  
مسجد محمد صالح کنہیو

یہ عجیب و غریب مسجد موچی دروازے کے اندر ہے جو کوئی موچی دروازے سے  
جو ایک دروازہ شہر لاہور کے دروازوں میں سے ہو داخل ہوتا ہو تو سامنے

اس مسجد کی عالیشان و رنگین عمارت نظر آتی ہے یہ چھوٹی سی مسجد نہایت متعلق  
و خوبصورت بنی ہوئی ہے سب عمارت اسکی خشتی پختی ریختہ کار ہے تینوں گنبد و  
صورت عمدہ شکل کے ہیں مسجد کے تینوں محراب کے اوپر اور گوشوں کی دیواروں  
پر کانسے کا کام زرد رنگ ہوا ہوا ہے اور اس میں حروف لاجوردی رنگ کے لکھے  
ہیں اکثر آیات قرآنی و احادیث و عبارات فارسی اس میں تحریر ہیں کانسے کا رنگ  
اب تک یا شمع نظر آتا ہے کہ گویا آج ہی طاقہ بنایا گیا ہے اور آج ہی یہ نقش و حروف  
لکھے گئے ہیں اس مسجد کی عمارت سنہ ۱۰۰۰ ھ میں با حاتم پنہی اور منشی محمد صالح دیوان  
صوبہ پنجاب نے ہکو تعمیر کیا بانی اس مسجد کا بڑا عالم و فاضل و شاعر و جید منشی  
شاہجہانی دربار کا ذات کا کہوتا تھا اور منشی غایت اللہ مصنف کتاب بہار و نش  
اسکا امون اور خسر تھا اس خاندان کی عزت و آبرو شاہی و دربار میں بہت تھی  
اور فضیلت کا تمام زمانہ قابل تھا اس مسجد کے دروازے پر جو محادی دروازہ  
شہر کے ہر تین طاقہ کانسے کا رہے ہوئے ہیں ایک میں لکھا ہے - ۱۰۰۰  
بانی این مسجد زینا نگار مدد دوسرے میں - بندہ آل محمد صالح است مد  
تیسرے میں سنہ - اس مسجد کی کرسی اونچی ہے اور نیچے دوکان میں مگر  
بسیب گزرنے عرصہ دو سو چالیس سال کے اب بازار کی زمین اونچی ہو گئی ہے  
اور دوکانیں ادھی ادھی زمین میں غرق ہو گئی ہیں دروازہ ہی چوٹا سا رہ گیا  
ہے اور مسجد کی کرسی کی بلندی صرف پانچ میٹر کی مقدار باقی ہے ۔

### مسجد حیدریان والی

یہ عالیجاہ مسجد زمانہ سلف کی عمارتوں کی یادگار اندرون حصار شہر لاہور  
محلہ چاک سواران اندرون کوچہ دیوار بدیوار حویلی نواب سعد اللہ خان  
المشہور میان خان کو واقع ہے مسجد نہایت وسیع صحن دار ہے تینوں محرابیں اسکی



ہم شکل محرابا ہے مسجد وزیر خان کا نسی کا پر نقش میں مسجد کی تمام زمین میں  
انصف زمین دو درجہ میں منقسم ہو کر مقف ہو اور نصف بطور صحن کہلی چوڑی  
گئی ہو اور نصف پر میں گنبد میٹھوین قطع کے بنے ہوئے ہیں جسطح کے گنبد  
مسجد وزیر خان کے ہیں بوقت تعمیر اس مسجد کے بانی نے مسجد کی کرسی بہت اونچی  
رکھی ہوگی اور شمالی دیوار کے نیچے دو کائین ہی بنی ہوگی گراب کو چہ کی زمین بسبب تادیب  
کے اس قدر بلند ہو گئی ہو کہ مسجد کی کرسی جاتی رہی ہے اور شمالی درجہ مسجد  
کا چوزمین سے ایک منزل بلند تھا قریب دو فٹ کے اونچا رہ گیا ہے مسجد کا  
شرقی دروازہ نہایت عالیشان بنا ہوا تھا بوقت زوال سلطنت چغتائی جب  
گہر گریج ہو گیا تو مسجد کے دروازے کی سلین جو ابری کی تھیں گوجر سنگہ نے  
جو ایک ظالم لاہور کے تین حاکموں میں سے تھا اوکھڑ والین پتھر کی دہلیز جو سنگہ  
کی تھی سو بہا سنگہ نے نکلوالی دروازہ مسجد کا منہدم ہو گیا پہلے دروازے کی  
ریشمین پھر زمین کسی طامع امام مسجد نے فروخت کر دی جہاں بانیوں کی  
دوکان اور حمام بنا ہوا ہو اور مسجد کے داخل ہونے کے لئے شمالی دیوار توڑ کر  
چھوٹا سا دروازہ نکال لیا تھا عمر و بزرگوں کی زبان سے یہ سنا جاتا ہو کہ مسجد  
منہدم دروازہ کی پیشانی پر یہ شعر لکھا تھا۔ طرفہ معار خرد تاریخ سال  
گفت زیبا مسجد از افرازاں۔ اس مصرع سے ۱۰۰۰ بھری حاصل ہوئی  
میں اور مسجد کے اندر کی محراب پر تاریخ تعمیر ۸۰۰ تحریر ہے جس سے پایا  
جاتا ہو کہ اندر کی عمارت اور دروازہ بیرونی کی تعمیر میں دو سال کا عرصہ گزرا  
تھا اس مسجد کی تین محرابیں عالیشان کانسہ کار بنی ہوئی ہیں ہر ایک محراب  
کانسہ میں کشتہ تین تین حسین کلمہ آیات قرآنی و اشعار فارسی تحریر میں  
نقش و نگارہ حروف کانسہ کار نہایت خوش رنگ یعنی زمین سستی اور حروف

لاجوردی مین اندر کی دیوارین مسجد کی ریختہ کاریختہ عمارت کی بنی ہوئی مین ہیں  
 مسجد کے بانی کا نام نواب سرفراز خان المعروف افراز خان تھا عہد شاہجہانی عالمگیر  
 مین فوجدار صوبہ لاہور کی اسکے سپرد تھی پانچھزاری منصب تھا جب بسبب  
 انقلاب زمانہ کے شاہ جہان بادشاہ عالمگیر اورنگ زیب اپنے بیٹے کی تعین مین آگیا  
 اور سلطنت پر قابض و خلیل اورنگ زیب ہوا تو سرفراز خان بدستور عہد  
 داراشکوہ ہی لاہور مین فوجدار مقرر رہا ایک سال کے عرصہ کے بعد کسی مخبر نے عالمگیر  
 کی خدمت مین مخبری کی کہ سرفراز خان دست پروردہ و ملازم داراشکوہ ولی عہد کا  
 تھا آپکا جانی دشمن ہے اسکا انتظام ابھی سے کرنا چاہئے مبادا کوئی صدمہ بادشاہ  
 پر اس کے ہاتھ سے پہنچے بادشاہ نے یہ خبر سنکر سرفراز خان کو عہدہ سے موقوف کر کے  
 اسکی جائداد کی ضبطی کا حکم دیا یہ حکم ابھی صوبہ لاہور کے پاس نہیں پہنچا تھا کہ سرفراز خان  
 اس حال سے خبردار ہو گیا اس نے فی الفور اپنی کل جائداد غیر منقولہ وقف کر دی  
 اور جو بلی مسکونہ جو اپنی زمین پر تھی گرائی شروع کر دی اور مشہور کر دیا کہ مین سچکے  
 مسجد بنانا ہوں آخر جب بادشاہ ہی حکم صوبہ لاہور کے نام درباب ضبطی جائداد  
 سرفراز خان کے آیا تو اس نے صورت حال بادشاہ کی خدمت مین عرض  
 کر دی کہ سرفراز خان نے اس حکم کے پہنچنے سے اول کل جائداد اپنی وقف کر دی ہے اور مسجد کا  
 بننا شروع ہو گیا ہے بادشاہ یہ حال سنکر بہت خوش ہوا کہ سرفراز خان بہت اچھا دیندار ہے  
 جس نے اپنی جائداد پر خدا وقف کر دی ہے ایسی دیندار شخص معزول نہ کرنا چاہیے اور جس قدر  
 جائداد وقف کر دی ہے اسکی عوض مین محالات نزول ہے جائداد کو دیکھئے اور اپنے عہدہ پر  
 بدستور بحال رہو پس سرفراز خان نے نہایت توجہ سے اس مسجد کو تعمیر جو اب تک اسکا نام سے یاد گار  
 موجود اس مسجد مین پہلے محض ہی تھا مگر اب اسکا نام و نشان نہیں البتہ قیدی چاہے موجود  
 ہے سکون کے وقت یہ مسجد آباد رہی اور اب بھی آباد ہے مگر قبضہ مسلمانان ہند

وابیہ کا ہے جو سنی و شیعہ دونوں فرقہ کے مخالفین و ٹائیپوں نے اب بہت سارے روپیہ  
 خرچ کر مسجد کی مرمت کی ہے پہلے دروازہ کی جگہ مالیشان دروازہ بنایا ہے اور  
 حوض بھی مقطع تعمیر کیا ہے چونکہ کسے پانی سے پر آب رہتا ہے اندرونی و بیرونی  
 مرمت اس مسجد کی ہو کر مسجد کی رونق و بلبلا ہو گئی ہے

### مسجد ثواب و یرینان محرم

یہ وہ مالیشان لاثانی عمارت لاہور کے قدیم عمارت میں سے ہے جسکی شہرت  
 و لائیتوں میں ہے اور فی الحقیقت ایسی شہر کی کالسی کا عمدہ عمارت و دوسری  
 جگہ کم دیکھی جاگی بلکہ اس مسجد کو لاہور کا فخر و افتدار کہا جائے تو بجا ہے اس مسجد  
 میں ہر ایک کام نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے کیا ہے عمارت ایسی مضبوط  
 پختہ چونہ کار مستحکم بنی ہے کہ باوجود گزرنے عرصہ دو سو اکیاون سال کے اب تک  
 اسکی عمارت کو کچھ نقص نہیں پہنچا بعد سلطنت چغتائی کبھی عہد میں کبھی کیسی  
 توجہ اسکی مرمت کی طرف نہیں ہوئی اگر ہوئی تو اسقدر کہ نورا ایمان والے نے اسکی  
 چاروں میناروں کی اوپر کچھ بچون کے دو دو درندہ کرادئے تھے اور دو دو  
 کھلے رکھے تھے اس خیال سے کہ درمیانی ستون نازک ہیں مبادا کسی پہنچال  
 کے صدمہ سے گر جائے مگر اس مستحکم عمارت کو مرمت کی ضرورت نہ ہوئی اب جو  
 کسب قدر مرمت کی ضرورت ہوئی تو مرزا نور علی متولی جہتم مسجد نے چونہ سے کرادی  
 ہے کالسی کا نقاشی اس مسجد کی دیواروں پر اور منبت کا کام ایسا اچھا ہوا  
 ہوا ہے کہ بڑے بڑے نقاش نقاشی کا سبق اس سے لیتے ہیں اور دور دور  
 کے مسافر لاہور میں آکر ان طاہچون کی نقلیں ادا کر لیا کرتے ہیں خوشخطی حرف  
 عربی و فارسی کے اس شان کے ہیں کہ بڑے بڑے خوشنویس و لائیتوں کے  
 اسکو دیکھ کر دنگ ہو جاتے ہیں قطع ایسی ہے کہ اس قطع کی دوسری مسجد

نیکہنے میں نہیں آئی بیرونی بڑے محرابی دروازے کے زینہ سے جواہر چڑھیں  
 تو مسقف یک صحن جگے اوپر بڑا گنبد بنا ہوا ہے آٹا ہے اسکو مسجد کا چار سو کہنا  
 چاہئے کہ ایک رستہ اسکا شمال کو نکل جاتا ہے اور شمالی زینہ سے اتر کر بازار میں  
 انسان جا سکتا ہے دوسرا رستہ جنوب کی طرف جاتا ہے اور چھوٹے دروازے  
 مسجد سے نکل کر کوچے میں آدمی داخل ہو جاتا ہے غرب کی طرف اندرونی دروازہ  
 مسجد کا ہے اس طرف انسان جائے تو مسجد میں داخل ہو جاتا ہے صحن اس مسجد  
 کا بہت وسیع و درجہ بین منقسم ہے ورنہ صحن متعلقہ مسجد ذرہ پست ہے اور  
 صحن خاص مسجد ذرا بلند ہے صحن متعلقہ میں حوض ایک سو گز مربع بنا ہوا ہے  
 اور جگہ چار دیواری مزار سید سیحان کا درونی المعروف میران بادشاہ کا  
 بھی اسی میں ہے اور صحن خاص مسجد میں مسلمان نماز پڑھتے ہیں اس کے آگے  
 بڑا ہر مقام مسجد ہے جسکی پانچ محرابیں عالیشان ہیں انہیں سے ایک محراب  
 بہت بڑی اور دو دوا کے دائیں بائیں اس سے چھوٹی ہیں اندر سے بھی  
 مسجد کی نہایت عمدہ عمارت منقش و رنگین ہے اور منبت کا کام مغربی دیوار کی  
 محرابوں پر بہت ہے آیت قرآنی و احادیث بہت لکھی ہیں باہر پانچوں محراب  
 پر کانی کار کتبہ نہایت خوشخط و رنگین بنے ہوئے ہیں وسط کی محراب کے  
 اوپر کے کتبے پر آیت الکرسی بخط عربی تحریر ہے اور کتبوں پر قرآن کی سورتیں  
 اور حدیثیں اور چار کبار کے نام تحریر ہیں مسجد کے سب صحن میں خشتی فرش  
 ہے اور باہر کے اندرونی دروازے پر محمد عربی کا بروے ہر دو سہراست -  
 کیلکہ خاک درش نیست خاک بر سر او + بخط فارسی جلی قلم سے نہایت  
 خوشخط لکھا ہے اس مسجد کی تین طرف علما و فضلاء و طالب علموں کے رہنے  
 کے لئے حجر بنے ہوئے ہیں شمالی حجرون میں سے ایک ایک دیوچہ بطرف

بازار رکھا ہوا ہر ان حجرون کے علاوہ سولہ بڑے بڑے حجرے مسجد کی دیوڑھی  
 کے چار سو میں بنے ہیں شمالی رستہ کے شرق و غرب تین تین اور سفید چوٹی  
 رستہ کے دو طرف اور چار حجرے دیوڑھی کے گنبد کے چار گوشوں میں اور گنبد  
 کی سقف کے نیچے چاروں طرف چار شہ نشین خوبصورت مقطع بنائے گئے ہیں  
 چار بلندینار اس مسجد کے پشت پہلو خوبصورت بنے ہوئے ہیں اور ہر ایک  
 پہلو میں کانسے کا قافچہ منقش رنگین ایسی خوبی سے لکھے ہیں کہ اب تک انکی  
 رنگت تازہ ہو اگرچہ اب صد ہا سال کے گزر جانے کے سبب نقش و حروف  
 بہت جگہ سے گر گئے ہیں مگر حقد ر باقی ہیں نہایت روشن ہیں یا ہر کے شرقی  
 دروازہ کلاں مسجد پر ہی سترپا کانسے کا کام ہو اور کتبے بہت ہیں سب سے  
 اوپر طولانی کتبہ ہر جہین افضل الذکر بخط فارسی جلی لکھا ہو دوسرے  
 کتبے میں یہ عبارت لکھی ہے : در عہد بومظفر صاحبقرآن ثانی شاہجہان  
 بادشاہ غازی تمام یافت : تیسرے کتبے میں لکھا ہو بانی بیت اللہ ثانی  
 فدوی باخلاص مرید خاص الخاص قدیم الخدمت وزیر خان - چوتھے میں  
 لکھا ہو - این خانہ کہ ہست چون فلک مظہر فیض - دار و چوحریم کعبہ سرور و مہر  
 بر چہرہ اہل قبلہ این دربراد - تا حشر کشادہ باد ہچون در فیض : پانچویں  
 کتبے میں یہ شعر لکھا ہو - سال تیار رخ بنائے مسجد عالی مقام - از خرو جستم بوقت  
 سجدہ گاہ اہل فضل : اس مادہ تیار رخ سے ۳۳۳ھ ہجری مہمل ہوتے  
 ہیں - چھٹے کتبے میں یہ شعر تحریر ہے - تیار رخ این بنائے چو پر سیدم از خرو :  
 نقلاً بلوکہ بانی مسجد وزیر خان : اس مادہ سے ۳۳۳ھ ہجری بحساب ابجد  
 برآمد ہوتے ہیں - ساتویں کتبے میں یہ شعر لکھے ہیں - وہقان در در و بحر  
 یک شہیت : در فرغ جہان اہل حیر کہشت : در باب محل بنائے خیرے بگزار -

کا خرمہ راہست زمین در بہ بہشت ۔ اس مسجد کے شرعی دروازہ کے آگے  
 بڑا چوک کلان بنا ہوا ہے جسکو چوک وزیر خان کہتے ہیں اس چوک کی دو کاین با  
 محرابی عمارت کی پختہ بنی ہوئی ہیں اور تین دروازے محرابی کلان چوک کے  
 ہیں ایک دروازہ مسجد کے محاذی بظرف شرق اور دوسرا بظرف غرب متصل  
 دروازہ وزینہ شمالی مسجد تیسرا شمالی محض چوبلی راجہ دینا ناتھ مرحوم چوک کے  
 اندر دو گنبد ایک خانقاہ صیغوف کابنیہ میان محلطان ہیکہ دار اور دوسرا  
 بالائے چاہ بنیہ راجہ دینا ناتھ کا باقی سب صحن کشادہ ہے اگرچہ بعد سلطنت  
 چٹائی یہ چوک وسیطرح کہلا ہوا تھا مگر سکھوں کے عہد میں اس چوک کے اندر دو گنبد  
 و نشست گاہیں بن گئی ہیں اور چوک کی صورت بالکل تغیر ہو گئی تھی مگر انگریزی  
 عہد میں وہ سب مکانات گرائے گئے اور چوک کی زمین بدستور سابق نکالی گئی  
 جو اب تک موجود ہے۔ اس مسجد کے شمال و شرق کی سمت دو کاین برسرا بازار بنی ہوئی  
 ہیں اور حیدر جاٹ داد نواب وزیر خان نے مسجد سے لیکر دہلی دروازہ تک دو طرفہ  
 بازار کے دو کاین دوسرے و حمام تعمیر کر کے وقف کی ہیں ان سب کی آمدنی  
 مسجد کے متعلق تھی مگر اب سرکاری چاہا و ہر حمام بھی سرکار کے متعلق ہے  
 باقی اندون میں سے بہت سی چاہا و منتقل نیام اور لوگوں کے ہو گئی اور کچھ  
 خادمان مسجد امام و موزن و دیہاؤ و کیش و شمع افروز وغیرہ خادمان مسجد کے  
 نام و اگر زمین مسجد کا حوض بہرنے والا ہے دو کانون کا گرایہ کہتا ہے اس  
 صورت سے اب تک مسجد آباد چلی آتی ہے اگر چاہا و کی آمدنی اسکے متعلق  
 نہوتی تو آبادی کی صورت مفقود ہو جاتی اس مسجد کا باقی نواب وزیر خان  
 مرحوم شاہجہانی عہد میں لاہور کا ناظم یعنی صوبہ تھا جس نے سوائے مسجد کے  
 احد ہی عمارتیں بہت سی بنائی تھیں مختصر حال اسکا یہ ہے کہ اصل نام اسکا

شیخ علم الدین انصاری تھا قصبہ چنیوٹ میں اسکی سکونت تھی ابتدا عمر میں  
 اس سے طبابت کا علم پڑھا اور چنیوٹ میں طبابت جاری کی جب وہاں محاش  
 میں تلکی رہی تو لاہور کو آیا چند سے یہاں سکونت رکھی پھر دہلی پہنچا دہلی سے  
 اکبر آباد گیا اُس شہر میں اسکا اسقدر شہرہ ہوا کہ علاج والدہ شاہجہان بادشاہ  
 کا جو اسوقت اپنی شانزدہ تھ اسکی سپرد ہوا اور وہ چند سالہ بیمار اسکے علاج  
 سے اچھی ہو گئی اُس خدمت میں بھی اس نے بڑا انعام پایا اور آمد و رفت  
 اسکی دربار شاہی میں بخوبی ہو گئی سب سے زیادہ محبت اسکی شاہجہان سے  
 تھی اور عیسے کا ذریعہ شاہی دربار میں تھا اتفاقاً انہیں ایام میں ملکہ نورجہان تکیم  
 چھاگیر بادشاہ کی محبوبہ بی بی کے پاؤں میں ذہل نکلا سب اطبا چاہتے تھے کہ  
 اُس ذہل کو چیر دیا جائے مگر ملکہ کو بسبب نزاکت طبیعت کہ یہ امر ناگوار تھا اور  
 نہیں چاہتی تھی کہ نشتر کہائے اور دزد کا صدمہ اٹھائے آخر علم الدین نے بلایا گیا  
 اسکے خیال میں ہی پوڑے کا چیرا جانا مناسب تصور ہوا اور پوڑے کے  
 چیرنے کیوڑے اس نے یہ تجویز نکالی کہ شاہی دالان میں ریگ بچھوا دی اور  
 خود باہر چلا گیا اور عرض کر گیا کہ ملکہ دالان کے ایک طرف سے آئے اور ایک  
 اوپر سے دوسری طرف گزر جائے اور پوڑے میں ہریشے جب میں اُنکی پاؤں  
 کے نقش ریگ پر دیکھ لوں گا تو علاج تجویز کروں گا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جب  
 ملکہ ریگ کے اوپر سے پار تہ گزر گئی تو حکیم آیا اور نقش قدم سے دیکھ لیا کہ  
 کف پامین فلان جگہ ذہل ہے پس اس نے ایک چھوٹا سا نشتر نقش قدم پر  
 جہان کے پوڑے کا نشان تھا کھڑا کر دیا اور عرض کی کہ ملکہ ایک دفعہ پھر تکلیف  
 کرے اور جس کتہے سے پہلے گئی تھیں اب پھر جائیں مگر یہ احتیاط رہے  
 کہ پہلے نقش قدم سے باہر قدم نہ پڑے گویا اُسی قدم پر قدم رکھتی ہوئی گزرتی



ملکہ نے ویسا ہی کیا جب نشتر پہ پاؤں آیا تو نشتر و نبل میں گھسن گیا اس وقت  
پھوڑے سے آلائش نکلتی شروع ہو گئی جب اس جیہ سے پھوڑا جبر گیا تو بادشاہ اور  
ملکہ دونو حکیم پر بہت خوش ہوئے شاہی شفا خانوں کی افسری تو اسی روزانہ  
اور باقی انعام کا ملنا غسلِ صحت کے روز پر منحصر رہا گیا چند روز میں پھوڑا  
اچھا ہو گیا اور ملکہ نے لاہور اگر غسلِ صحت کیا اس روز بادشاہ نے ایک لاکھ روپے  
کا خلعت حکیم کو دیا اور سات لاکھ روپے نقد مرحمت کیا ملکہ نے اپنے بدن کا  
سب زیور جو اس وقت زیب بدن تھا حکیم کو اتار دیا ایک روپہ لاکھ کی خواص  
و ہنشین معزز کنیز میں جو اس وقت حاضر تھیں سب نے اپنے جسم کے سب زیور  
اتار کر ملکہ کے تصدق کئے وہ بھی حکیم کو دے گئے غرض اس روز بائیس لاکھ  
روپے کی جمع حکیم کے پاس ہو گئی پھر یہ حکیم عظیم الشان امیر بن گیا اور خاندان  
شاہی کے معالج کا متمم و مقبر بھی سمجھا گیا۔ من بعد جب نور جہان بیگم  
اور شاہزادہ خورم یعنی شاہ جہان کی آپس میں عداوت ہو گئی اور جہانگیر  
نے ملکہ کے کہنے سے شہزادے کو قید کر دیا تو محافظ شاہزادہ کا لہری یہی  
حکیم قرار پایا وزیر آصف جاہ نور جہان بیگم کا بہائی جو اپنی بہن کے مخالف  
اور شہزادے کے ساتھ موافق تھا اس نے حکیم کو ترغیب دی کہ شہزادے  
کو لیکر دکن کو بہاگ جائے چونکہ حکیم کی بھی شہزادے کے ساتھ کمالِ دشمنی  
تھی اور شہزادہ کے ہی ذریعہ سے اسکو یہ مرتبہ نصیب ہوا تھا اس نے شہزادہ  
کی جان کی حفاظت سے مقدم جانی اور دکن کو لیکر بہاگ گیا ابھی شہزادہ  
دہلیں تھا کہ جہانگیر کشمیر کے رستہ میں بیمار سی ضیق النفس فوت ہو گیا  
اور شاہ جہان نے دکن سے آکر اگرہ کے تخت پر اجلاس کیا لاہور میں آصف جاہ  
نے نور جہان بیگم کو نظر بند کر لیا پھر تو حکیم علم دین نوابی مراتب پر پہنچا۔

نواب وزیر خان خطاب پایا لاہور کی حمایت پر سر فرار سی ہوئی چونکہ عمارت کا  
شوق اسکو بہت تھا اچھی اچھی عمارتیں اس نے لاہور میں بنوائیں اور یہ  
مسجد اپنے نام سے ایسی یادگار چھوڑ گیا کہ قیامت تک اسکا نام روشن رہے گا +  
**مزار سید اسحاق گادرونی المشہور میران بادشاہ**

اس بزرگ کا مزار مسجد وزیر خان کے اندر محض متعلقہ مسجد کے اختتام اور  
خاص محض کے آغاز پر اہل سمت جنوب واقع ہے پہلی مزار اس بزرگ کا  
مسجد کی کرسی کے اندر تھہر خانہ کے پچھلے حصے میں ہے اور کمرہ دہانہ پچھلے حصے میں  
اور یہی ایک چار دیواری بنا کر صورت قبر کی بنا کر یہی ہے زمین کے آگے ایک  
چوکنڈی بنی ہوئی ہے جہاں مجاور بیٹھتا ہے یہ قبر مسجد کی تعمیر سے پہلے  
اس موقع پر بنی ہوئی تھی جب نواب وزیر خان نے مسجد تعمیر کی تو اسکو بدستور  
قائم رکھا بلکہ اس مزار کو اپنی مسجد کی رونق و زینت تصور کیا اور فی الحقیقت  
اس بزرگ کے تصدق سے سکھیں عہد میں یہی مسجد سکھوں کے دستبرد سے  
حفاظت میں رہی کیونکہ ایک مرتبہ مہاراجہ رنجیت سنگھ موران والوں کو لے کر  
لیکر اس مسجد کے مینار پر آیا اور وہاں پر رہ کر عیش و نشاط میں سرگرم  
رہا اتفاقاً اسی شب کو بیمار ہو گیا لوگوں نے کہا کہ یہ آثار غضب اس بزرگ  
کے ہیں جسکی مسجد وزیر خان میں قبر ہے دوسرے روز مہاراجہ مزار پر آیا  
اور پانچ سو روپیہ نذر چڑھا کر جین سانی کی اور توہ کی کہ پھر ایسی حرکت رقعہ  
میں نہ آئیگی۔ سکھوں کے وقت ہر جہرات کے روز اس مزار پر میلہ ہوتا تھا  
اور والوں لوگ مسجد کے گنبد میں اگر ناپتے تھے شوقین لوگ ہزاروں جمع  
ہوتے تھے سالینہ عرس و مجلس سماع بڑی دھوم و دھام سے ہوتی تھی اب یہی  
جہرات کے روز ہندو مسلمان حاضر ہوتے ہیں سالینہ عرس یہی ہوتا ہے

مگر وہ سرگرمی نہیں سولہ دوکانین مسجد کی اوپر کی جو زیر گنبد دیوڑھی اور اسکے  
دو نورستون اجڑے باوشمال کی سمت میں ہیں نواب وزیر خان نے جلد گردن کے  
رہنے کے لئے دایہ وقفہ کیا ہوئی ہیں سکھوں کی وقت ان دوکانین پر بھی  
بڑی رونق رہتی تھی کہ جہاں ساری کی دوکانین سوائے اس جگہ کے شہر کے کسی بازار  
میں نہ تھیں جہاں ساری کی کتاب فروشی سے مقام پہنچتی تھی اب وہ بات باقی رہی  
جہاں ساری کی کتاب فروشی کے شیریں بازار میں ہوتی ہے شہر میں یہ دوکانین پہلے  
گئی ہیں سب کے سب دوکانین خیر میں گر قفل بنانگ اور انہیں لوگوں کے لئے ہو  
میں پرانے جلد سازوں کی اولاد سرکاری دفتر میں اور چاہے خالوں میں نوکری کر سکتے  
ہیں اند کے چور سے مسجد کے جو محکمے شرق و شمال جنوب کے سمت ہیں اور میں بھی  
پڑھتے تھیں تھاک قابض ہیں کسی میں کوئی نقاش نقاشی کرتے کسی میں کوئی کتاب  
بیٹھتا ہے کسی میں مزار کے مجاور قیام پذیر ہیں دو نوچ کہنڈیان و دو حجرے امام مسجد  
کے قبضہ میں ہیں انہیں سے ایک میران بخش نقاش اس زمانے میں نام آور  
ہو کر چہا پہ کی سیاہی میں نقاشی اسکی اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے طلائی کام بھی وہ  
اعلیٰ درجہ کا کرتا ہے سید اسحاق گادرونی کا مزار اس مسجد میں زیارت گاہ  
خاص و عام ہے ایک سید خدا پرست فارس کے ملک شیر گادرون کا حبسنے والا  
تھا غلقیہ سلطنت کی وقت لاہور میں آیا اور یہاں ہی قیام رکھا چونکہ مراد چرتا  
تھا رجوع خلائق کا اسکی طرف بہت تہا ہزاروں مرید تھے جب فوت ہوا تو اسی  
جگہ دفنایا گیا اور حسب میت حاطہ مزار کا پختہ اور قیر خام بنائی گئی قبر پر  
ایک نہال ایسا پیدا ہو گیا جس نے سیل کی طرح ڈھکڑھکڑ کو ڈھانپ لیا اس سبب  
لوگ اس بزرگ کا نام پیر سبز مشہور کرنے سے قریب دو سو برس کے وہ نہال  
سرسبز رہا اور بیمار لوگ اسکے پتے لپکا کر کہاتے اور شفایاتے رہے آخر جب

نواب نے اس جگہ مسجد بنوائی تو قبر پستہ میں گئی اور نہال کا خاتمہ ہو گیا اس  
 بزرگ نے شکم میں جہان فانی سے انتقال کیا تھا اور سیم اللہ الرحمن الرحیم  
 اسکی تابینج وفات ہے +

## مقبرہ امام غلام محمد المشہور امام کامون

یہ مقبرہ بھی مسجد وزیر خان کے متعلقہ مکانات سے ہی صاحب مقبرہ امام غلام محمد بن  
 حافظ محمد صدیق اس مسجد کا امام عالم فاضل سلسلہ قادریہ کا فقیر صاحب تصانیف  
 مفیدہ تھا چنانچہ گنج مخفی نام ایک منظوم کتاب تصوف کے علم میں اسکی یادگار  
 ہے ۱۲۳۲ھ ہجری میں یہ فوت ہوا کہ مسجد وزیر خان کے آسمانی چاہ متعلقہ میدان  
 دفنایا گیا اور پختہ قبر چوتراہ پر بنائی گئی صاحبان انگلیز کی ابتدا عملداری میں کسی  
 اراوت سند نے اس مزار پر پختہ گنبد بنوا دیا جو اب تک جوہر خاص مسجد کی جنوبی  
 دیوار کے باہر یہ مقبرہ بنا ہوا ہے جس احاطہ میں چاہ کلان متعلقہ مسجد واقع ہے اور  
 اسی چاہ کے پانی سے مسجد کا حوض پیرا جاتا ہے صاحب مقبرہ کی وفات کے بعد  
 امام الدین بخش اسکا بیٹا مدت العمر مسجد کا امام رہا وہ ۱۲۷۸ھ میں مر گیا اب امام محمد  
 اسکا بیٹا امامت کرتا ہے صاحب مقبرہ عبداللہ بلوچ قادری کا مرید تھا جسکا روضہ  
 موضع فرنگ میں مشہور ہے پہلے ہر سال اس مقبرہ پر ہی میلہ ہوتا تھا اور مجلس  
 سماع بھی ہوتی تھی اب بالکل سدود ہے +

## مقبرہ سید صوف

یہ مقبرہ مسجد وزیر خان کے بیرونی چوک میں محاذی دروازہ کلان مسجد واقع ہے  
 پہلے صرف ایک قبر چوتراہ پر بنی ہوئی تھی اور چاہ و مسجد خور و فقیر کے رہنے  
 کا ایک حجرہ بنا ہوا تھا سکھوں کی وقت لوگوں کی آمد و رفت اس مزار پر بھی بہت  
 تھی سلطنت انگلیزی میں جب چوک کے اندرونی مکانات گرائے گئے اور چوک

نکالا گیا تو اس مزار پر محمد سلطان ٹھیکہ دار نے روضہ بنوا دیا اس گنبد کی تعمیر  
مزار کی رونق بڑھ گئی اور چوک کی زینت و درجہ ہو گئی۔ صاحب مزار سید اسحاق  
گادرونی کا ہم عہد ہم مجلس تھا بعض لوگ اس بزرگ کو سید اسحاق کا بہا  
ظاہر کرتے ہیں شاید ہو گا مگر تصدیق اسکی کسی عہدہ ذریعہ سے نہیں ہوئی  
یہ مزار بھی مسجد کی تعمیر سے اول بنایا ہوا تھا اور مسجد پیچھے تعمیر ہوئی +

### مزار سید سر بلند

یہ مزار اندرون کسرہ جو بفاصلہ بازار شمالی مسجد وزیر خان کے واقع ہے موجود  
یہ کسرہ بھی نواب وزیر خان نے بنوایا اور مسجد کے نام وقف کر دیا تھا اور مزار  
تعمیر کر طرے اول یہاں بنا ہوا تھا قبر ایک بلند چوترہ پر نچتہ بنی ہوئی ہے  
یہ بزرگ بھی سید اسحاق گادرونی کے دوستوں و ہم نشینوں میں سے تھا  
سکھی عہد میں اس مزار پر بھی پنجشنبہ کے روز لوگ بہت جمع ہوتے تھے سالیانہ  
عرس بھی دہوم و دہام سے ہوتا تھا گراب و گرم بازاری نہیں رہی عام لوگ  
اسکو بھی سید اسحاق کا بہا کی کہتے ہیں +

### مزار پیر وکی

اس بزرگ کے جسم کا دو جگہ مزار ہے سر مبارک کا مدفن تو عین دروازہ شہر  
کے غریبی دالان کے ایک گوشہ میں ہے اور اسی بزرگ کے نام سے وہ دروازہ  
ذکی دروازہ کہلاتا ہے اور باقی جسم دروازہ کے اندر ایک طویلہ میں مدفون  
ہے قبر میں دو نو جگہ بنی ہوئی ہیں تحفۃ الواصلین میں لکھا ہے کہ یہ بزرگ  
مغلون کی لڑائی میں شہید ہوا تھا حالت زندگی میں ہی اسی دروازے میں  
قیام پذیر تھا جب مغلون نے محاصرہ شہر کا کیا تو حفاظت اس دروازے  
کی اس کے متعلق تھی آخر جب مغلون نے شہر فتح کر لیا تو یہ بزرگ دشمنوں سے

ذریعہ لڑا اور شہید ہوا مشہور یہ ہے کہ سر اسکا عین دروازے کے اندر جم سے جدا ہو گیا تھا چنانچہ اب سر کی قبر بنی ہوئی ہے مگر جسم بے سر بھی تلوار میں مارتا رہا اور بہت سے آدمی اسے آخر الامر شہر کے اندر جا کر سر دہو گیا یہ امر خدا کی قدرت سے بعید نہیں ۔

### پیر ہاشمی

یہ تبرک مزار قدیم عمارت کا پختہ بنا ہوا کشمیری بازار میں سرسراہ واقع ہے پہلی نام صاحب مزار کا بسبب گزرنے عرصہ وراثت کے کسی کو معلوم نہیں ہے اور نہ مصنف تحفۃ الاصلین نے اسکا نام اپنی کتاب میں درج کیا ہے اسکا بیان ہے کہ یہ بزرگ بلخ میں بسبب اسکی عبادت و ریاضت کے بہت سے لوگ اس کے مرید تھے شہزادہ سلطان جلال الدین خوارزمی بادشاہ کابل و قندھار و غزنی بلخ اسکا کمال محقق تھا آخر جب خوارزمی بادشاہت پر چنگیز خان غالب آیا۔ سلطان جلال الدین بھی مغلوں کی لڑائی میں اپنے باپ سلطان محمد کی طرح بہت لڑائیوں اور بار بار جنگ کے بعد شکست کھا کر سندھ کا دریاؤں ترک پنجاب میں داخل ہوا اور بلخ کو چنگیزی فوج نے لوٹ کر پرہیز کر دیا تو اسوقت یہ بزرگ بھی بلخ سے نکل کر پنجاب کو آیا اور لاہور میں اگر قیام پذیر ہوا آخر جب چنگیز کے پوتے قلی خان نے پنجاب پر فوج کشی کی تو مقام لاہور دہلی کی فوج اور مغلوں میں لڑائی ہوئی اسوقت کے غازیوں میں یہ بزرگ بھی تھا جو لڑائی میں مارا گیا اور اس مقام پر اپنے حجرے کے اندر مدفون ہوا من بعد میں معین الملک المشہور میر منو کے وقت سنہری مسجد تعمیر ہوئی اور نواب بہار چا بانی مسجد نے اپنی مسجد کی زینت کے لئے بازار سید ہا کیا تو یہ مزار سرسراہ آگیا تو اس نے ایک پختہ کمرہ محرابی دروازے کا بنا کر مزار کی بھی دوبارہ تعمیر

اور محاذی دروازے کے پختہ مسجد عہد قدیم کی بنی ہوئی ہر مسجد کی تین محرابیں  
 عالیشان ہیں اور چہت قابوتی گنبد ناسوائے مسجد کے اس احاطہ میں دو  
 مقبرے عالیشان پختہ بنے ہوئے ہیں ایک احاطہ کی شرقی دیوار کے ملحق  
 یہ مقبرہ سید محمود حضوری کا پختہ تا بکر بلند چوترے پر بنا ہی تین تین در  
 چاروں طرف کل بارہ دروازے اور پر سقف قابوتی اسپر عالیشان مدور گنبد  
 خوشنما ہے اس مقبرہ کے اندر دو قبریں ہیں ایک سید محمود دوسری سید  
 شاہ نور الدین کی جو شاہ سید محمود کا بیٹا تھا زینہ آمد و رفت جنوب کی سمت  
 سے ہے۔ دوسرا مقبرہ علیحدہ چار دیواری میں سید جان محمد حضوری و  
 سید سرور دین اسکے بیٹے کا ہے اس چار دیواری کا دروازہ شمال کی طرف  
 مسجد کے محن کے ساتھ متصل چاہ چرخ دیوار چار دیواری کے اندر عالیشان  
 مقبرہ ایک پختہ ریختہ کار عمارت کے چوترے پر واقع ہے پہلے مقبرے کی  
 طرح اسکے ہی بارہ در ہیں ہر ایک طرف تین تین در سقف کے برابر و سقف  
 قابوتی اسپر مدور گنبد خوشنما اسکے اندر دو قبریں ہیں ایک سید جان محمد  
 کی اور دوسری سید سرور دین کی یہ دونو بزرگ اپنی وقت کے مقتدا و  
 پیشواے طریقت تھے اور حضوری اس واسطے خطاب تھا کہ ان کا میرد بہت جلد  
 اوج طریقت پر پہنچ کر حضوری ہو جاتا تھا یہ خاندان کوہ غور سے بمقام اوج اور  
 اوج سے لاہور آکر سکونت پذیر ہوئے اور شاہ بھانی عہد میں بہت عروج پایا  
 علوم ظاہری و باطنی کے یہ دونو بزرگ جامع تھے موسوی سید کہلاتے تھے  
 ان کی اولاد سید احمد شاہ و حسین شاہ موجود ہیں جلد گری کا کام کرتے  
 ہیں انکا شجرہ نسب یہ ہے کہ احمد شاہ و حسین شاہ بن غلام محی الدین بن  
 نور شاہ بن عبداللہ شاہ بن عبدالوہاب بن سرور دین بن سید جان محمد حضوری



بن سید نوح بن محمود بن شمس الدین بن بدر الدین بن جلال الدین بن  
 ابراہیم بن جعفر بن علی بن رضا علی بن سید امیر بن سید غرب بن  
 سید نصر بن سید غیاث بن سید محب علی بن سید احمد غوری بن طبیب بن  
 حسین بن سید عسکری مست بن علی حامد بن منصور بن کبیر بن محمود بن  
 محمد بن ابوتراب بن باقر بن محسن بن عابد بن مختار بن جعفر صورانی بن  
 حسن بن اسحاق بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق علیہ السلام اس خانقاہ  
 پر ہر سال میلادناہی ایک روز چراغ دوسرے روز قوالی ہوتی ہے سید جان محمد  
 حضوری سنہ ۹۴۷ میں فوت ہوا اور اس جگہ دفنایا گیا۔ خاص مقبرہ جان محمد  
 حضوری کے غرب کی سمت اب ایک اور نیا احاطہ پختہ ڈبل اینٹوں کا بنایا  
 گیا ہے جسکا دروازہ مقبرہ کے احاطہ کے اندر سے ہے یہ احاطہ مفتی غلام سرور  
 شاعر لاہور نے اپنے خاندان کے مقابلے کے لئے اپنا روپیہ خرچ کر کے بنوایا ہے اور  
 زمین مجاورون خانقاہ سے خریدی ہے اس میں اب صرف تین قبریں بنی ہوئی  
 ہیں مگر احاطہ وسیع ہے ایک قبر میں غلام حضرت احاطہ کی شہرکی ہے اور ایک ہے توئی  
 مسجد وایہ انکاہ المشہور وایہ انگلٹا

یہ عالیشان مستحکم مسجد شاہ جہان بادشاہ کے عہد میں وایہ انگلٹے تعمیر کی تھی  
 یہ عالی جاہ وایہ حرم محترم شاہ جہانگیر کے دولت خانہ میں رہتی تھی نام کانیاننگ  
 اور انگا خطاب تھا کیونکہ سلامی سلطنت کی وقت اکثر مقرب وایہ عورتوں کو  
 جوشہزادوں کو دودھ دیتی تھیں انگا خطاب ملا کرتا تھا کیونکہ انگا جسم کو کہتے  
 ہیں اور انگا اسکو کہتے ہیں جسکے ساتھ ایک جان دو قالب ہو۔ یہ مسجد مغلیہ  
 سلطنت کے وقت بڑی رونق پر رہی کہ بہت سی جائداد بانیہ نے اسکے ساتھ  
 وقف کی ہوئی ہے جب زمانہ پلٹ گیا اور شہر کو غارتگر وں نے بار بار لوٹا اور

باہر شہر کی آبادی بالکل ویران ہو گئی تو یہ مسجد باقی رہ گئی مہاراجہ رنجیت سنگھ  
 کی وقت اسپین سالہا سال باروت و گولہ بہرہ راجہ انگریزی وقت آیا تو یہ  
 مسجد خالی ہوئی اور درج نقشہ قریب کی گئی چونکہ عمارت مطبوع و وسیع تھی مسٹر کوپ  
 صاحب ہتھم مطبع لاہور کے اسکل نے سرکار سے اجازت لیکر اس مسجد کو کوٹھی  
 بنالیا چند سال وہ رہتا رہا آخر جب کارخانہ ریل کا اس موقع پر جاری ہوا تو  
 یہ مسجد بھی ریل والوں نے لے لی اور روپیہ قیمت کا کوپ صاحب کو ادا کر دیا  
 اب وہ کوٹھی جسکو مسجد کہنا چاہئے ریل والوں کے قبضہ میں ہے اور مسٹر کوپ  
 صاحب افسر کارخانہ آئنگران اسپین رہتا ہے۔ یہ مسجد اندر سے کانسی کا  
 ہے محرابوں پر کام کانسی کا بسنتی تہایت عمدہ و قزاقانہ اب تک موجود ہے  
 جسر قرآن کی آستین و در و شریف بخط نسخ خوشخط تحریر میں صاحبان انگریز  
 نے ہی بسبب خوبصورتی کے بحال و برقرار رکھا ہوا ہے کہ ایسا رنگین و منقش  
 کام ہونا اب مشکل ہے مسجد کی تین عالیشان محرابی قالیبوتی خوشقطع میں دو خود  
 ایک کلان عمارت تمام شتی منقش کانسی کا ہے اندر سے ہی مسجد کے تین  
 درجے میں قالیبوتی سقف اور اوپر سقف کے تین گنبد دور عالیشان بنی میں  
 پہلے اسکے چار مینار تین تین منزلہ تھے اب دو درلے مینار باقی ہیں پچھلے  
 گر گئے ہیں ایک ایک منزل ان دو نوکیلی ہی گر گئی ہیں۔ اندر سے پورے نہیں ہیں

### منار حوثیلی

یہ بزرگ لاہور کے خدا پرست عابد زادوں لوگوں میں مشہور ہے قوم کانیلی  
 اور خاص لاہور کا رہنے والا تھا چوک جہنڈے میں اسکی دوکان تھی غلہ  
 فروشی کا کام کرتا تھا خریدار کے ہاتھ میں یہ ترازو دیدیتا تھا اور کہتا تھا کہ  
 خود وزن کر لے پس جو زیادہ لیجاتا تھا اسکا غلہ گہرا کر گھٹ جاتا تھا اور

جو پورا لیجا تا تھا اسکا بڑا جاتا تھا چنانچہ اس دوکان پر اب بھی چند لکھا ہوا  
 ہے اور روز چراغ جلایا جاتا ہے جمعرات کے روز بہت سے چراغوں کی روشنی  
 کی جاتی ہے شاہ چال سہروردیہ کا یہ مرید تھا جسکا مقبرہ دہمہ کے اوپر موضع  
 اچھرہ کے پاس ہے۔ یہ مقبرہ کلب گہر سے بہت شمال موجود ہے گردنواح اسکے دو قد  
 آدم بلند چار دیواری اور دروازہ آمد و رفت غرب کی طرف ہے دروازہ عالیشان  
 چھ کپوں والہ بنا ہوا ہے دروازہ کے اندر جائین تو جنوب کی سمت ایک مکان  
 مع کوٹھڑی آتا ہے اسکے آگے پڑمین تو ایک بڑا چبوترہ خشتی بنا ہوا ہے اسکے اوپر  
 قبور بہت سی ہیں اس چبوترے پر ایک اور چبوترہ خشتی قد آدم بلند بنا ہوا ہے  
 چار زینہ جنوبی سے اسپر پڑمین تو اسکے وسط میں قبر شیخ حسو تیلی کی پختہ  
 چوبیس گھنٹہ لڑائی ہے سر کی طرف ایک چراغ دان پختہ بنا ہوا ہے زیرین چبوترے  
 پر قبور شیخ سعد الدین ستر پوش اور میان خان کی مکلف بنی ہوئی ہیں جو  
 اس بزرگ کے خلیفہ و جان نشین تھے اور چار دیواری کے باہر شرق  
 کی سمت کوچہ بیگہ زمین مزرعہ مع چاہ و چرخ چوب موجود ہے آمدنی اس  
 اراضی کی مصارف کے لئے واکزار ہے ہر سال تیسری شوال کو اس بزرگ کا  
 سالانہ عرس ہوتا ہے یہ موجودہ عمارت چمن شاہ فقیر نے بنوائی جس سے  
 رونق مکان کی بڑھ گئی شیخ حسو تیلی ستابہ سحری میں فوت ہو کر یہاں  
 مدفون ہوا کہتے ہیں کہ حضرت لال حسین کے ساتھ اسکی کمال محبت تھی اور  
 کہا کرتا تھا کہ حو حسین اور حسین حو ہو دوئی باقی نہیں ہو +

### مقبر جانی خان

قدیم مقابر سے نواح باغبان پورہ میں یہ مقبرہ موجود ہے یہ مقبرہ احمد شاہ بادشاہ  
 کے عہد میں بنا تھا چنانچہ مقبرے کے جنوب کی سمت کوٹا حال ڈیوڑھی اُس باغ کنی

وہائی سیرے نے زیادہ تر ستیا تو محلہ اُجر گیا لوگ جا بجا نکل گئے مہاراجہ نچیت سنگھ  
 کی محلہ سی مین پہر محلہ آباد ہوا مالکان مسجد ہی پہر اگر آباد ہوئے مگر اس عرصہ  
 میں بسبب صدمات چند در چند تمام حجرے مسجد کے گر گئے لکڑیاں لوگ اٹھا کر  
 لے گئے صرف مسجد باقی رہ گئی محلہ کے لوگ فکر میں تھے کہ مسجد کو بدستور بنائیں  
 اور ایک شخص دلاور خان نام داروغہ صطبل کنور نو نہال سنگھ نے زیر دستی  
 سے مسجد کے صحن کی زمین امام سے چھین لی اور اپنی حویلی تعمیر کر لی وارثان  
 مسجد مفتی غلام رسول و مفتی غلام محمد مہاراجہ کھرک سنگھ کے پاس سختی ہوئے  
 مہاراجہ نے دلاور خان کو سخت تنبیہ کی اور راجہ نامہ زمین کا امام کو لکھوا دیا اب یہ  
 مسجد بسبب اسکے کہ اسکو صحن کی زمین مین دلاور خان نے بادجو و مسلمان ہونے  
 کے حویلی بنالی تھی چوٹی رہ گئی ہر گرجب قدمت کے مشہور زیادہ ہر مفتی جلال الدین  
 مسجد کا امام ہر جو مفتی غلام سرور متولی مسجد کی اجازت سے امامت کر رہے  
 یہ مسجد گزشتہ سال کی برسات مین گر گئی تھی جسکو نواب عبدالحمید خان مین  
 لاہور نے دوبارہ تعمیر کرایا ہے ۔

### مسجد محلہ تکیہ سادہ ہوان

سادہ ہوان کے محلے مین یہ ایک عالیشان مسجد بنی ہوئی ہے جسکی تعمیر ۱۲۶۶ھ ہجری  
 مین نور محمد سادہ ہوان کے زرا لگت سے وقوع مین آئی۔ سادہ ہوان ایک مسلمان قوم کشمیری  
 تین حاکون سکھوں کے وقت کشمیر سے آکر اس محلے مین جو محلہ علاول لوہانی کا  
 مشہور تھا سکونت پذیر ہوئے پہلے سب کرایہ دیتے تھے صاحب املاک و متمول  
 ہو گئے مین بیان تک کہ محلہ انہیں کے نام سے مشہور ہو گیا ہر یہ لوگ ظاہر  
 کوئی کسب و پیشہ نہیں کرتے ہندوستان کے مختلف شہروں مین نکل جا  
 مین اور جس طرح پر روپیہ بہم پہنچتا ہے آتے مین کوئی فقیر سالک کوئی مجذوب

کوئی شہزادہ کوئی کچھہ کوئی بن جاتا ہے کوئی گدا کی کرتا ہے کوئی تجارت پر گزارہ کرتا ہے جو غرض ہر جہیلہ سے۔ روپیہ پیدا کر لانا انکا کام ہے ہر باہر جا کر یہ اپنے نام بھی بدل ڈالتے ہیں کوئی صوفی شاہ کوئی شطرنجی شاہ کوئی مسکین شاہ نام رکھ لیتا ہے مسجد کے موقع پر پہلے ایک میدان تھا وہاں سادھوؤں نے اپنی نشست کے لئے تکیہ بنایا اور ایک مختصر مسجد کی بنیاد رکھی نور محمد نے وہ مسجد گرا کر اور بہت سی زمین تکیہ کے صحن سے لیکر یہ عالی شان مسجد بنوائی کچھہ روپیہ اسمین برادری کا بھی خرچ ہوا یہ مسجد کرسی دار ہر زینہ چڑھ کر اوپر جانے میں مسجد کی عمارت پختہ چونچ گئے تھے تین محرابیں تین دروازے سقف قابوئی تین گنبد مدور بلند اوپر کے گنبد طلحی نصب ہیں صحن کشادہ چاہ پختہ ہے مسجد کے صحن کے نیچے بجانب جنوب تین دوکانیں ہیں آبادی روز افزون ہے +

### مسجد مرزا محمد المشہور میرزا موٹا

یہ مسجد قدیمی ہے پہلے ضابطہ خان کی مسجد کہلاتی تھی اور ضابطہ خان ایک عابد زاہد شخص اس مسجد میں رہتا تھا لوگ اسکے متفقہ بہت تھے وہ ۱۱۵۰ھ ہجری میں گویا ۱۷۷۹ء میں اس مسجد کو گرا کر از سر نو مرزا محمد نے بنوایا یہ شخص سکھی سلطنت کا ملازم تھا انگریزی عمارتی مین خانہ نشین رہا مگر مالدار آدمی تھا اور دیندار بھی۔ اس کی تعمیر میں اُس نے بکشا وہ دلی روپیہ خرچ کیا مسجد کی کرسی ایک منزل تک پہنچی کی شرق و جنوب کی طرف مسجد کے نیچے دوکانیں بنوائیں جسکی آمدنی سے مسجد کی رونق ہے ایک نشست گاہ ہے مسجد کے متصل بنی ہے یہ بھی وقفہ ہے امام مسجد کے رہنے کا مکان ہے مسجد کے ملحق بنا ہے دروازہ اسکا شرقی ہے اور اوپر دروازہ کے ایک تہہ سنگ مرمر کا لگا ہے جس میں یہ شعر لکھ میں +  
چونکہ از مرزا محمد مسجد سے شد بنا و خوب باتدبیر شد

ہاتھ شمسائے تابرخ لخت اسے چہ حسن مسجد سے تعمیر شد  
 زمینہ چڑھ کو جب اوپر جائیں تو صحن مسجد آتا ہے جسکا فرش پختہ ہے اور بجانب شرق  
 چوٹی دیوار بطور منڈیر کے ہے صحن کے جنوب کی طرف چاہ ہے جسپر سقف ہے اور  
 ایک دالان خشتی قابونی سے ورہ جسکے اندر ایک حجرہ ہے اس سب حصہ مستف  
 کے اوپر امام مسجد کے لئے گہر بنا ہے مغرب کی سمت کو خاص مسجد دالان و دالان  
 محرابی خشتی بنی ہے جسکے تین تین درتین سقف مسجد کی چوٹی نہایت مکافہ ہے  
 مسجد کے اوپر اگرچہ گنبد نہیں مگر دیوار کی منڈیروں کے تین حصے کر کر اور دور شکل  
 گنبد بنا کر گویا وضعی گنبد بنا دیئے ہیں جو دور سے گنبد دکھائی دیتے ہیں اس  
 مسجد کی دیواریں سب چونچ گئے و منقش ہیں اندر کی محرابوں کے اوپر اشعار کچھ  
 ہیں اور باہر کی درمیانی محراب پر کلمہ شریف تحریر ہے اب مرزا محمد بانی مسجد  
 مر گیا ہے اسکا بیٹا موجود ہے وہ خدمت مسجد کی کرتا ہے اور یہ مسجد متصل طویل  
 شام ہوا کے واقع ہے ۔

### مسجد امیر شاہ وروی میجر

یہ مسجد بھی نو تیار نہایت پختہ و قبول صورت میرزا محمد کی مسجد سے تھوڑے  
 فاصلہ پر سمراہ واقع ہے پہلے ہی یہاں مسجد تھی مگر بہت چوٹی امیر شاہ نے  
 اسکے پاس کے مکان کھرید کر مسجد کے شامل کیا اور مسجد کو وسیع کر کے از سر نو  
 ۱۷۵۰ء ہجری میں بنوایا اگرچہ گنبد نہیں ہیں مگر اور سب قطع سنہری مسجد  
 کی ہے صحن مسجد گام فرش ہے مکلف ہے اور مسجد کی تین محرابیں منقش بنی ہیں  
 اندر سے ہی مسجد چونچ گئے ہے سقف چوٹی نہایت موزون ایک مختصر شگاہ  
 ہی ستاواہ و چاہ و قدرے صحن جنوبی پاٹ کر اوپر بنائی گئی ہے حسین امام  
 رہتا ہے ۔ بانی اس مسجد کا ایک شخص سید امیر شاہ نام ہے جو سرکاری انگریزی

فوج میں دردی میجر کا عہدہ رکھتا ہے آدمی بہت نیک ہے ۔

## صوفی والی مسجد

یہ مسجد سربراہ کشمیری بازار کے واقع ہے قدیم زمانہ کی مسجد تھی اور بہت اسکے کہ صوفی نام ایک ملا مدت مدید تک اس میں مقرر رہا یہ مسجد اسی کے نام سے موسوم ہو گئی جب اسکے بیٹے نے مسجد و مکان متعلقہ مسجد کی نسبت مارکانہ دعویٰ ظاہر کیا تو محلے والے کو بھی داروں نے اُسکو بند یہ عدالت میں داخل کیا عرصہ دو سال سے جب سرکار کی یہ تجویز ہوئی کہ شہر کے ہر ایک بڑے بازار کو ایک سمت سے سیدھا کر کے پانی کے مل قائم کئے جائیں تو اس مسجد کا بھی کچھ حصہ سڑک میں آگیا جسکی قیمت سرکار سے پانچ سو روپیہ ملا چونکہ مسجد کا دوبارہ بنانا منظور تھا حاجی مولیٰ داد کو بھی دار نے اُس روپیہ کے علاوہ اور بہت سا روپیہ اپنی رزق سے خرچ کر کے اُسکو بنوایا جو سربراہ نہایت مطبوع معلوم ہوتی ہے افسوس کہ گنبد نہیں بنایا اگر بنتا تو اسکی زینت المضاعف ہوتی۔ اس مسجد کی کرسی بہت بلند بقدر ایک منزل کے ہر دروازہ شمال کی طرف بطرف کوچہ کے رکھا گیا ہے جب شیریں چڑکھا اور جائیں تو سامنے سقاوہ اور چاہ مسجد ہے یہ چاہ قدیم زمانہ کا بہت چڑا بنا ہوا ہے پانی اسکا سرد و شیرین مشہور ہے چاہ و سقاوہ کے غرب کی طرف صحن مسجد چلتے چونچ بنا ہے مسجد خاص کی تین محرابیں ہیں بیچ کی محراب پر کلمہ شریف لکھا ہے مسجد کے اندر کی دیواریں بھی چونچ ہیں اور سقف چوبے مکلف بنی ہے مسجد کے بیچے بازار کی طرف دو دو کابین ہیں جنکا کرایہ حاجی مولیٰ داد بانی مسجد لیتا ہے ۔

## مسجد میان نور ایمان والہ

یہ مسجد شہر لاہور کی کوتوالی کی دیوار دیوار جانب غرب ایک عالیشان مسجد بنی ہوئی سو سے بانی مسجد ایک متمول و خیر آدمی عہد سکیمی میں نور محمد نام تھا۔



گھوڑوں کی کاٹھیاں جو بصر ہزار ہا روپے کے بنائی جاتی تھیں اسی کی معرفت  
 بنتی تھیں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اسکو نورایمان والہ خطاب بخشا تھا کہ اسکی  
 ایمانداری و دیانت مہاراج کے دلپر نقش ہو چکی تھی بہت مرتبہ امتحان کیا گیا  
 مگر سرکاری کام میں ایک خر مہرے کی خیانت اسپر ثابت نہوئی یہ شخص سخاوت  
 بھی بہت کرتا تھا خیر و خوبی کے کام اس سے بہت سے ہوتے رہے ایک مرتبہ  
 مسجد و نیر خان کی مرمت اس نے بصر ہزار ہا روپے کے کرائی تھی اور چاروں  
 بنیادوں کے اوپر کے گنبدوں کے آٹھ آٹھ درون میں سے اس نے چار  
 چار در بند کراوئے تھے اور چار چار باقی رکھے تھے کہ انکی زیادہ مضبوطی ہو جائے  
 مسجیت بھی اس نے بہت بنوائیں اور مقابر اور روضے بزرگوں کے تعمیر کرائے  
 اور اپنا یادگار بنیک زمانہ میں چھوڑ گیا یہ مسجد اس نے ۱۳۹ھ میں بنوائی  
 تھی جسکی نہایت مستحکم پختہ چونگ عمارت ہے مسجد کی کرسی بقدر ایک منزل کے  
 بلند ہے زمینہ چتر بکرا اور چلتے ہیں نیچے مسجد کے دو کائین بنی بنین جنگا لایہ مصداق  
 مسجد میں صرف ہوتا ہے زمینہ سے چڑھ کر جب اوپر جائیں تو چاہے چرخ و اراد و ستارہ  
 غسلسانہ بنا ہوا ہے مسجد کا صحن وسیع ہے حسین پختہ فرش ہے خاص مسجد کی میں بن  
 عالیشان بنی ہوئی میں سقف قابوئی ہے اور اوپر میں گنبد مدور نہایت خوبصورت  
 تعمیر ہوئے ہیں مسجد کی میانہ محراب کے اوپر ایک اینٹ سنگ مرمر کی لگی  
 ہوئی حسین یہ دو شعر لکھے ہیں ہو چو جنگا لایہ ساختم مسجد جو فلک مستقیم +  
جست چو تارخ بنایش خرد + ہاتف گفتار ہی اجر عظیم + اس مسجد کے  
 گوشہ لکھنی و نیرت میں پہلے دو حجرے پختہ بنے ہوئے تھے مگر اب جو سرکار انگریزوں  
 بازار کی ایک سمت کو پانی کے ٹل جاری کرنے کے لئے سید ہا کیا تو زمینہ اور دونو  
 حجرے اور کعبہ صحن اور دو کائون کا ایک درجہ بیرونی شکر میں آگیا جھدر

معاوضہ کاروپہ سرکار سے ملاوہ خرچ ہو کر دوبارہ زمینہ اور زمینہ کے اوپر  
ایک چوہ بنایا گیا اور صحن کو اوپر کی منزل پر سنگ سرخ کے تختون کا بڑھاؤ  
دیکر وسیع کیا گیا ہے۔

### مسجد ثانی نور محمد ایمان والہ

یہ مسجد کشمیری بازار کے سر راہ بنائی گئی تھی اور مسجد کے جانب شمال بفاصلہ ایک  
کوچہ کے نور ایمان والے کی سکونت کی حویلی تھی جب مسجد تیار ہوئی تو مولوی  
جان محمد مرحوم جو عہد سکھی مین ایک مشہور مولوی و واعظ و مدرس شہر لاہور  
مین تھا اس مسجد مین امام مقرر ہوا وہ ہر ایک جمعہ کے روز وعظ کہتا تھا ہزاروں  
لوگ سننے کو آتے تھے ایک جمعہ کے روز خود ہی نور و وعظ سننے کو آیا جب وعظ  
ختم ہو چکا تو نور نے مولوی جان محمد کو زر نقد و خلعت کے علاوہ ایک حویلی  
مسکونہ بھی بخش دی اور اپنے گھر کے لوگوں کو حکم دیا کہ اس وقت کہہ رہے نکاح  
و دوسرے مکان مین چلے جائیں جس قدر زر نقد و سیلاب خانہ داری و ظروف  
و پارچات وغیرہ ہے سب کا سب دین چھوڑ دین سوائے اُن کی پٹروں کے  
جو پہن رہے مین اور کچھ ہمراہ نہ اٹھائیں چنانچہ فی الفور حکم کی تعمیل ہوئی  
اور حویلی مع اسباب و سامان و نقد و زیور ہزار ہار و پے کے مولوی جان محمد  
کو مل گئے مین بعد مدت العمر جان محمد اس مسجد و حویلی مین سکونت پذیر رہا اب ہی  
اسکی اولاد اُس حویلی مین رہتی ہے اور مسجد ہی انہیں کے قبضہ مین ہے پہلے یہ  
مسجد وسیع تھی اب بقدر نصف کے اسکی زمین بضرورت اجراء تل پانی  
کے سرکار نے لے لی ہے جس سے دوبارہ مسجد چھوٹی ہو کر بنی ہے۔ تعمیر جدید اس  
مسجد کی جو حال مین باہتمام فضل حق مولوی جان محمد کے بیٹے کے سرکاری  
معاوضہ کاروپہ خرچ ہو کر ہوئی ہے نہایت عمدہ و متقطع ہر شے دوکان مین

بھی ہستور بنائی گئی ہیں اور مسجد بھی ایک منزل کی مقدار کرسی دیگر ہستور  
تعمیر ہوئی ہے مسجد کی جنوبی دیوار جانب بازار پر یہ اشعار تحریر کر لئے گئے  
جن سے ۹۷۰ ہجری حاصل ہوتا ہے ✽

نومسجد کی منظر نیر محمد است ✽ ✽ دروے ہنوز امامت جان محمد است  
از فضل حق تیرید چہ سال نباش گفت ✽ ✽ این گاہ سلامت جان محمد است

ایضاً

مسجد بنوے حکیم فضل حق تعمیر کرد ہست بیت الدنائی شد ملائک را مقام  
جست عاشق لکھنوی چو از میر جاویدال گفت ہاتف سجدہ گاہ فضل حق باد ادا دام

مسجد پولیان والی واقع لوہاری منڈی

یہ مسجد پہلے بھی کئی سو برس سے بنی ہوئی تھی ۸۷۰ ہجری میں اسکواڑ سر نو  
میان عمر دین سب اور سیر ملازم محکمہ بارگ ماستری لاہور نے بہت سارے وسیع  
خرچ کر کے اپنے دادے کے نام پر تعمیر کیا یہ مسجد کرسی دار نہیں ہے سر بازار اسکا  
دروازہ ہے جب اندر جائیں تو ایک وسیع میدان پختہ فرش کا آتا ہے گوشہ ایسا  
میں چاہ غلخانہ و ستاواہ بنا ہوا ہے دو نوشتہ صحن کے دو والان چوبی خوشنما  
بنے ہوئے ہیں خاص مسجد کی تین محرابیں جنکی عمارت پختہ و منقش ہے تینوں  
دروازوں میں آئینہ دار چوبی چوکھٹیں و دروازے لگے ہیں مسجد کے اندر کی  
عمارت بھی منقش و پختہ چون گچ بنی ہے اندر کی تینوں محرابوں پر کلمہ شریف  
و ابیات لکھی ہیں باہر کے درمیانی دروازے کے اوپر ایک سنگ مرمر کی  
اینٹ لکھی ہے چار حسین چار مصرعے تحریر ہیں مگر خوبی پڑھے نہیں جاتے اور  
بسیب بلندی کے نظر کام نہیں دیتی صرف ۸۷۰ ہجری پڑھا جاتا ہے عمر دین  
بانی اس مسجد کا ایک دیندار و نیک خواہمی راقم مولف کتاب ہذا کے ماتحت

کئی سال عہدہ سب اور سپر پر ممتاز تھا جسکی خدمات سے مولف کمال خوش  
 رضا مندر ہا آخرین دم تک اُس نے بکمال دیانت و امانت اپنی خدمات کو  
 انجام دیا اب اُسکا بیٹا عبدالرحیم پل راجکھاٹ راوی کا دار و نذہ ماتحت مولف  
 کتاب نے مقرر ہے

## مسجد شیخ نواب امام الدین خان

یہ مسجد محلہ چیلہ کا حمام میں ایک عالیشان مسجد بنی ہوئی ہے بانی مسجد کا مہاراجہ  
 رعیت سنگہ کے دربار میں امیر کبیر و ناظم صوبہ کشمیر تھے پہلے اسکا باپ شیخ  
 غلام محی الدین کشمیر کی نظامت پر امور ہوا اُس نے وہاں ہی وفات پائی -  
 پھر اُسکا بیٹا شیخ امام الدین اُسی خدمت پر مقرر ہوا اور اُس وقت تک رہا  
 جب تک کہ صاحبان انگریز نے لاہور فتح کر لیا اور صوبہ کشمیر کا علاقہ مع دیگر ہستیا  
 علاقہ کے مہاراجہ گلاب سنگہ کے پاس فروخت ہو گیا یہ مسجد سن ۱۲۶۶  
 ہجری میں تعمیر کی اور یادگار بنیائے مانہ میں چھوڑ گیا مسجد کے چبچب جنوب  
 ایک منول گرسی دیکر تعمیر ہوئی ہے زینہ چڑھ کر اوپر جاتے ہیں صحن وسیع پختہ  
 فرش کا بنا ہوا شمال کی طرف ایک چوبی مکلف والان ہے خاص مسجد کی تین  
 محرابیں پختہ عالیشان بنی ہیں عمارت نہایت عمدہ ہے درمیانی محراب کے سر پر  
 ایک اینٹ سنگ مرمر کی لگی ہے جسکے اوپر کے درجے میں کلمہ شریف لکھا ہے  
 اور نیچے یہ چار مصرعے تحریر ہیں

امام الدین خان نواب با جاہ ✦ عمارت کرو مسجد حسب و لخواہ ✦  
 چو تا ریختن بستم ہائے غیب ✦ بگشتا فی الحقیقت کعبۃ اللہ ✦  
 مسجد کے اندر عمارت نہایت عمدہ و نقش ہر سقف قابل توجہ ہیں اور تین  
 درجے کی گنبدی سقف تعمیر ہوئی ہیں درمیانی گنبد کے چاروں طرف چار شعر کا

قطعہ لکھا ہوا ہے ۴۰

موفق شد ہے تعمیر مسجد از خدا وافی  
مقام فیض رہانی مکان لطف سبحانی  
خریدہ دولت پاتی عقبی از زر غانی  
ہدینا از امام الدین باشد کعبہ ثانی

زہے نواب عالیشان کہ از تائید یزدانی  
چہ مسجد قبلہ گاہ عارفان و معبد نیکان  
بنامیزد ازین تعمیر تسخیر و دہ عالم کرد  
سراحد فگندہ گفت با تفسال تعمیرش

مسجد کی چہت کے اوپر نہایت خوشناتین عالیشان گنبد بنے ہوئے اور دو مینار  
میں اور صحن کے جنوبی دالان کی دیوار پر یہی چند اشعار تاریخی تحریر میں بانی  
مسجد کا بیٹا نواب غلام محبوب سبحانی تادم تحریر موجود ہے اور مسجد کی خبر گیری اس کے متعلق  
مسجد حفیظ چاکس سوار

یہ مسجد بازار رنگ محل متصل مشن سکول بفاصلہ درمیانی بازار کے واقع ہے پہلے  
بھی اس جگہ مسجد تھے حفیظ چاکس سوار نے اس کو از سر نو تعمیر کیا اور بقدر ایک  
منزل کے اونچی کر سی رکھی جنوبی و غربی سمت مسجد کے پیچھے دو کابین بنوائیں اور  
کرایہ دوکانوں کا وقف کر دیا یہ مسجد عالیشان گنبد دار ہر زینہ چڑھ کر اوپر جاتے  
میں صحن مسجد کا وسیع ہے اور عمارت پختہ چونکہ نقش تین محرابیں عالیشان  
میں درمیانی محراب کے اوپر خشت سنگ مرمر کی نصب ہے حسین کلمہ شریف  
کنندہ ہر مسجد کے اندر محرابوں پر یہی آیات تحریر ہیں سقف قابو تھی ہے اور اوپر  
تین گنبد عالیشان دو مینار نور و بین مسجد کی پشت پر خشت سنگا میں متعلق مسجد  
بھی تہیں جوئل کی شرک میں آئی ہیں مگر مسجد بچ گئی ہے۔ یہ محمد حفیظ سرداران  
سندھ نوابیہ کے گھر کا چاکس سوار تھا مہاراجہ شیر سنگھ کے عہد میں جب سرداران  
سندھ نوابیہ لاہور سے بھاگ گئے تو محمد حفیظ لاہور میں رہا کچھ عرصہ کے بعد  
مہاراجہ شیر سنگھ کے پاس منجری ہوئی کہ جو لکھا روپیہ سرداران سندھ نوابیہ کا

لاہور کے صرافوں کے پاس امانت ہو اُس مین سے معرفت محمد حفیظ کی خراج آنگو  
 بھیجا جاتا ہے یہ بات سنکر مہاراجہ نے محمد حفیظ کو بلوایا اور حال دریافت کیا  
 اس نے صاف انکار کیا مہاراجہ نے قرآن منگو کر کہا کہ اگر تو سچا ہے تو اس پر ہاتھ  
 رکھ کر قسم کہا۔ یہ قسم بھی کہا گیا جب بخوبی تحقیقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ قسم  
 اس نے جوئی محض بلحاظ شرط ٹھیکے کہا کی تھی مہاراجہ نے اسکے دونوں ہاتھ قطع کر دئے  
 اسے روز سے یہ خفیظ ٹنڈا مشہور ہوا مگر بسبب لدار ہونے کے گزارہ اسکا اجہار ہا  
 چاکر سوار سی مین پنجاب کے ملک مین اسکا کوئی ثانی نہ تھا اخیر پٹنہ مین اسکو  
 مہاراجہ نیپال نے اپنے پاس طلب کر لیا اور یہ قریب دس سال کے وہاں رہا  
 وہاں ہی یہ ٹاٹینا ہو گیا اور لاہور آکر ۹۲ھ ہجری مین مر گیا :-

### مسجد موران طوائف

یہ نامی گرامی مسجد لاہور بازار پاپڑ منڈی علاقہ شاہ عالمی دروازے مین واقع ہے  
 بانیہ اسکی مولان طوائف مہاراجہ رنجیت سنگھ کی محبوبہ تھی مہاراجہ رنجیت سنگھ  
 کی وقت اسکی مین عورت کی رسائی دربار مین یہاں تک تھی کہ کوئی کام اسکے  
 مشورے و تجویز بغیر ہوتا تھا مہاراجہ نے کمال مہربانی اسکے نام کی ضرب  
 بھی جاری کی تمام پنجاب مین اسکا سکہ جاری ہو گیا اب تک اسکے نام کے سکو  
 روپے پیسے لوگوں کے پاس بطور یادگار رکھے مین اسکے وقت مہاراجہ کا  
 دربار بڑے نام تھا جمل دربار اسکے گہر ہوتا تھا اسکے حکم کو لوگ مہاراجہ کے  
 حکم سے زیادہ تر مضبوط تصور کرتے تھے مولان طوائف اسکی ہمیشہ کی وزیر  
 بھی و دربار مین بدرجہ غایت تھی مہاراجہ بر ملا اسکے گہر آتا تھا اور سوار سی بازار  
 مین کھڑی رہتی تھی اس نے اپنے اقتدار و اختیار کے وقت یہ مسجد تعمیر کی  
 اور اپنی یادگار زمانہ ناپائیدار مین قائم کی یہ مسجد ۱۲۲۳ھ ہجری مین تعمیر ہوئی

اور پرباشی تاینچی مسجد کے بیرونی دروازے پر اب تک لکھی ہوئی موجود ہے ۔  
 بفضل ایندودار سے اخلاک ۔ چوموران مسجد سے آریست بر خاک  
 بتاریخ بنائش ہاتھی گفت ۔ شہ تعمیر شد مسجد پاک  
 یہ مسجد سرباز بازار پاڑمندی کے بجانب شمال بنی ہوئی ہے دروازہ مسجد ہی اسی  
 طرف ہے کرسی مسجد کی بہت بلند ہے بقدر ڈیڑھ منزل کے زینہ چڑھ کر انسان اوپر جاتا  
 ہے زینہ اور دروازے کے شرق و غرب دونوں طرف دو کابین بنی ہیں جنکا کرایہ  
 امام مسجد لیتا ہے ان دو کانون کے اوپر ہی نشستگاہیں دیپچہ دار بنی ہوئی  
 ہیں جس میں مسجد کے درویش قیام پذیر ہیں مسجد کا صحن بہت وسیع ہے اور گوشہ  
 ایسان میں چاہ و غسلخانہ اور ایک حجرہ مع اسکے دراندہ کے ہے خاص مسجد کی  
 عمارت پختہ چو رنگ ہے تین محرابیں عالی شان ہیں سقف قابوتی ہے اور اوپر  
 تین گنبد دروڑ قطع خوبصورت ، بنی میں کلس جن پر سبز رنگ کے لگائے گئے  
 ہیں جب یہ مسجد شکر تیار ہوئی تو مسجد کی امامت مولانا غلام رسول و غلام الد  
 کو مہاراجہ نبجیت سنگھ کے حکم سے سپرد ہوئی کیونکہ اس وقت لاہور میں ان سے  
 زیادہ کوئی مولوی و مدرس نہ تھا اور وہ تمام پنجاب میں استاد و کل تھے جب  
 وہ دونوں کا براس مسجد میں قیام پذیر ہوئے اور عام مدرسہ جاری ہوا تو نام  
 اور ہی اس مسجد کی ملکوں میں ہو گئی اور دور و دور سے طالب علم آکر اس مدرسہ  
 میں تعلیم پانے لگے اخیر علمداری سکبھی ناک اس مسجد میں مدرسہ جاری بہا جب  
 دونو حضرات یعنی مولوی غلام رسول و غلام الد فوت ہو گئے اور علمداری انگریز  
 میں علیحدہ مدارس جاری ہو گئے تو سلسلہ اس مدرسہ کا ٹوٹ گیا اور ان  
 حضرات کے صاحبزادوں خلیفہ احمد الدین و حمید الدین نے ہی سرکاری  
 ملازمت اختیار کی اب ہی خلیفہ حمید الدین انس خاندان کا چشم و چہرہ



اس مسجد میں امامت کرتا ہے اور طلباء علوم دینی اس سے بہرہ حاصل کرتے ہیں خلیفہ غلام رسول مرحوم کا ایک ہی بیٹا خلیفہ غلام یاسین تھا وہ نوجوانی کی عمر میں فوت ہو گیا علوم دینی و دنیاوی میں استاد مانا جاتا تھا اسکا بیٹا مولوی غلام محمد و غلام مرتضیٰ موجود ہیں خلیفہ غلام احمد کے پانچ فرزند ہوئے بڑا بیٹا امام الدین تھا جو فوت ہو گیا ہے دوسرا نظام الدین چشمہ زمینی میں فی سبیل اللہ درس پڑھتا ہے تیسرا احمد بخش جو بمقام جہلم سرکاری مدرسہ میں مدرس ہے چوتھا خلیفہ غلام محی الدین جو علاقہ راہون ضلع جالندھر میں درس پڑھتا ہے پانچویں خلیفہ حمید الدین یہ لاہور گورنمنٹ سکول میں مدرس ہے یہ شخص علوم دینی و دنیاوی دونوں میں عالم و فاضل ہے خلیفہ غلام رسول غلام احمد کے والد بزرگوار کا نام غلام حبیب تھا مگر انہوں نے فیض علم و فضل مولوی غلام فرید سے پایا تھا جو حقیقی مامون انکا تھا اور نیز مولوی غلام رسول کا خسر اس مسجد کی بانیہ کا خاندان اب بھی موجود ہے اور میان بوڑھا مولان کا بیٹا جو دہری قوم طوائف کا اسی بازار میں رہتا ہے \*

### مسجد بوکن خان

یہ عالیشان مسجد ۱۵۰۰ ہجری میں سی بوکن خان داروہہ اصطبل خاص مبارک رنجیت سنگھ نے ڈہل محلہ گرز موچی دروازے میں تعمیر کیا اس سے پہلے بھی اس جگہ ایک بیچ مسجد بنی ہوئی زمانہ سلف کی تھی اسکو اگر بوکن خان نے از سر نو مسجد تعمیر کی دروازہ اسکا بجانب شمال سر راہ ایک کوچہ کے ہے دروازہ نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے چسپ ایک اینٹ سنگ مرمر کی لگی ہوئی ہے اور اس میں یہ قطعہ تاریخ لکھا ہے \*

چون زبکین خان والا منزلت شد بنا این مسجدی الاحترام

بہتر تاریخش ز ہاتف شد ندا کعبہ ثانی بنا شد این مقام  
 چونکہ یہ قطعہ تصنیف کیا ہوا فرید شاعر لاہور کا ہر مقولہ فرید نیچے تحریر ہے اس  
 دروازے کے اندر جب جائیں تو ایک وسیع میدان آتا ہے جو تین حصہ میں تقسیم ہے  
 ایک حصہ بین باغیچہ لگا ہوا ہے اور اسی طرح طرح کے درخت بڑے وغیرہ لگے ہیں  
 دوسرے حصے جنوبی دین درویشوں کے رہنے کے لئے چند حجرے بنے ہوئے ہیں  
 تیسرے حصہ میں چاہ و غسلخانہ و سقاوہ و خاص صحن مسجد و مسجد ہے مسجد کا صحن  
 پختہ فرش کا ہے اور خاص مسجد کی تین محرابیں عالی شان بنی ہیں درمیانی محراب  
 پر کلمہ شریف تحریر ہے مسجد کی عمارت سب پختہ چونکہ منقش ہے سقف چوبی لکین  
 لایق تعریف بنی ہوئی ہے جب تکبائی زندہ رہا اس مسجد میں کمال رونق  
 رہی اب کم رونق ہے ۔

### مسجد امام شاہ والی

یہ مسجد بھی ڈبل محلے کے علاقہ میں سر راہ بنی ہوئی ہے پہلے ہی بیان مسجد تھی  
 اب ۱۲۹۴ھ میں عمارت موجودہ حال نواب عبدالعزیز خان صاحب رئیس لاہور  
 نے جو ایک متدین رئیس مسلمانان لاہور میں ہیں اپنی لاگت سے تعمیر کی  
 دروازہ اس مسجد کا شرق کی طرف سر راہ ہے جب اُس سے اندر جائیں تو  
 صحن مسجد کا وسیع آتا ہے جس میں پختہ فرش مکلف بنایا گیا ہے اور چاروں طرف  
 قد آدم چونرگ دیوار گوشہ ایساں ہیں چاہ و غسلخانہ و سقاوہ بنا ہوا ہے  
 مسجد خاص ٹکی تین محرابیں متعلق ہیں جنکے اندر دروازے چوبی لگے ہیں مسجد  
 کے اندر کی عمارت بھی نہایت خوبصورت و منقش ہے اور سقف چوبی منقش  
 ایک دیوچہ مسجد کے اندر سے سمت بازار بجانب جنوب رکھا ہوا ہے جسکے اوپر  
 باہر کی طرف جزاک الدینی الدارین خیرا تحریر ہے اور اندرونی درمیانی محراب

کلمہ شریف وغیرہ آیات اور محرابوں پر لکھی ہیں \*

## مسجد ملا مجید واقع محلہ چہل پیہیان

یہ مسجد نہایت عمدہ و عالیشان عمارت کی چہل پیہیوں کے محلے گڑھوچی دروازے  
میں بنی ہوئی اس کا ملا مجید ایک لائٹی شخص تھا اکثر اوقات تجارت کرتا تھا۔  
اور کمال ارادت اپنی کمائی سے پہلے اس نے ۲۵۰ روپے بحری میں مسجد میر کی وہ  
سادہ عمارت تھی پھر وہ اسی فکر میں رہا کہ روپیہ جمع کر کے عالیشان مسجد بنائی  
چنانچہ یہ ارادہ اس کا پورا ہوا اور پہلی مسجد اگر دوبارہ عالیشان گنبد دار مسجد بنائی  
بنائی ابھی سفیدی نہیں ہوئی تھی کہ مرگیا محلے والوں نے روپیہ جمع کیا اس میں  
بہت سا روپیہ سید حیدر شاہ سپرویزر محکمہ انہار نے فی سبیل اللہ دیا اور باقی  
ماندہ مرمت و سفیدی ہو کر مسجد بہم نوع درست و تیار ہو گئی یہ مسجد نہایت  
مقطع و خوبصورت و پختہ بنی ہوئی ہے بیرونی دروازہ نہایت عمدہ بنا ہے اس کے  
اندراجائیں تو بجانب جنوب چاہ و غسل خانہ و سقاوہ ہے اور اس سے آگے  
بڑے کرگوشہ بایں ایک وسیع حجرہ بنا ہے جس کے دو درجے ہیں ایک درجہ اندرونی  
دوسرا بیرونی اندرونی درجے کے تین دروازے چوبی ہیں اور باہر کے درجے  
کا ایک در محرابی اس میں مولوی محمد بخش درس پڑھاتا ہے اس کے جنوب کی سمت  
کو خاص مسجد ہے صحن مسجد کا نہایت عمدہ ہے حسین ڈیل اینٹوں کا فرش لگایا  
گیا ہے خاص مسجد کی تین محرابی قابوتی مقطع محرابیں ہیں درمیانی محراب پر  
دو کتبہ ہیں بالائی کتبہ پر تعلیم حلی کلمہ شریف تحریر ہے اور اس کے نیچے کے درجے  
میں سنگ مرمر کی اینٹ ہے اس میں بھی کلمہ شریف اور نام بانی مسجد اور ۱۲۸۵  
سال تعمیر سابق و ۱۲۹۴ تعمیر حال کا تحریر ہے مسجد کے اندر کی عمارت بھی  
نہایت اعلیٰ درجے کی ہے سفیدی نہایت عمدہ ہے چہت قابوتی اور اوپر

چہت کے تین گنبد عالیشان مدور مقطع خوبصورت بنے ہیں اس مسجد میں  
 رونق بہت رہتی ہے۔ سامان روشنی و فرش و فرش وغیرہ سب مہیا و موجود  
 رہتا ہے و غلطی بھی اکثر ہوتا ہے ۔

### ذکر معابد و مقابر و مندر رہا ہے بیرونی شہر لاہور

یہ تذکرہ بھی دو حصوں میں منقسم ہو کر بیان ہو گا یعنی اول وہ مکانات مذہبیہ اہل ہنود  
 مذکور ہوں گے جو شہر کے حصار کے باہر مشہور و معروف مکانات ہیں۔ من بعد اہل اسلام  
 کی مساجد و مقابر و معابد کا ذکر تحریر میں آئیگا واضح ہو کہ ہندوؤں کے شوالے  
 دھاکر دوارے و دیوی دوارے و وہرم سائے اس شہر کے باہر بھی بہت  
 میں جس طرح پر کہ مسلمانوں کی مسجدیں و مزار ہیں مگر اس موقع پر نامی مکانات  
 کی تشریح سے غرض ہے ۔

### چوبارہ چھو بھگت

شاہجہان بادشاہ کے عہد میں چچو نام ایک شخص خدا پرست قوم بہاؤیا خاص  
 لاہور کا رہنے والا تھا پہلے صرافی کی دوکان کرتا تھا اکثر صحبت اسکی بھگت لوگوں  
 کے ساتھ تھی نیا نمبر بالا پیر لاہوری و شاہ بلاول لاہوری و شیخ اسماعیل المشہور  
 میان وڈا وغیرہ بزرگان خدا پرست کے ساتھ اسکی کمال دوستی تھی فتنہ  
 رفتہ جاذب جذب آہی نے اسکو اپنی طرف کھینچ لیا اور تارک الدینا ہو کر سب  
 الگ ہو بیٹھا اس مقام پر جہاں اب اسکی سادہ ہو دو منزلہ ایک چوبارہ یعنی  
 بالا خانہ بنا ہوا تھا جسکا زینہ چوبارہ تھا چوبارہ میں بیٹھ کر چچو خدا کی یاد میں مصروف  
 رہتا تھا اور زینہ اوپر تینچ لیتا تھا کہ اسوا سحر کہ کوئی اسکے پاس آکر راج اسکی  
 اوقات عزیز کا ہو جب کوئی دوست خدا پرست آتا تو زینہ رکھ کر اسکو اوپر آئے  
 کی جازت دیتا تمام عمر اس شخص نے خدا کی عبادت میں بسر کی اس بزرگ

کی کہ اسٹین بہت سی زبان زدِ خلاق ہیں۔ نقل۔ ایک شاہی ملازم نے تیلی  
 اشرفیوں کی اپنی عورت کے پاس رکھی ہوئی تھی اسٹین سے عورت نے ایک  
 اشرفی چورانی ایکرو زہ تیلی بکس وہ شخص چھو کی دوکان پر لایا اور چھو کو کہا  
 کہ انکو پرکھ دے چھو نے سب اشرفیان پر کھدین عندا شمار ایک اشرفی کلم نکلی۔  
 اشرفیوں کے مانگے چھو کو تہمت لگائی کہ اشرفی میری تو نے چورانی میری چھو نے انکار  
 کیا مگر اس نے نہ مانا اور ایک چابک چھو کو مارا اور دوکان کی تلاشی لی اشرفی  
 کہیں دستیاں نہوی آخر شرمندہ ہو کر چلا گیا جب گھر پہنچا تو دیکھا کہ عورت درہم  
 میں مبتلا جاں لبیب ہو رہی ہے بہ چند محالہ کیا صحت نہوی آخر سب لوگوں نے  
 کہا کہ تو نے آج چھو بھگت صرف کو جس نے کہی کیا مال ناحق نہیں کہا یا چابک  
 ہے یہ اسی ظلم کی نسبت ہے عورت نے جب یہ حال سنا کہا کہ اشرفی تو حقیقت میں  
 میں نے لی تھی اسکو تو نے ناحق مارا پس دو نو عورت خاوند چھو کی دوکان پر گئے  
 اور کمال عجز تقصیر معاف کرائی جب چھو رضی ہوا تو اسی وقت عورت رضی ہوئی  
 یہ متبرک مکان چھو بھگت کی وفات کے بعد ایک مخضر مکان بنا ہوا تھا جس میں  
 اسکی سادہ تھی مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وقت یہ عالیشان مکان بن گیا۔ بڑے بڑے  
 عمدہ و پختہ مکانات اسٹین تعمیر ہوئے جو اب تک موجود ہیں چاروں طرف چار دیواری  
 پختہ ہو اور احاطہ کے اندر بہت سے دالان و شہ نشین و مکلف نشستگاہیں  
 بنی ہوئی ہیں آٹھ روز میں ہر روز شنبہ و سہ شنبہ معتقد لوگ ہندو زن و مرد  
 حاضر ہوتے ہیں اور قوالی عارفانہ راگ بین ہوتی ہے خاص سادہ کا مکان  
 نہایت مکلف و پختہ مضبوط بنا ہوا ہے اور سادہ سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے  
 اسکے بغیر اور سادہ میں مثل جیرام بھگت۔ وراگو بھگت۔ وچال بھگت و باوا  
 بھگت و سب و وارا داس و بھار داس و گورو داس و بابا بھگت و بدیر بھگت

و یا بہگت و گمنامی بہگت و دیالو بہگت و شیو دیال چو پڑہ و غیرہ ہیں ۔  
 گدی نشین اس مندر کے داد و پنتے سادہ ہیں سبک پہننے میں حاکمان شہر لاہور  
 کیوقت باوا پر سوتم واس جے پور سے آیا چونکہ زاہد و خدا پرست آدمی تھے انینوں  
 حاکمون نے ملکہ اسکو اس مندر کا سجادہ نشین مقرر کر دیا اسوقت صرف ایک چوبارہ  
 قدیمہ و چار دیواری بنی ہوئی تھی باوا پر سوتم واس نے اس مکان کی آبادی میں  
 بہت کوشش کی بڑا مندر طلائی کام والا اُس نے بنوایا وہ مرگیا تو باوا گوڈر  
 جانشین و مہنت بنا اسکے بعد دوار کا واس اسکے بعد باوا ہر بجن و مہنت  
 ہوا جو نامور و مشہور آدمی تھا یہ مہنت اس مندر کے جو داہ و پنتے میں مجر و  
 رہتے ہیں شادی کرنا انہیں ممنوع ہے اس فرقہ کا گرنتمہ مصنفہ مہنت داد و رام  
 علیحدہ ہے جو بخط شاستری لکھا ہوا ہے خداے واحد کی عبادت کے مضامین  
 اُس میں دج بین گوشت کھانا شراب پینا جھوٹ بولنا اور سوئے خالق حقیقی  
 کے کیا محتاج ہونا منع ہے ۔ چچو بہگت سمت ایک ہزار چھ سو چھیانوین بکرمی  
 میں مطابق ۱۸۵۷ء ہجری و اس جہان فانی سے انتقال کر گیا عام مشہور  
 اس طرح پر ہے کہ چچو بہگت کی وفات ظاہر طور پر وقوع میں نہیں آئی بلکہ  
 چوبارہ میں بیٹھا ہوا اسی غائب ہو گیا اسی مقام پر سادہ بنائی گئی یہ مکان  
 چوبارہ بہت بڑا مکان ہے جسکو ایک چھوٹا سا گاون تصور کر لیں تو جابا ہے  
 چارہ دیواری دو چاہ و زمین مزروعہ ہی موجود ہے اور باہر کی محفہ زمین میں  
 اب مہنت نے دوکانیں بنوائی ہیں ۔

## استہان سیتلا مانا

یہ متبرک مکان شاہ عالمی و لوہاری دروازے کے وسط میں شہر کے باہر واقع ہے  
 جسکو سیتلا دیوی کا استہان کہتے ہیں اگرچہ شب و روز معتقدان ہوں اس دیوی

کی پرستش کمال ارادت مندی سے کرتے ہیں مگر خاص پرستش اس حالت  
 میں ہوتی ہے جب چیچک کی بیماری کا زور ہو یا جو ہر ارون لوگ جنکے بچے  
 چیچک کی بیماری سے اچھے ہونے میں وہ بڑی خوشی کے ساتھ اس دیوی  
 کی آکر پوجا کرتے ہیں حتی المقدور زندانہ چڑھاتے ہیں یہ استہان ہندوستان  
 دو نو قوموں کا مرجع ہے ہندوؤں کے بغیر اہل سلام ہی بعد شفا پانے عارضہ  
 چیچک کے اپنے بچوں کو یہاں لاکر زندانہ چڑھاتے ہیں یہ مکان سکھوں کی  
 سے پہلے ایک مختصر چوترہ بنا ہوا تھا کبھی وقت میں بہت بڑا مکان بن گیا  
 اور بہت لاوارث افتادہ زمین جو مہنت نے اپنے مکان کے متعلق کر لی  
 تھی وہ اب ملکیت اس استہان کی قرار پا گئی ہے کرایہ اسکا سب مہنت لیتا  
 ہے اور چڑاؤ کی روزمرہ آمدنی علاوہ ہے اس استہان کا احاطہ مربع  
 بہت بڑا بنا ہوا ہے پختہ دیوار سے احاطہ محیط ہے دروازہ مکان کا شمال  
 کی سمت کو ہے اور دروازے کی دو سمت غرب و شرق دو کانیں پختہ بنی  
 ہیں جس میں کرایہ دار رہتے ہیں دروازہ مکان کا پختہ مکلف بنا ہوا ہے اور  
 دیوڑی سقف و مقطع ہر دیوڑی کے اوپر ہی ایک چوبارہ خوش طبع بنا ہے  
 جب دیوڑی سے آگے بڑھیں تو ایک وسیع میدان آتا ہے جس کا غوبی حصہ  
 بلند ہے اس پر زینہ چڑھ کر جاتے ہیں اس چوترہ پر چند درخت پھل کے و  
 خدئی کا درخت ہے جسکو لوگ پوجتے ہیں اور اگر چیچک کی پھنسی کوئی پاک جائے  
 تو اسی درخت کے پتوں کا سفوف اس پر ڈالتے ہیں جس سے بیمار اچھا ہو جاتا  
 ہے اس بلند چوترے کے غوبی حصے میں چند کوٹھڑیاں بنی ہیں جس میں مہنت  
 خود رہتا ہے اور اسباب اسکا رکھا رہتا ہے اس چوترے پر ایک چلو چڑھی ہوا  
 ہے چاہ کے شرق کی طرف خاص مندر سری دیوی جی کا پختہ چوٹ بنایا ہوا ہے



اس مندر کا دروازہ بہت شمال ہے اور دروازے کے آگے ایک برائڈہ منقطع  
 بنا ہے مندر کے اندر کی عمارت بھی پختہ چون گچ و منقش سے دروازے کے محاذ  
 کی دیوار میں ایک منقش طاق ہے جس میں مورت سنگین سری دیوی جی کی رکھی  
 ہے اسی کو سب لوگ اتہاٹیکتے اور پرستش کرتے ہیں مندر کے باہر برائڈہ  
 کے اندر ایک پتھر کا شیر ایک چوڑے پر رکھا ہوا ہے اسکی بھی پوجا ہوتی  
 ہے مندر کی سقف قابوتی ہے اور اوپر خوشاگند بنا ہے مندر سے بہت گوشہ  
 لگنی بہت سے مکانات کوٹھڑیاں بنی ہوئی ہیں جس میں ساوہ ہستے ہیں یا مہنت  
 کے گائے بیل بھینس وغیرہ باندھے جاتے ہیں مندر کے دروازے سے  
 باہر کے دروازے تک سیدھی سڑک بنی ہے سڑک سے غرب کی سمت کو  
 وہ اونچا چوڑا ہے جس کا ذکر پہلے تحریر ہو چکا ہے اور شرق کی سمت کو ایک  
 چاہ چرخی دار اور چند ساوہ پختہ بنے ہوئے پہلے مہنتوں کے ہیں اور ایک  
 مندر شمال پختہ چون گچ گندہ دار بنا ہوا ہے اسکے اندر شو جی کے مین چنگ لوگ دیوی  
 کی پوجا کے لئے آتے ہیں وہ بیان ہے حاضر ہو کر شو جی کی پرستش کرتے  
 ہیں احاطہ کے اندر اور یہی مکانات ہیں جنکی تحریر کی ضرورت نہیں ایک  
 دروازہ احاطہ کی جنوبی دیوار میں ہے جسکے ذریعہ سے اس طرف مورت  
 ہوتی ہے اس طرف بھی دیوار کے باہر بہت سی زمین مندر کے متعلق ہے اور  
 باہر کی سب زمین ٹھاکر گروہنت سے کوہیدہ دی ہوئی ہے اور کس قدر زمین  
 انہیں سے سرکار نے لیکر میوہ پتال کیوہی سیدھی سڑک نکلائی ہے اور اسکی  
 عوض میں زر نقد بھی دیا اور زمین کی عوض زمین ہی مرحمت کی +

بھا کر دوارہ باؤ منگل داس

یہ بھا کر دوارہ شہر کے ذکی دروازے کے باہر واقع ہے چار طرف اسکے

پختہ احاطہ بہت بڑا ہے احاطہ کے اندر تین مندر بھی ہیں ایک بڑا اور دو چھوٹے۔ بڑے مندر کا دروازہ مشرق کی سمت کو اور دروازے کا ایک دروازہ دالان جسکے تین بڑے دھن قابوئی خشتی ہیں اور خاص مندر کی عمارت بھی خشتی پختہ چونکہ نقش ہے دالان اور مندر کی چہت سر کی پوش ہے اور مندر کے گنبد کوئی نہیں ایک گہر کے طور پر مندر بنا ہے مندر کے اندر کی عمارت پختہ چونکہ نقش ہے اور دروازے کے محاذ کی دیوار میں دو طاقچہ مکلف بنے ہوئے ہیں انہیں پتھر کی مورتیں سری کرشن جی و رادہاجی و راجندر جی و سیتاجی کی بڑی عزت و شان سے رکھی ہیں۔ دوسرا مندر صحن بیرونی کے اندر ہنومان جی کا یہ مکان پختہ گنبد دار بنا ہے دیوار میں چونکہ اندر باہر سے ہیں سقف قابوئی گنبد مدور ہے مندر کے اندر تصویر ہنومان جی کی رکھی ہے۔ تیسرا مندر شوالہ ہے یہ مندر بھی پختہ چونکہ گنبد دار مقطع ہے اس میں شوجی کا استہاپن ہے یہ دو نو گنبد مندر پاس پاس ایک دوسرے کے نیچے ہیں اور ان کے دروازے کے آگے چاہ چرخ دار ہے اس صحن کے اندر دفعت بھی بہت ہیں اور مکانات کوٹھڑیاں دیوار شمالی کے ساتھ بطور سرگرنی ہوئی ہیں اور ایک کوٹھڑی دیوار جنوبی کے ملحق ہے اور شمالی و جنوبی دو دروازے آمد و رفت کے لئے موجود ہیں احاطہ کے باہر لچھ مڑوہ زمین بھی متعلق اس مکان کے ہے جسکی آمدنی مہنت لیتا ہے یہ مندر راجیت سنگہ مہاراجہ کی عمارت ہی میں تعمیر ہوا تھا اور اب تک آباد ہے بہت لوگ پرستش کے لئے حاضر ہوتے ہیں چڑیاہ کی آمدنی بھی مہنت لیتا ہے چڑیاہ

سماوہ راجہ بیجا سنگہ و جمہار جو شمال سنگہ و رام سنگہ

یہ سادہ مین بیرون دروازہ مستی جھدار خوشحال سنگہ کے باغ کے ایک گوشہ  
 لگنی مین واقع مین باہر کا دروازہ بجانپ شرقی ہر اسکے اندر جب انسان جائے  
 تو بانی مین داخل ہو جاتا ہے دروازہ مین قدم تک گریڑ ہر ایک چوترو پختہ بہت  
 بڑا عرض و طول مین ایک درخت تک بلند آتا ہے زینہ کے ذریعہ سے اس پر  
 چڑھ مین تو راجہ تیجا سنگہ کی سادہ کے پاس جا پہنچتے مین یہ سادہ ایک مختصر چوترو  
 کے اوپر سنگ مرمر کی گنبد دار بنی ہر صورت مکان کی ہشت پہلو ہے تمام مکان  
 پاؤں سے ستر تک سنگ مرمر کا بنا ہر دروازہ اسکا شرق کی طرف ہے  
 چار پہلوں مین تو سنگ مرمر کے جالی دار پنچے لگے ہوئے مین اور مین پہل  
 بند مین ایک پہل شرقی مین دروازہ رکھا ہے چیت ہی سنگ مرمر کی  
 قابو تی بنی ہر جسکے اوپر گنبد پہل دار نہایت خوشنماہ و رہا ہوا ہے یہ عمارت  
 نہایت مطبوع و دلیند بنائی گئی ہے جسکے دیکھنے سے انسان کی طبیعت بہت  
 مین آجاتی ہے مکان کے وسط مین سادہ ہی سنگ مرمر کی ہے یہ مکان ابھی  
 ناتیار ہے کیونکہ ابھی دروازے کی جوڑی ہی تیار نہیں ہوئی اور نہ گنبد پر  
 کس چڑایا گیا ہے اور نہ بڑے چوترو پر فرش بنا ہے مدو ہی بند ہے شاید  
 آئندہ اسکے ضروری کام کو باہتمام پہنچایا جائے یہ سادہ بعد وفات راجہ  
 تیجا سنگہ کے جسکی وفات سنہ ۱۹۱۹ مین وقوع مین آئی تھی اسے مول سنگہ  
 مختار ریاست نے اہتمام اس سادہ کی تعمیر کا کیا اب راجہ ہر مین سنگہ وارث  
 ریاست نے اختیار کامل پایا ہر شاید وہ اس عمارت کو باہتمام پہنچا مین۔  
 اسی سادہ کے پاس بجانپ جنوب۔

سادہ رام سنگہ سپر جھدار خوشحال سنگہ

ہے چونکہ یہ مکان جھدار خوشحال سنگہ کی حین حیات مین سنہ ۱۹۹۵ بمکر می مین

بنا ہر اس سبب اسکی عمارت نہایت عالیشان ہے اس مکان کو شوالہ  
 جمعدار خوشحال سنگہ بھی کہتے ہیں کیونکہ سادہ ہی اسکے اندر ہے اور وسط مین  
 رکھے مین رام سنگہ جمعدار خوشحال سنگہ کا فرزند نہایت لائق آدمی تھا نوجوانی  
 کی عمر میں اُس نے علوم عربی و فارسی میں تحصیل کامل کر لی تھی مگر اُسکی عمر نے  
 وفا کی اور وہ نوجوان ہی مر گیا جمعدار خوشحال سنگہ کو اسکے مرنے کا کمال غم تھا  
 اور یہ سادہ اُس نے بہت روپیہ خرچ کر کے تعمیر کی تھی یہ عمارت ایک کلات  
 چوترے پر واقع ہے جسکا رستہ شمال کی سمت محاذی سادہ راجہ بجا سنگہ  
 کے ہے جسکے اوپر چار زینہ چڑھ کر جاتے ہیں یہ چوترہ نہایت وسیع اور پختہ  
 بنا ہوا ہے عربی تیسرا حصہ اس چوترے کا دو حصے چوترے سے کیتقدار و نجا  
 ہے وہی حصہ زیر عمارت شوالہ ہے اُس اونچے حصہ کی غرضی سمت کو عالیشان  
 عمارت مندر شوالے کی ہے شوالہ کا دروازہ بہت شرق ہے اور دروازے کے  
 آگے ایک عالیشان برائڈہ پختہ محرابی درونکا بچھڑا و منقش تعمیر ہوا ہے سقف  
 اسکی بھی قابوئی اسپرستی ناقص گنبد کا بلور پر ہے شوالہ کے دروازے کی چوکت  
 سنگ مرمر کی ہے اور جوڑی لکڑی کی جسر پیل دلوہا نہایت خوبصورت طرز پر  
 لگایا گیا ہے جب اندر مندر کے داخل ہوں تو ایک وسیع مکان معلوم دیتا ہے  
 چاروں سمت دیواروں پر منقش مطلقا کام کیا ہوا ہے چیت قابوئی ہی تھا  
 عالیشان تھی ہر چاروں دیواروں میں چار محرابی قابوئی طاق مین عربی طاق  
 رام سنگہ خلف جمعدار خوشحال سنگہ کی سادہ ہے شند کے وسطین ہلیک چوترہ  
 ہشت پہلو قطع سنگ مرمر کا بنا ہے جسر پیل بوٹے سنگ موسیٰ و عقیق غبر  
 پتھروں کے ہیں اس چوترے پر شجی کا استہاپن ہے سقف قابوئی کے  
 اوپر طولانی گنبد عالیشان سرفلاک جوہر جسر طلاق کس چکنا و دکنا نظر

ہے اس مندر کی عمارت نہایت عمدہ ہے جس کے دیکھنے سے انسان کی طبیعت نہایت خوش ہو جاتی ہے اس مندر کے محاذی بجانب شرق یعنی بڑے چوڑے کے شرقی حصے میں ایک عالیشان دالان بہت بڑا سورہ قابوئی محرابی درون کا بنا ہوا ہے اس میں وہ لوگ قیام پذیر ہیں جنکی خدمات متعلق شوالے کے مہینہ اخراجات اس شوالے کے سردار ہنگوان سنگہ سپر جمہدار خوشحال سنگہ دیتا تھا مگر اب وہ بھی فوت ہو گیا ہے یہ اس بڑے چوڑے کے جنوب کی سمت کو ایک علیحدہ مکان عالیشان -

### سادہ جمہدار خوشحال سنگہ

بنا ہوا ہے۔ جمہدار خوشحال سنگہ ایک امیر کبیر و رکن اعظم سلطنت سکھی کا تھا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دربار میں اسی کی بڑی عزت تھی اس امیر کو عمارت کا بڑا شوق تھا لاہور و امرتسر میں اسکی عالیشان عمارتیں اب تک موجود ہیں یہ شخص ۱۸۶۷ء میں مر گیا اور اسی موقع پر وائے دیا گیا تھا اب مکان سادہ بنا ہوا ہے بعد وفات اس کے یہ موجودہ مکان راجہ تيجا سنگہ اس کے بہائی کے اہتمام سے بنا مگر ناتمام رہ گیا باعث یہ ہوا کہ راجہ تيجا سنگہ کے مرتے تک یہ اس مکان کی جاری رہی جب وہ بھی مر گیا اور جائداد و جاگیر باہم راجہ ہر بن سنگہ و سردار ہنگوان سنگہ کے تقسیم ہو گئی تو تعمیر اس مکان کی متعلق سردار ہنگوان سنگہ سپر جمہدار خوشحال سنگہ کے ہو گئی مگر اس نے پہر توجہ اس کی تعمیر و تکمیل کی طرف نہ کی اور یہ عالیشان مکان ناتمام رہ گیا یہاں تک کہ خاص سادہ بھی اب تک خام ایک مٹی کا تودہ ہے اور دروازہ شمالی کے آگے زینہ ہی نہیں بنا اور نہ مکان کی سفیدی ہوئی اور نہ گنبد پر کلس چڑھایا گیا بلکہ دروازے کو چوڑی کواڑوں کی بھی نہیں چڑھائی گئی جس کے دیکھنے سے

نہایت افسوس آتا ہے +

سینکڑوں دینامین کو اور اگر چلے گئے + اہل تاج و اہل تخت و اہل زور و اہل شو  
انکے مدفن پر گزر جسکا ہوا و احسرتا + خاک سی آڑتی ہوئی اتنی نظر بالائے گور

اس مکان کی کرسی بلند پانچ فٹ کا ہے اور دروازہ مکان بطرف شمال ہے  
دروازے کو چو کہٹ سنگ سرخ کی لگی ہوئی ہے اندر سے مکان دو ہر ہے  
وسط میں ایک مربع درجہ نہایت مطبوعہ بنا ہوا ہے جسکی گنبد یا سقف قلابوتی ہے  
اور اُسکے اوپر عالیشان گنبد گول بنا ہوا ہے اور گنبد میں آہنی سیخ کلس کے  
چڑھانے کے لئے لگائی گئی ہے جس میں درجہ میں چار طرف غلام گردش نہایت عمدہ  
مقطع ہے اور ہر ایک گوشہ پر محرابی قلابوتی درجے ہوچین۔ سقف غلام گردش  
کی ہی قلابوتی ہے اور ریختہ کار عمارت اندر باہر سے۔ اگر یہ مکان اپنی پوری  
تیساری میں تکمیل پاتا تو نہایت عمدہ عالیشان مکان بن جاتا وسط کے درجے  
میں دو سادہ میں گلی خام بنائی ہوئی ہیں ایک مسجد رخ شمال سنگہ کی اور  
دوسری اُسکی زوجہ کی جو اُسکے ہمراہ تھی ہوئی تھی دو اور سادہ میں ہیں نامعلوم لاسم  
میں شاید انکی کینرون کی ہوگی +

### احاطہ سادہ راجہ او دہم سنگہ و راجہ سوچیت سنگہ

یہ دو نو سادہ میں ایک احاطہ کے اندر بنی ہوئی ہیں عمارت پختہ چتر گچ ہے احاطہ  
کا دروازہ بطرف شرقی ہے تین سیڑھی چڑھ کر احاطہ کے اندر داخل ہوتے ہیں  
احاطہ کے اندر جائیں تو سمت جنوب ایک دالان تین درہ محرابی قلابوتی  
درون کا اور اُسکے اندر ایک کوٹھڑی بنی ہوئی ہے جس میں پہجاری رہتا ہے  
سقف اس کوٹھڑی اور دالان کی سرکی پوش ہے اُسکے مقابل احاطہ کے  
ایک گوشہ میں چاہ چرخ دار بنا ہے اس صحن کے عربی حصہ میں ایک وسیع

پختہ چوترہ بنایا گیا ہے اس چوترے پر مکان عالیشان -

### سادہ راجہ اووہم سنگہ

کانہا ہوا ہیرا راجہ اووہم سنگہ مہاراجہ گلاب سنگہ کا بڑا بیٹا تھا قلعہ کے دروازے کی دیوار کے نیچے آکر کنور نو نہال سنگہ حلف مہاراجہ گہرک سنگہ کے ساتھ ہلاک ہوا تھا یہ نوجوان بہادر کوستانی سردار نہایت خوبصورت زور آور پہلوان خلیفہ و سخی تھا مگر اسکی عمر نے وفا کی اور مفت مارا گیا اسکی سادہ اس جگہ تعمیر ہوئی مکان سادہ نہایت عمدہ و مکلف بنا ہوا ہیرا راجہ کے مکان کا دروازہ بطرف شرق ہے یہ مکان طول میں زیادہ عرض میں کم ہے تین اسکے درجے ہیں اور تین دروازے جانب شرق رکھے ہیں تینوں دروازوں کی چوکھٹیں سنگ سرخ کی ہیں درمیان دروازے سے جب اندر جائیں تو اسکے وسط میں ایک چوترہ پختہ بنا ہوا ہے جسپر گیارہ شوہی کا استہان پن ہے اور دروازے کے محاذی غوبی دیوار میں ایک طاقتور محرابی قابوتی ہے اسہیں سادہ اووہم سنگہ کی ہے اس درجہ کے چپ رست جو دو درجے ہیں وہ صرف دو کوٹھڑیاں تصور کی جاتی ہیں جیسا ایک ایک دروازہ باہر کو ہر اور ایک ایک سڑک سے درجہ کے اندر سقف ان تینوں درجوں کی قابوتی ہے اور اوپر چپ کے خوبصورت گنبد پختہ پہلا رہتا ہوا ہے اور گنبد پر طلائی کلس چمکتا و دھکتا نظر آتا ہے جس سے گنبد کی دو بالاشان نظر آتی ہے دوسری سادہ اس اس احاطہ کے اندر راجہ سوچیت سنگہ برادر راجہ و میان سنگہ وزیر اعظم سلطنت سکھی و مہاراجہ گلاب سنگہ کی ہے جسکو سکھوں نے بعد وزارت راجہ ہیرا سنگہ حسب حکم راجہ ہیرا سنگہ کے بمقام خاتقاہ میان وڈا قتل کر دیا تھا۔ راجہ ہیرا سنگہ اپنے برادر زاوہ کے برخلاف یہ جہوں سے آیا تھا اور چاہتا تھا کہ فوج سکھی وزارت سے راجہ ہیرا سنگہ کو معزول کر کے



مجھکو وزیر بنا لیں اگرچہ اس سے پہلے اسکی سازش فوج سے یہی ہو چکی تھی  
 مگر حبیب پور پہنچا تو معاملہ دگرگون ہو گیا اور راجہ ہیر سنگھ کے برخلاف فوج  
 کام نہ کر سکے کیونکہ رعیت داب اُسوقت راجہ ہیر سنگھ کا فوج پرلہ ہی تھا۔ راجہ ہیر سنگھ  
 نے جب جانا کہ چچا میری جان کا دشمن بن کر آیا ہوا اور چاہتا ہے کہ مجھے وزارت  
 چھین لے اسکو بہر حال قتل کر دینا چاہئے چنانچہ فوج کو حکم دیا کہ اُسکو جا کر گھیر لیں  
 چنانچہ حکم کے جاری ہوتے ہی فوج پیادہ و سواری نے جا کر خانقاہ میان و ڈاکو  
 جھمپن وہ تھا گھیر لیا اور توپ چلنے لگی اور راجہ سوچیت سنگھ مع اپنے ہمراہین  
 رات کیسری سنگھ وغیرہ کے عین میدان میں اگر قتل ہوا ایک سو درویش خانقاہ کا  
 اور قریب ڈیڑھ سو آدمی کے ہمراہیان راجہ سوچیت سنگھ اس واقعہ میں قتل ہوئے  
 راجہ سوچیت سنگھ کی نعش اسی مکان میں جلائی گئی تھی جہاں اب سادہ بنی ہوئی  
 ہے اس سادہ کا دروازہ شرق کی سمت کو ہے اور مکان اسی وسیع چوتھرے  
 پر اوہم سنگھ کی سادہ سے چند گز کے فاصلہ پر بجانب شمال ہے عمارت سترپا  
 پختہ چوہنر ہے دروازے کے آگے تین در کا برائڈہ قابوتی محرابی مرغولی  
 بنا ہے اور چار کوٹھڑیاں چار کونون میں اسی طرح اور تین طرف ہی چار  
 برائڈہ میں اور ایک ایک کوٹھڑی کا ایک ایک دروازہ ہر ایک برائڈہ  
 میں رکھا گیا ہے وسط کا مکان سادہ کا ہے جسکے درمیان ایک چوتھرہ پختہ سنگین  
 ہے اور اُسپر شوجی کا استہارن ہے محاذی دروازے کے جو غزنی دیوار ہے اُسہیں  
 ایک محرابی مرغولی طاق ہے اُسہیں سادہ راجہ سوچیت سنگھ کی ہے تمام درجون  
 کی چوتھیں قابوتی خشتی ہیں اور اُسپر گنبد خوشنا تعمیر ہوا ہے اور کلس طلائی  
 چمکتا ہوا نظر آتا ہے اس سادہ کی خدمت کے لئے ایک برہمن مقرر ہے جو تنخواہ  
 وکیل سرکار جنوں سے پاتا ہے وہ ہر وقت حاضر نہیں رہتا ہر روز صبح کو آتا



ہے اور سادھون اور شوبھی پر پول چڑھا کر چلا جاتا ہے ۛ

## سادھ سردار جو اس سنگہ مامون مہاراجہ دلیپ سنگہ

سکھان فوج نے جب راجہ ہیر سنگہ وزیر سلطنت کو قتل کرویا تو اس نے وزارت پائی اس نے سکھان فوج کی بہت خاطر کی ایک ایک کتھہہ طلائی پچیس پچیس روپے کافی سپاہی اور سرون کو خلعین و کڑے طلائی و کتھہہ مروارید و جاگیرین دین مگر اسپر ہی اسکی وزارت کو قیام نہوا اور انہین سکھون کے ساتھ سے قتل ہوا جبکا مفصل حال تانیخ پنجاب مولفہ راقم مین تحریر ہے لخش اسکی اسی مقام پر جلائی گئی جہان اب سادھ بنی ہے یہ سادھ راجہ سوچیت سنگہ کی سادھ کو بجانب گوشہ لگنی حانہ سے باہر میں قدم پر بنی ہے یہ مکان بڑا عالیشان عمدہ نہایت بلند بنایا گیا ہے افسوس ہے کہ بسبب انقلاب سلطنت کے ناتمام رہ گیا اور پوری تکمیل اسکی ہونے نہ پائی اندر سے البتہ نقش و نگار اسکے پورے ہونچکے مین سادھ پتھر کی بن چکی ہے مگر بیرونی کام پورا نہین ہوا طولانی گنبد کا اوپر کا حصہ البتہ سفید ہے اور دیوٹائون کی تصویر مین بھی اسپر بنین مگر اسکے نیچے کی کل بیرونی عمارت نہ تو سفید ہوئی اور نہ باقی ماندہ کام باختم پہنچا اس سادھ کی بنیاد رانی چندان والدہ مہاراجہ دلیپ سنگہ سردار جو اس سنگہ کی ہمشیرہ نے رکھی اور اُس وقت تک اسکی عمارت جاری رہی جب تک کہ وہ سرکار انگریزی کے حکم سے جلا وطن ہو کر ہندوستان کو بھیجی گئی۔ اب وہ مکان لاوارث و خراب خستہ پڑا ہوا ہے کوئی شخص چھاڑو دینے والا نہیں ہے اور عمارت اس جلدی مین بند ہوئی کہ باقی ماندہ پتھر اب تک باہر دروازے کے ایک کہنچے اندر دب گیا ہے کچھ کچھ نشان اسکے نظر آتے مین کنکر باقی ماندہ بھی تھوڑا رکھا ہوا ہے اس مکان کی کرسی بہت بلند ہے اور دروازہ بجانب شرق

دروازے کے آگے ایک مقطع برائڈہ جسکے تین در شرقی اور ایک ایک جنوبی و شمالی محرابی قابوئی بنا ہوا ہے سقف بھی برائڈہ کی قابوئی خشتی گنبد نما بنی ہر عمارت پختہ کار ہے دروازے کو سنگ مرمر کی چوکھٹ لگی ہو اور چوکھٹ کے اوپر دیوار میں ایک خشت سنگ مرمر کی لگائی گئی ہے جمین منوت کا تصویر سری گنیش جی کی بنی ہے جب اندر مکان کے جائیں تو عالیشان مندر گنبد نظر آتا ہے اور نقش اس خوبی کے ساتھ لکھے گئے ہیں کہ جسکے دیکھنے سے طبیعت بشاش ہو جاتی ہے تصویر میں پہی دیوتاؤں کی بیشمار لکھی ہیں اس تمام مکان کے چار درجے محرابی قابوئی دھنون میں کئے گئے ہیں۔ شرقی درجہ میں دروازہ ہے اور غزنی میں سنگ مرمر ایک چوترے پر بنائی گئی ہے چوتھ پہلو مقطع خوش وضع بنا ہوا ہے اور خاص وہ بھی بہت پہلو ہے اس درجہ میں فرش بھی سنگ مرمر کا ہے اور دیوار میں سنگین جالیدار پچرے جنوبی و شمالی درجوں میں پختہ چونہ کار فرش ہے اور جالیاں پتھر کی دیواروں میں وسط کے درجے میں جسکو پانچوان درجہ کہنا چاہئے صرف پختہ فرش اور چھت قابوئی خشتی گنبد نما بلند ہے جسکے اوپر طولانی بہت بلند گنبد ہے سردار جواہر سنگ گنبد کے آخر میں خود سر سبھی فوج کے ساتھ سے بھگام لاہور قتل ہوا تھا۔

### سماوہ بھائی روپا

پریٹ کے میدان میں یہ مکان بھی لایق دید بنا ہوا ہے عمارت اسکی نہایت ہی مستحکم و خوشنما و خوش قطع ہے جو متصل باغچہ پر سرام واقع ہے یہ مکان مربع چوترے پر بنایا گیا ہے کرسی مکان کی بلند قد آدم رکھی گئی ہے چوترہ پختہ چونر ہے زینہ چڑھ کر اوپر جاتے ہیں دروازہ مندر کا شرق کی طرف ہے چوکھٹ سنگ مرمر کی لگی ہے چوڑی تختہ آہن پوش نہایت عمدہ و مقطر

ہے مکان کے اندر فرش پختہ چوگرچ ہے اور دیوارین چوگرچ منقش اور صورت  
مکان چار مدارج محرابی و قابیوتی میں منقسم ہے چاروں چہتین قابیوتی میں وسط  
مکان میں بابا روپا کی سادہ ایک چوترے پر بنی ہوئی ہے جسپر خلاف پڑا رہتا  
ہے اس درمیانی درجے کی سقف بہت بلند گنبد نما ہے اور اس کے اوپر مدور گنبد  
خوشنما ہے مگر طلائی کلس لگایا گیا مکان کے چاروں گوشوں پر چار شیر عمارت  
میں ایسے عمدہ بنائے گئے ہیں کہ دور سے ہو ہو شیر معلوم دیتے ہیں یہ جہا کی  
روپا مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں ایک خدا پرست عابد زاید آدمی تھا تمام  
شہر لاہور کے ہندو مسلمان اس کی بزرگی کے قایل تھے آدمی ہر دل عزیز صلح  
تھا اور بے طمع مہاراجہ رنجیت سنگھ کی آمد و رفت اس کے پاس بہت ہی مگروہ ایک  
پیشہ کی طمع مہاراجہ سے نہیں رکھتا تھا جب وہ مر گیا تو مہاراجہ کے حکم سے یہ  
قبول صورت سادہ اس کے نام سے تعمیر ہوئی ۛ

### شوالہ شیوگر سنیا سی

یہ شوالہ ایک عجیب و غریب صورت و قطع کا پیرٹ کی سر زمین واقع ہے کرسی  
اسکی ڈیڑھ منزل کی مقدار بلند ہے شمال کی طرف زینہ بنا ہے جس سے چڑھ کر  
شوالے کے اندر جاتے ہیں یہ شوالہ دوسری منزل پر بنایا گیا ہے اور پیچھے  
کی منزل میں باواشیوگر کی سادہ ہے اسکا دروازہ غرب کی طرف ہے چونکہ  
زمین کے اندر ہے مکان اندر پیرا ہے چراغ لیکر اندر جاتے ہیں اس زیرین مکان  
کی چہتین قابیوتی ہیں اور دیوارین نہایت پختہ چونکہ بہت چڑی آثار کی بنی  
ہوئی ہیں اور بنیادین کو ٹہیان گلا کر رکھی گئی ہیں وسط مکان میں باواشیوگر  
کی سادہ ہے جس میں وہ زندہ بیٹھ گیا تھا اور سادہ کا دروازہ چن دیا گیا تھا  
یہ تمام مکان اس نے اپنی زندگی میں خوب بنایا تھا اپنی تمام تہا کہ وہ بنایا گیا ہے

وہ بیزار ہو گیا اور اس سادہ میں بٹیکر اس نے مٹی لے لی اسکی وفات کو چالیس برس گزرے ہیں مگر پھر اس سے بعد کسی نے اس مکان کی مرمت کی طرف خیال نہیں کیا اور حقیقت میں بسبب پختگی کے اسکو مرمت کی حاجت ہی نہیں اور پھر کی منزل پر مندر شوالہ بنا کر جسکے کئی پہل ہیں گنبد ہی خورد خورد متحد ہیں گنبد درمیانی بڑا ہی چسپرسخ آہنی نصیب ہے کلس ابھی نہیں چڑھایا گیا۔ اندر سے ہی دیواریں اس مندر کی پختہ ریختہ کار ہیں اور شرقی غزنی درجے ہیں اس مندر میں شوچی کا استہا پن ہی اب تک نہیں ہوا برائے نام شوالہ ہے اور گنیشا نند گر باد اسنیاسی جوشیو گر کا پوتا چیلہ اس مع اپنی عورت کے اسمیں رہتا ہے اور اس شوالہ کو اس نے اپنا گھر بنا رکھا ہے اس شوالے کے متعلق ایک چاہ جاری اور آٹھ گہاؤن اراضی چاہی زرعی ہے آمدنی اسکی گنیشا نند گریتا ہے اور مالک اراضی کا بھی وہی ہے

### رانی پچھی کا ہار و وارہ

یاشیہ اس ہار و وارے کی رانی پچھی مہاراجہ رنجیت سنگھ کی رانی تھی اس نے یکمال ارادت یہ ہار و وارہ بنا کر اپنا یادگار دنیا سے ناپائیدار میں چھوڑا یہ عالیشان مندر پرٹ کی سرزمین نالہ دریا سے راوی کے کنارے پر بنا ہوا ہے عمارت اسکی پختہ چونچ مستحکم مضبوط ہے جنوب کی سمت کو اسکا دروازہ ہے دروازے کے آگے ایک عالیشان برائڈہ بطور شگاہ بنا ہے چسپر زینہ چڑھ کر جاتے ہیں اس برائڈے کے دروازے کو بیرونی دروازہ مندر کا کہنا چاہئے اس درجے میں پختہ فرش ہے اور دیواریں پختہ چونچ مسقف قالیبونی ہے اس کے آگے بڑھیں تو دوسرا دروازہ مندر کا آتا ہے اس دروازے کی چوکھٹ پتھر کی ہے اور اندر مکان کی دیواریں پختہ منقش چونچ کے ہیں محاذ کی دیوار میں جکوشالی

دیوار کھنا چاہئے دو طاق مکلف و نقش بنے ہوئے ہیں انہیں سنگین پورتن  
 سری کرشن بھگوان اور رادہا جی اور انچند جی اوتار و لچھمن جی و ستیا جی  
 وغیرہ مکلف لباس پہنا کر رکھی ہوئی ہیں چاروں طرف مندر کے باہر  
 بانچہ نہایت سرسبز لگایا گیا ہے اشجار شمرہ وغیرہ شمرہ ہر ایک طرح کے موجود  
 ہیں چاہے مع رہٹ کے جاری ہو قریب دس گھاؤں کے اراضی زرعی بھی  
 شامل اس مندر کے ہو جو ہر فصل میں کاشت ہوتی ہے ۔ اس مندر کے سوائے  
 ایک سادہ بادا لچھمن واس بیرگی کی پختہ چونچ گنبد دار مندر کے دروازے  
 کے آگے بنی ہوئی ہے اور بادا رام دس بیرگی اس مندر کا پجاری والا ہے ۔

### ٹھاکر دوارہ بہوری سرکار

بانیہ اس مندر کی مہاراجہ رنجیت سنگھ کی رانیوں میں سے ایک فی عرت رانی  
 تھی چونکہ بال اسکے سرخ رنگ کے تھوڑے واسطے اسکو بہوری سرکار کہتے تھے کہ  
 بہوریا پنجابی زبان میں سرخ رنگ کا مل بیاہی کو کہتے ہیں ۔ اس نے اپنی حیات  
 یہ مندر بنوایا بہت سی زمین زرعی خرید کر اسکے اخراجات کیواسطے وقف کی باغ  
 ہی نہایت عمدہ لگوایا جو اب تک مندر کے ساتھ شامل ہے مہاراجہ شیرنگ کیوقت  
 اسکی تعمیر عمل میں آئی ۔ یہ مندر بالہ دریائے راوی کے کنارے پر واقع ہے  
 عمارت نہایت پختہ چونچ ہے تمام عمارت ایک سیح چوترے پر بنی ہوئی ہے جو  
 ڈیرہ گزر میں سے بلند ہے مندر کا دروازہ جنوب کی سمت کھلے اور دروازے  
 کے آگے ایک برائڈہ کلان جسکو سدہ نہشت گاہ کہنا چاہئے بنا ہے درمیانی دروازے  
 سے زینہ چڑھ کر اوپر جاتے ہیں اس درجے کی عمارت بھی پختہ و پختہ کار ہے اندر  
 دیواریں نقش ہیں اس درجے سے گزر میں تو مندر کا دروازہ آتا ہے جسکی  
 چوکھٹ سنگ سرخ کی ہے اسکے اندر کی عمارت باہر کے برائڈے سے زیادہ

مکلف ہے محرابی قابوئی سقف گنبد نمائی ہے دواروں کی تصویریں لکھی  
 ہوئی مین محاذ و دروازے کی دیوار مین نہایت سکلف طاقچہ بنا ہے اُس مین  
 پتھر کی موتین تو سری راچند رچی اور چھن جی کی مین اور دہانتی موت مین  
 سری کرشن اور را دہاجی کی بے سقف کے اوپر طولانی گنبد نہایت خوبصورت  
 بنا ہوا ہے جس پر طمانی کلس بھی چڑھایا ہوا ہے اس مندر کے ساتھ چار دہنہ  
 چاہ اور بہت سی زرعی زمین اور بہت بڑا باغ ہے فقر و سادہ بہت رہتے  
 مین ایک خراس بھی اٹاپسے کیواسے بنا ہے پختہ کوٹے بھی بہت بتے ہوئے ہیں  
 جہین باغات و چاہات کے مویشی رات کو باندھے جاتے ہیں اور باغبان و  
 کاشتکار سکونت پذیر مین ایک کلان حاطہ مویشیوں کے چارہ رکھتے واسطے  
 پختہ بنا ہوا ہے چاہات جاری چرخ چوب والے کے علاوہ دو چاہ آب نوشی کو لئے  
 چرخ دار بنے ہوئے ہیں بہت سی پختہ گنبد دار سلام مین جانشینان و مہتممان  
 سابق کی بنی ہوئی موجود مین ایک سوالہ بھی طولانی گنبد کا علاوہ ٹہا کردوارے سے  
 ہے اس مندر مین رونق زیادہ تر ہے اور آبادی بہت۔ مادہ ہودس ہر ایک منت  
 ہے جسکے قبضہ مین مندر اور چاہات و باغ و زمین منطبقہ مندر ہے اور بالکاتہ قبضہ رکھتا ہے

### ساوہ بہانی وستی رام

وستی رام ایک نامی گرامی گرتھہ خوان خدا پرست عابد زاید شخص تھا مہاراجہ  
 رنجیت سنگھ اسکو اپنا گرو کہتے تھے اور بہت ادب کرتے تھے لاکھوں روپے  
 نقد دے کرتے تھے جاگیر مین و روزینے مقرر تھے ہر ایک میر و شیر سے اسکا ترس  
 از روئے خدا پرستی کے زیادہ تصور کیا جاتا تھا جب ہ فوت ہوا تو اسجگہ جلایا  
 جہاں اسکی ساوہ ہے یہ عالیشان مکان قلعہ لایپور کی شمالی دیوار کے ساتھ  
 ملا ہوا ہے اور عمارت سنگ مرمر کی ہے مکان کا بیرونی دروازہ بجا شمال ہے

جب اس سے اندر جائیں تو ایک وسیع میدان آتا ہے اسکے وسط میں سادہ خاص مکان بنا ہوا ہے خاص سادہ کے مکان کا دروازہ بجانب شمال کے رکھا گیا ہے اور دروازے کے آگے چوترے کے نیچے مکان حوص کے طور پر بنا کر زمین خود کھائے گئے ہیں۔ باہر کی دیواروں کی عمارت سب سنگ مرمر کی ہے جس پر طرح طرح کی سیل بوٹے بنے ہوئے ہیں اندر سے مکان کی صورت دربار امرتسر کی صورت پر بنی ہے چار درجے چار اطراف میں بنائے گئے ہیں جسکو دو منز لہ کیا گیا ہے اور اوپر کی منزل چاروں طرف چار شنگھ میں سنگین سنون کی تین تین در والی بنائی گئی ہیں وہیں سب کے مرغولی ہیں نیچے اوپر کی چھتیں انکی ہی محرابی قابوئی نہایت عمدہ نقش و نقش طلبانی ہیں وسط کا درجہ بلند ہے اس پر قابوئی سقف خوشنما ہے اسی درجے میں بہائی وستی رام کی سادہ سنگین و نقش چوترے پر ہے اس چوترے و سادہ پر سنگ مرمر کے اندر قیمتی پتھروں کے سیل بوٹے ایسی خوبصورتی کے ساتھ بنائے گئے ہیں کہ جسکے دیکھنے سے روح کو راحت نصیب ہوتی ہے مکان اندر باہر سے سنگ مرمر کا نہایت مقطع و خوبصورت بنا ہے جسکی تیاری پیشمار روپیہ صرف کیا گیا ہے اسکے علاوہ دو اور سادہ میں گنبد دار سنگ مرمر کی ہیں یہ عورتوں کی سادہ میں ہیں انہیں سے جو سادہ بہائی وستی رام کی والدہ کی ہے وہ تمام سرتاپا سنگ مرمر کی ہے اور سادہ میں پختہ چونچ بھی ہیں سادہ کلا سے بجانب شرق ایک مکان بارہ درمی پختہ و مکلف بنا ہے اور گوشہ لکھنی میں چاہ ہے چوترے کے آگے ایک خوب چوترہ ہے جس پر چند انصب ہے اور جنوب کی طرف محاذ بڑی سادہ کے ایک شنگھ مکلف بنی ہے اس احاطہ کے چند درخت بھی آم وغیرہ کے ہیں ایک باغ بھی دیوار بدیوار احاطہ اس سادہ کے ہے جو اسی سادہ کے متعلق ہے بہائی وستی رام کے خاندان

کا حال اس کتاب کی ابتدا میں خاص شہر کے حال میں تحریر ہے +

## سادوہ باوا چینگر شاہ مشہور شہر

یہ مکان بھی لاہور کے نامی گرامی مکانات میں سے ہے اور چینگر شاہ شہر عالمگیر اور رنگ زیب بادشاہ کے عہد میں خاص لاہور کا رہنے والا فقیر تھا۔ ہنود اسکو فقیر صاحب کمال جانتے ہیں اسکا سلسلہ اب تک چالیسویں شہر شاہ فقیر ہزاروں پنجاب میں گدالی کرتے پھرتے ہیں چینگر شاہ شہرے کی ہزاروں متکھین اور کہانیاں اسکی صفائی و صفا گوئی و بے ربائی کے باب میں زبان زد خاص و عام ہیں بلکہ شہر اسکا ایسا سلسلہ خطاب تھا کہ وہ گفتگو کی وقت کیسکا لحاظ نہیں کرتا تھا سچی بات نہ کہہ دیتا تھا کیونکہ شہر پنجابی زبان میں پاک و بے لگاؤ کو کہتے ہیں تمام پنجاب کے شہر شہر بھی فقیر اس مکان کو گدھی کا مکان جانتے ہیں اور اسی کو اپنا سبب تصور کرتے ہیں یہ مکان بھی شمالی دیوار قلعہ کے ساتھ ملحق و ملصق ہے حکام وقت چند بار اسکے گرا دینی کے ورپے ہو چکے ہیں کیونکہ اسکی دیواروں اور اسکے درختوں کی شناختوں سے اگر کوئی چاہی تو قلعے اندر پہنچ سکتا ہے مگر خاص درگزا سلسلے ہوتا رہا کہ اس مکان کی بندگی کے ہزاروں لوگ قائل ہیں کئی بار اس مکان کی قیمت کی فروہی بن چکی ہے چینگر شاہ شہر گروہر راسے کا چیلہ تھا اگرچہ تمام ہندوستان میں وہ پھرتا تھا اور عالمگیر بادشاہ کے حکم سے ہر ایک شہر میں ایک پیسہ فی دوکان سالانہ اسکا مقرر تھا مگر اصلی وطن اسکا لاہور تھا آخر اسی حکم وہ فوت ہوا اور اسی جگہ جلایا گیا جس جگہ اب سادوہ بنے ہے احاطہ مکان پختہ بنا ہوا ہے طول میں زیادہ اور عرض میں کم دروازہ مکان کا بجانب شرق ہے جب اس سے اندر جائیں تو صحن میں چل ہوتے ہیں اس صحن کے جنوب و شمال میں فقرا کئے رہنے کے لئے مکانات



بنے ہیں اور ایک درخت بڑے کا بہت بڑا سر بھلک کھڑا ہے جس کا سایہ تمام صحن اور  
 دو طرفہ والا ٹون پر ہے جب اُس سے آگے بڑھیں تو فرش پختہ اور چاہ آتا ہے اس  
 چاہ کے جنوب کی سمت کو ایک نشہ گاہ نہایت مکلف چاہ کے چوتھے کے برابر  
 کرسی دیکر بنی ہوئی ہے اس نشہ گاہ کی عمارت پختہ چونہ گن نقش ہے اور چہیت  
 تختہ پوش ہے اس بیشک میں مہنت کی نشت رہتی ہے چاہ کے شمال کی  
 سمت کو بھی ایک مکلف چونہ گن نشہ گاہ بنائی گئی ہے جس پر زینہ چڑھ کر جاتے ہیں اسکے  
 اندر تین درجے طرف میدان پر پٹ رکھے گئے جس میں بیٹھ کر پٹ کے میدان کے  
 سبزہ زار کی بخوبی سیر ہوتی ہے اس بیشک سے آگے بڑھ کر ایک در مکلف مکان  
 چونہ گن مکلف بنا ہوا ہے اس میں گز تہہ رکھا رہتا ہے اور اس سلسلہ کے فقرا اس کو  
 نہایت شوق سے پڑھتے ہیں اس مکان سے بجانب جنوب دیوار بدووار قلعہ لاہور  
 کے مکان سادہ چہینگر شاہ سترے کا عالی شان پختہ گنبد دار بنام دروازہ  
 اس کا بجانب شمال ہر مندر کے اندر کی عمارت نقش چونہ گن ہے اور دیواروں پر  
 کروٹ کی تصویریں لکھی ہیں چہیت قلابوتی ہے اور اسکے اوپر گنبد مدور عالی شان  
 بنا ہے مندر کے وسط میں اصل سادہ چہینگر شاہ کی ایک سنگ مرمر کے چوتھے  
 پر ہے یہ چوتھرہ نہایت مکلف بنایا گیا ہے سنگ مرمر کے اندر سیل ہوئے عقیق  
 وغیرہ پتھروں کے رنگا رنگ بنائے ہیں اسکے اوپر سادہ چہوتی ہی سنگ مرمر کی  
 نہایت قبول صورت تعمیر ہوئی ہے چوتھے کے چاروں کونوں پر چار تین نگین  
 قائم کر کے ایک قبول صورت گنبدی ایسی عمدہ بنائی گئی جس سے مکان کی  
 زینت و بالا ہو گئی ہے اس مندر کا مہنت رٹ کی شاہ سترہ فقیر اویس سال  
 سے مقرر ہے جو نہایت خلیق و مہمان پرست ہے وہ ہر ایک مسافر کی جو مکان میں آتا  
 ہے دل و جان سے خدمت کرتا ہے چڑھا وہ ہی لیتا ہے +

## ٹھا کر دوارہ رانی چندان الدھما راجہ ولیپ سنگھ

یہ ٹھا کر دوارہ مستی دوانے کے باہر ایک پختہ احاطہ کے اندر بنا ہوا ہے مندر  
 بڑا عالیشان پختہ عمارت گنبد دار بنا ہوا ہے دروازہ احاطہ کا بجانب جنوب  
 اُس سے جب اندر جائیں تو بڑا وسیع میدان آتا ہے میدان کے اندر کثرت سے  
 اشجار پیل و بٹو آم و جامن و غیرہ بین چار دیواری کے لمبی مکانات  
 کو ٹھہریان تعمیر ہوئی ہوئی موجود ہیں مگر سبب عدم خبر گیری کے اکثر مکانات  
 کی چیمین گرگئی ہیں وسط میدان میں ایک چبوترہ پختہ چوہن گچ عمارت کا  
 قد آدم بلند بنا ہوا سپر عالیشان مندر ٹھا کر دوارے کا بنا ہوا دروازہ مندر  
 کا شرق کی طرف ہے جو کہ ٹ سنگٹ کی ہے مندر کی بہت مریج ہے اور  
 اوپر طولانی بہت بلند گنبد بنا ہوا ہر ایک منزل پر برجیان بنی ہیں ہر ایک  
 برجی پر مٹلا کلس چڑھائے گئے ہیں جسے اوپر بڑا کلس مٹلا چمکتا ہوا  
 نظر آتا ہے مندر کے اندر کی عمارت سب پختہ چوہن گچ نقش ہے محاذی دروازے  
 کی غزلی دیوار میں ایک مکلف حاقیہ بنا ہوا ہے اس میں سنگین پورتن سری  
 کرشن جی و رادھاجی کی یاد اب تمام رکھی ہیں اس مندر کے برابر ایک اور مندر بھی  
 اسی احاطہ کے اندر ہے جس میں شوجی کا استہان ہے یہ سوالہ رانی چندان الدھ  
 مہا راجہ ولیپ سنگھ نے اپنی اختیارات کیوقت تعمیر کیا تھا مگر اب خبر گیری اسکا  
 کوئی شخص نہیں صرف مرئی نام ایک پرچہ خدیت ٹھا کر دوارہ کی کرتا ہے  
 اور چٹاواہ جقدر ہوتا ہے اُس سے اپنا گزارہ کرتا ہے ۴

## سادہ گروا رحن

یہ سادہ روشنائی و دروازے شہر لاہور کے سلسلے واقع ہے شرق کی سمت  
 اسکے بفاصلہ ایک سہنہ کے قلعہ کی دیوار ہے اور غرب کی طرف ایک شکر چوڑا

دیوار سادہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ہے گرو ارجن پانچوان گرو قوم سکھ کا تھا۔  
 اسکی وفات کا قصہ مفصل درج کتاب تاریخ پنجاب مولفہ بندہ ہے اگرچہ گرو ارجن  
 دیبا میں بوقت غسل مفقود ہو گیا تھا نعل اسکی جلائی نہیں گئی مگر یہ سادہ یادگار  
 کے طہر پر بنائی گئی پہلے یہ مختصر مکان تھا مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وقت یہ عالیشان  
 مکان بنایا گیا احاطہ مکان کا پختہ چونکہ منڈیر کا ہے مین دروازے مین دو  
 بندہ رہتے مین اور شرقی دروازے کلان سے آمد و رفت ہوتی ہے اسکی پیشانی پر  
 بخط گزراہی حروف لکھے ہوئے مین تصویر بھی گرو ارجن کی تحریر ہے جب دروازہ  
 سے اندر جائیں تو بظرف جنوب ایک مکان چونکہ بنا ہے ایک دروازہ اسکا خوب  
 اور ایک شمال کو ہے اس مکان کو سکھوں کی دیگ کہتے مین اس باعث سے کہ  
 اس میں ایک کونڈہ پتھر کا زمین سے اندر گاڑا ہوا ہے اور ایک لکڑی موٹی جسکو ڈنڈا کہتے  
 مین بنگ گھومتی کیواسطے پاس رکھی ہے سکھ اگر اس دورے مین سکھ یعنی  
 بنگ گھومتے اور پیتے مین اس کے جنوب کی طرف متصل دیوار شرقی کے ایک کونڈہ  
 والاں ہوا اس کے باہر گوشہ نیرت مین چاہ کا مان یا ولی یعنی چاہ پختہ دار بنا ہوا  
 اس یا ولی کا زینہ شمال سے چلکر جنوب کی طرف چاہ مین جا ملتا ہے گیارہ شیشیاں  
 نیچے اتر مین تو زمین پر ایک سل سنگ سرخ کی لگی ہوئی ہے وہاں کھڑا ہو کر  
 آدمی چاہ سے پانی لے سکتا ہے گوشہ ایسان مین قد آدم چار سادہ مین بنی مین  
 ایک سادہ انہیں سے لچھی سرکار و جدہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی والدہ کی ہے  
 شمال کی طرف بھی چند کو پٹریاں سکھوں کے آرام کیواسطے بنی مین جنوب  
 کی سمت چار دیواری کے گنبد عالیشان سادہ کا پختہ عمارت چونکہ بنا ہے  
 ہے شمال کی طرف مکان سادہ کے ایک عالیشان بلکہ ایک والاں تین والاں  
 مین اس میں گزرتا تھا آداب تمام رکھا تھا سادہ کا چوترا پختہ چونکہ چوترا

کے ایک گوشہ ایساں میں ایک اور چھوٹا چھوٹا حجر اسیمین چھنڈا نصب ہے۔  
 خاص سادہ کاسکان مہلچ پختہ عمارت کا اور دروازہ شمال کی سمت کو ہے۔  
 مندر کے اندر میان زمین خاص سادہ کا چھوٹا سنگ مرمر کا ہر کٹھن ہے جسکو سنگ  
 کے لگے مین یہ مقام نہایت عجیب و غریب عمارت کا تعبیر ہوا ہے تمام مکان نقشون  
 تصویرون سے سجایا گیا ہے چہت مطلقاً آئینہ دار ہے آئینہ کے پیل بوٹے نہایت  
 خوبی کے ساتھ بنائے گئے ہیں۔ سادہ کے اوپر سائبان زری کا یا ریشمی یا پٹینہ  
 کا ہمیشہ تیار رہتا ہے مکان سادہ کے اوپر جانے کے لئے زینہ پختہ بنا ہوا ہے جہاں پر  
 جائیں تو درمیانی گنبد بلند کے ارد گرد انسان پہر سکتا ہے اور چاروں دیواروں  
 کے گوشون کے اوپر چار گنبدیان کلان اور دیواروں کی منڈیرون پر اونیس  
 اونیس گنبدیان خورد کلس وار چار طرف بنی مین اور بیچ مین اونچا گنبد سادہ  
 نہایت قطع معلوم دیتا ہے گنبد کی صورت پہاڑی دار مدور ہے اور کلس طلائی  
 بڑے گنبد اور چاروں گوشون کی گنبدیوں اور سات سات گنبدیوں  
 میروں پر لگا کر گئے ہیں گرنتہہ رکھنے کا دالان بھی نہایت مکلف بنا ہے  
 اسیمین طلائی اک آدہ گرنتہہ اور دوسرا گرد گوند سنگ کا گرنتہہ رکھا رہتا ہے  
 اور طاچون مین سکھوں کے دسوں گرڈون کی تصویریں مہلا لکھی ہوئی ہیں

### مکان سادہ حقیقت

حقیقت درے نواب زکریا خان بہادر صوبہ لاہور کی وقت ایک لڑکا ستوہ  
 کا تھا اور ایک سلمان کتب دار ملا کے کتب مین فارسی پڑھتا تھا ایک روز  
 ایسا اتفاق ہوا کہ ہوتا کسی کام کو باہر گیا اور لڑکے کے کتب کے آپس مین  
 لڑنے لگے ایک سلمان لڑکے نے دیوی کے حق مین کوئی ناشائستہ کلمہ کہا  
 حقیقت اسے کو وہ بات ناگوار گزری اور اس نے پیغمبر صاحب کی لڑکی کی

نسبت کوئی ایسا لفظ کہہ دیا جو کمال بے ادبی پر دلالت کرتا تھا جب ہستاد آیا تو مسلمان لڑکوں نے ہستاد کے رو برو سب حال بیان کیا وہ سخت ہی غصہ کے مارے لال ہو گیا اور حقیقت رائے کو پکڑ کر قاضی شہر کے رو برو لیگیا قاضی نے جب یہ تقریر سنی حقیقت رائے کے حق میں قتل کا فتویٰ لکھا اور منظوری کے لئے صوبہ لاہور کے پاس پہنچا نواب نذیر خان بہادر نے حقیقت رائے کو رو برو بلایا اور حکم دیا کہ تو نے کمال بے ادبی اہل بیت کے حق میں کی بیشک اجب القتل ہے مگر اگر تو مسلمان ہو جائے تو تیری جان بچ سکتی ہے ورنہ گردن مارا جائیگا حقیقت رائے نے مسلمان ہونے سے انکار کیا اور جان شیریں اپنے ملت و مذہب پر قربان کر دی یعنی گردن مارا گیا نعش اسکی اس مقام پر جلائی گئی جہاں اب سادہ بنی ہوئی ہے۔ یہ سادہ جانب شرق موضع کوٹ خوجہ سعید کے لاہور سے بغاصلہ و میل شرق کی سمت کو واقع ہے مکان نہایت بزرگ و متبرک ہے شہر کے ہنود و خلوص دل یہاں آکر جہین سالی گوتے ہیں بسنت کے روز بڑا پہاڑی میلہ اس جگہ ہوتا ہے۔ چڑھاوے کی آمدنی بھی بخوبی ہوتی ہے مکان سادہ پختہ چونچ بنا ہوا ہے پہلے ایک مربع پختہ چوترہ ہے جسپر مکان سادہ ہے سادہ کے مکان کی دیواریں پختہ ہیں اور دروازہ بجانب شرق ہے مکان کے وسط میں ایک پختہ چوترہ اسپر سادہ پختہ بنی ہے جسپر خلاف پڑا ستا ہے سقف اس مکان کی قابوتی اور اوپر گنبد گول پہاڑی دار بنا ہوا ہے باہر اسکے اسی چوترے پر ایک اور چوٹا گنبد بنا ہوا ہے اسپر شب جی کا استہا پن ہے اسکے جنوب کی طرف ایک چاہ چھٹی دار بنا ہے سادہ کے چوترے کے مجاذمین ایک اور چوترہ ہے اسپر مکان رہائش پجاریاں سادہ ہے یہ دیرپہ دار مکان نہایت عمدہ

بنا ہوا ہے جسکو نشنگاہ کہا جائے تو بجا ہے۔ ہمارا جہ رنجیت سنگھ کیوقت  
اس مکان کی قدر تو قیر بہت تھی ایک دہہ چاہم میں بیگہ ارضی جو اسی  
سادہ کی زیرین متعلقہ میں ہر سرکار سے معاف تھا اور دو گاؤں ایک سلہریا  
دوم منڈی ضلع سیالکوٹ میں جیسے امداد سال تمام جاگیر میں تھے مگر وہ  
گاؤں چاہے سہی سروپ سنگھ خادم سادہ کے نام و اگر اڑتے صاحبان انگریز  
کیوقت وہ سب معافی سروپ سنگھ کی حین حیات مقرر ہو گئی وہ مر گیا تو سب  
کے سب خطی میں آگئی اور نہال سنگھ سروپ سنگھ کا پوتا محروم رہ گیا آخر بہت  
سی کوشش کے بعد ماعہ روپے سالانہ نقد اب بنام سادہ و اگر اڑ ہوئی  
میں اور نہال سنگھ خادم و پجاری سادہ قرار پایا ہر پہرہ روزینہ اب ہمیشہ کر لئے  
مقرر رہیگا کہی: حسین تنزل نہ آئیگا

### مکان سادہ دریا گرسنیا سی

یہ مکان موضع کوٹ خوجہ سعید سے آدھ میل بجانب شمال لاہور سے اڑ پائی  
میل کے فاصلہ پر واقع ہے یا با دریا گرسنیا سی ایک فقیر خدا پرست عابد زانچہ  
تھا نام عمر وہ اسی مکان پر سکونت پذیر رہا ایک تہہ خانے میں جو زیر زمین  
بنا ہوا تھا اُسکی سکونت تھی۔ کسی جگہ وہ مانگتے نہیں جاتا تھا اعتقاد مند لوگ  
جوق جوق شہر لاہور وغیرہ مقامات سے اُسکی خدمت میں اگر استفید ہوتے  
تھے تمام عمر اُس نے خدا کی یاد میں بسر کی عرصہ دس برس کا ہوا ہے کہ وہ مر گیا  
اسی جگہ پر اُسکی سادہ بنی جسروز اُسکی وفات کا دن تھا حاضرین وقت کو  
اُس نے کہا کہ مجھکو تہہ خانے کے اوپر پیلو چنانچہ وہ اُسکو اوپر لے آئے  
جب وہ اوپر آکر بیٹھا تو ایک ہ جان گداز اُس نے ایسی ماری کہ مرناسکا  
پہٹ گیا اور سیوقت جان بحق تسلیم ہوا مرنے سے پہلے اُس نے

حیثیت کی تھی کہ میری سادہ خام بنائی جائے پختہ سادہ تعمیر نہو چنانچہ خام سادہ  
 ہسکی بنی ہوئی ہے اسکا عباوت خانہ جو زمین کے اندر تھا اب تک موجود ہے  
 شمال کی طرف اسکا دروازہ ہی زینہ اتر کر نیچے جاتے ہیں اسکے اوپر ہی عمارت  
 بطور چوہارہ بنی ہوئی ہے شرق کی طرف ہی تین کوٹھڑیاں بنی ہوئی ہیں ایک پختہ  
 شوالہ بھی تعمیر ہوا ہوا ہے شوالے کی عمارت ایک پختہ چونچ ہے چوترا ہے پر ہے اور  
 دروازہ بطرف شرق ہے سقف قابو توی اور چیت کے اوپر طولانی گنبد ہے اندر  
 سدر کے وسط میں ایک چوترا ہے اسپر شوجی کا جلوس ہے۔ دیراگر  
 کی سادہ پر اب بھی بہت سے لوگ اسکے سیوک آتے ہیں اور چڑھاوہ  
 چڑھاتے ہیں ۔

### سادہ مہاراجہ شیر سنگھ والی پنجاب

مہاراجہ شیر سنگھ فرزند ولند و جانشین مہاراجہ بخت سنگھ کے حال سے تمام  
 زمانہ واقف ہے کہ اُس نے اپنی اڑھائی سالہ سلطنت میں کقدر سخاوت کی  
 اور کقدر لاکھ فوج کی زینت بڑھائی تھی اور آخر کس بیرجمی کے ساتھ  
 سرداران سندھ ہانوالیہ کے ہاتھ سے وہ ماحق مارا گیا اُس شاہنشاہ خط پنجاب  
 کی یہ سادہ ہے جو ایک مختصر مکان بنا ہوا ہے اور صرف چونہ کی عمارت ہے  
 انسان جب اس سادہ پر جاتا ہے اختیار اسکی آنکھوں سے آنسو ٹپک  
 پڑتے ہیں اور یقین آجاتا ہے کہ دنیا یا پائیدار ہے اور یہ مال و دولت و عالیجا  
 صرف چند روزہ بات ہے اور خوابِ خیال۔ مہاراجہ شیر سنگھ کے قتل  
 ہونے کے بعد کئی سال تک سادہ خام رہی آخر رانی رندھاوی و کو پختیش سنگھ  
 وغیرہ موملان خاندان نے ملکر یہ مختصر مکان بنوایا جو موجود ہے یہ  
 مکان بارہ درمی شاہ بلاول والہ مہنیہ مہاراجہ بخت سنگھ کے غرب کی سمت



کو واقع ہے اور اسی بارہ درمی میں مہاراجہ شیر سنگھ کو سردار اجیت سنگھ  
 ولہنا سنگھ سندھانوالیہ نے مع اس کے نوجوان فرزند پرتاب سنگھ کے قتل کیا تھا  
 بخش ہی اسکی اسی مقام پر جلانی لگی تھی جہاں اب سادہ بنی ہے۔ یہ مکان  
 پختہ چونہ گچ ایک زمین دوڑ چوتھے پر بنا ہوا ہے جنوبی و شمالی دو دروازے  
 ہیں مکان شش پہلو طولانی قطع پر ہے چوکھٹین دروازوں کی چوبی ہیں  
 چوڑیاں ہی چوبی لگی ہیں مکان کے اندر فرش چونہ کا ہے اور اس فرش پر  
 تین سادہ چوٹی چوٹی گول صورت کی بنائی ہوئی ہیں شرقی حصہ مکان  
 میں سادہ مہاراجہ شیر سنگھ کی ہے اور اس کے نیچے ایک باشت زمین چوڑ کر  
 اس رانی کی سادہ ہے جو مہاراجہ کے ساتھ تھی ہوئی تھی غریبی حصہ میں کنور  
 پرتاب سنگھ فرزند مہاراجہ شیر سنگھ کی سادہ ہے ان تینوں سادہوں پر موٹے  
 کپڑے کے غلاف پڑے رہتے ہیں مکان سادہ کے اندر کی عمارت چونہ گچ  
 ہے دیواروں پر بایا ناکٹ غیرہ دسوں گروں کی تصویریں لکھی ہیں۔  
 سقف مکان کی قابوئی ہے اور اوپر گنبد کشتی نایا ہر اس مکان کے بجانب شمال  
 اڑھائی گز زمین چوڑ کر رانی رندھاوی زوجہ مہاراجہ شیر سنگھ کی سادہ علیحدہ  
 بنی ہوئی ہے یہ مکان ہشت پہلو بنا ہے اور دروازہ محاذ و رازے شمالی  
 مہاراجہ شیر سنگھ کی سادہ کے ہے اندر اس کے وسط میں سادہ چونہ گچ ہشت پہلو  
 چوٹی سی بنی ہے چہت قابوئی اس کے اوپر گنبد پہاڑی دار ہے کلس خلائی  
 نہ تو اس پر چڑھایا گیا ہے۔ اور نہ سادہ مہاراجہ شیر سنگھ کے گنبد پر گرائی  
 رندھاوی کی سادہ کے دروازے پر ایک اینٹ شگ مرم کی نصب ہے  
 جس پر عبارت کندہ ہے : سادہ مہارانی صاحب رندھاوی دہرم کنور  
 سرکار مہاراجہ شیر سنگھ بہادر سرگباشی ۱۴ مگر ۱۹۲۷ اتوار کے روز



اس سادہ کے علاوہ بہت جنوب سادہ مہاراجہ شیر سنگھ کے محاذی دروازہ  
جنوبی کے ایک اور مکان گنبد دار بنا ہوا ہے اسکے اندر سادہ رانی پرتاب کنور  
زوجہ مہاراجہ شیر سنگھ کی بنی ہوئی ہے جو دختر سردار ہا کر سنگھ لدھی کی تھی اور  
رانی مادھن اسکا نام شہور تھا یہ رانی ۱۱ ماہ بہاد ہون سمیت ۱۹۱۴ء میں فوت  
ہوئی تھی چنانچہ سنگ مرمر کی ایک اینٹ اسکے دروازے پر بھی لگی ہوئی ہے  
چہت اسکی بھی قابوتی اور گنبد پہاڑی دار ہے اس چہترے پر اور بھی  
سادہ مین چنانچہ ایک سادہ سردار بدہ سنگھ کی ہے جو ہمراہ مہاراجہ شیر سنگھ  
کے مقتول ہوا تھا یہ مکان بھی بیختہ چوہر گچ بے گنبد بنا ہوا ہے چہت قابوتی  
ہے اسکے اندر دو سادہ مین ایک سردار بوڑھ سنگھ برادر سردار بدہ سنگھ کی اور  
دوسری اسکی زوجہ کی جو ساتھ اسکے ستی ہوئی تھی ایک سادہ اور مسمی  
نکا سنگھ مہاراجہ شیر سنگھ کے خدمتگار کی ہے جو مہاراجہ کے ساتھ دشمنوں  
کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا یہ سادہ بھی گنبد دار ہے مین سادہ مین اور بھی  
مہاراجہ کے خدمتگاروں کی ہیں جو ساتھ قتل کئے گئے تھے ان سادہ ہون  
کی جاروب کشی و حفاظت کے لئے صرف ایک شخص ارطو کا سمنی نکا سنگھ  
سترہ برس کی عمر کا سرکار سے مقرر ہے اسکو ایک سو روپیہ سالانہ سرکار  
سے ملتا ہے چنانچہ وہ مع اپنی والدہ کے اسی جگہ رہتا ہے اسکے پاس ایک  
ایک گز تہہ پڑنے کے لئے ہے اور ایک بویا جیکو پھا کر وہ گز تہہ پڑتا ہے  
اس جہان میں سینکڑوں بچے مہیا ہوئے ہیں جہان تہو جو کہ چشم و طیر مار و مور پر  
انکی دفن کی طرف جاکر کرتا ہے گز تہہ دیکھتا کیا بغیر از خاک انکی گور پر  
دہرم سال بہائی کو ماسنگھ

یہ دہرم سال لاہور سے بفاصلہ دو میل متصل شکر باغ شالامار بجانب شمال واقع

ہے اس مکان کی بنیاد مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت بہائی گوماسنگھ اکاپیسے رکھی اور سکھوں کی سب باشی اور بنگائی شی کے لئے یہ مکان بنایا یہ مکان بہت بڑا ہے پختہ عمارت کا بنا ہوا باہر کا دروازہ بہت بڑا ہر جہین اتھی صحر و جج جاسکتا ہے دیوڑھی کا مکان دو منزلہ ہر زمینہ ہی دیوڑھی کے اندر ہر اوپر دیوڑھی کے بھی رہائش کا مکان بنا ہر جب دروازے سے اندر جائیں تو وسیع صحن آتا ہے جس کے چاروں طرف عمارت ہر شرق کی طرف ایک نشست گاہ خاص صاحب مکان کی ہے اور شمال کی طرف دو منزلہ مکانات ہر مین گوشہ لگنی کی دیوار مین ایک دروازہ ہر اس کے اندر جائیں تو دوسرا درجہ مکان کا آجاتا ہے اس کا صحن اس صحن سے علاوہ ہر وہاں بیل وغیرہ مویشی بند ہر رہتے مین یہ مکان صرف سکھوں کے امارے کا ہے گوماسنگھ بانی مکان جب مر گیا تو دیا سنگھ جانشین ہوا اب نہنگ سنگھ ہر شخص بڑا بشیار آدمی ہے ہر ایک رئیس راجہ مہاراجہ حاکم وغیرہ کے ہاں اس کی آمد و رفت ہر اور تصویر والا بابا و اس کا خطاب ہے کیونکہ اس کے پاس مگلو و صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر سابق پنجاب کی تصویر ہر وقت موجود رہتی ہے جس انگریز کے ہنگامہ پر جاتا ہے وہ تصویر نکال کر دکھلاتا ہے غرض اس نے اس تصویر کو اپنی ہیپود کا ایک ذریعہ بنا کر کہا ہے جس ہنگامہ وہ جاتا ہے تھوڑی سی ہنگامہ اپنی ساتھ لیتا جاتا ہے وہی اس کی نذر ہے جس کو وہ پرشاد کرتا ہے ۔ اس مکان مین شب روز بنگ گہشتی رہتی ہے اور بنگ گہشتی سکھ جمع رہتی مین اور سرکار سے انکو اجازت ہر کہ کشتی بنگ کی ہر کر یہ پہاڑ سے لے آتے مین کوئی انکا مزاحم نہیں ہوتا۔ اس مکان کے ساتھ چالیس ہنگامہ زمین زرعی اور ایک چارہ روان ہر جسکی آمدنی نہنگ سنگھ لیتا ہر اور مسافروں کو کھلاتا ہے اس مکان کے اندر ایک خراس بھی آٹا پیسنے کے لئے بنا ہوا ہے ہر ورترہ خیر

سافرون کے لئے اُسین آٹا پیسا جاتا ہے \*

### شوالہ نپراوہ بدھ ووالہ

لاہور کے قدیم و مشہور ہنود کی عبادت گاہوں میں یہ بھی ایک منبرک شوالہ ہے  
بسیب اسکی قدامت اعتقاد مند لوگ اس جگہ بہت آتے ہیں شب چودس ماہ پہاگن  
میں یہاں بہاری میلہ ہوتا ہے اور شہر سے بیسیار لوگ یہاں آکر پوجا کرتے ہیں  
اکبر بادشاہ کیوقت اس مندر کی بنیاد رکھی گئی تھی اور اب تک موجود ہے چار دیواری  
اسکی وسیع اور پختہ عمارت کی بنی ہوئی ہے غریب و سوارہ عالیشان شہرے دار  
بنا ہوا ہے مگر اب بند رہتا ہے کیونکہ اُس طرف کی بلحقہ زمین ریل والے صاحبوں  
قیمت خرید لی ہے اور پانسور و پیہ عوضانہ دیا ہے فی الحال شمالی رستہ  
جاری ہے اس رستہ سے جب اندر جائیں تو وسیع صحن آتا ہے اور چاروں  
طرف مکانات کو ٹھہرائی ہیں وسط میں وسیع چوتراہ پختہ چوٹی کے بنا ہے  
جسکے شمال کی سمت کو والا پختہ بنا ہے اور غرب و جنوب و شرق کو منڈیر  
تا بکر بلند ہے وسط میں مندر مریح نہایت خوبصورت پختہ چوٹی کے تعمیر ہوا ہے  
اسکا دروازہ شرق کو ہے اور سقف قابوئی اور پرگندہ در مندر کے اندر وسط  
میں ایک پختہ چوتراہ سنگ مرمر کا بنا ہے جسپر شوجی کا استہا پن ہے پاس ہی  
اُسکے پتھر کے بیل کھڑے کئے ہوئے ہیں دوسرا دروازہ مندر کا عرب کی سمت  
کو ہے مگر وہ بند رہتا ہے شمالی دیوار چار دیواری کے باہر پختہ سادہ میں پہلے  
مہنتوں کی بنی ہوئی ہیں سیرانا تہہ جوگی کئی پشت سے اس مندر کا مہنت ہے  
اخراجات اس مندر کے چڑھاوے سے چلتے ہیں اور چودہ جگہ زمین زرعی  
معافی اس مندر کی ملکیت میں ہے اسکی آمدنی بھی مہنت لیتا ہے \*

### شوالہ و دیوی دوارہ گنگا پرست

یہ مندر ریل کے پڑاؤ کی سر زمین کے جنوب کی سمت کو بنے ہوئے ہیں۔ عرصہ  
 پچیس برس کا ہوا ہے کہ گنگا پر بت سادہ نے ان مندروں کی بنیاد رکھی اور چار  
 مکان اس احاطہ میں پیش و پس بنوائے گئے۔ اول مکان شوالہ یہ شوالہ گنگا پر  
 کی التجا کے بموجب و نو جواہری نے بنوایا یہ مندر ایک مربع چوتھرے پختہ پر اس کے  
 وسط میں بنا ہوا ہے شمال کی سمت کو دروازہ باہر کی عمارت چونچ گئے سفید مندر کی  
 نقش پتھر کی چوگٹ سقف قابوتی ہے اور طولانی گنبد مندر سے اندر وسط میں  
 ایک مربع چوتھرہ بنا ہے چیمبر شوجی کا استہاپن ہے۔ دوسرا مکان دیوی دوارہ  
 شوالہ کے شرق کی طرف تھوڑے فاصلہ پر بنا ہے یہ مکان بھی گنبد دار پختہ مال  
 کی طرف دروازہ باہر سے سفید مندر سے نقش ہے دروازے کے محاذ کی دیوار میں  
 ایک مکلف طاق بنا ہوا ہے چیمبر شیشہ کا کام نہایت خوبی کے ساتھ کیا ہے اس  
 طاق میں چار بھی دیوی کی سنگ مرمر کی تصویر رکھی ہے جسکی پوجا ہوتی ہے  
 سقف اسکی قابوتی اور اوپر گول گنبد پٹاری دار ہے یہ مندر گنگا پر بت کا بنایا ہوا تھا  
 عہدہ نقش پختہ عمارت کا گنبد دار بنا ہے جو اس نے اپنی زندگی میں تعمیر کرایا تھا  
 اندر اس کے ڈیڑھ فٹ اونچی سادہ بنی ہوئی ہے سقف قابوتی اور گنبد طولانی ہیں۔  
 گنبد کے اوپر طائی کلس اور چند اطلالی بنا ہے چوتھے ایک گنبد خصوصاً چرن پالکا کا  
 پختہ چونچ گئے بنا ہوا ہے اس کے ہر چار طرف چار دروازے ہیں پچ میں ایک پتھر  
 سنگ مرمر کے اوپر دونوں پاؤں کا نقش بنایا ہوا ہے چوتھرہ اسکا انسان کی کمر  
 بلند ہے اور اوپر سقف قابوتی اور گنبد مدور ہے پانچویں ایک اور گنبد  
 مدور اس احاطہ کے اندر ہے جو چاہ کے اوپر بنایا گیا ہے گرد چاہ کے پختہ  
 چوتھرہ ہے اور اوپر اس کے قابوتی اور مدور گنبد تعمیر ہوا ہے جو فی زمانہ حال میں  
 اس مکان کا گنیش پر بت ہے وہی ان مندروں کی پوجا کرتا ہے اور آمدنی

لیتا ہے سچاری کے رہنے کے لئے مکان الگ بنا ہوا ہے اور تین دوکانیں

سراہ بنی ہیں جنکا کرایہ سچاری لیتا ہے

## مکان شہید گنج

یہ مکان بیرون دروازہ دہلی بازار لٹہ کی شرقی حد پر واقع ہے یہ تیسرا مکان  
سراہ بنا ہوا ہے دروازہ مکان جنوب کی سمت کو ہے باہر کے دروازے سے  
اندر جائیں تو دوسرا دروازہ شمال کی سمت کو ہے اس سے گورین تو وسیع  
میدان آتا ہے اس میں خشتی فرش ہے اسکے اندر مکانات بنے ہوئے ہیں ایک تو  
والان کلاں سمت غرب محرابی قابوٹی درون کا اسکے اندر ایک تخت چوبی بچھا ہوا  
ہے اسپر گرنٹہ رکھا رہتا ہے جسکو پڑا کرتے ہیں اس والان کے آگے ایک  
چوڑا پختہ بنا ہے اسپر گنبد دار مندر ہے اسی کا نام شہید گنج ہے کیونکہ  
نواب خان بہادر زکریا خان و میر شوکیو قت جو سکھ قتل ہوتے تھے وہ اسی  
جگہ داب دیے جاتے تھے انہیں سے ایک نامی سکھ تارو سنگ تہا جسکے نام سے  
یہ سادہ بابا تارو سنگ کی کہلاتی ہے عمارت اس مندر کی پختہ چوٹی کے استر کا  
سفید مسقف قابوٹی اور پردہ و گنبد کلس طلائی تیسرا مکان سادہ بابا تارو سنگ  
کا یہ مکان صحن کے ایک گوشہ میں بنا ہے اور بہت بڑا مکان ہے چاروں طرف  
سہ درہی پرائڈ بنے ہیں اور بیچ میں گنبد دار مکان سادہ بابا جس میں  
چوڑا پختہ بنا ہے اور اسپر سادہ مسقف پرائڈ وں اور وسط کے مکان کی  
قابوٹی اور پردہ و گنبد خوشنما گوشہ گنتی میں زینہ اور جانے کے لئے  
بنا یا گیا ہے اس کلاں احاطہ کے گوشہ گنتی میں چاہے جس سے اندر اور  
باہر لوگ پانی بہرتے ہیں اس مکان کے باہر بازار ہے اور دوکانیں بنی  
ہیں جو انسی مندر کے متعلق ہیں بازار کے جنوب کی سمت ہی بہت مکانات

ایک مسجد کہنہ و خراس وغیرہ چند سادہ مین اسی مکان کے متعلق ہیں  
اور ایک دالان سرراہ بنا ہوا ہے جس میں ہنگ گھوٹ کر تمام روز بٹائی جاتی ہے  
اور ہنگ کی دیکھیں بہری رہتی ہیں \*

### حال سادہ مہاراجہ رنجیت سنگھ

مہاراجہ رنجیت سنگھ والی پنجاب کے حال سے ہر کوئی واقف ہو شرع کی ہنر و رن  
اس موقع پر نہیں علاوہ اسکے جسکو شرح حال دیکھنے کا شوق ہو وہ آتا تاریخ  
پنجاب مولفہ راقم کو دیکھے جس میں مہاراجہ کی تمام عمر کا مفصل و شرح حالات سہر  
میں اس مہاراجہ نے چالیس سال تک پنجاب میں حکومت کی سوائے سیراب اسکے  
اور ملک کشمیر و دہرہ جات وغیرہ ہی اسکے تصرف میں تھا آخر ۱۸۳۹ء بمقام  
میں مر گیا اور اس جگہ جلا مانگیا جس جگہ اب اسکی سوجہ بنی ہو یہ عالیشان مکان سادہ  
کاروشنائی دروازے باہر فصیل کے ملحق دیوار بدیوار مسجد بادشاہی کے بجانب  
شمال واقع ہے دروازہ آمد و رفت مشرق کی سمت کو ہے دیوار شرقی اس  
مکان کی پختہ ریختہ کار ہے خاص دروازے کی تیجے اوپر اور بہت چپ بہت  
حی دیوار سنگ مرمر کی بنی ہے پانچ زینہ چڑھ کر دروازے میں داخل ہوتے ہیں  
یہ زینہ اور چوگھٹ بھی سنگ مرمر کی ہے دروازہ عالیشان قطع تہریدار  
بنا ہوا ہے اوپر دروازے کے تین موڑ ہیں منوٹی شوچی و گنیش جی و برہما  
کی پتھر میں بنا کر نصب کی گئی ہیں اس شرقی دیوار کی پہلی منزل میں چھ  
حجیرے ہیں ان میں دو کا شمار دوکان کرتے ہیں اور اوپر کی منزل کی شیشیا  
کے اس طرف درپچے و بنجارچے ہیں انکی چوگھٹیں بھی سنگ مرمر کی ہیں  
اور دروازے چوٹی سے دروازے سے داخل ہو کر دیوڑی کے شمال کی  
سمت زینہ سنگ مرمر کا اوپر جانے کے لئے ہے اور جنوب کی سمت ایک

کو شہری اور ایک بند قابل رتی خشتی بنا ہے یہ زمین اور صحران میں جا کر کہلاتا ہے  
 اور سنگین چوکھٹ لگی ہے اس دروازے کے جنوب و شمال نشانی میں بنی ہیں  
 جسکے دروازے صحن کی سمت بھی ہیں اور پیچے باہر کی سمت نہایت قطع  
 و سنگین ہیں انہیں مکانات میں سے ایک میں سنگ مرمر کی صورت ہشت  
 بیسی دیوی کی نہایت ادب کے ساتھ رکھی ہے دیوی جی کا تخت اور بنگلہ سب  
 سنگ مرمر کا ہے بنگلہ کی چھت بھی سنگ مرمر کی ایک تختہ کی ہے یہ بنگلہ  
 نہایت خوبصورت قابل دید ہے جسکے دیکھنے سے طبیعت میں فرحت آتی ہے  
 دیوی جی کی سواری سنگ مرمر کے شیر پر ہے یہ تصویر دیوی جی کی رانی  
 جندان والدہ مہاراجہ ولیت سنگ کے پاس شمن برج میں رکھی تھی جب اسکو  
 جلا وطن کیا گیا تو اس نے اس سادہ پر صورت ہجوادی تہ سے اسی جگہ  
 پر رکھی ہے اور چوڑی علیحدہ مقرر ہے دیوی جی کے مکان کے محاذی صحن کا  
 فاصلہ چھوڑ کر زمین سادہ کا یہ عالیشان سادہ ایک عالیشان چبوترے پر ہے  
 جسکا ارتفاع پانچ فٹ کے قریب ہو گا جانب شرق وسط میں چبوترے کے  
 سیڑھی ہے چبوترے کے سر پر سنگ مرمر کی سلین سمت شرق و شمال لگائی گئی  
 ہیں مگر جنوب اور غرب کی سمت خشتی بند لگایا گیا ہے اس چبوترے کے نیچے کا  
 مکان بطور تہ خانے کے پولا ہے چبوترے کے وسط میں لاثانی مکان سادہ کا بنا  
 ہے جسکے تین تین دروازے چاروں طرف رکھے ہوئے ہیں ہر ایک دروازے  
 کی چوکھٹ سنگ مرمر کی اور چوڑیاں چوبی ہیں ان تینوں میں سے ہر ایک  
 درمیانی دروازہ کلاں اور بخلوں کے چھوٹے میں شرقی دروازہ درمیانی اور  
 کے لئے کہلاتا ہے اس دروازے کا زمین سنگ مرمر کا ہے اور دروازے کے  
 آگے ایک سیاہ پتھر کی بڑی سل نصب ہے اس دروازے کے اندر چاکین تو بڑا



وسیع مکان سقف آتا ہے اسکے وسط میں ایک بارہ دری عالیشان سکے مر  
کی عمارت کی اور چار طرف گرد بارہ دری کے غلام گردش ہر پہلے اس بارہ دری کے  
آٹھ ستون سنگ مرمر کے تھے چونکہ ستون نازک اور اوپر اُنکے گنبد کی عالیشان  
عمارت کا بوجھ بہت تھا چند سال کے بعد ستون شق ہو گئے جا بجا وزین گنبدین  
قریب تھا کہ وہ لاثانی عمارت گر جائے جب عمارت کا ایسا حال صاحبان عالیشان  
نے دیکھا مولف کتاب کو کہ ایک کڑوا بخیر و ہمت عمارت ڈوپرن لاہور تھا حکم دیا  
کہ اسکے مستحکم کی تدبیر کرنی چاہی چنانچہ مولف اس کام میں بدل و جان  
مصروف ہوا اور اُن آٹھ ستونوں کے ساتھ آٹھ ستون خشتی اور بڑے ہونے جب  
گنبد کی عمارت کے نیچے بجائے آٹھ ستونوں کے سولہ ستون ہو گئے اور پہلے  
شق شدہ ستون نہایت مضبوط اپنی حلقے ڈالکر مستحکم کئے گئے تو اندیشہ  
اُنکے کرنے کا رفع ہو گیا اس بارہ دری کی عمارت نہایت عمدہ نقش و مطلقاً  
اور وسط میں ایک عالیشان سنگ مرمر کا بنا ہوا ہر جسکے چار درہین درون  
کے ستون وغیرہ متعلقہ عمارت سنگ کی ہے مگر اوپر کا گنبد خشتی ہے اس سنگ  
کا گنبد بڑے گنبد کے نیچے نہایت خوبصورت معلوم ہوتا ہے سنگ کے پچ ایک  
چوتھرہ سنگ مرمر کا اسپر سادہ سنگین مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وسط میں بنی  
ہوئی اور گیارہ سادین اور گیارہ رانیوں کی مین جو مہاراجہ کے ساتھ سستی  
ہوئی تھیں اور وہ سادہ مین اُن دو کبوتروں کی مین جو بوقت قلعہ دینے نعش  
کے چٹا کے اندر اُرتے ہوئے اُپسے تھے اور مہاراجہ کی نعش کے ساتھ ہی  
جل گئے تھے اس بارہ دری کے بارہ مہنوں کے اوپر ہی بارہ دہن دوسری  
منزل کے قابوئی محرابی نہایت خوبصورت بنے ہوئے مین اُنکے اوپر سقف  
گنبد کھان کی ہے جس پر آئینے لگے ہوئے مین اور مطلقاً کام نہایت تکلف و



عمدگی کے ساتھ کیا ہوا ہے بارہ درمی کی بیرونی غلام گردش کی عمارت  
 آٹھ درجون میں منقسم ہے یعنی چار درجے چار گوشوں کے اور چار بیرونی  
 سمت کے ان درجون میں فرش بھی خشتی ہے اور دیواریں بھی خشتی۔ مگر  
 چہتوں پر نہایت عجیب و غریب کام شیشہ کا ہوا ہوا ہے چاروں گوشوں کی  
 چہت کا مطلق کام ہے اور ہر چار سمت کی چہت کا سفید گوشہ جنوب  
 غرب میں زمینہ اوپر جانے کے لئے سرخ پتھر کا بنا ہوا انیس سیڑھیاں ہیں  
 جب اوپر کے درجے پر جائیں تو منزل زیرین کی غلام گردش کے اوپر  
 دوسری منزل نہایت خوبی کے ساتھ بنی ہوئی دکھائی دیتی ہے اس منزل  
 کی ہر ایک سمت کو دو دو بخارچے ہیں اور ایک ایک بخارچے میں میں میں  
 در اور بخارچوں کے پیچ میں ایک ایک سہ دہنہ قابوتی در پچہ دار حسین  
 تین تین در پچے ہیں اور سہ دہنہ کی دو نو بعلون میں ایک ایک در پچہ  
 اسی طرح چاروں طرف کی عمارت ہے اور تین تین محرابی قابوتی دہن سادہ کے  
 گنبد کی سمت کو اس درجے کی چہتیں ہیں قابوتی خشتی ہیں صرف بخارچوں کے  
 در پچوں وغیرہ در پچوں میں کٹھڑے سنگ سرخ کے لگائے ہوئے ہیں مگر اندرون  
 دہنوں کے کٹھڑے سنگ مرمر کے ہیں اس درجے کے ہی گوشہ جنوب مغرب  
 میں زمینہ اوپر جانے کے لئے خشتی بنا ہوا ہے بارہ زمینہ چکر اوپر جائیں تو سقف  
 کا میدان آجائے اسکے چاروں طرف منڈیرون پر چوٹی گنبدیاں بنی ہیں اور  
 چار بڑی گنبدیاں چار گوشوں پر چکے چار چار دہن محرابی قابوتی ہیں اور  
 چار گنبد دار نشست گاہیں طولانی ہر ایک دیوار کے وسط میں ہیں جنکے آٹھ  
 آٹھ درمیں اور ایک ایک گنبدی ان نشست گاہوں کے یمن دیوار نہایت  
 خوبی کے ساتھ بنی ہیں وسط میں یعنی سادہ کے گنبد کلاں کے اوپر ایک

اور عالیشان بلور دوری بنی ہوئی ہے اس کی عمارت سب پختہ نشی قابل رہی  
خوشنما ہر چہ ہر چہ راست تین تین درمیں چہت قابل رہی چہت کے اور عایشا  
مرد گنبد ہر جس رکس طلائی نصیب چار گنبدیان چار گوشون پر نہایت قطع و  
خوبصورت ہیں ان پر ہی سنہری کلس لگا کے گئے ہیں۔ یہ مکان سادہ کا  
بہت بلند کرسی دار ہر ایک پہ میں منزل میں ہی مکانات بنے ہیں جسکے دروازے  
شمالی دیوار کے نیچے موجود ہیں اور مشرق لوگ اس میں قیام پذیر ہیں شمالی سمت  
کی دیوار میں ہی ایک دروازہ اور زینہ اوپر آنے کے لئے ہر گلاب وہ بند ہے  
آمورف صرف شرقی دروازے سے ہوتی ہو +

### سلاوہ مہاراجہ کٹر سنگہ و کنور نو نہال سنگہ

مہاراجہ رنجیت سنگہ کے مرنے کے بعد اُس کا حقیقی بیٹا مہاراجہ کٹر سنگہ پنجاب کی  
حکومت کے تخت پر بیٹھا مگر اُسکی عمر نے وفات کی اور بیار ہو کر مر گیا مرنے سے پہلے  
اُس نے بسبقتل سرور اچیت سنگہ کے جسکو وہ دارالمہام بنانا چاہتا تھا اور  
اُسکو کنور نو نہال سنگہ اُسکے بیٹے نے باتفاق راجہ دھیان سنگہ وزیر کے قتل  
کر ڈالا تھا سلطنت سے کنارہ کر لیا تھا اور قلعہ سے اٹھ کر اپنی حویلی میں آ گیا  
تھا اسوقت سلطنت کا مدار کنور نو نہال سنگہ پر تھا جس سے مہاراجہ کٹر سنگہ  
کمال ناراض تھا بیماری کی حالت میں ہی اُس نے اپنے فرزند کی صورت ہمیر  
دیکھی تھی اور پر ملا کہتا تھا کہ اگر میں مر جاؤنگا تو تو نہال سنگہ کو اپنے ہمراہ  
لیجاؤنگا چنانچہ اُسی طرح وقوع میں آیا جسروز مہاراجہ کٹر سنگہ مر کنور نو نہال  
نے ہوان عالیشان بنوایا اور اس جگہ جا کر رواج دیا جس جگہ اب مہاراجہ کٹر سنگہ  
کی سادہ ہر جب نقش حل چکی اور بعد غسل کنور نو نہال سنگہ اور اوہم سنگہ سپر  
راجہ گلاب سنگہ ہاتھ میں ہاتھ دئے ہوئے داخل قلعہ ہونے لگے تو توپوں کی سلامتی

ہونے لگی جسکے زلزلہ سے زمین میں لرزہ پڑ گیا تھا جب دو نو قلعہ کے بیرونی  
دروازے رستہ سنائی کے پاس پہنچے اوپر کی دیوار کی منڈیر ناگہان دونو کے اوپر گڑی  
اور دونو کے مغز پاش پاش ہو گئے دو سکے روز کنور نو نہال سنگہ کی بخش بھی اسی  
موقع پر جلائی گئی جس جگہ مہاراجہ کٹرک سنگہ کی جلائی گئی تھی ۔

از مکافات عمل غافل مشو ۔ ۔ ۔ گنگم از گندم بر وید جوزجو

اب دونو سما میں مہاراجہ کٹرک سنگہ اور کنور نو نہال سنگہ کی ایک ہی مکان میں  
میں جو مہاراجہ رنجیت سنگہ کی سادہ سے بجانب غرب بنا ہوا ہے اور اسی چوتھے  
کی غزنی حد پر جوزیر سادہ مہاراجہ رنجیت سنگہ ہے۔ صورت اس مکان کی طولانی  
ہے تین دروازے شرق اور تین غرب کو ہیں اور ایک ایک جنوب شمال کو ۔

چھٹھین سنگ مرمر و سنگ سرخ کی ہیں اندر سے مکان تین درجوں میں تقسیم ہے  
ایک درجہ شمالی سقف قابوئی حسین سادہ مہاراجہ کٹرک سنگہ کی خشتی چوتھے پر  
بنی ہوئی ہے اور چار سادہ میں ستیوں کی جو مہاراجہ کی بخش کے ساتھ جل گئی تھیں ۔  
جنوبی حصہ میں جو وہ بھی سقف قابوئی ہے ایک خشتی چوتھے پر خشتی سادہ کنور نو نہال سنگہ  
کی ہے اور دو سادہ میں خورد ستیوں کی بد تعمیر اور چھ متوسط اس جگہ گرنہہ رکھا ہوتا  
ہے اور پٹیاں ہی بیٹھتے ہیں جنوبی درجے کی غزنی دیوار کے ساتھ زینہ اوپر جانے

کو لئے بنایا گیا ہے جب اوپر جائیں تو فراخ میدان چہت کا نظر آتا ہے اور چہت کے  
اور دو مشن نگلے آٹھ آٹھ پہلو اور آٹھ آٹھ دہلیں سقف قابوئی اور اوپر  
دونو گلا نشان گنبد اور گنبدوں پر طلائی کلس میں ایک گنبد مہاراجہ کٹرک سنگہ

کی سادہ کے اوپر اور دوسرا کنور نو نہال سنگہ کی سادہ پر ۔ بعد وفات مہاراجہ  
رنجیت سنگہ کے بنیاد اس عالیشان مکان کی مہاراجہ کٹرک سنگہ کو قوت رکھی گئی تھی وہ  
پتھر و درو و سنگو ایا گیا تھا مہاراجہ شیر سنگہ کی قوت بھی کچھ عمارت جاری رہی بہر سبب کشت و جوت

باہمی و برچہ گردی کے عمارت بند رہی جسکو صاحب انگیز نے باقتحام پہنچایا۔  
**مکان مرگہٹ یعنی ہندون کے مردے جلانے کا مکان**

یہ مکان دروازہ لکسالی شہر لاہور کے باہر بجانب غرب واقع ہے اس مقام پر شہر کے  
 ہندون کے مردے جلائے جاتے ہیں پہلے اس جگہ کوئی احاطہ بنا ہوا نہ تھا صاحبان  
 انگیز نے حکم سے بڑا وسیع پختہ احاطہ بنا شرقی دروازہ اسکا آمد و رفت کے لئے ہو  
 اس طرف سے لاشیں اندر جاتی ہیں ہندو جب لاش لیکر وہاں جاتے ہیں دروازے  
 کے آگے پھل کے درخت کے نیچے لاش کو رکھ دیتے ہیں اور سبوچہ گلی توڑ کر اندر بخش  
 یجاتے ہیں اور جس جگہ پر چاہیں نش کو لکڑیوں کے اندر رکھ کر جلا دیتے ہیں اس مکان  
 کے اندر درخت پھل و بڑے کے بہت ہیں اور بہت سی سادہ مین پختہ بنی ہوئی ہیں۔  
 شرقی دیوار کے ساتھ ایک پختہ دالان محرابی قابوئی درون کار سے میلارام  
 ہیکہ دار کا بنوایا ہوا موجود ہے اس میں سرکاری سپاہی محافظ مرگہٹ کا رہتا ہے اور  
 ایک شخص تانا نام کتھری داد و پنہنیہ قیام پذیر ہے اسکو فی مردہ ایک آنہ ملتا ہے  
 وہ ضروری کام مردہ جلانے میں مدد دیتا ہے احاطہ مرگہٹ کے باہر گوشہ شرق و  
 جنوب کی سمت کو اسے میلارام نے ایک چھوٹا سا پختہ تالاب بنوایا ہوا ہے جو  
 ہمیشہ پر آب رہتا ہے جب لوگ مردہ جلانے کے خارج ہوتے ہیں اس تالاب میں  
 نہاتے ہیں زمانہ گھاٹ اسکا الگ و مروانہ الگ ہے اور ایک شوالہ لالہ نہال چند کا  
 بنوایا ہوا تالاب کے پاس شمالی کنارے پر ہے یہ مندر پختہ بنا ہوا ہے اور گنبد طولانی  
 پختہ ہے مسمیٰ نرائن پوری سنیا سی اس شوالہ کا پجاری ہے۔

**شوالہ لالہ رتن چند مع تالاب**

یہ شوالہ دروازہ شاہ عالمی شہر لاہور کے باہر تالاب کے شمالی کنارے پر واقع ہے  
 مکان و منزلہ و بلند ہر غرب کی سمت منزل زیرین میں ایک دالان سہ درہ قابوئی

اور دو کوٹھریان و دو نوگوشتون مین اور گوشہ شمال مغرب مین چاہ چرخہ وار ہے  
 شمالی سمت کو ہی سدھنہ دالان اور پیچھے کچھ کوٹھری اور ایک کوٹھری شرقی  
 بخل مین مین اور اسی طرف دروازہ اور زینہ اوپر جائیکہ اور دروازے کو  
 پاس شرقی کی سمت دروازہ زمانہ گھاٹ تالاب کا جہان پرودہ دار عورتین بہا  
 مین جنوب کی سمت صرف دیوار ہے جو تالاب کی شمالی حد پر بنی ہوئی ہے زینہ چڑھ کر  
 جب اوپر جائیں تو ایک صحن آتا ہے جس کے چار سمت پختہ مکانات پجاریوں کی سکونت  
 کے لئے بنے ہوئے مین اور وسط مین ایک پختہ چوترہ ہے جس پر عالیشان مندر  
 شوالہ کا بنا ہوا اس مندر کا گنبد طولانی اور اسپرطلانی کلس ہے شوالے کے اندر  
 ایک سنگین چوترہ اسپر شوجی کا استہا پن ہے۔ دیوان رتن چند بانی اس شوالے  
 کا مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وقت ایک معزز امیر اور حضور نوپس تھا سرکار انگلیزی  
 کی وقت بھی وہ معزز و انیری مجسٹریٹ شہر لاہور کا رہا اُس نے اپنی زندگی مین  
 بعد سلطنت انگلیزی یہ عمارت و تالاب سرس بنوائی اور اپنی یادگار زمانہ  
 ناپائیدار مین چھوڑ گیا جس موقع پر اب سرس بنی ہے پہلے یہاں سردار رتن سنگھ  
 گر جاگیا کا باغ تھا وہی چار دیواری اب تک موجود ہے اور انہیں دیواروں کو بلند  
 کیا ہے چاہ و کوٹھے جو سرس کے اندر ہے وہ بھی باغ کا ہے سرس کے چاروں طرف  
 مکانات مسافروں کے اترنے کے لئے بنے ہوئے مین اور شمال کی طرف عالیشان  
 ڈیوڑھی و دروازہ ہے سرس کے باہر بھی دروازے کے دو طرف شرق و غرب  
 کی سمت دو کابین پختہ بنی ہوئی مین اور غرب کی طرف تالاب کے کنارے کنارے  
 دو کابین بہت سی مین سب مین بیوپاری رہتے مین باہر کا مال ہر قسم نمک  
 گہی و تیل و غلہ وغیرہ یہاں اگر فروخت ہوتا ہے اور بڑی منڈی لگتی ہے۔  
 تالاب بہت وسیع پختہ بنا ہوا ہے نہر کے پانی سے پر آب کیا جاتا ہے ہر شہان پختہ

مین اور چارون گوشوں پر چار پختہ برج یعنی گنبد بیان بنی ہوئی مین اور پختہ دیوار  
چاروں طرف محیط ہے اس تالاب پر تالاب خاص اگر نہاتے اور کپڑے دھوتے  
مین گو یا تمام درنا میدارگار ہوتا ہے تالاب کے شمال کی سمت دیوان رتن چند کی  
پختہ سادہ بنی ہوئی ہے جو اسکی وفات کے بعد اسکے بیٹے لالہ بہگوانداس نے بنوائی  
ہی یہ سادہ ایک پختہ خشتی چونہ گچ چوڑے پر تعمیر ہوئی چوڑے کے وسط میں  
سادہ کا مکان ہے اور چاروں طرف سادہ کا لبوتی محرابی برائے اور دروازہ  
سادہ کا شرق کی سمت کو ہے سادہ کے مکان کے وسط میں سادہ سفقا قابوتی  
چہت کے اوپر دوسری منزل کا ایک مقطع بنگلہ جیسے در محرابی مرغولی مین تالاب  
کے جنوبی کنارے پر اب لالہ بہگوانداس دیوان رتن چند کے جانشین وڑے بیٹے  
نے ایک عالیشان ٹھاکر و وارہ تعمیر کیا ہے یہ مکان پختہ چونہ گچ نہایت مکلف بنا ہے  
صورت اسکی مربع دو منزلہ ہے اور اسکی منزل کے وسط میں ٹھاکر و وارہ ایسا عمدہ بنایا گیا  
جسکے دیکھنے سے انسان کی طبیعت بشاش ہو جاتی ہے گنبد طولانی اسکا بہت بلند  
اور کلس خللائی ہے بہت سے ہندو ہر روز وہاں جا کر مانتا شیکتے ہیں \*

**مکان جیٹی یاوشاہی یعنی گروہر گوبند کا مکان**  
یہ مکان موضع مزنگ کے شرق کی طرف سر راہ اس شہر کے ہر جو جیلخانہ کو جا  
ہے مکان بہت وسیع اور چار دیواری پختہ ہے اندر چار دیواری کے غرب کی سمت  
کو چار پانچ سام مین پختہ بنی ہوئی ہیں اسکے اندر ایک در چار دیواری ہے  
جس میں چار پختہ چوخی دار ہے اور سبیل پانی پلائی کی متصل اسکے باغچہ اور سافرا  
اور ایک مکان سے منزلہ گدی نشین ہست کا اور دو کوٹھے اور ایک چوبارہ  
مکلف پختہ چونہ گچ بنا ہوا ہے یہ مکان پرستش گاہ ہے زمینہ اسکا سنگ مرمر کا ہے  
اور اندر فرش پختہ اور ایک چبوترہ خشتی استرکاری تین فٹ بلند مین زمینہ

چنگ بد جب آئیکے اوپر جا مین تو اُس پر ایک دروازہ مرغولی کھڑے دار بنا ہوا ہوا اسی کو  
 دربار صاحب کہتے ہیں اسکی دیواروں پر تصویر گرونانک وغیرہ گرونان کی کلبی ہوئی  
 ہیں اور چیت فالبوئی آئینہ دائر نقش بنی ہوئی ہے۔ سکھوں کا بیان ہرگز اس مکان  
 میں گرو ہر گوبند چٹا گرو سکھوں کا اکثر سکونت رکھتا تھا اس سبب سب سکھ  
 اسکا ادب کرتے ہیں غرب کی طرف مکان ہذا کے ایک دالان دروالان بڑا مکان  
 پختہ چنگ مع دو کوٹھریوں کے ہوا اور ایک دالان شرق کی سمت کو اسمین دو گرتہ  
 باو اب تمام رکھے ہیں اور گرتھوں کے اوپر ریشمی سائبان بنا ہوا ہوا ہمارا جہ  
 رنجیت سنگھ کی وقت اس مکان کی بڑی عزت تھی اب متعلق سادہ گرو واجن کے یہ  
 مکان بھی بھو آدنی اس جگہ کی وہی شخص لیتا ہے جو گرو واجن کی سادہ کا پجاری ہو۔  
 ہر ایک چانکی پانچوین تاریخ یہاں سکھوں کا مجمع ہوتا ہے کڑا پر شاؤ تقسیم کیا جاتا  
 ہے چراغان بھی ہوتا ہے \*

### ملتان دہرم سالہ

یہ دہرم سالہ شاہ عالمی دروازے کے باہر جنوب کی سمت سرکاری باغ منوصہ  
 لالہ نرن چند واڑھی والہ کے گول شکر سے بجانب شمال واقع ہر غرب کی سمت  
 اسکے ایک دوکان مسلمان نان پز کی ایک دانہ فروش دیکھ کر کہ مین دوراستے  
 اس مکان کے اندر جانے کے لئے مین ایک جنوبی شکر کی طرف سے اور ایک  
 غولنی نان پز کی دوکان کے پاس سے چار دیواری اسکی پختہ ہر جنوبی دیوار کے  
 ساتھ ایک پختہ کوٹھہ پانی پلانے کے لئے ہر پہاں برہمن پانی پلانے والا رہتا  
 ہے اسکے پاس پختہ چاہ چرخ دار ہے اور گوشہ عرب و جنوب مین ایک اور  
 چار دیواری پختہ ریشم کی بنی ہے چار دیواری کے میانہ مین ایک فالبوئی مکان  
 دروازہ اسکا شرق کی سمت کو اسکے اندر ہیر و جی کا تھان ہوا وہ سادہ مین

ایک درود چوترے پر سببان سنبل نانہہ اور بھول نانہہ کی بن دیوار شمالی کے متصل ایک مندر گنبد دار سوال بنا ہوا ہے جسکی پریشش ہوتی ہے اس مکان بن پیل کے وقت بہت ہیں۔ چونکہ اس مکان کی مسمی گردباری لمبائی سے جڑی ہے اور وہ سنبل نانہہ کا چبلہ بنکر جوکی ہوا تھا اس واسطے اس مکان کو درود ہر سال لمبائی کہتے ہیں اور اسی نام سے مشہور ہے۔

### حال مکان شمالی صاحب

یہ سکھوں کا مذہبی تہرک مکان پاگل خانہ سے بطرف جنوب ریلوے کے احاطہ کے ساتھ ملا ہوا ہے یہ مکان خشتی چار دیواری کے اندر ہے اور دروازہ بن ایک شمالی اور دوسرا شرق کی سمت کو چار دیواری کے باہر گوشہ لگنی بن چاہرچی دار ہے اندر چار دیواری کے ایک مکان مکلف بنا ہوا ہے جس میں گرنہہ رکھا رہتا ہے اور دو دالان پجاریوں کے رہنے کے اور ایک سادہ ناگ پوتا کی میانہ چار دیواری میں گنبد سادہ باد اسری چند خلف باو انا تک کا ہر ہشت پہلو خشتی چوترے پر اس گنبد کی عمارت ہے چھ پنختہ اور پختہ کا بنی ہوئی ہے چوترے کے جنوب کی سمت بارہ گراونچا چنڈا بانسی جسر خلاف کپڑے کا ہے کپڑا کیا گیا ہے اسی طرف دروانہ ہر درمیان اسکے قطع چوترہ مشن پر سادہ پختہ ہے اسکے گرد پردہ کھنکھائی ہے اور ہر درجہ میں ہر گنبد ہشت پہلو خوبصورت ہے سقف ہر دو مکان سادہ پردہ کھنکھائی قابلوتی ہے ہر مقام پر پردہ کھنکھائی کے گوشہ جنوب شرق میں زینہ اوپر جانے کا سقف کے اوپر گنبد خوشنما بنا ہے۔ چار دیواری کی اندر ہر سال میں شل سادہ دیوان گنبا پشاور دی وغیرہ بہت ہیں یہ دیوان بھوانید ہا المشبہ گنبا ایک امیر کبیر عہد مہاراجہ رنجیت سنگھ تھا جس نے پشاور سے اگر دفتر فاری فوجی و ملکی اسکا دئے اور دیوان خطاب پایا۔ اس جگہ پر سادہ



بابا سہری چند بابا نامک کے فرزند ارجمند کی ہے اگرچہ یہ بزرگ سکھوں کے  
 دسوں گروں میں شمار نہیں ہوتا مگر سبب صاحبزادگی کے سکھوں کا کمال  
 ادب کرتے ہیں اور بدل و جان حاضر ہو کر ماتھا ٹیکتے ہیں اس بزرگ کا فقر  
 علیحدہ جاری ہوا ہے جسکو اوداسی فقر کہتے ہیں اور وہ فقیر لنگوٹ بند ہوتے  
 ہیں سر پر جٹان رکھتے ہیں اور انہیں بالوں کو بطور دستار سر پر باندھ لیتے  
 ہیں اوپر کبیل اوڑھتے ہیں وہ یہی ایک ناکتہ ہی فرقہ کہلاتا ہے اس سب قوم  
 کا میچ یہی گردوارہ ہے اور ناگ دیوتا کا جو ایک مکان اسمین بنا ہوا اسکا  
 عجیب طرح کا فسانہ مہنت کی زبانی سنا گیا کہ ایک برس کا عرصہ ہوا ہے کہ  
 اس مکان سے ایک مہیب اور لمبا سانپ نکل کر لوگوں کو تکلیف پہنچاتا تھا  
 بہت سے نقصان اس نے کئے اس جگہ کا مہنت جب بہت تنگ آیا تو سانپ  
 کی خوشامد کرنے لگا اس کے لئے دودھ کا پیالہ بھر چھوڑتا تھا جسکو وہ پی جایا کرتا  
 تھا آخر وہ سانپ مہربان ہوا اور مہنت کے خواب میں آیا کہ اگر تو ہمارے مکان  
 بنا کر اس جگہ پر پرستش کیا کرے اور ناگ دیوتا اسکا نام رکھے تو تجھکو کوئی غم ہوگا  
 ہمیشہ خوش رہیگا اور نہ ہم کبھی آئندہ کوئی نقصان کریں گے بلکہ جو کوئی صدق دل  
 پہاڑی پوجا کرے گا جو مقصود مانگیگا حاصل ہوگا چنانچہ مہنت نے فی الفور حکم کی  
 تعمیل کی اور یہ سادہ بنوادی اس روز سے برابر اسکی پوجا ہوتی ہے بابا سہری  
 کی سادہ پہلے مختصر سی تھی مگر چنانچہ اس مہنت نے ہمیشہ ۱۶۹۹ بکر می میں یہ عایشہ  
 مندر بنوایا اور چاہ لگوایا جسپر چرخ چلتا تھا اور بہت سی زمین شامل چاہ  
 کے کاشت ہوتی تھی اب وہ زمین ریل کے پڑاؤ میں آگئی ہے صرف اٹھارہ  
 کنال زمین تھال کی سمت چار دیواری کی باقی ہے اسکی اب پاشی اسی  
 چاہ سے ہوتی ہے مہاراجہ دجیت سنگھ کی وقت ایک روپیہ دیمہ اس جگہ

کے مہنت کو لٹا ہوا تھا مگر اب بندہ ہر تیسر ہی مہنت آسودہ حال ہو کر چڑھاوے  
کی آمدنی اچھی ہڑالی صاحب اس جگہ کا نام اس واسطے ہو کہ ایک درخت  
شیشم کا سری چند کی وقت سے اس جگہ موجود ہو اسکی پریشانی ہوتی تھی مگر  
ریلوے والوں نے اسکو کسی سبب کاٹ دیا تھا اب اسکی جڑیں پھر سرسبز  
ہو گئی ہیں اور درخت کی صورت پکڑ آیا ہے ۔

### مند رہدر کالی

یہ متبرک مندر مرجع خاص و عام لاہور سے چھ کوس کے فاصلہ پر بجانب جنوب  
متصل موضع نیاز بیگ کے واقع ہے عام و خاص ہنود اس مندر کی بدل و جان  
پو جا کرتے ہیں اس مقام پر کوئی تصویر نہیں رکھی مکان بہت پرانا ہے  
جسکی ابتدا کی تشیخ کسی کی زبان سے سننے میں نہیں آتی ہر کوئی یہی کہتا ہے  
کہ پرانا مکان ہی خاص دیوی کی پوجا کے مقام پر ایک پنڈلی بنی ہے اور پھر  
چوٹا سا قابوٹی گنبد ہے سبھی وقت میں ایک بڑا گنبد چوٹے گنبد کے پاس  
تھیں ہوا مگر دیوی جی نے اس میں جانے سے انکار کیا اور پھر یوں کو خواب  
میں اشارہ ہوا کہ ہم اسی چوٹے گنبد میں خوش میں بڑے گنبد میں نہیں  
جائے چنانچہ اسی حکم کی تعمیل ہوئی اور دیوی جی اسی چوٹے گنبد میں  
رہیں بڑا گنبد جو عالیشان عمارت کا بنایا گیا تھا اسی طرح بیکار پڑا رہا چنانچہ  
مستغرق اسباب اس میں پڑا رہتا ہی ہر سال باہر چٹھہ اس مندر پر میلہ جمع  
ہوتا ہے اکثر ہنود زن و مرد ماتھا لٹکنے کو جاتے ہیں اور بڑا ہجوم ہو جاتا  
ہے اس میلے سے بڑا کوئی میلہ لاہور میں نہیں ہوتا مسلمان ہی اکثر جاتی ہیں  
چونکہ یہ میلہ گرمی کے موسم میں ہوتا ہے اکثر میلے پر جان بولے شوقین تکیہ  
پاتے ہیں اگرچہ سالانہ رفق تکیہ کے ہی امراتر شہر کی طرف سے بہت

ہوئے بین جا بجا اٹنا سے راہ اور میلے کے موقع پر شربت اور پانی اور گڑھی ہوئی  
 بنگ کی چپیلین لگ جاتی ہیں اور سب کو برابر شربت پلایا جاتا ہے مگر تو بھی  
 تکلیف بہت ہوتی ہے کیونکہ میلے کے موقع پر سایہ بہت کم ہے اور لوگ منہوجیمہ  
 وغیرہ سایہ کا سامان بنا کر رہتے ہیں ایک رات اور ایک دن برابر مجمع اس  
 میلے کا رہتا ہے دوکاندار پہلے سے وہاں دوکانیں لگا کر سامان شیرینی وغیرہ  
 کا تیار کرتے ہیں اور سب سے پیچھے آتے ہیں اس مکان پر پہلے کچھ عمارت تھی  
 اس کا بن بدن رونق بڑھتی جاتی ہے تالاب باغچہ وغیرہ عمارت رفاہ عام بنتی  
 جاتی ہیں اس مندر پر برسوں روز اکثر چڑھاوا اتنا چڑھ جاتا ہے جو سب کاریوں  
 کے گزاری کے لئے کافی ہو جاتا ہے اسکے علاوہ ہی ہندو متھوں کی بدل و جان  
 خدمت کرتے ہیں اور ان کی خدمت کو اپنا فخر جانتے ہیں

### مندرتھان بہیرو

یہ عالیشان مندر لاہور سے بفاصلہ تین میل یکایک جنوب موضع اچھرہ کے متصل  
 واقع ہے اس مندر کے تعلق بہت سی عمارتیں ہیں جو تمام وکمال بچھڑ سکیں تعمیر ہوئی  
 ہیں قبل از عملداری سکھان اس مندر کے موقع پر ایک خام چبوترہ بنا ہوا تھا اور  
 اسپر اس سادہ تھی اور سبھی گوڑے بنیا اس کی پوجا کرتا تھا جب وہ مر گیا تو اس کا  
 بیٹا دستی رام خدمت کرنے لگا اس نے اس جگہ خشتی چبوترہ بنوایا اور چاہ کہودکر  
 صورت مکان کی بنائی اس کے بعد جوالا ماتہ ہوا جوالا ماتہ نے سوران طوایق  
 معشوقہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی والدہ کا آسیب دور کیا تو موران نے ایک سو  
 گاڑی اینٹوں کی اسکو دی اور زر نقد ہی دیا اس نے بہت سے مکانات  
 اس جگہ بنائے من بعد لالہ راجندر برادرہ ساون مل ناظم لٹان نے پختہ مندر  
 موجودہ بہیرو جی کا بنوایا اور ڈیوڑھی کلان راجہ لعل سنگھ فیض اور عمارات موجودہ

کے تعمیر کی اب اس مکان پر قدیمی قابضان کا قبضہ نہیں ہے فقرا سے  
جوگی کا قبضہ ہے اور سب سے پہلے دہنی ناتھ جوگی کا قبضہ ہوا جو تک ہے اور  
اُس دہنی ناتھ جوگی کو سمست ۱۸ بکرمی مین حوالا ناتھ نے اس جگہ تقرر کیا۔  
دہنی ناتھ آدمی خوش خلق اور خوش مزاج تھا اُس نے لاہور کے سکھی امرت  
سے اختلاط پیدا کر لیا اور قدیم قابضان کو پنجاہ روپیہ سال دینا کر دیا اور  
خود قابض مکان بنا با داد دہنی ناتھ کی بعد رام ناتھ گدی نشین ہوا اُس نے  
چند سال وہ پنجاہ روپیہ سالانہ دیا پھر بند کر دیا اب یہی قابضان حال کی اولاد  
لاہور میں موجود ہے سرکار انگریزی کے عہد میں بھی بند و بست کے محکمہ میں  
اس بات کا دعویٰ قابضان قدیم کی طرف سے دائر ہوا اور بدری داس مدعی  
نے چند ماہ مقدمہ کیا اور پٹنٹ من پھول حاکم بند و بست برسر موقع گیا۔ لیکن  
جوگیوں کے قبضہ کی شکست عمل میں نہ آئی اور دعویٰ ٹمس ہوا وہ دروازہ چوکیوں  
کلاں اس مکان کا جنوبی دیوار میں متصل غزنی گوشہ کے ہے اور دیوڑی اتنی بڑی  
ہے کہ ہاتھی مع عاری اُس میں سے گزر سکتا ہے پھر اُس کے اندر اور بلند دیوڑی تعمیر  
کی ہے اُس میں دروازہ مندر کے اندر جانے کے لئے بنا ہوا ہے اُس کے اندر بہت  
سے مکانات بنائے گئے ہیں ایک پختہ مکان لاٹگریوں والا کہلاتا ہے یعنی اس  
میلے کے نور لنگر پکایا جاتا ہے دوسرا مکان دو منزلہ وہونی والا مشہور ہے  
اس میں دن رات چراغ روشن رہتا ہے کہی گل نہیں ہوتا تیسرے مکان حاصر  
مندریہ بڑا عالیشان مندر ہے پہلے ایک منمن چوترہ پختہ بنا ہوا ہے اسکے گوشہ  
گلی پر چاہ کلاں ہے چہرہ و چرخیان جاری ہیں اور ایک دخت کلاں جامن کا سایہ  
افکن ہے یہ چاہ باوا ناتھ منبت نے تعمیر کیا تھا اسکے جنوب کی سمت پختہ مندر  
عالیشان ہیروچی کا ہے مندر کے نیچے ایک در چوترہ پختہ بنایا گیا ہے جس کے بارہ

پہل مین اور سینہ تک بلند ہر شرق کی سمت خشتی زمین ہر مندر کی صورت ہشت پہلو صوبہ ہری ہر اسکے آٹھون پہلون مین باہر کی طرف آٹھ محراب مین مین جسکے سر پر تین تین گنبدیان اور پنجے لگے مین اوپر گردنہ نہایت خوبصورت بنایا گیا ہر اور سر پر کلس ہے دروازہ آمد و رفت شرق کی سمت سے ہر مندر کے اندر فرش پختہ چونر گچ اور دیوار مین پختہ بیچ مین ایک مین گھنٹہ کلان آویزان ہر میانہ مین تا سینہ بلند ایک چوترہ شکل شکل مینا ہشت پہلو اس مین چراغ رو مین دن رات روشن رہتا ہے باہر شرق کی سمت ایک پختہ دالان ہر جسکے بیچ دھن مین اس مین ایک چوترہ دو گز مربع چونر گچ اسپر شب جی کا استہاپن ہر یہاں جائری لوگ اگر شب جی کی پوجا کرتے مین ان مکانا کبیر اور مکانات سادہ و خراس و مکان دالان کلان جسکو گدی کا دالان کہتے مین پختہ تعمیر ہوئے ہو کھرمین اور شمال کی سمت ایک اور احاطہ ہر اس مین درخت ہر قسم کے لگائے گئے مین اور یہی کھرمین مند گرام مند غدام و پجاریون کے رہنے کے لئے بنائے گئے مین بڑا میل تا اس مندر پر پرتل ماہ بہا دون کے نو چندے اتوار کو ہوتا ہر اس روز ہر ارون اعتقاد مند لوگ یہاں حاضر ہو کر تمام رات جاگتے اور بھجن سنتے مین اسکے علاوہ ہر اتوار کے روز سینکڑوں لوگ شہر لاہور سے یہاں آکر مانتا ٹیکتے مین سالانہ میلے کا چڑھاؤ ہے ہوتا ہے آٹھویں کا چڑھاؤ ہر پجاری لیتے مین جس سے انکا گزارہ بخوبی ہوتا اور ایک چاہ مع زمین بارہ گھاؤں کے جو اسکے پاس ہے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وقت سے معاف ہر میلے کے روز جو فقرا جوگی جمع ہوتی مین انکو کھانا مندر کا مہنت دیتا ہے اور جو دنیا دار جاتے مین وہ اپنا کھانا آپ پکا کر کھاتے مین باہر مندر کے شرق کی سمت ایک پختہ خوبصورت مربع تالاب دیوان مولراج ناظم لٹان کا بنوایا ہوا موجود ہے چاروں طرف تالاب کے نو نو سیڑھیاں بنی مین

اور ایک پٹنہ شوالہ کسیر شاہ ساکین پادری کا بنا ہوا ہے جسکی ہی پرستش ہوتی ہے۔  
 دوسری قسمن مکانات مذہبی بیرونی شہر لاہور کی طرح ہیں جن میں سے ایک شہر ہے۔  
**خانقاہ مادیہ لال حسین**

لال حسین ایک پیر مجذوب و سالک اکبری عہد میں لاہور میں رہتا تھا ذات کا وہ تھا  
 باخندہ تھا اسکے بزرگوں میں سے کھس رائے ہندہ ہلیوٹی عہد میں سلمان ہوا  
 تھا اسکا پوتا یہ حسین تھا شیخ بہلول قادری کا مرید ہوا کرامتیں اسکی سلمانوں  
 میں بہت مشہور ہیں بلکہ ایک کتاب مظلوم فارسی پیر محمد نام ایک مصنفہ نے  
 اسکے حال میں لکھی ہے اسکا نام حقیقتہ الفضا ہے اسہیں ہزاروں کرامتیں حسین کی  
 اُس نے چشم دیدہ لکھی ہیں چونکہ یہ بزرگ سرخ پوشاک رکھتا تھا اس سبب  
 لال حسین خطاب پایا۔ مادیہ ہوا ایک خوبصورت لڑکا برہمنوں کا تھا جو شاہد رہے  
 میں رہتا تھا اُس سے حسین کی کمال محبت تھی آخر وہ بھی سلمان ہوا اور حسین  
 کا مرید ہو۔ لال حسین سنہ ہجری میں مر گیا اور شاہ بدرہ کے پاس مدفون  
 اتفاقاً چند سال کے بعد قبرہ کے نزدیک دریائے راوی آگیا اور مادیہ ہوا  
 اپنی مرشد کا وہاں سے نکال لایا اور اس جگہ دفن کیا جہاں اب مزار بنا ہے اور  
 مادیہ سنہ ہجری میں فوت ہو کر اسی جگہ مدفون ہوا یہ خانقاہ موضع باغبان  
 کے متصل بجانب شمال واقع ہے چار دیواری پختہ ہے دروازہ کلاں جس سے  
 آمد و رفت ہوتی ہے بجانب غرب ہے اندر سے مکان بہت وسیع ہے مکانات  
 قدیم و جدید بہت سے بنے ہوئے ہیں جنکی تشریح طول ہے ایک دروازہ  
 بطن جنوب یعنی سمت موضع باغبان پر ہے ہر شرق کی طرف ہی ایک دروازہ  
 ہے اسکے ہشتی دروازہ کہتے ہیں کیونکہ شیخ مادیہ حکیم فرما چکے ہیں جو کوئی اس میں  
 ہوگا ہشتی ہوگا شمالی دروازہ ہی بڑا دروازہ ہے چار دیواری کے میانہ میں

بڑا چوترا پختہ چونچ بنا ہی اور چاروں طرف منڈیرون پر پنجے پختہ گلی  
 لگائے ہیں اور چاروں گوشوں پر چار مینا رکڑ تاک بلند بنے ہیں اس چوتے  
 پر ایک اور چوترا پختہ ہر جیسر تعویذ قیر لال حسین کا پختہ بنا ہے اسپر ہمیشہ  
 غلاف پڑا رہتا ہے اور دوسرے چوتے پر جو بظرف شرق اُس چوتے کے  
 ہر قبر یاد ہو کی پختہ بنی ہوئی ہے غرض یہ مکان بہت وسیع پر از عمارات گوناگو  
 ہر مگر بسبب بے خبری و بے مرتی کے بہت سے مکانات گرے پڑے ہیں  
 چار دیواری بھی اکثر مقامات سے گری ہوئی ہے اس خانقاہ پر سال بھر  
 میں دو مرتبہ بڑا بہاری میلہ ہوتا ہے ایک تو بروز سبت میلہ ہوتا ہے اور ہندو  
 مسلمان اس میلے میں آتے ہیں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وقت مہاراجہ خواجہ  
 کے روز یہاں آکر دیدار کرتا تھا اور چار دیواری کے شمال و مغرب میں چاندی  
 کا بنگلہ مہاراجہ کے جلوس کے وسط قائم کیا جاتا تھا اور قلعہ لاہور سے اس  
 خانقاہ تک دو طرفہ فوج پابانہ کرکھڑی ہو جاتی تھی دوپہر کے بعد مہاراجہ  
 بڑے تزک و شان کے ساتھ قلعہ سے سوار ہو کر یہاں آتا اور بنگلہ میں اجلا  
 کر تمام امراء دربار سے نذرین لیتا اور خلعتیں دیتا پانسو روپیہ خانقاہ  
 پر چڑھاتا تھا اب جب سے سکھی سلطنت جاتی رہی ہے عام میلہ ہوتا ہے  
 دوسرا میلہ چترغون کا یہ میلہ اب بھی بڑا ہوتا ہے پہلے یہ میلہ یکم ماہ رجب  
 ہوا کرتا تھا مگر اب ماہ قمری کی قید نہیں رہی بہار کے موسم میں ماچ کے اخیر  
 ہوا کرتا ہے ایک رات شایقین خانقاہ پر رہتے ہیں اور تمام دن شالاباغ  
 میں شالہ کی ماچ میں صاحب دُپی کشنر بہاویلاہور اس میلے کو تجارتی میلہ کر دیا  
 بہت سے سوداگر اپنا اپنا سباب فروخت کے لئے لیکئے اور میلے کا ہجوم دور دور  
 تک شالاباغ میں رہا ان دونوں میلوں میں چڑھاوے کی آمدنی اکثر ہو جاتی ہے

جو حسن علی مجاور خانقا کا لپٹا ہے \*

## مزار شہیدہ بلاول قادری

یہ بزرگ اکبری و جہانگیری و شاہجہانی عہد میں اپنے وقت کا علامہ تھا اسکے باپ کا نام سید عثمان اور دادا کا نام سید عیسیٰ تھا پہلے انکی سکونت ہرات میں تھی ہمایون بادشاہ جب بابر و شاہ ایران کے ہند میں آکر دوبارہ والی تخت قیاج ہوا تو سید عیسیٰ مع سید عثمان اسکے باپ کے اسکے ہمراہ ہند میں آیا تھا بادشاہ نے قلعہ شیخ پورہ مع تعلقات اسکی جاگیر میں دیا اور وہ تمام عمر اسی میں سکونت پذیر ہوا لاوت شاہ بلاول کی بھی شیخ پورہ میں ہوئی اکبری عہد میں شاہ بلاول نے اپنی سکونت خاص لاہور میں اختیار کی اور علوم ظاہری مولوی ابو الفتح لاہوری سے پڑھے اور باطنی شیخ شمس الدین قادری سے مکمل پائی اور مسند ہدایت و ارشاد پر بیٹھ کر ہزار ہا مخلوق کو فیض پہنچایا اس بزرگ کا ہزار بار و پیر روزانہ عام لشکر پر خرچ ہو جاتا تھا ہزاروں غریب و غریبہ و قوتہ کہا نا اس مہمان خانے سے کہاتے تھے آخر ایک ہزار چھیالیس عہد شاہجہانی میں مر گیا اور دریائے راوی کنارے پر دفن ہوا اور عالیشان گنبد اسکے مزار پر بنا گیا مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں دریائے ستلج کے نزدیک آگیا کہ ایک یوار گر گئی مہاراجہ رنجیت سنگھ نے فقیر نور الدین کو حکم دیا کہ اس بلاول کا صندوق قبر سے نکلا کر اور جگہ دفن کر دو چنانچہ فقیر نور الدین نے قبر کو کھدوایا اور تابوت نکلا ایا اسروز ہزاروں مسلمان شہر لاہور کے اس بزرگ کی زیارت کو گئے اور سب کے رو برو صندوق کھولا گیا دوسو برس کے بعد یہ تابوت زمین سے نکلا اگر نعت کی زنگت ہرگز بدلی نہ تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ اس وقت یہ شخص فوت ہوا چنانچہ دوبارہ جنازہ کی نماز پڑھی گئی اور



حال کے موقع پر دفن کیا گیا۔ یہ خانقاہ لاہور سے بجانب شرق بمقام ایک  
 برس کے راجہ دینا ناتھ کے باغ کی متصل ہے چار دیواری پختہ ہر مکان کا  
 دروازہ جانب جنوب شمالا مار باغ کے پُرانے رستہ کی طرف ہر اسکے اندر  
 جب جائیں تو ایک وسیع میدان آتا ہے یہ زمین اندرون چار دیواری سب  
 متعلق خانقاہ ہر اسکے وسط میں علیحدہ چار دیواری میں مزار شاہ بلا دل  
 پختہ بنا ہے دروازہ جنوب کی سمت کہ ہر اندر پختہ فرش قبر کا تعویذ پختہ ہے  
 مگر سبب ہونے مرث و عدم خبر گیری کے دیوار بن گری ہوئی ہیں اور  
 چار دیواری کے اندر کتبکانات خستہ و شکستہ ہو رہے ہیں۔ اس خانقاہ  
 برس میں ایک بار ۲۸ شعبان کو میلہ ہوتا ہے اس رات لاہور کے ہندو  
 مسلمان بکثرت یہاں آتے ہیں اور شوقین آتش بازی اگر چہرتے ہیں۔

### مزار گہوڑے شاہ بخاری

اس بزرگ کا اصلی نام سید جہولن شاہ بخاری ہے وجہ تسمیہ اس کا اسلحہ  
 پر ثابت ہوتا ہے کہ اس بزرگ کا جد بزرگوار سید عثمان پہلے پہل قصہ رُج  
 سے لاہور میں آیا چونکہ اسکو جوئے یعنی رعشہ کی بیماری تھی اس سبب  
 اسکا خطاب جہولہ بخاری مقرر ہو گیا چنانچہ اسکی قبر لاہور کے قلعہ کے  
 اندر ہے اسکے بعد اسکا بیٹا سید شاہ محمد اپنی باپ کا جانشین تھا اسکا بیٹا  
 یہ جہولن شاہ ہوا جسکا اصلی نام بہا والدین تھا دادا کے خطاب پر اسکو لوگ  
 جہولن شاہ کہتے تھے یہ مادر زاد ولی تھا پانچ برس کی عمر میں اسکو گہوڑے  
 کی سواری کا بہت شوق تھا مریدوں میں سے جو شخص گہوڑا خدمت میں  
 حاضر لاتا جو مانگتا چل کر لیتا ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچی کہ جوارادت  
 مٹی کے گہوڑے تصویر خدمت میں لانا منہ مانگی مرا پانا ایک روز یہہ ذکر

کسی نے سید شاہ محمد کی خدمت میں کر دیا کہ صاحبزادے کے حال پر خدا کی استقدر غایت ہوئی ہو کہ مریدوں میں سے جو شخص اصلی گہوڑا یا مٹی کا گہوڑا پیش کرتا ہو اسکا مصلوب فی الفور حائل ہو جاتا ہو۔ یہ بات سنکر شاہ محمد کمال غضب میں آیا اور لڑکے کو رو برو بل کر فرمایا کہ اے نامراد اگر اسی عمر میں تو باعث انکشاف اسرار الہی ہے تو اس زندگی سے تیرا مرنے کا بہتر ہے بھرو کہنے اس بات کے جہولن شاہ اسی وقت جان بحق تسلیم ہو گیا اور پانچ برس کی عمر میں وفات پائی اسی جگہ مدفون ہوا جہاں اب یہ مزار بنا ہے۔ یہ مکان پرنے راستے شالامار باغ کے جنوبی سمت کو واقع ہر رستہ شمال کی سمت کو ہو اور مزار کا چبوترہ راستے کے ساتھ ملا ہوا ہے مزار پختہ ہے۔ گنبد مزار پر نہین بنا مزار کے متعلق مکانات مسجد و چاہ و چنڈ کو بھیہ ہیہین اور فقیر سجادہ نشین مع اور فقرا کے اوسہین قیام پذیر ہے ہر سال اس جگہ میلہ ہوتا ہے اور اعتقاد مند لوگ حاضر ہو کر چڑھاؤ چڑھاتے ہیں گہوڑے گلی اب بھی میلے کے روز ہزاروں مزار پر چڑھتے ہیں چنانچہ مزار کی منڈیروں پر گلی گہوڑوں کے انبار لگے رہتے ہیں۔ وفات اس بزرگ کی ماہ ربیع الاول ۱۰۳۰ ہجری میں وقوع میں آئی۔

### مدرسہ شیخ اسماعیل المشہور میان وڈاکا درس

یہ عالیشان مکان باغ شالامار سے ایک میل کے فاصلہ پر بچانہ جنوب واقع ہے یہ عالیشان مدرسہ اکبری عہد میں شیخ محمد اسماعیل المشہور میان وڈا نے بنوایا اور اُسہین قرآن شریف کی تدریس جاری کی ستائہمیں اس درس کی تعمیر ختم ہوئی اور یہ قطعہ تاریخ موزون ہوا۔

بناشد این مکان نیک بنیاد و۔۔۔ مہر لے درس ہر یک طالب دین

سروش غیب و رسال بنائش ۛ ۛ بلقفا درس اسماعیل است این  
 بڑا دروازہ اس مکان کا شمال کی سمت کچھ اس سے اندر جائیں تو پختہ چار دیواری  
 کے اندر بہت سے مکانات بنے ہوئے دکھلائی دیتی ہیں بہت سے حجرے درویشوں  
 کی سکونت کے لئے بنے ہیں ایک خراس بھی آٹا پیسنے کے لئے پناہی جو ہمیشہ جاری  
 رہتا ہے اور ایک پختہ مسجد چار وسیع تعمیر ہوئی ہے شرقی حد چار دیواری کی طرف  
 مزار گوہر بار شیخ محمد اسماعیل میان دو کاہر اسکی چار دیواری بڑی چار دیواری  
 کے اندر علیحدہ ہر اسکے دروازے کے موقع پر ایک عمدہ پختہ دیواری بنائی گئی  
 ہے اسکے اندر جائیں تو چوتراہ پختہ آتا ہے اسپر خام قبر شیخ اسماعیل کی  
 بنی ہے اسکے علاوہ دوسری قبر شیخ جان محمد میری شیخ نور محمد چوہدری حافظ  
 محمد صالح کی پر یہ مین بزرگ شیخ اسماعیل کے خلیفے تھے صلی وطن محمد اسماعیل  
 میاؤ کا موضع ترکاران علاقہ پوٹھوہار تھا اور قوم کا کہو کہو تھا اسکا باپ  
 فتح الدین عبد الدین سرفراز خان بھی معزز آدمی تھا قدیم زمانہ میں اسکے  
 بزرگی کشتکاری کرتے تھے مگر فتح الدین کو علم پڑھنے کا شوق ہوا اور عالم علوم  
 ظاہری و باطنی ہوا اسکا مقبرہ موضع چیمہ مین دریاے چناب کے کنارے  
 پر واقع ہے اسکا بیٹا حافظ محمد اسماعیل سال نو سو پچانوین ہجری مین پیدا  
 ہوا اور پانچ سال کی عمر مین مخدوم عبدالکریم ساکن موضع فگر مخدوم جو دریا  
 چناب پر واقع ہے شاگرد ہوا پہلے قرآن حفظ کیا پھر علوم ظاہری مین تحصیل  
 حاصل کی پھر علوم باطنی کی تکمیل مین مصروف ہوا اور ولایت کے درجے  
 تک پہنچا اور سلسلہ سہروردیہ مین خرقہ خلافت اپنے پیر روشن ضمیر سے پایا  
 پھر لاہور مین آیا اور بیرونی آبادی شہر لاہور بحکمہ تیل پورہ اس مدرسہ کی  
 بنیاد قائم کی اور طالب علموں کے لئے تدریس قرآنی و علوم تفسیر و حدیث و فقہ

شروع کی ہزاروں لوگ خدمت میں حاضر ہوئے مدت العمر یہ بزرگ اسی کام  
 میں مصروف رہا اور ۴۵ سالہ ہجری میں فوت ہو کر اس مقام پر مدفون ہوا۔  
 جس جگہ اب اُس کا مقبرہ ہے اس مقبرہ پر گنبد نہیں بنایا گیا بلکہ قبر ہی خام ہے  
 کیونکہ اُنکی وصیت تھی کہ ہماری قبر پختہ نہ بنائی جائے ہمارا جہت سنا  
 کیوقت اس مدرسہ کی رونق زیادہ ہو گئی کیونکہ اسے سلطنت و سروران  
 ریاست سب اس شہر کے مکان کا ادب بدل جان کرتے تھے اور حتی الوسع دربار  
 دہلی تھے علاوہ بران میان شرق و بین مجاور و سجادہ نشین خانقاہ نہایت  
 متدین و منظم آدمی تھا اندھے لنگڑے اپا بچ درویش فقیر غالب علم سینکڑوں  
 اس مدرسہ سے روٹی کھیر پاتے رہتے تھے بڑا صدقہ اس مدرسہ پر ہمارا جہت و سنا  
 کی سلطنت اور راجہ پیر سنگھ کی وزارت کیوقت آیا کہ راجہ سوچیت سنگھ جموں  
 آکر اس میں فروکش ہوا اور کبھی فوج نے راجہ پیر سنگھ کے حکم کے بموجب اس  
 حملہ کیا اور وہ مارا گیا مکان کی دیواریں توپوں کے گولوں سے سمار ہو گئیں  
 خانقاہ کے درویش بہت مارے گئے، چاہا جان اگر بزرگ کیوقت سے اس  
 احمدیہ سجادہ نشین اس خانقاہ کا ہر شخص ہی اپنے باپ کی طرح حافظ  
 و عالم و فاضل ہے رونق مدرسہ کی اسکے وقت میں دو چندان ہو گئی آمد یہی زیادہ  
 ہوئی کیونکہ میان محمد سلطان ٹہیکہ دار نے رکبہ جلو کی زمین میں سے بہت سی  
 زمین اس خانقاہ کے نام وقف کر دی ہوئی ہے جس قدر زلہ اس اراضی میں پیدا  
 ہوتا ہے وہ سب اس مدرسہ کے اخراجات میں خرچ ہوتا ہے فی زمانہ حال تخمیناً  
 دوسو اندھا و لنگڑا و اپا بچ درویش اس خانقاہ سے پرورش پاتا ہے اور تعلیم قرآن  
 کی سب کو ہوتی ہے اندھوں کو قرآن حفظ کرایا جاتا ہے ۔

روضہ خواجہ خاوند محمود المشہور حضرت الیشان

یہ روضہ بہت نزدیک موضع بیگم پورہ کے بجانب غرب اور شمال کی سمت سڑک  
 شتاباغ کے لاہور سے بفاصلہ دو میل واقع ہے صاحب مقبرہ کا نام خواجہ خاوند  
 محمود المشہور حضرت ایشان ہر ذات کا یہ سید اور سلسلہ نقشبندیہ کا فقیر تھا۔  
 اصلی وطن اسکا شہر بخارا تھا بیس برس کی عمر میں اسکو سیرکاشوق وامشگیر ہوا  
 اور بخارا سے روانہ ہو کر سمرقند اور ہرات و قندھار و کابل کے راستے کشمیر میں  
 پہنچا کئی برس تک کشمیر میں قیام رکھا لاکھوں لوگ مرید ہوئے چونکہ ہزاروں  
 شیعہ امامیہ مذہب کے لوگ اس نے سخت بناوئے تھے اس سبب خاندان قوم  
 چاک جنگی حکومت کشمیر میں تھی اور مذہب امامیہ رکھتے تھے اسکے دشمن ہو گئے اور  
 حسین چاک حاکم کشمیر نے اسکو ہلاک کہا کہ یہاں سے چلے جاؤ ورنہ قتل کر جاؤ گے  
 اس نے ایک ماہ کی مہلت چاہی ابھی پندرہ دن گزرنے نہ پائے تھے کہ قاسم خان  
 میربحری اکبری فوج ایکر کشمیر پر چاہنچا اور کشمیر کے علاقہ کی حکومت قوم  
 چاک کے ہاتھ سے جاتی رہی من بعد یہ چند سال کشمیر را جب چہانگیر بادشاہ  
 کشمیر میں گیا تو لفظ اعتقاد وہ اسکو اپنے ساتھ ہندوستان کو لے آیا مگر  
 یہ اگرہ و دہلی وغیرہ شہروں میں قیام پذیر رہا پھر لاہور آیا اور محل محل پورہ  
 اس موقع پر بیرون شہر آباد تھا آباد ہوا اور ایک خانقاہ تعمیر کی اور  
 بحری میں فوت ہو کر اسی جگہ مدفون ہوا اسکی وفات کا قصہ تاریخ یہ ہے  
 شہ محمود خاوند و عالم  
 نہاد ہر سال از حاشی  
 کہ دانش بود سعود ابن سعود  
 کہ قطب الاصفیاء خاوند محمود

یہ روضہ بہت بلند و سنگین پختہ چونکہ گشت پہلو صورت کا بنا ہوا ہے اندھا  
 سے چونکہ گچ استرکار ہے دروازہ آمد و رفت غرب کی طرف جھولی قابلہ تھی بنا ہے  
 گنبد کے اوپر جانے کے لئے زینہ موجود ہے آٹھوں پہلوؤں میں آٹھ عالی شان بلند

محرابین میں سقف قابوئی اور سقف پر عالیشان گنبد ہے روضہ کے اندر  
 وسط میں ایک بالشت بلند چوترہ ہے اُس پر خواجہ خاوند محمود ایشان کی۔ اور  
 چوترے کے نیچے گوشہ شرق و جنوب میں ایک اور قبر پختہ چونی گنج اُسکے بیٹے  
 بہاوالدین کی ہر مقبرہ کی غرب کی سمت کو ایک مسجد پختہ گنبد دار ہے جسکے  
 تین گنبد ہیں اور تینوں محرابین عالیشان صحن مسجد کا فرش اب خراب ہو گیا ہے  
 نواب زکریا خان بہادر نے یہ مقبرہ بنوایا اور سب اسکے وہ اسکی  
 اولاد میں تھا اُس نے اس مکان کو زیادہ زینت دی اور مسجد موجودہ کی بنا  
 قائم کی اور باغچہ کو بڑھا دیا اور محل محل پورہ اس مزار کی چاروں طرف آباد کیا  
 اور یہ وہ متول محلہ تھا جسکو غارت کر کے احمد شاہ درانی کی فوج مالا مال ہو گئی  
 تھی اور باقی ماندہ شہر کے لوٹنے کی حاجت اُنکو نہیں رہی تھی ہمارے عجبت سنگہ  
 کیوقت میں اس روضہ کے نزدیک سردار گلاب سنگہ پھونڈیہ نے چھاونی بنائی  
 جس سے یہ عالیجاہ مکان برباد ہو گیا چار دیواری گرائی گئی باغ اُجڑ گیا مسجد  
 کے صحن کی اینٹیں اور قرون کی اینٹیں خشت فرو شون نے نکال لیں۔  
 روضہ میں جنیل گلاب سنگہ نے باروت بہری مزار کا سنگ مر مر اتار لیا گیا  
 چند سال اس شہر کے روضہ میں باروت بہری رہی اور قفل بند رہا جب  
 سکھی سلطنت جاتی رہی اور صاحبان انگریز کا دور دوران ہوا تو باروت  
 اس روضہ سے نکلوا کر دیا میں ہینکوا کی گئی اور روضہ خالی ہوا سرسبزی  
 لارنس صاحب بہادر کی زبیدی تھی کیوقت خواجہ احمد کشمیری جو خواجہ خاوند محمود  
 صاحب روضہ کی اولاد سے تھا لاہور آیا اور اُس نے صاحب بہادر  
 اجازت لیکر اس جگہ پر قبضہ کیا اور بہت سا روپیہ خرچ کر کے مرمت اُس روضہ  
 کی کرائی مزارات دوبارہ بنوائے مسجد کی بھی مرمت کرائی اور تو بیت مکان کی

محمد بخش صحاف لاہوری کو دیکر کشمیر کو چلا گیا مگر سب اسکے کہ اس مکان کے ضروری اخراجات کے لئے کوئی صورت قائم نہ تھی پہر یہ مکان بدستور ویران ہو گیا۔ اس مقبرہ و مسجد کی مرمت مولف کتاب کی نگرانی میں پہر اب سرکار کی طرف سے ہوئی ہے ورنہ مسجد کی حالت بہت خراب تھی یقین تھا کہ بہت جلد گر جاتی

### مقبرہ میا نمیر بالا پیر لاہوری

لاہور کی مشہور و معروف عالیشان عمارات میں سے یہ مقبرہ کی مکان مقبرہ شیخ محمد میر المشہور میا نمیر بالا پیر لاہوری کا ہے صاحب مقبرہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں مرید و خلیفہ شیخ خضر سیستانی تھا اور اسی سے اس نے تکمیل پائی اور ہندوستان میں آکر لاہور میں سکونت پذیر ہوا۔ یہ بزرگ نہایت ورچہ کا حامد و زاہد متقی و خدا پرست تارک الدنیا سکینۃ الاولیاء نام ایک کتاب بربان فارسی داراشکوہ شاہجہان بادشاہ کے بیٹے نے اسکے حالات میں لکھی ہے جس میں ہزاروں کرامتیں اس بزرگ کی درج ہیں۔ یہ بزرگ ۵۴۸ھ ہجری عہد شاہجہان بادشاہ میں فوت ہوا چونکہ شاہنشاہ داراشکوہ پوتا چلیہ میا نمیر کا تھا یعنی ارادت اسکی شیخ محمد المشہور ملا شاہ کے ہاتھ پر تھی اس نے بہت سا پتھر و سامان عمارت کا بہم پہنچایا پہلے اُس نے اپنی پیرکار و ضلع بنوایا جسکی چار دیواری میں اب موضع میا نمیر آباد ہے اور مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس مقبرہ کے قیمتی پتھر اور ڈالنے میں پھر اس عالیشان مکان کی بنیاد رکھی اتفاقاً اسی زمانہ میں سلطنت کا انقلاب وقوع میں آگیا شاہجہان بادشاہ کو عالمگیر اورنگ زیب نے قید کر لیا داراشکوہ قہقول ہوا اس کے عمارت اسکی چند سال بند رہی آخر الامرتو سلطان اس خاندان نے عالمگیر کی خدمت میں عرض کر کر دوبارہ اسکی تعمیر شروع کرائی اور مکان شکر تیار ہوا مگر

اس قسم کی تیاری کا مکان نہ بنا جس صورت سے دارا شکوہ چاہتا تھا۔ چار دیواری  
 اس مقبرہ کی پختہ چوئیچ ہے اور چاروں دیواروں میں محراب قالیبوتی عمارت  
 کی نہایت خوبصورت بنائی گئی ہے ارتفاع چار دیواری کا پانچ گز چھینٹا۔ دروازہ  
 آمدورفت جنوب کی سمت کو ہے جب اسکے اندر جائیں تو غرب کی سمت ایک  
 عالیشان دالان چوئیچ قالیبوتی سقف کا محرابی قالیبوتی مدون کا مجاور  
 کی نشست گاہ بنا ہے اسکے ساتھ چار دیواری کے غرب کی سمت کو اکا اور مکان  
 بخارچہ دار ہے اس میں نشست خاص سجادہ نشین کی ہوتی ہے اس دالان  
 کی دیوار بدیوار شمال کی طرف ایک عالیشان پختہ مسجد بنی ہوئی ہے مسجد کی  
 کرسی بلند ہے مسجد کے صحن پر فرش پختہ ہے اس مسجد کی کرسی دارا شکوہ  
 کی وقت بنی تھی جس پر تہر لگا ہے و باقی ماندہ تعمیر عالمگیر کی وقت ہوئی تھی  
 اس عالیشان مسجد کی پانچ محرابیں اور پانچون گنبد مدور نہایت  
 خوبصورت ہیں بیانیہ دور کے اوپر لب بام دو برجیان ہشت پہلو بنی ہوئی ہیں  
 اس مسجد کی محرابوں کی دیواروں کے آغاز میں آدھ آدھ گولنگ سنگ مرمر  
 کی سلین نصب ہیں اور باقی چوئیچ عمارت ہے مسجد کے اوپر جانے کے لئے  
 دو ذیہ شمالی و جنوبی ہیں مسجد کے شمال کی طرف ہی ایک پختہ دالان بنا ہے  
 جبکی کرسی کے چوڑے کو سنگ مرمر لگا ہوا ہے چار دیواری کے تمام صحن  
 میں سنگ مرمر کا فرش ہے خاص روئے کے شرق کی سمت کو ایک دروازہ  
 پختہ بنا ہے اسکے دو دروازے شمال و جنوب کی سمت کو ہیں۔ سقف ہی محرابی  
 قالیبوتی ہے اس دالان کے شرق کی طرف ایک چاہ پختہ مع غسل خانہ بنا ہے  
 چونکہ اس چار دیواری کے اندر کوئی چاہ نہ تھا نور محمد ایمان والہ نے بمرد  
 عصبہ پاس برس کے یہ چاہ تیار کرایا تھا اس چاہ کے غرب کی طرف وہ



صحن ہر جسمین سنگ سرخ کافرش ہے اور تین طرف باغچہ ہر چار دیواری کے اندر  
 بہت سی قبریں اور ایک چاہ خور و حراس وغیرہ مکانات پختہ ہیں جن میں  
 وسط چار دیواری میں مقبرہ عالیہ میا میر بالا پیر کا ہر روضہ ایک ایک نشان  
 چوترے پر بنایا گیا ہے جو برج ۱۴-۱۹ درجہ طول و عرض کا ہر جنوب  
 کی سمت زینہ سنگ مرمر کا ہے اور پتھر میں گلکاری منبوط کار ہر چار طرف  
 چوترے کے ارتفاعی عمارت میں سنگ مرمر کی سلہن لگی ہوئی ہیں۔  
 اس چوترے کے اوپر بھی پتھر کافرش ہے اور وسط میں روضہ کی  
 عمارت ہر اس مقبرہ کی عمارت قد آدم بلند سنگ مرمر کی ہے باقی سب گنبدی کا  
 نقش ہے دروازہ آمد و رفت کا جنوب کی سمت ہے جس کا ایک بے سنگ  
 کا اور چوکھٹ سنگ سرخ کی ہے دروازہ کی محراب پر یہ قطعہ تاریخ لکھا ہے  
 جس سے سال تا تاریخ وفات میان میر پاپا جاتا ہے +

میان میر سرد و فخر عارفان + کہ خاک و دشت رشک اکسیر شد  
 سفر جانب شہر چاودہ کرد + ازین محنت آباد و دلگیر شد  
 خرو بہر سال وصالش نوشت + بقدر دوس والامیا نمبر شد  
 اندر مقبرہ کے تمام فرش سنگ مرمر کا ہر جسمین گلکاری سنگ موسی سیاہ کی  
 کی ہوئی ہے اس مقبرہ کی تین سمت تین محرابیں قابل توجہ بنی ہوئی ہیں  
 اور چوتھی محراب جنوبی میں دروازہ ہے تینوں محرابوں میں پنجپہرے خوشنما  
 لگا کر گئے ہیں اندرونی عمارت میں پہلی تابینہ بلند سنگ مرمر کا ہوا ہے  
 جو عمارت داراشکوہ کے عہد میں بنائی گئی تھی شمالی محراب کے بازو کے مغربی و شرقی  
 میں نہایت خوبصورت شیشہ کا کام بیلدار بنا ہے اور ایک ایک تابینہ کلاں  
 نصب ہے گنبد کی سقف میں بھی شیشہ کا کام نہایت خوبی کے ساتھ ہوا ہے

بڑے بڑے آئینے بھی لگے ہیں یہ شیشہ کا کام اب ایک انگریز نے بنوایا تھا جس کا نام  
 بیٹل صاحب اور گبن صاحب سو اگر کانگرہ کا کرنا تھا باہر کی سفیدی بھی اُس نے  
 کرائی تھی مزار حضرت کا گنبد کے میانہ میں ایک چبوترے پر ہے یہ چبوترہ سنگ  
 کا ایک فٹ بلند ہے اُس کے اوپر قرعہ کا تعویذ سنگ مزار کا بنا ہوا ہے جس پر ہمیشہ  
 غلاف قیمتی کپڑوں کا پڑا رہتا ہے سقف قابوئی اور سقف پر خوبصورت گنبد  
 ہے جس کا کلس بھی سنگ مزار کا ہے اس مزار پر سال پہر میں پانچ میلے  
 ہوتے ہیں ایک عرس سالیتہ ہوتا ہے اُس روز دو دن اور دو رات ہجوم  
 خلق اللہ کا رہتا ہے اور چار میلے برسات کے موسم میں ہوتی ہیں یعنی چار چار  
 شنبے جو ماہ ساون میں آتے ہیں ہر ایک چار شنبہ کو یہاں میلہ ہوا کرتا  
 ہے اور لوگ بکثرت جمع ہونے میں اگرچہ سکھوں کی وقت بھی یہاں بڑا میلہ  
 ہوتا تھا مگر اب میلہ میں رونق زیادہ ہوتی ہے کیونکہ لاہور خاص و چھاؤنی  
 میانیر و دیہات کی خلقت میلے کے روز بکثرت جمع ہو جاتی ہے اور آمدنی  
 چڑھاوے کی بہت آتی ہے +

### مقبرہ شیخ موسیٰ اسنگرہ

یہ دون شہر لاہور اکبری دروازے کے باہر قلعہ گوہر سنگ سے بجانب شمال  
 یہ گنبد دار مقبرہ سبز رنگ کا موجود ہے گنبد کی بیرونی عمارت پر سبز رنگ کا  
 کانس کا کام ہے گنبد نہایت خوبصورت و منقطع بنایا گیا ہے یہ مقبرہ ایک خشتی  
 چار دیواری کے اندر ہے شمال کی طرف چار دیواری کا دروازہ ہے اگرچہ  
 دروازہ گر چکا ہے مگر آمد و رفت اُسی مقام سے ہر گوشہ شرق و شمال میں ایک  
 چاہ ہے جس پر چرخ چوب زمینداروں کا چلتا ہے جو اس جگہ زمینداری کرتے  
 ہیں چار دیواری کے اندر بہت سے درخت اور جوبہ ہیں اور وسط میں یہ

عائیشان مقبرہ ہر مقبرے کے تین دروازے جنوبی شرقی غزنی تھے مگر اب جنوب کی سمت کا دروازہ کھلا ہے اور بندہ بین مقبرے کے اندر جائیں تو وسط میں ایک چبوترے پر شیخ موسیٰ کی قبر ہے اور گنبد کی دیوار میں پختہ چوہہ گچ سقف قابوتی اور اوپر سقف کے مدور گنبد سبز رنگ نہایت خوبصورت ہر یہ بزرگ کو وہ سلطنت کی وقت زندہ تھا آہنگری کا کام کرتا تھا اور سلسلہ سہروردیہ میں ارادۂ خدمت شیخ عبد الجلیل چوہدری بندگی کی تھی اسکے خاندان میں لوہار بہت مرید ہیں۔ عرس سالانہ ہی لوہار کرتے ہیں یہ بزرگ لی کامل گزرا ہے تذکرہ قطبیہ میں لکھا ہے کہ ایک روز یہ بزرگ اپنی دوکان پر آہنگری کا کام کر رہا تھا ایک بندہ عورت نکلا اپنے جس سے سوٹ کاٹا جاتا ہے بنوانے کئے لئے آئی چونکہ نوجوان و خوبصورت ہی شیخ نے نکلا تو بھٹی میں ڈالا اور خود اسکے جمال باکمال کی طرف ایسا متوجہ ہوا کہ ایک گھنٹہ گزر گیا عورت غضب میں آئی اور کہنے لگی کہ اے شخص تو کیسا آدمی ہے کہ کام کی طرف خیال نہیں کرتا اور میرے منہ کی طرف آنکھیں پہاڑ پہاڑ کر دیکھ رہا ہے یہ بات سنکر شیخ نے وہی نکلا جاگ میں سرخ ہوا ہوا تھا بھٹی سے نکالا اور میل کی طرح دو نو آنکھوں میں پیر لیا اور کہا کہ اگر میں نے تجھ کو بد نظر سے دیکھا ہے تو میری آنکھیں جل جائیں اور اگر تیری صورت میں میں نے مصداقہ لی کا جمال دیکھتا تھا تو یہ لوہا سونہ ہو جائے چنانچہ اسی وقت نکلا سونے کا ہو گیا یہ حال دیکھ کر عورت قد من پر گر پڑی اور مرید ہوئی اس عورت کی قبوری اسی احاطہ کی شمالی دیوار کے پاس ہے اور ایک چوہا گنبد اُس پر بنا ہے اگرچہ اب گر گیا ہے مگر بقیہ اُس کا موجود ہے یہ بزرگ ۹۲۵ھ ہجری میں فوت ہوا اور یہاں دفن یا گیا ہے

## مقبرہ شیخ چوہدر عبدالجلیل قطب عالم

یہ مقبرہ شیخ موسیٰ کے مقبرے کے بہت نزدیک ایک کھان چار دیواری کے اندر ہے چار دیواری کے اندر ایک تہ خانہ ہے اسمین اس بزرگ کی قبر ہے تہ خانے کا دروازہ غرب کی سمت کو ہر چند زمینے اوتر کر نیچے جاتے ہیں تہ خانے کی عمارت پختہ چوڑی ہے اور وسط میں پختہ قبر ہے سقف قالبتی ہے سقف کے اوپر بھی ایک قبر بنی ہوئی ہے چار دیواری بیرونی کی غریب سمت کو ایک کہنہ پختہ مسجد بنی ہے چوہدری نے خود اپنی جین حیات بنوائی تھی چار دیواری سیر دلے اس مقبرہ کی سیرت بہت غلام محی الدین شاہ تعمیر کی۔ یہ شخص اسی بزرگ کی اولاد میں سے تھا بیرونی دروازہ تہ خانے پر یہ قطعہ تاریخ لکھا ہے +

مکان خانقاہ قطب عالم + چوہدری تعمیر نو زینت پذیر دست  
تاریخ بنائش ہاتف غیب + بنائے از غلام محی دین گشت  
اس چار دیواری کے اندر قبرین بہت ہیں اور چار چتر تھی فار ہے اور دو کوٹھڑیاں  
فقیر کے رہنے کے لئے بنی ہیں اب سپرست و خبر گیر اس مکان کا خورشید عالم  
غلام محی الدین شاہ کا بیٹا ہے جو موضع رتہ پیران ضلع سیالکوٹ میں رہتا ہے۔  
اس بزرگ کا سلسلہ سہروردیہ ہے اب بھی ہزاروں لوگ اسکے گہر کے مرید ہیں ایک  
بہت بڑی کتاب تذکرہ قطبیہ اسکے حالات و کرامات میں لکھی گئی تھی جو اب تک  
موجود ہے سلطان بہلول لودھی بادشاہ ہند کا یہ داماد تھا جسکے بطن سے شیخ ابوالفتح  
مسکین پیدا ہوا جسے چوری میں یہ بزرگ فوت ہوا اور اودہ تاریخ لفظ شیخ ہے +

## مکان رسول شاہ بیان

یہ ایک مشہور و معروف مکان لاہور کے مکانات میں سے بیرون دروازہ دہلی  
نندہ بازار کے شمال کی سمت کو واقع ہے چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہے ڈیوڑھی

عمدہ ہر اسکے اندر فرات و مقابل بنے ہوئے ہیں یہ موجودہ مکان راجہ دینا ناتھ  
 رئیس ناہور نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وقت نور حسین رسول شاہی کو بنوایا تھا  
 سکھوں کی وقت ہر ایک امیر سردار راجہ مہاراجہ کی آمد و رفت اس مکان میں بہت  
 تھی اور سب لوگ نور حسین کی خدمت کرتے تھے اور وہ امیرانہ معاش اپنا رکھتا  
 تھا باعث یہ تھا کہ اس فرقہ رسول شاہی میں شراب کا پینا ہر ایک عبادت سر  
 مقدم الامور ہر دن رات شراب کی ہٹھی اس جگہ چڑھی رہتی تھی اور طرح طرح کی  
 مصالح مار شراب کچھ ائی جاتی تھی پس امراء لوگ جگہ و ختر رز سے کمال  
 محبت ہوتی تھے اس جگہ دو وقتہ آمد و رفت رکھتے تھے جب انگریزی عملداری ہوئی  
 تو راجہ دینا ناتھ کی سفارش سے سرکار نے اجازت دیدی کہ یہ لوگ اپنے پینے  
 کے لئے شراب گھر کچھ ایا کریں مگر کسی غیر کیواسے کچھ ایٹنگے تو مجرم ہونگے چنانچہ  
 پندرہ سولہ برس تک وہ بھٹی انکو محاف رہی اور بدستور رونق مکان کی رہی  
 آخر بخیر کسی دما نداز کے سرکار کے دل میں شبہ واقع ہوا اور بھٹی بھٹی  
 اس روز سے کسی کی آمد و رفت یہاں نہ رہی نور حسین جو ایک لائق خلیق  
 شیریں زبان آدمی تھا وہ بھی مر گیا نور حسین المخلص بہا جو ایک عمدہ شاعر سخن فہم  
 اس فرقہ میں سے تھا وہ بھی فوت ہو گیا یہ فرقہ خاندان سہروردیہ کی ایک شاخ  
 ہے اور رسول شاہ نام اس فرقہ کا مقتدا تھا سر پر یہ پگڑی نہیں باندھتے رومال  
 لپیٹ رکھتے ہیں پا جامہ کی جگہ تہ بند رہتا ہے تمام جسم و چہرے پر راکھ  
 ملی رکھتے ہیں اس فرقہ کے لوگ کپے پٹے ضرور ہوتے ہیں کوئی ناخاندان نہیں  
 ہوتا بلکہ اگر وہ اس فرقہ کا اور میں ہر جہان انکے پیشوا کا مقبرہ ہے ۔

### مقبرہ شاہ محمد عیوث قادری

یہ متبرک و مشہور معروف مکان لاہور کی شرقی دیوار کے باہر بائیں دروازہ

اکبری و دہلی کے واقع ہر تمام مسلمان لاہور بلکہ تمام پنجاب کے اہل اسلام  
 اس مکان کا بدل و جان ادب کرتے ہیں محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں یہ بزرگ  
 صاحب تصرف ظاہری و باطنی ہوا ہر اصلی وطن اسکا شہر پشاور تھا اور اسکے  
 باپ سید حسن کا مقبرہ پشاور میں ہوا اولاد ہی اسکی پشاور میں رہتی ہے۔  
 نسبی شجرہ اس بزرگ کا بڑے پیر غوث الاعظم کے ساتھ ملتا ہے اس بزرگ  
 نے سیر بہت کی تھی اور تمام ہندوستان میں پہرہ آخر ۵۲۰ھ ہجری میں مقام  
 لاہور فوت ہوا اور اس جگہ مدفون ہوا اس مکان کی بیرونی چار دیواری  
 پختہ ہے پہلے چاروں دیواریں تھیں مگر جسروز کہ سرکاری باغ متعلقہ دیوان  
 بیجانانہ شہر کی خندق بہر کر لگایا گیا تو غزنی دیوار گرا دی گئی اب غزنی حد  
 اسکی اُس باغ کے ساتھ ملتی ہے بلکہ تین طرف باغ ہی باغ ہوا اور شرق کی طرف  
 سڑک و شارع عام رستہ آمد و رفت ہی شرق کی سمت کو ہر بڑی چار دیواری  
 کے اندر ایک اور چار دیواری پختہ چونکہ بنی ہر جمین مرار ایک بلندی چوتھے  
 پر بنا ہوا دو قبرین اسپر ہیں ایک شاہ محمد غوث اور دوسری انکی اہلیہ کی۔ اس  
 چار دیواری کا دروازہ جنوب کی سمت کو ہوا اور دروازے کے آگے پختہ فرش  
 ہے اور فرش کے مغرب کی سمت پختہ مسجد گنبد دار غلام نبی کو ٹھی دار کی  
 بنائی ہوئی ہر فرش مسجد کا بھی پختہ ہوا اور حوض دہ در دہ عرض و طول کا  
 ہمیشہ پر آب رہتا ہر بڑی چار دیواری کی غزنی حد میں ایک پختہ نشتگاہ سجاوہ  
 نشین کے بیٹھنے کے لئے درجہ دار بنی ہوئی ہوا اور جنوبی دیوار کے ساتھ اور  
 عمارت ضروری و چاہ وغیرہ تعمیر ہوئے ہیں۔ سبکی عہد میں یہ مکان اور  
 وضع کا بنا ہوا تھا کنور نو نہال سنگہ کے اختیارات کیوقت یہ تجویز قرار پائی  
 کہ لاہور کی فصیل کے آدہ آدہ میل باہر شہر کے چاروں طرف کف و ست میدان

کر دیا جائے عارتین کر اوسی جائیں درخت کٹوا دئے جائیں چنانچہ پہلے یہ کام  
 دہلی دروازہ کے باہر شروع ہوا اور دلاروس نام ایک انگریز اس کام پر مامور  
 ہوا چنانچہ مکان کا گرنا اور درختوں کا کٹنا شروع ہو گیا شاہ محمد غوث کے مزار  
 کی مسجد بھی گر گئی چار دیواری بھی اندرونی و بیرونی مسمار ہوئی اس حال کے وقوع  
 سے لاہور کی رعایا ہندو مسلمان نے بہت دایلا کی اور چاہا کہ یہ متبرک مکان  
 گرنے سے بچ جائے مگر کسی نے نہ سنا ابھی مزار خاص کا گرنا باقی تھا کہ اُس رات  
 مہاراجہ کھنک سنگھ مر گیا اور کام بسبب حادثہ وفات مہاراجہ کے اکٹ رہ نہ رہا  
 اُسی روز قدرت الہی نے یہ رنگ دکھلایا کہ خبب کنور نو نہال سنگھ اپنے باپ  
 کی نعت کو داغ دیکر قطعہ کے دروازے میں پہنچا تو نسب نزلزل آواز آواپ  
 سلامی کے دروازے کی دیوار کی مشدیر گر کر کنور نو نہال سنگھ ورمیان او دم سنگھ  
 کے سپر آپٹھی اور وہ دو جوان فرما اسکے صدمہ سے جان بحق تسلیم  
 ہو گئے اس واقع کے وقوع سے تمام شہر میں شور ہو گیا کہ بسبب گرنے مزار شاہ محمد  
 کے یہ صدمہ کنور نو نہال سنگھ پر آیا ہے فی الفور مسمار شدہ عمارت دوبارہ بنی  
 شروع ہو گئی اور چند سال میں وہی درخت جو کاٹے گئے تھے پہر شاخیں  
 پھونگر سرسبز ہو گئے اور مکان کی رونق بدستور ہو گئی +

### مسجد محمد صالح سندھی

یہ قدیم زمانے کی مسجد قطعہ گوجر سنگھ سے بجانب شرق نہایت متطوع گنبد دار بنی ہوئی  
 ہے محمد صالح سندھی صوبہ لاہور کا دیوان اسکا بانی تھا شاہجہان بادشاہ  
 کے عہد میں یہ مسجد تعمیر ہوئی جب بیرون شہر کی آبادی سکھوں نے ویران  
 کر دی تو یہ مسجد بسبب پختگی اپنی کے مسماری سے بچ رہی سکھوں کے وقت  
 مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حکم سے اس میں باروت پھری رہتی تھی انگریزی عملداری

میں مسجد خالی ہوئی تو نواب علی رضا خان نے اسکی مرمت کرائی۔ یہ مسجد اندر  
 باہر سے پختہ ہے تین اسکی محرابیں ہیں اور تین ہی عالیشان گنبد صحن کا فرش  
 بسبب گزرنے زمانہ دراز کے اب شکستہ ہے سابقہ عمارت کے نشانات سے پایا جاتا  
 ہے کہ سابق یہاں باغ ہو گا چاہ کے پاس حوض کہنہ بھی اب تک موجود ہے شہر کی  
 بیرونی آبادی کے وقت اس موقع پر محلہ حاجی سوہر کا آباد تھا ایشیخ محمد صالح حاجی سوہر  
 کا براور زادہ اور امیر کہہ تھا اس نے اپنی امارت کی وقت یہ مسجد تعمیر کی تھی \*

### مکان فرار شاہ رحمت اللہ قریشی

یہ مکان بی بی پاکدہ انان کی خانقاہ کے شمال کی سمت کو باغچہ سپہ حجب علی کے  
 شرق کی طرف واقع ہے مکان بارونق ہے درخت بہت لگائے ہوئے گوشہ مکلف چوہر  
 ہے شاہ رحمت اللہ کی قبر ایک چوترے کے اوپر ہے جس پر چار دیواری پختہ چوہر ہے  
 ہے دروازہ چار دیواری کا جنوب کی سمت کو ہے چوترے کے اوپر اور بھی  
 قبریں بہت ہیں یہ بزرگ عہد عالمگیر میں ایک عالم فاضل و صاحب تصرف  
 آدمی تھا مرید اسکے بیٹا رہے اب بھی اسکے خاندان میں پیری مریدی کا سلسلہ  
 چلاتا ہے اور اسکی اولاد موضع ڈھولنوال و شہر لاہور میں موجود ہے اور  
 اس مکان کے سرپرست وہی لوگ ہیں \*

### مکان مسجد نقیبان

پانی مسجد بادشاہی وقت کی تعمیر تلع گوہر سنگہ کے گوشہ شمال مغرب کی سمت  
 کو موجود ہے اس مسجد کی عالیشان عمارت ایسی بنائی گئی ہے کہ اب تک باوجود  
 گزرنے صد ہا سال کے بدستور مضبوط و مستحکم کھڑی ہے اس مسجد کی تین  
 محرابیں عالیشان اور تین گنبد ہیں محرابیں قلابوئی نقش بنی ہیں  
 سقف بھی قلابوئی خشتی ہے درمیانہ محراب کے اوپر جو کتبہ ہے اس میں آیت الکرسی



لکھی ہے مسجد کے باہر صحن میں فرش پختہ خشتی بنا ہوا اور پیرانا حوض پختہ بنا ہوا یہی ایک مسجد ہے جو دہر حوض کے گوشہ جنوب شرق میں چاہ پختہ بنا ہوا ہے سکھوں کی عمارتوں میں اس مسجد میں باروت پوری رہتی تھی جب بعد عمارتوں سے کارانگریزی باروت تلف ہو کر یہ مسجد خالی ہوئی تو صوبہ شاہ نصیب نے دعویٰ کر کے یہ مسجد و گزرا کر کرائی دی یہ مسجد عہد بہادر شاہ میں محمد و جیل نام ایک امیر نے جو بہار پور کا رہنے والا تھا اور دہلی سے بادشاہی خدمت کے سبب لاہور میں آکر قیام پذیر ہوا تھا بصرہ درخود بنوائی تھی جو اب تک اسکی یادگار موجود ہے اسکے بعد اسکی اولاد صوبہ لاہور کے رو برو قنات کی خدمت پر مامور رہی اس سبب وہ نقیب کہلانے لگے اور یہ مسجد نقیبوں کی مسجد ہو گئی

### خانقاہ حادقاری

یہ مشہور مکان لاہور سے شرق کی طرف بفاصلہ دو میل کے پڑا وہ بدھو سے شرق کی سمت واقع ہے چار دیواری اسکی خشتی پختہ بنی ہے اور رستہ آمد و رفت کی سمت جنوب ہے جب اندر جائیں تو دیوار جنوبی کے پاس ایک چاہ چرخ دار ہے اور دو غلامانے اور ایک مسجد پختہ چوٹ کے موجود ہے مسجد کی عمارت اندر سے سفید ہے اور ایک محراب کلاں پر کلمہ شریف اور دو نوخورد و محرابوں پر یہ قطعہ تاریخ تحریر ہے خداوند را شکر و ارم بیاد چنوش مسجد از دست مسکین بناد

زاعات دوران نوالش مباد

خرو گفت و زسان تاریخ آن

اندر باہر مسجد کے خشتی فرش ہے صحن مسجد کے آگے ایک حوض پانی کا بنا ہوا ہے مسجد کے شمال کی سمت کو ایک گوشہ پختہ فقیر کے رہنے کے لئے بنا ہوا حوض کے شرق کی سمت کو ایک چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہے رستہ آمد و رفت غرب کی طرف ہر اسکے اندر وسط میں قبر شیخ حادقاری کی ایک چوٹ ہے کے اوپر پختہ

بنی ہوئی ہر محلہ شاہ بادشاہ کی وقت یہ بزرگ لاہور میں عالم فاضل صاحب  
فوتی تھا چونکہ قرآن پڑھنے میں یہ استاد تھا اسلئے اسکو قاری خطاب ملا تھا۔  
یہ بزرگ ۶۴۷ھ ہجری میں مراد اور اس جگہ مدفون ہوا مسجد موجودہ اسی کی  
بنوائی ہوئی تھی اور اسی میں یہ درس پڑھاتا تھا اسوقت یہ مکان سیرونی آبادی  
شہر لاہور کے اندر تھا بیعت اس بزرگ کی خاندان سہروردیہ میں بخدمت  
مولوی تیمور کے تھی وہ بھی لاہور کا ایک عالم متبحر و یگانہ عصر تھا اب حفاظت  
اس مکان کی متعلق میان احمد الدین سجادہ نشین خاٹاہ میان وڈا کے ہے۔  
ہر سال اس جگہ میلہ ہوتا ہے اور ۱۴ ماہ جمادی الثانی میلے کی تاریخ تقریباً اور اسی  
تاریخ یہ بزرگ مرا تھا۔

## مقبرہ علی مروان خان شیر شاہ جہانی

مکان کے ذکر سے پہلے صاحب مقبرہ کا ذکر مقدم سمجھ کر لکھا جاتا ہے کہ علی مروان خان  
بن گنج علیخان ایک امیر الامرا و صوبہ دار صوبہ قندھار سلطنت صفویہ ایرانیا کا  
تھا کسی سبب وہ شاہ ایران سے ناراض ہوا اور رجوع بسلطنت خنیا ئیہ و بلوچ لایا  
چونکہ اکبر وجہانگیر و شاہ جہان تینوں بادشاہ دل سے خواہاں تھے کہ کابل کی طرح  
قندھار کا صوبہ بھی انکی فکر کے شامل ہو علی مروان خان نے شاہ جہان کی  
خدمت میں غرضتہ لکھا کہ اگر سرکار ہند میں میری عزت و توقیر ہو تو قلعہ قندھار  
میں نذر پکڑتا ہوں بادشاہ اس بات سے بہت خوش ہوا اور اپنا صوبہ دار قندھار  
کو مع فوج جرار مامور کیا اور حکم دیا کہ نواب علی مروان خان قندھار پر داخل ہمارے  
صوبہ دار کا کرادیوئے اور خود خدمت میں حاضر ہو چنانچہ مروان علی خان خدمت  
میں حاضر ہو کر سلاک امراتر ذی الاقتدار میں منسلک ہوا نیز ایام ملازمت میں  
اسنے بڑی بڑی خدمتیں کیں لاہور کی صوبہ داری کشمیر کی نظامت پر بھی پہنچا

خصوصاً عمارت کے کام میں یہ ایسا اوستا و تہا۔ کہ کر و ٹون روپیہ اس کے ہاتھ سے صرف ہوئے علی مردان خان کا باغ المشہور نو لکھہ لاہور میں اس کا یادگار تھا جسکی اب ڈیوڈ ہی باقی ہے باقی عمارت سب برباد ہو چکی ہے دہلی کی نہر جو عین شہر اور قلعہ میں بہتی ہے یہی شخص کھودوا کر لایا تھا۔ نہر سبلی ماہ پولور سے اسی نے کھودوائی اور لاہور میں لاکر باغ شالامار کو سیراب کیا بڑی نہر فیروز پور جو دہلی سے ہنسلی حصار کو جاتی ہے اس نے دوبارہ درست کی علی بن القیاس اور نثار ون غازی بن بنو ابین جس کا حدود حساب بہمن آخر تہہ سچری میں فوت ہو کر اس جگہ مدفون ہوا۔ جہان اب مقبرہ بنا ہوا ہے۔ قطعہ تاریخ اس کی وفات کا مندرجہ کتاب نجینہ سردری المشہور گنج تاریخ میں ہے۔

امیری صاحبہ دولت شیریں صاحبہ شمت ثنا گوئے علی مردحق آگاہ مردان خان سفر چون کر و زین و نیائے دون سوئے بقا آخر اندام بنائش گنگا گاہ مردان خان مسلمان سلطنت کے وقت اس کے ساتھ کی عمارت خشتی سوائے مسجد وزیر خان کے دوسری نہ تھی۔ مگر باہر شہر کے بربادی کیونکہ قریب علیجاہ مکان خاک میں مل گیا۔ اس کی چار دیواری کی اینٹیں لاہور کے کشمیری خشت فروش اس اوکھاڑ کر لے گئے باقی ماندہ عمارتیں سردار گلاب سنگ جوہر ندپہ نے گرا کر چھاؤنی کو میٹھیں لگا لیں جس چھاؤنی کا بھی ایسا نام و نشان نہیں رہا مکان مقبرہ سے صرف ڈیوڈ ہی اور خاص مقبرہ باقی ہے ڈیوڈ ہی کا مکان مقبرہ سے شمال کی سمت کو واقع ہے اس کے علاوہ ایک اور ڈیوڈ ہی بھی تھی جس کو سکھوں نے گرو دیا ڈیوڈ ہی موجود نہایت عمدہ قطعہ کا ہے کار بنی ہے سب عمارت اس کی خشتی ہے اور محرابی چتھیں و وزینے اور پر کی منزل پر جانے کے لئے تہی ہیں سکھوں کی وقت میں ڈیوڈ ہی کو مصحنی گوردت سنگ کر نیل افسر ملٹن مصحنی الی نے اپنا مسکن بنایا ہوتا تھا علی مقبرہ باب علی خان

کاتین منزل شمار کیا جاتا ہے ایک منزل تو زمین کے اندر بطور تہہ خانہ کے ہے  
 تہہ خانہ نہایت وسیع ہے آسمین تین قبریں سچتہ میں سقف قابوتی گنبد نما  
 جب اس تہہ خانہ سے اوپر جائیں تو ایک شمشیر جو ترہ سچتہ عالیشان پر گنبد کی عمارت  
 ہے صورت اس کی مشیت پہلے آٹھ اطراف میں آٹھ محرابیں عالیشان ہیں۔ مہاراجہ  
 رنجیت سنگھ کے وقت اس عالیشان مقبرہ میں مسکینہ زمین ہر اربتا تھا۔ جو متعلق فوج  
 ماتحت گلاب سنگھ جو وڈیہ کے تھا۔ اس مقبرہ کی پہلی منزل میں سنگ مرمر و سنگ ابری  
 کی بڑی بڑی صلیبیں نصب تھیں جو سکھوں نے براہ منڈلی اکھاڑ لی تھیں پہلی منزل کے  
 زمین سے انسان جب اوپر جائے تو گنبد کی چار سمت پرہکتا ہے۔ ہر ایک پہلو میں عالیشان  
 شیشیوں پر سجودار بنی ہیں اور پچھیں عالیشان گنبد چاروں طرف سے جب اخیری سقف  
 پہ آدمی جاتا ہے۔ تو ہر ایک گوشہ پر پشت درہ خور و خوش نما گنبدی نظراتے ہیں۔ اور  
 درمیان بڑا گنبد عالیشان۔ اس مقبرہ کی عظمت و شان کا کچھ حدود و حساب نہیں  
 بلکہ اتنا بلند مقبرہ لاہور میں اور کوئی نہیں۔ اب سرکار انگریزی نے ہر اسے قدر و اتنی  
 اس مقبرہ کو مسرت مولف کتاب کے مرمت کرایا ہے۔ تاکہ کسی بدحوال کے صدمہ سے  
 گرنے جائے شیر بیان ہی بنائی گئی ہیں تہہ خانہ بھی صاف کرایا گیا ہے۔

### مقبرہ شاہ شمس الدین قادری لاہوری \*

یہ مقبرہ جناب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر کی کوٹلی کے گوشہ جنوب شرق کو تھوڑے  
 فاصلہ پر عین میدان میں بنا ہوا ہے۔ صورت مقبرہ کی مربع ہے اور چاروں  
 طرف چار دروازے رکھے ہوئے ہیں کرسی مقبرہ کی زمین سے چند ان  
 بلند نہیں ہے سابق چار گوشوں پر چار تمیںا رہتے اب ہمارے گئے ہیں انڈیا  
 مقبرہ کی استرکاری شمال کی سمت کو دروازہ ہے مقبرہ کے اندر وسط میں

ایک چبوترہ ہے جس پر قبر شاہ شمس الدین کی بنی ہے شمالی دروازے کے اوپر  
اندر کی طرف دلوں پر خط نستعلیق یہ دو شعر لکھے ہیں :

چشم الملل زین جہان نوح بست : بیا راست ایند برائش بہشت :  
حسبتم ز پیر خمسہ و سال او : بگفت از سر لطف جایش بہشت :

یہ بزرگ خاندان قادر یہ دین شاہ ابو اسحاق قادری کا مرید تھا۔ اور شاہ بداول قادری کا  
پیر اپنی زندگی میں بھی یہ بزرگ ازاد طبع و مجروحہ فکر تھا۔ شاہ جہان بادشاہ شہزادگی کی  
حالت میں اس کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتا تھا اور اس کی بانی خوشخبری پائی تھی کہ بعد جہانگیر  
کے تو بادشاہ ہو گا جب فوت ہوا تو شاہ جہان نے یہ مقبرہ شاہی پوہ میں خراج کر کے بنوایا اور مقبرہ کے  
مستقل ایک باغچہ لگوا یا اب صرف مقبرہ موجود ہے باغچہ کا نشان اب بھی نہیں ۔

## روضہ حضرت شیخ محترم نقشبندی

تھیم زمانے کے بزرگوں سے یہ بزرگ عابد زادہ متقی خدا پرست گذرا ہے نقشبندیہ  
سلسلہ میں اس کی ارادت تھی مدت مدید یہ لاہور میں قیام پذیر رہا۔ یعنی اکبر بادشاہ  
کے عہد میں آیا اور عالمگیر کے عہد تک زندہ رہا ایک نیراز ایک سو و پچہری میں  
فوت ہوا بعد قبر کے مقبرہ سٹیشن ریلوے کے متعلق کوٹھیوں کے انجمن پر  
پکوشہ ایمان اور پید ہو کے پڑا وہ سے بجانب غرب موجود ہے اور شاندار باغ  
کی سڑک سے بجانب شمال صورت مقبرہ کی مربع عمارت پختہ چوڑی گچ سقف کے  
بزرگ درختی چارون گوشوں پر چار گنبد یاں مربع چارون طرف چار در  
محرابی قالبوتی درمیان ان کے مقبرہ کا گنبد عالیشان مہر نہایت خوبصورت  
بنایا ہوا ہے مقبرہ کے چارون طرف چار محرابیں جن میں ایک ایک دروازہ محرابی  
قالبوتی ہے۔ مقبرہ کے اندر تین قبریں پختہ ایک شیخ محترم اور دو نامعلوم الاسماء

شاید ان کے فرزند ان کی بنے ہوئی مین مقبرہ کے اندر دفنی عمارت میں چار محرابیں  
چاروں گوشوں میں بنائی گئی ہیں۔ اور چار محرابی دروازے اس حساب سے اندر دفنی  
عمارت کے آٹھ محراب شمار میں آجاتے ہیں دیواروں میں خطاطی و فاضی بہت  
سے آیات و اشعار منطوم لکھے ہیں جس میں سے کچھ پڑھے جاتے ہیں اور کچھ  
نہیں پڑھے جاتے جن قدر پڑھے جاتے ہیں ان کی نقل یہ ہے۔

ماوی ساکنان راہ نجات      آن سلیمان دل و خرد آصف  
سال تاریخ جنتش حستم      گفت طبع سلیم نیک خلف  
پنج چین بختل و فق بجز      قدس اللہ سرہ الاشراف

قدس سر اللہ شرف کے اعداد و حساب ابجد ایک ہزار ایک سو سات ہوتے ہیں ہیں سے اگر پانچ  
دور کروں تو ایک ہزار ایک سو دو باقی رہ جاتے ہیں چوتھیں تک مقبرہ پر سبب لاؤرت ہوتے  
کے سر کا سی نزول کے جبر میں مرج تھا۔ ایک انگریز کی درخواست پر پیغام ہو گیا اور انگریز مذکور نے  
خرید کر اور چاروں طرف براۓ ہونا کہ کوٹھی کی صورت بنائی ہے قبریں گرا دی ہیں \*

## مقبرہ بہادر خان

یہ مقبرہ بہت شمال ترک آہنی امرتسر جس جگہ پر آہنی پل باندھا گیا ہے موجود  
ہے صاحب مقبرہ دربار اکبر بادشاہین امیر الامرا کو وڈیر تھا اور ستائہ  
میں فوت ہو کر اس جگہ دفن ہوا یہ مقبرہ لاہور کے قدیمی مقبروں میں سے ایک  
عالمین مقبرہ ہے وقت مقرر ہونے چھاؤنی میان میر کے صاحبان انگریزوں نے اسکو  
ناج گھر بنایا ہوا تھا۔ اب بھی محکمہ ریل کے ملازم اس میں قیام پذیر ہیں قبر گرا دی گئی  
تھے جس کا نشان بھی باقی نہیں چھوڑا بقول مولف ۔

تھا وقت زندگی افلاک پر جن کا دماغ آج ان کی خاک کا نام و نشان باقی نہیں رہا

اگ کی مانند ہوتے تھے جو ہر دم مشتعل دیکھ لو انکا نہانہ مین دیوان باقی نہیں  
 یہ مقبرہ ایک ہشت پہلو چوتراہشتی پختہ پر بنا ہے ہر پہلو کا طول ۱۶-۱۷ گز ہے  
 اس چوتراہے کے میانہ مین عالیشان مقبرہ ہشت پہلو تعمیر ہوا ہے ہر ایک پہلو مین  
 باہر کی طرف ایک ایک محراب کلاں نہایت مقطع قالبوتی محرابی عمارت کا بنا ہوا ہے  
 مگر اندر سے ہر ایک پہلو کی عمارت دو منزلہ بطور غلام گردش کے ہر ایک طرف کے  
 زینہ سے چڑھ کر چاروں طرف انسان پہر سکتا ہے اور زبرد بالا ہر ایک پہلو مین دو دو  
 محراب مین ارتقاء ہر محراب کا پونے پانچ گز اور عرض سوا دو گز ہے بیچ مین  
 عالیشان گنبد بہت بلند بنا ہے اسکے وسط مین قبر تہی جو اب گرا دی گئی ہے۔  
 مسن لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہ قبر سنگ مرمر کی تھی مگر پتھر مہاراجہ رنجیت سنگھ  
 نے اُتر دیا تھا گنبد کے اوپر جانے کے لئے دو زینے بنے ہیں اوپر چڑھ کر دیکھیں  
 تو دور دور نظر جاتی ہے بالائی سقف ہر ایک پہلو کے آٹھون کونون پر آٹھ گنبد  
 مثنیہ بنی مین جن مین سے ایک گر گئی ہے اور سات موجود ہیں ہر ایک گنبد کی  
 کرسی سقف سے ڈیڑھ گز بلند ہے ہر ایک گنبد کی آٹھ آٹھ در مین بڑا گنبد  
 مقطع خوشنما بنا ہوا ہے جسکی خوبی دیکھتے پر منحصر ہے اس گنبد کی مرمت بھی اب  
 سرکار نے مولف کتاب کی محنت کرائی ہے +

### حال مسجد کہنہ المشہور قصاب خانہ والہ

قصاب خانہ ایک محلہ بیرونی محلون شہر لاہور کے محلہ گنج وتیل پورہ سے گوشہ  
 شمال وغرب کی طرف آباد تھا جواب خانقاہ میان وڈا کی حدود اسکی ملتی ہوئی  
 تصور کرنی چاہئے یہ محلہ بہت بڑا محلہ تھا اب صرف مسجد اس محلہ کی موجود ہے  
 اس مسجد کے تین گنبد ہیں ایک بہت بڑا گنبد ہے اور دو مین دیوار خورد  
 گنبد مین سقف قالبوتی ہے اور تین دروازے محرابی مرغولی۔ اندر مسجد کے

قدیم زمانے کی دیواروں پر ہستہ کاری ہر زمین پر فرش پختہ ہی بیرونی مسجد کا  
صحن بہت وسیع تھا گلاب فرش اوکھڑا گیا ہر مسجد کے حوض کی اینٹیں کرنیل  
گلاب سنگہ کتبہ نے جو کورت والی پلٹنوں کا افسر تھا اوکھڑا کر اس مسجد کے پاس  
شمال کی سمت کو ایک مکان بنوایا تھا اور اس مسجد میں باروت بہر دی تھی -  
جب سکھی سلطنت جاتی رہی اور یہ مسجد خالی ہو گئی تو میان احمدین ہجاوہ نشین  
درس میان فوڈا نے اسپر قبضہ کر لیا اس دعویٰ پر کہ بوقت آبادی اس محلے  
چو میان جان محمد مولوی و دیگر اس مسجد میں درس پڑھاتا تھا اور وہ میان  
ڈوڈا کا شاگرد و مرید تھا قبر اسکی یہی اس مسجد کے بائیں طرف ایک چار دیواری  
کے اندر ہے یہ جان محمد پڑانے فضلا اور بزرگوں میں مشہور و معروف شخص تھا  
جسکا تذکرہ اکثر کتب میں دیکھا جاتا ہے کہ علم و فضل و عمل و ولایت اسکی ذات  
میں جمع تھی آخرت میں ہجری میں مر گیا اور اسی موقع پر دفن ہوا \*

### مقبورہ مخدومہ سلیم زوجہ نواب ابو الحسن خان

لاہور سے اڑھائی میل بجان شرقی کے یہ کہنہ مقبرہ موجود ہے صاحب مقبرہ  
کا خاوند ابو الحسن بدیع خان بن اعتماد الدولہ نور الحسن خان ظہرائی  
بابون حقیقی نور جہان بیگم اجلہ امرے عہد جہانگیری تھا زمانہ شاہجہان میں میں الدولہ  
برادر بجان برابر خانخانان بازوے رہت دولت چغتائی خطاب پایا اور  
شاہجہان کے عہد میں فوت ہوا اسکا عالیشان مقبرہ جو دس لاکھ روپے  
خرچ کر کے بنایا گیا اسی مقبرہ کے قرب میں تہا مہاراجہ نجیت سنگہ کی وقت اس  
مقبرہ میں جنرل اویطویلہ صاحب فرمائیسی نے میکہ زمین بہر وادی بہت بڑی  
تک میکہ زمین بہر ہا چونکہ گردش و درووار کو اس مقبرہ کی بنیادین اوکھڑا  
منظور تھیں اسپر بجلی گری اور وہ صدمہ اس عمارت عالیشان کو پہنچا کہ پھر میں



شق ہو گیا اور باروت کو آگ لگ کر وہ سنگین عمارت پاش پاش ہو گئی مگر  
 آہم مقبرہ پہر ہی موجود تھا اسکو بصیغہ نزول صاحبان عالیشان نے نیلام کر دیا  
 اور ششت فروشوں نے اسکی بنیادوں کو ایسا کہو دا کہ نشان باقی نہ چھوڑا  
 گردش گردون گوان گردگانرا گرد کرد

ابا اُس عالیجاہ امیر کی زوجہ محترمہ بیگم کا مقبرہ موجود ہے یہ مقبرہ مربع صورت کا  
 ہے اور چاروں طرف چار محرابی قابوئی دروازے ہیں اور خوبصورت گنبد  
 سقف کے برابر گردہ اسپرکانسی کا کام مقبرے کی سقف قابوئی وسط میں اب  
 قبر کا صرف نشان باقی ہے پہلے قبرنگ مرمر کی تھی وہ سکھوں نے گرالی۔ اس  
 مقبرے اور مقبرہ ابوالحسن اسکے شوہر کا احاطہ ایک تھا احاطہ میں جو چاہ کلان  
 جاری تھا اور اُس سے باغ کو بانی دیا جاتا تھا اب تک موجود ہے وہ اتنا بڑا چاہ ہے  
 کہ بارہ رہٹ اسپر سانی چل سکتے ہیں اس چاہ کے اندر ایک محرابی درپچہ  
 ہی نظر آتا ہے شاید اسکے متصل سردخانہ ہو گا یہ محمود بیگم ۲۶ سالہ ہجری میں  
 مر گئی اس نے اپنا مقبرہ اپنی حنین حیات بنوار کہا تھا اور ادب کے سبب  
 شوہر کے مقبرے سے چھوٹا بنوایا جاوے تک لکھا یادگار دنیا کو نایاب یادگار میں موجود ہے

### مقبرہ شیخ محمود شاہ نقشبندی

یہ ایک مقبرہ نو تیار انگریزی عہد کا ہے یہ مقبرہ گھوڑے شاہ المشہور جہولن شاہ  
 کے مقبرہ کے شمال کی سمت کو بنا ہوا ہے صرف رستہ اسکے درمیان حد فاصل ہے  
 یہ محمود شاہ خاندان مجددی نقشبندیہ میں ایک بزرگ لاہور میں مجملہ کوچہ کوٹہنی وار  
 گزر کشمیری بازار میں رہتا تھا آدمی خدا پرست اور عابد تھا میرد اسکے پیشا رہے۔  
 آخر ۱۲۸۳ھ ہجری میں مر گیا اور اس مقام پر دفن ہوا یہ مقبرہ اسکے مریدوں  
 نے اسکی زندگی میں بنوار کہا تھا۔ اس مقبرے کا دروازہ جنوب کی سمت کو

ہے عمارت پختہ چونکہ اسٹرکاسر قید ہی پہلے اسکے نیچے تہ خانہ بنایا گیا تھا جب  
وہ فوت ہوا تو صندوق اُسکا تہ خانے میں رکھ کر دروازہ تہ خانے کا بند کر دیا  
گیا اب بھی اس مقبرہ پر سالانہ غرس ہوتا ہے ۔

## مقبرہ نواب نصرت خان المشہور نسر خان

صاحب مقبرہ ایک عالیشان امیر سلطنت چشتی کا تھا شاہجہانی عہد میں بڑی عزت و  
تقدیر تھی اصلی نام اُسکا خواجہ صابر تھا اور خطابی نام خان دوران نصرت خان ہوا  
عالمگیر کے عہد میں یہ عالیشان مقبرہ تعمیر ہوا جسکے متعلق بہت سی عمارتیں تھیں  
بالغ بہت وسیع تھا مگر انقلاب زمانہ سے بیرونی آبادی شہر لاہور کی بربادی کے  
ساتھ ہی اُچڑ گیا صرف مقبرہ کی عمارت باقی رہ گئی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت  
جنرل کورٹ صاحب نے اس مقبرہ کو اپنا مسکن بنایا اور ایک عالیشان کٹہری  
اسکے متصل تعمیر کی اور اخیر سلطنت سکھی تک قبضہ سکھوں کا اسپر رہا پھر  
خالی ہو گیا اب متعلق نزول ہے نواب نصرت خان کی وفات کا قطعہ تاریخ  
مندرجہ کتاب گنجینہ سروری یہ ہے ۔

امیر و غازی میدان جنگ نصرت خان  
کہ بود محنت بخش بچنگ شل بنگ

چو خور و ضربہ تیغ قتل دست اجل  
نمدا شد از دل سرور امیر نصرت جنگ

یہ مقبرہ لاہور سے بفاصلہ اڑھائی میل بطرف شرق واقع ہو کر گدا اسکے پہلو چار دیواری  
مبنیہ کورٹ صاحب تھی چار دیواری کی غزنی دیوار کے میانہ میں ایک ڈیڑھی  
عالیشان پختہ مبنیہ کورٹ صاحب موجود تھی اب نداد ہو عمارت موجودہ صرف  
ایک پختہ عمارت کا مشن چوترا نہایت وسیع چسپر گنبد بنا ہوا ہے جو ارتفاع اسکا دوڑا  
ہے چاروں طرف سے آٹھ آٹھ گز چوترا چھوڑ کر مقبرہ کی عالیشان عمارت  
شروع ہوتی ہے مقبرے کے آٹھون پہلوؤں کی عمارت دو منزلیہ ہے جسکے نیچے

عالمستان محراب قابوقی جفت کی اور اوپر کی منزلوں میں عالمستان نشہ بین بنی بین اور بیچ بین گنبد نہایت بلند و وسیع و خوشنما جس کے میانہ میں قبر نواب حضرت کی تھی لکھنؤ نادر کورت صاحب نے اس قبر کو گروا کر پختہ فرش بنا دیا تھا۔ گوشہ جنوب و مغرب میں زینہ اوپر جانے کے لئے بنا ہوا ہے جرنیل کورت صاحب نے اس مقبرہ میں بہت سی جدید عمارت بنا کر صورت تبدیل کر دی تھی اور قدیمہ مسجد جو اس مقبرہ کے متعلق تھی اُس کو بھی کوٹھی میں ملایا تھا اخیر سرف مقبرہ پر حجبہ بدویہ زینہ کے چڑھ جائیں تو بیچ میں عالمستان مدور گنبد معلوم ہوتا ہے اور تا بکر بلند منڈیر اور ایک ایک مینار اُن پر گنبد یا ن ہشت پہلو جن کے اہم اہم در محرابی بنے ہوئے ہیں۔ اب کوٹھی کورت صاحب کی توسرکار نے فروخت کر لی اور اینٹیں اسکی لالہ میلارام ہیکہ دار لے گیا مگر جنوب کی طرف ایک عالمستان پختہ مسجد مع حجرے موجود ہے اور شمال کی سمت گنبد مقبرہ کے جو ایک مدور وسیع چاہ تھا اسکی اینٹیں ہی نکال لی گئی ہیں اس مقبرہ کی مرمت بھی سرکار نے مولف کی معرفت کرائی ہے جس سے استحکام عمارت کا ہو گیا ہے۔

### حال مسجد نواب زکریا خان

غرب کی سمت منار مادہ لال حسین کے مسجد منیہ نواب زکریا خان المعروف خان بہادر صوبہ لاہور موجود ہے شرق کی سمت مسجد کے چاہ کمان چرخ دار و دو غسل خانے ہیں مسجد کے صحن کا فرش پختہ مگر کہنہ و پوسیدہ صحن کے گرد دیوار قد آدم بلند خاص مسجد کی تین محرابیں درمیانی محراب پر خط مثلث کانسہ کار بزرگ آسمانی بسم اللہ و کلمہ شریف لکھا ہے محراب شمالی پر بھی ایک کتبہ کانسہ کار ہے جو جمین یہ اشعار لکھے ہیں جلی نقل یہ ہے

خوہت در دور شاہ ملک پناہ شاہ ہندوستان محمد شاہ

دور صف معرکہ چو شیر زریان  
نہ کر یا خان صوبہ پنجاب  
لرزہ در تن قتادہ چون بیدست  
ہیچو بوسے گل است در ہر سو  
عالی و خوب و خوش نما بکند  
تا نمازی شود نماز گزار  
بسوئے بانشس شود عاید

عالم و عادل و سخی زمان  
زبدہ بارگاہ او نواب  
بدخواہش اگر چہ جشیہ است  
نیک نام آنکہ نیک نامی او  
چاہ و مسجد زخوہ بنا یکند  
محض بہر خدا کند این کار  
باز ہر چہ نواب زمان آید

محراب جنوبی پر پی ویسا ہی خوشنما کتبہ کانی کا ہے جس میں یہ اشعار ہیں +  
از شکستن تو در پناہش دار  
نیز خوش دور چاہ مستحکم  
واقف سر حضرت رحمان  
خاک نعلین اوست مرہ عین

یازب از فضل خود نگاہش دار  
کروا حدت مسجد محکم  
تزو در گاہ صاحب عرفان  
آنکہ معروف شد بہ لال حسین

### تاریخ

بنایافت از سرور نیک نام  
بداند ہزار و صد و چہل و چار

چو این سجدہ کہ از پے خاص و عام  
ز تاریخ او ہر کہ جوید شمار

اب یہ مسجد متعلق مقبرہ مادہ لال حسین کے ہو اور سجادہ نشین کا قبضہ ہے +

### مقبرہ مسکین شاہ امری

یہ مقبرہ میان میر بالا بیر لاسوہی کے مقبرے سے آگے بڑھ کے چھاونی میان میر کی  
غربی سمت کو واقع ہو عمارت مقبرہ کی پختہ چنگ نہایت مستحکم بنی ہو چوتروہ مربع  
کے اوپر مقبرہ کی عمارت ہوئی ہے گنبد کے میانہ میں مربع بنایا گیا ہو دیواروں  
پر کانی کا کام نہایت خوبصورتی کے ساتھ کیا گیا ہو گنبد کے چار درمروخی

چاروں طرف میں اندر مقبرہ کے سفید سی پُرنے زمانے کی ہوئی ہوئی ہر وسط میں  
 قبر بختہ پر چہت مریح اور اُسپر مدور گنبد۔ صاحب مقبرہ کا نام میر غنایت الدین تھا  
 جو میانیر کا خادم تھا اسی جگہ قیام رکھتا تھا جہاں اب اُسکا مقبرہ ہے مسکین شاہ  
 امری اسکو مرشد نے خطاب دیا تھا اس سبب کہ یہ تنہا رہا کرتا تھا ورنہ معلوم ہوتا  
 کہ یہ کہاں سے کہا تاہر ایک روز کسی نے میانیر کی خدمت اسکا حال بیان کیا  
 اُس نے فرمایا کہ یہ مسکین امری ہی یعنی خدا کے امر سے اسکو کہاں ملتا ہے اسکو  
 کیسی حاجت نہیں محض ہجری میں یہ فوت ہوا اور یہ مقبرہ موجودہ دار کھو  
 کے حکم سے تعمیر ہوا \*

### احوال مقبرہ شرف النساء بیگم المعروف شریفہ بیگم

شہزادہ کی شرفی سمت کے مقبروں میں یہ مقبرہ قدیم عمارت میں سے ہے اس  
 مقبرہ پر کانسی کے کام میں بڑے بڑے سرو منقش ہیں اس سبب اسکو سروال  
 مقبرہ کہتے ہیں یہ مقبرہ بہت بلند اور اونچا ہے اول زمین سے دو قدم بلند  
 عمارت خشتی سادہ ہے اُسکے اوپر چاروں طرف گنبد تک کانسی کا کام نہایت خوب  
 کے ساتھ بنا ہوا ہے غرب کی سمت ایک محرابی دروازہ ہے اسکا مجمل حال یہ ہے کہ  
 شرف النساء ہمشیرہ نواب خان بہادر نے اپنی زندگی میں یہ مقبرہ بنوایا تھا اور  
 ہر روز ایک گھنٹہ بعد نماز ظہر کے یہاں آتی اور قرآن پڑھتی ہی بعد تلاوت کے  
 خود دو محلوں میں چلی جاتی مگر قرآن شریف اور ایک تلوار یہاں چور جاتی چونکہ  
 یہ گنبد نہایت بلند ہے زینہ تھا بیگم ہر روز چوبی زینہ رکھتا اور پر جایا کرتی تھی جب  
 مرنے لگی تو وصیت کی کہ میری قبر اسی مقبرہ میں ہو اور میرا قرآن اور تلوار اسی مقبرہ  
 میں رکھی رہی چنانچہ وہ یہاں مدفون ہوئی اور قرآن اور تلوار ہی اسی مقبرہ کے  
 اندر ہی اور مقبرہ اسی طرح بے زینہ رہا آخر جب سلطنت مغلیہ جاتی رہی اور

سکھی زمانہ آیا تو سکھوں نے اس قرآن و تلواریں کو اندر سے نکالا کہتے ہیں کہ کئی ہزار روپے کی مالیت وہ قرآن اور تلواریں تھیں۔ اس مقبرے کی مرمت بھی اب سرکار نے بذریعہ مولف کتاب کرائی ہے

## حال مقبرہ سید عبد الوہاب قادری

یہ مقبرہ موضع گڑھی شاہو کی سرزمین لین سڑک میانپور سے جنوب کی سمت قدیم زمانہ کا بنا ہوا ہے صورت اسکی مربع چار پہلو ہے اور ہر پہلو میں تین تین دہن اور ہر ایک دہن کے اوپر محراب مقطع خوبصورت بنا ہے درمیان دہن کلاں اور دو نو بندوق کی خور و سقف کے برابر گردنہ سقف قابوئی سقف کے اوپر مدور نہایت خوبصورت دیواریں پختہ چونکہ گچ مقبرہ کے اندر قبر پختہ مع فرش سنگ کی بنی ہوئی تھی یہ بزرگ سلسلہ قادریہ عالیہ میں صاحب تصرف و رہبر دنیا تھا سلسلہ میں فوت ہو کر یہاں دفن ہوا پہلے اس مقبرہ کے متعلق بہت سی عمارت تھی اب صرف مقبرہ باقی ہے بڑا چاہ جسکو تالاب کہنا چاہئے اب بھی مقبرہ کی باقیات عمارت میں سے موجود ہیں اندر کافرئش اور قبر کافرئش مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حکم سے نکال لیا گیا اور قبر گرا دی گئی خشتی عمارت کو خشت فروش کشمیری گرا لیکے صرف مقبرہ خشتی باقی رہ گیا جو گر سکنا تھا اور اگر گرایا جاتا تو اینٹ کا نکلنا ممکن نہ تھا۔ اس مقبرے کی مرمت بھی اب سرکار نے مولف کتاب کی نگرانی میں کرائی ہے

## مقبرہ سید جان محمد حضوری

یہ مقبرہ لاہور کے نامی گرامی مشہور مقبروں سے ہے جو موضع گڑھی شاہو کے جنوب کی سمت میانپور کی سڑک کے ملحق واقع ہے دروازہ مکان شرق کی سمت کو اور احاطہ بہت بڑا ہے دروازے سے اندر جائیں تو صحن متعلقہ مکان کا آتا ہے

اور محاذی دروازے کے پختہ مسجد عہد قدیم کی بنی ہوئی ہے مسجد کی تین محرابیں  
 عالیشان ہیں اور چہت قالبوتی گنبد ناسوائے مسجد کے اس احاطہ میں دو  
 مقبرے عالیشان پختہ بنے ہوئے ہیں ایک نے احاطہ کی شرقی دیوار کے لمحق  
 یہ مقبرہ سید محمود حضوری کا پختہ مابکر بلند چوترے پر بنا ہے تین تین در  
 چاروں طرف کل بارہ درانگے اور سقف قالبوتی اسپر عالیشان مدد گنبد  
 خوشنما ہے اس مقبرہ کے اندر دو قبرین ہیں ایک سید محمود دوسری سید  
 شاہ نور الدین کی جو شاہ سید محمود کا بیٹا تھا زینہ آمد و رفت جنوب کی سمت  
 سے ہے۔ دوسرا مقبرہ علیحدہ چار دیواری میں سید جان محمد حضوری و  
 سید سرور دین اسکے بیٹے کا ہے اس چار دیواری کا دروازہ شمال کی طرف  
 مسجد کے صحن کے ساتھ متصل چاہ چرخ دیوار چار دیواری کے اندر عالیشان  
 مقبرہ ایک پختہ ریختہ کار عمارت کے چوترے پر واقع ہے پہلے مقبرے کی  
 طح اسکے ہی بارہ در ہیں ہر ایک طرف تین تین در سقف کے برابر در سقف  
 قالبوتی اسپر مدد گنبد خوشنما اسکے اندر دو قبرین ہیں ایک سید جان محمد  
 کی اور دوسری سید سرور دین کی یہ دونو بزرگ اپنی وقت کے مقتدا و  
 پیشواے طریقت تھے اور حضوری اس واسطے خطاب تھا کہ ان کا مرید بہت جلد  
 اوج طریقت پر پہنچ کر حضوری ہو جاتا تھا یہ خاندان کوہ غور سے بمقام اوج اور  
 اوج سے لاہور آکر سکونت پذیر ہوئے اور شاہجہانی عہد میں بہت عروج پایا  
 علوم ظاہری و باطنی کے یہ دونو بزرگ جامع تھے موسوی سید کہلاتے تھے  
 ان کی اولاد سید احمد شاہ و حسین شاہ موجود ہیں جلد گری کا کام کرتے  
 ہیں انکا شجرہ نسب یہ ہے کہ احمد شاہ و حسین شاہ بن غلام محی الدین بن  
 نور شاہ بن عبداللہ شاہ بن عبدالوہاب بن سرور دین بن سید جان محمد حضوری

بن سید نور بن محمود بن شمس الدین بن بدر الدین بن جلال الدین بن  
 ابراہیم بن جعفر بن علی بن رضا علی بن سید امیر بن سید غرب بن  
 سید نصر بن سید غیاث بن سید محب علی بن سید احمد غوری بن طیب بن  
 حسین بن سید عسکری مست بن علی حامد بن منصور بن کبیر بن محمود بن  
 محمد بن ابوتراب بن باقر بن محسن بن عابد بن مختار بن جعفر صورانی بن  
 حسن بن اسحاق بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق علیہ السلام اس خانقاہ  
 پر ہر سال میلادِ نواہی ایک روز چراغ دوسرے روز قوالی ہوتی ہے سید جان محمد  
 حضوریؑ شہداء میں فوت ہوا اور اس جگہ دفن کیا گیا۔ خاص مقبرہ جان محمد  
 حضوری کے غرب کی سمت اب ایک اور نیا احاطہ پختہ ڈبل اینٹوں کا بنایا  
 گیا ہے جس کا دروازہ مقبرہ کے احاطہ کے اندر سے ہے یہ احاطہ مفتی غلام سرور  
 شاعر لاہور نے اپنے خاندان کے مقابر کے لئے اپنا روپیہ خرچ کر کے بنوایا ہے اور  
 زمین مجاورون خانقاہ سے خرید کی ہے اسمین اب صرف تین قبریں بنی ہوئی  
 ہیں مگر احاطہ وسیع ہے ایک قبر اسمین غلام منیر صاحب احاطہ کی پیش کی ہے اور ایک نے اور ایک نے توڑی  
 ہے۔ مسجد وایہ انگاہ المشہور وایہ انگاہ

یہ عالیشان مستحکم مسجد شاہ جہان بادشاہ کے عہد میں وایہ انگاہ تعمیر کی تھی  
 یہ عالی جاہ وایہ حرم محترم شاہ جہانگیر کے دولت خانہ میں رہتی تھی نام کھانہ پلانی  
 اور انگاہ خطاب تھا کیونکہ اسلامی سلطنت کی وقت اکثر مقرب وایہ عورتوں کو  
 جوشہزادوں کو دعوہ دیتی تھیں انگاہ خطاب بلا کرتا تھا کیونکہ انگاہ جسم کو کہتے  
 ہیں اور انگاہ اس کو کہتے ہیں جس کے ساتھ ایک جان دو قالب ہو۔ یہ مسجد مغلیہ  
 سلطنت کے وقت بڑی رونق پر رہی کہ بہت سی جائداد بانیہ نے اسکے ساتھ  
 وقف کی ہوئی ہے جب زمانہ پلٹ گیا اور شہر کو غارت گردن نے بار بار لوٹا اور



باہر شہر کی آبادی بالکل ویران ہو گئی تو یہ مسجد باقی رہ گئی مہاراجہ رنجیت سنگھ  
 کی وقت اسمین سالہا سال باروت و گولہ بہار ہا جب انگریزی وقت آیا تو یہ  
 مسجد خالی ہوئی اور درج نقشہ ترویل کی گئی چونکہ عمارت مطبوع و وسیع تھی مسٹر کوپ  
 صاحب مہتمم مطبع لاہور کریسکل نے سرکار سے اجازت لیکر اس مسجد کو کٹھی  
 بنا لیا چند سال رہتا رہا آخر جب کارخانہ ریل کا اس موقع پر جاری ہوا تو  
 یہ مسجد ہی ریل والوں نے لے لی اور روپیہ قیمت کا کوپ صاحب کو ادا کر دیا  
 اب وہ کوٹھی جسکو مسجد کہنا چاہئے ریل والوں کے قبضہ میں ہے اور مسٹر کوپ  
 صاحب افسر کارخانہ اینگریز اسمین رہتا ہے۔ یہ مسجد اندر سے کانسی کا  
 ہے محرابوں پر کام کانسی کا بستی تہایت عمدہ و ترقی یافتہ اب تک موجود ہے  
 جیسے قرآن کی آیتیں و درود شریف بخط نسخ خوشخط تحریر ہیں صاحبان انگریز  
 نے ہی بسبب خوبصورتی کے بحال و برقرار رکھا ہوا ہے کہ ایسا رنگین و منقش  
 کام ہونا آپ شکل ہی مسجد کی تین عالیشان محرابی قالیبوتی خوشمقطع میں دو خورد  
 ایک کلان عمارت تمام شتی منقش کانسی کا ہے اندر سے ہی مسجد کے تین  
 درجے میں قالیبوتی سقف اور اوپر سقف کے تین گنبد مدور عالیشان بنائے  
 پہلے اسکے چار مینار تین تین منزلہ تھے اب دو درے مینار باقی ہیں پچھلے  
 گز گئے ہیں ایک ایک منزل ان دو فوکی ہی گر گئی ہے۔ اندر سے پورے نہیں ہیں

### مزار حسوٹیلی

یہ بزرگ لاہور کے خدا پرست عابد زادوں لوگوں میں مشہور ہے قوم کاتیلی  
 اور خاص لاہور کا رہنے والا تھا چونکہ جہنڈے میں اسکی دوکان تھی غلہ  
 فروشی کا کام کرتا تھا خریدار کے ہاتھ میں یہ ترازو دیتا تھا اور کہتا تھا کہ  
 خود وزن کر لے پس جو زیادہ لیجاتا تھا اسکا غلہ گہرا کر گھٹ جاتا تھا اور

جو پورا لیجا تا تھا اسکا بڑہ جاتا تھا چنانچہ اس دوکان پر اب بھی چند لگایا ہوا ہے اور روز چراغ جلایا جاتا ہے جمعات کے روز بہت سے چراغوں کی روشنی کی جاتی ہے شاہ جال سہر دروہ کا یہ مرید تھا جسکا مقبرہ دمدہ کے اوپر موضع اچہرہ کے پاس ہے۔ یہ مقبرہ کلب گہر سے بہت شمال موجود ہے گرد و نواح اسکے دو قد آدم بلند چار دیواری اور دروازہ آمد و رفت غرب کی طرف ہے دروازہ عالیشان چوکیوں والہ بنا ہوا ہے دروازہ کے اندر جائین تو جنوب کی سمت ایک مکان مع کوٹھڑی آتا ہے اسکے آگے پڑمین تو ایک بڑا چوڑا خشتی بنا ہوا ہے اسکے اوپر قبور بہت سی ہیں اس چوڑے پر ایک اور چوڑا خشتی قد آدم بلند بنا ہوا ہے چار زینہ جنوبی سے اس پر چڑھیں تو اسکے وسط میں قبر شیخ حسو تیلی کی پختہ چوٹی کے نظر آتی ہے سر کی طرف ایک چراغ دان پختہ بنا ہوا ہے زیرین چوڑے پر قبور شیخ سعد الدین ستر پوش اور میان خان کی مکلف بنی ہوئی ہیں جو اس بزرگ کے خلیفے و جان نشین تھے اور چار دیواری کے باہر شرق کی سمت کوچہ بیگہ زمین مزرعہ مع چاہ و چنچ چوب موجود ہے آمدنی اس اراضی کی مصارف کے لئے و اگر ہر سال تیسری شوال کو اس بزرگ کا سالانہ عرس ہوتا ہے یہ موجودہ عمارت چمن شاہ فقیر نے بنوائی جس سے رونق مکان کی بڑہ گئی شیخ حسو تیلی سنہ ہجری میں فوت ہو کر یہاں مدفون ہوا کہتے ہیں کہ حضرت لال حسین کے ساتھ اسکی کمال محبت تھی اور کہا کرتا تھا کہ حسو حسین اور حسین حسو ہو دوئی باقی نہیں ہو +

### ✱ مقبرہ جانی خان ✱

قدیم مقابر سے نواح باغبان پورہ میں یہ مقبرہ موجود ہے یہ مقبرہ احمد شاہ بادشاہ کے عہد میں بنا تھا چنانچہ مقبرے کے جنوب کی سمت کوٹھا حال دیوڑی اس باغ کی

پختہ موجود اور بصیغہ نزول سرکار سے شیراز میں دار نے خرید لی ہے۔  
 مقبرہ کی عمارت مربع ہے اور اندباہر سے استرکار ہر طرف میں میں دہن  
 محرابی قالیبوتی بنے ہیں سقف کے برابر خوبصورت گردنہ سقف قالیبوتی گنبد  
 مدور پختہ جیسپر کام لہریا بستنی کانسی کارنبا یا گیا ہے۔ حال جانی خان کا یہ ہے  
 کہ محمد شاہ بادشاہ کی وقت یہ شخص نوابی رتبہ پر پہنچا اور نظام الدولہ خطاب  
 پایا تھا اسکا باپ قمر الدین خان وزیر بمقام کرنال احمد شاہ درانی کی لڑائی میں  
 مارا گیا تھا مگر اس نے مع اپنے بھائی میر معین الملک کے احمد شاہ درانی کو  
 شکست دی اور وہ واپس کابل کو چلا گیا اسکے جانے کے بعد پنجاب کا انتظام  
 میر معین الملک نے اپنے طور پر کیا اور جانی خان اسد فوج پنجاب مقرر رہا آخر  
 ۹۳ھ میں فوت ہو کر میان مدھون ہوا خدا کی قدرت ہے کہ اب اتنے بڑے  
 امیر کبیر کی قبر بھی باقی نہیں رہی اور مقبرے میں پیراز میں دار نے اپنا ہوس  
 ڈالا ہوا ہے۔ فاعتر وایا والوالابصار +

### مقبرہ شاہزادہ پرویز

موضع خوجہ سعید کے شمال کی سمت لاہور سے بقاصدہ دو میل بجانب شرق یہ مقبرہ  
 قدیم زمانے کا بنا ہوا موجود ہے یہ مقبرہ ایک پختہ چوتراہ پر جو زمین سے قد آدم  
 بلند ہے بنا ہوا ہے ارتفاع اسکے گنبد کا مقبرہ نواب علی مردان خان سے کم نہیں ہے  
 چاروں طرف اسکے عالیشان دروازے تھے اور اندر قبر شاہزادہ پرویز پسر شاہ  
 جہاںگیر کی جو وقت تخت نشینی شاہجہان کے سفر کشمیر سے آتا ہوا لاہور میں  
 آصف جاہ وزیر نے قتل کر دیا تھا بنی ہوئی تھی اب کچھ بھی نہیں یہ مقبرہ کسی  
 زمانہ میں اندر یاہر سے سنگ مرمر کا تھا اندر مقبرے کے بھی فرش سنگ مرمر کا تھا  
 جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حکم سے اتارا گیا اور خشتی مرمت ہوئی جو وہ بھی گر گئی ہے

چونکہ اسکا حال بہت ایشتر تھا سرکار نے اب مولف کتاب کی معرفت اسکی مرمت  
کرا دی ہے \*

## فرار فقیر سائین قطب شاہ قادری

یہ فرار موضع کہوئی میران کے شرق کی سمت واقع ہے صاحب فرار آدمی مجروح طبع  
تارک الدنیا خدا پرست تھا اس اخیر زمانہ میں ایسا بے طبع شخص جسکو دنیا کے  
ساتھ کسی طرح کا لگاؤ نہ ہو اور صرف اپنے ہاتھ سے محنت کر کر گزارہ کرے کم  
پیدا ہوا ہے خاندان قادریہ شیخ غلام حسن ساکن دایان والے کا یہ مرید تھا  
تمام رات اسکو خدا کی یاد میں گزار جاتی تھی اور دن کو محنت و مزدوری سے  
غرض تھی ہر چند وہ اپنے آپکو چھپاتا تھا اور کسی سے نہ ملتا تھا مگر لوگوں کو ہنڈا کر  
بھی ملتے تھے ۹۰ء میں وہ فوت ہوا اور اس جگہ پر دنیا یا گیا جہاں اب  
اسکا فرار ہے یہ فرار اسکی وصیت کے بموجب پختہ نہیں بنایا گیا مگر چاہ  
چرخ دار پختہ ہے اور درختوں سے تمام مکان چھپا ہوا ہے اس کے مرید ایک سال  
میں دو بار اسکا عرس کرتے ہیں اور بہنڈارہ عام فقرا پر تقسیم کیا جاتا ہے  
تمام دن قوالی ہوتی ہے اس بزرگ کی اگرچہ اولاد بھی ہے مگر مرید لوگ  
اعتقاد زیادہ رکھتے ہیں \*

## مقبرہ نواب میان خان پسر نواب احمد خان

یہ مقبرہ موضع بہوگی وال غرب کی سمت کو بصورت ایک باغ کی موجود ہے مناسب  
کہ اول خال صاحب مقبرہ کا بیان کیا جائے من بعد مقبرے کا۔ نواب میان خان  
فرزند صلیبی نواب سعد الدخان وزیر اعظم شاہ جہان بادشاہ کا تھا۔ جب  
سعد الدخان مر گیا اور شاہ جہان بادشاہ اور ملک زیر عالمگیر اپنے فرزند  
کی فہم میں آگیا تو میان خان کا چنداں اختیار سلطنت میں نہ رہا تیسری

امارت و دولت و حکومت ہندوستان میں صرف اسی خاندان کے لئے تھی  
 اس نے لاہور میں دو چولیان عالی شان ایسی بنوائیں کہ جسکی ثانی تمام پنجاب میں  
 نہ تھیں جسکا ذکر علیحدہ اس کتاب میں درج ہوگا ۸۲۔ یہ سحری میں مسجد عالمگیر  
 یہ مرگیا اور اس موقع پر دفنایا گیا چونکہ اسکا اصلی وطن قصبہ چنیوٹ تھا اور  
 چنیوٹ میں سنگ سیاہ کی کان ہر اسکی ہر ایک عمارت میں وہی کالا پتھر  
 صرف ہوا کرتا تھا چنیوٹ میں ہی اس نے اسی پتھر کی ایک مسجد بنوائی  
 تھی اس مقبرہ میں ہی اسکے وارثوں نے وہی پتھر اکثر خرچ کیا اسوقت اس  
 مقبرے کے متعلق عمارت پر کئی لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا اور اخیر سلطنت  
 چغتائی تھیں زمین رونق رہی سکھوں کیوقت مکان ویران ہو گیا سنگ مرمر  
 وغیرہ قیمتی پتھر سب اتر گئے۔ انیسویں خشت فروشوں کے کام آئیں یہاں راجہ  
 رنجیت سنگھ کیوقت اگرچہ مکان برباد ہو چکا تھا مگر ابھی کب قدر زینت  
 اسکی باقی تھی۔ بے مالکپ کر راجہ سوچیت سنگھ نے اسپر قبضہ کر لیا اور  
 چار دیواری مرمت کر کر باغ لگوایا اسکی زندگی تک وہ راجہ سوچیت سنگھ کا  
 باغ مشہور رہا انگریزی عہداری میں یہ نقشہ نزول میں درج ہو کر سلیم پور چڑھا  
 اور بھوض دو ہزار دو سو روپے کے نواب علی رضا خان قزلباش نے خرید لیا  
 اب یہ مکان نواب علی رضا خان کا باغ کہلاتا ہے ۔

دور گردون کی ذرا گردش کو دیکھ ۔ ۔ ایک دم بہر نہی نہیں جسکو قیام  
 مات پڑتی ہے کہی ہوتا ہر دن ۔ ۔ صبح ہوتی ہے کہی ہوتی ہے شام  
 اس مکان کی قدیم عمارت میں بہت سا تغیر و تبدل ہوا ہے کچھ تو راجہ  
 سوچیت سنگھ نے قدیم عمارت گرائی اور نئی بنوائی اور کچھ اب نواب علی رضا خان  
 مرحوم نے تغیر و تبدل کیا تو ابھی سنگین عمارت قدیمہ بہت سی موجود ہے ۔

جنوب کی سمت ڈیڑھ پچھتہ قدیم عمارت میں سے ہوا در حوض مریح مع  
آبشار اور عالی شان بارہ درمی جسکے تین کمرے مسقف قابوتی پختہ ہیں اور  
مسجد گنبد دار یہ سب قدیم عمارت میں سے ہر لطف یہ ہر کہ مسجد مغرب کی سمت  
بنائی گئی اسی کا جواب شرق کی سمت کو بنا ہر وہی قطع وہی وضع وہی عمارت وہی  
گنبد وہی محرابین میں یہ دوسری مسجد صرف خوبصورتی کے لئے بنائی گئی ہے  
کہ مسجد کا جواب کا مذہب ہی مسجد ہو۔ قبر نواب میان خان کی ایک بارہ درمی  
سنگین کے اندر ہر جو سنگ سیاہ کی بنی ہوئی ہوا اس بارہ درمی کے چاروں  
وسیع چوترہ قد آدم بلند بنا ہے ارتفاع میں بڑے بڑے تختے کالے پتھر کے  
لگے ہوئے ہیں بلکہ تمام چوترہ سنگ سیاہ کا ہر جنوب کی سمت آمد و رفت کا راستہ  
ہوا اور چہرہ شیر بیان کالے پتھر کی ہیں اور چوترے پر سنگین فرش جنوب کی  
سمت محرابی دروازہ چوترہ کھان کے میانہ میں ایک اور چوترہ آدہ گز بلند  
پتھر کا ہوا سپر بارہ درمی کی عمارت ہوا اسکے اندر ہی سنگ سیاہ کا فرش ہے  
اور مسقف قابوتی چاروں طرف بارہ دروازے خشتی چونگ ہر ایک دہن میں  
دو دوستوں میانہ بارہ درمی میں ایک اور چوترہ چہ انچ اونچا اس پر  
نواب میان خان کا نعید قبر سنگ مدر کا تھا جسکو راجہ سوچیت سنگھ نے  
ٹھوڑا دیا اب صرف چوترہ باقی ہے اور جس مقام سے نعید قبر کا توڑا گیا ہے  
اب تک وہ مقام معلوم ہوتا ہے۔ علماء سی سکھی میں پہلے یہ عالی شان مکان  
شیخ امام الدین کو ملا اس نے بڑے چوترے سے بہت سی پتھر کی سلین  
اکٹھرا کر اپنی جہلی کو لگو الدین پیر راجہ سوچیت سنگھ کے تصرف میں آیا اس نے  
قبر کو نیست و نابو کیا اب باغ کی صورت پر اس مکان کی ہیئت ہے +

مزار فتح پناہ مست

یہ خانقاہ پڑاؤں بدھو سے جنوب کی سمت واقع ہے چاروں طرف اسکی چار دیواری پختہ ہے اور اس کے درمیان ایک پختہ چبوترہ چبوترے پر دو قبریں پختہ استرکار ایک قنات شاہ کی دوسری اس کے خادم عبدالمد شاہ کی چار دیواری کے جنوب کی سمت وہ نہر جاری ہے جو شہر کی سمت آتی ہے اور باغات گردنواح لاہور اُس سے سیراب ہوتے ہیں شمال کی سمت کوٹھی اویطو علیہ صاحب کی تھی جو کبھی عہد میں فوج کا جنرل تھا اب اس کوٹھی میں صاحبان ریلوے قیام پذیر ہیں + یہ بزرگ محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں بزرگ صاحب کمال مشہور تھا اکثر سستی و جہد و بی کی حالت میں پہر کرتا تھا چنانکہ کھڑا ہو جاتا کئی دن کھڑا رہ جاتا ایک بار دریا میں کئی ماہ تک کھڑا رہا اسکی کرامتیں صد ہا مشہور ہیں بیعت اسکی خاندان شطاریہ میں بخدمت شیخ برہان الدین سرائی کے بندہ بخت شیخ طیف برہان پوری کی تھی۔ ساتویں ماہ شوال کو اس مزار پر میلہ ہوتا ہے فقرا جمع ہوتے ہیں لاہور کے لوگ بھی بہت جاتی ہیں سکھوں کی وقت اس گجگہ بڑا میلہ ہوتا تھا مگر اب اتنا ہجوم نہیں ہوتا + یہ بزرگ نہالہ جری میں تھے اور اکیسویں گیارہ برس کی عمر پائی +

### مزار شاہ ابوتراب مشہور شاہ گدالاہوری

یہ مزار بھی لاہور کے مشہور مزارات میں سے ہے احاطہ مکان پختہ ہے اور احاطہ کے اندر چاہ کلان ہر چیز چرچ چوب جاری ہے اور فقرا کے رہنے کے لئے مکانات پختہ بنے ہوئے ہیں اور زمین مزرعہ ہے اور ایک ایشان پختہ چبوترے پر قبر شاہ گدالاہوری اور قاضی فضل گدالاہوری اور قبریں بھی بہت ہیں ایک مسجد بھی پختہ گنبد دار بھی ہے یہ بزرگ موحّد و عالم و فاضل خدا پرست ولی گزرا بھی اسکا دیوان منظم بزبان فارسی موجود ہے جسکے مضامین ہمہ اوست پر وال ہیں سب نامہ جہدی اس کا امام حسین کے ساتھ ملتا ہے اصلی وطن شہر شیراز تھا جب پٹاویں بادشاہ

بارثانی ہندوستان میں ایک تو یہ بزرگ ہمراہ آیا اور گجرات و کن بین جا کر  
شیخ وجیبہ الدین گجراتی شطاری کی خدمت میں بیعت کی اور بارہ برس تک  
جنگلوں میں رہ کر کمال کو پہنچا آخر عمر لاہور میں آکر قیام کیا اور ۹۹۱ھ ہجری میں  
فوت ہو کر یہاں مدفون ہوا ایک سو چودہ برس کی عمر پائی \*

### مزار شاہ حسین رنجانی

یہ متبرک مزار موضع کہوئی میران بیرون شہر لاہور بجانب شرق بغاصیلہ ایک میل  
کے واقع ہے اگرچہ عمارت مختصر ہے مگر مکان قدیم ہے اور صاحب مزار قدما ہے  
بزرگان شہر لاہور سے ہر سلاطین غوریہ کی وقت یہ شہر رنجان سے ہند کی سیر  
آیا اور تمام کشور ہند کی سیر کی واپسی کی وقت لاہور آکر قیام پذیر ہوا اور  
یہاں ہی فوت ہوا سال وفات اسکا سنہ ہے قدام بلند چار دیواری  
خشتی کے اندر یہ مزار ہے قبر بھی خشتی چو نہ گچ ہے اور مکانات پختہ فقر کی سکونت  
کے لئے بنے ہوئے ہیں اور چاہ چرنی مار جاری ہے سکھوں کی وقت اس مزار  
پر پڑا میلہ سالانہ ہوتا تھا مگر اب رفتہ رفتہ بدعت میلے کی جاتی رہی ہے \*

### گورستان بیگم پورہ

یہ ایک عالی شان عمارت لاہور کے شرق کی سمت ایک نالہ مار سے غرب کی طرف  
واقع ہے یہ گورستان خان بہادر زکریا خان صوبہ لاہور کا ہے اور اسی کے قرب  
میں محلہ محل پورہ آباد تھا جس میں اُمرائے محل قیام پذیر تھے بوقت تیاری  
اس عالی شان مکان پر لاگہار دیے صرف میں آئے ہوں گلاب بھی بچائی عمارت  
استقر ہے کی اسی احاطہ میں موضع بیگم پورہ آباد ہے اور بہت سے چو ترے  
اور مسجد و مقبرے و ڈیوڑھی کلان وغیرہ موجود ہیں اور استحکام و مضبوطی کا  
یہ حال ہے کہ اس خوبی و مضبوطی کی عمارت ہر گز اب بن نہیں سکتی سکھوں کی وقت



اس مکان پر بڑے بڑے صدے آئے جو شخص قابض ہوا وہ اسکو گراٹا اور پتھر اور اینٹیں لاکھوں کی لیجاتا رہا اب تک یہی حال ہے پہلے تین حاکمون کے وقت سردار گوجر سنگ نے اس عالیشان مکان سے اینٹیں کھدوا کر موضع قلعہ گوجر سنگ آباد کیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کی وقت پہلے سمنی خزانہ جو افسر توپخانے کا تھا اس پر قابض ہوا اُس نے اسپن زمینداروں کو آباد کر کے گاؤں کی صورت بنائی بعد چند سال کے بعد سنہ ۱۸۴۵ء سے لاہور آیا تو مہاراجہ رنجیت سنگہ نے یہ مکان اسکے قیام کے لئے مہرمت کیا وہ چند ماہ اسپن رہا اور جانی دفعہ اپنے برہمنوں کو بخش گیا اسوقت معاملہ اسکی متعلقہ زمین کا ایک سو روپیہ سالانہ تھا چند سال برہمن اسپر قابض رہے انہوں نے قبریں بہت سی گرا دیں اور پتھر اتارے اور اینٹیں فروخت کیں من بعد ویسا سنگہ سپر سردار لہنا سنگہ مجیشہ نے یہ مکان برہمنوں سے لے لیا اور انکو معاوضہ میں ایک سو روپیہ کی جاگیر پہاڑ میں دلوا دی انہیں دنوں میں نواب غازی جو چلی وارت اس مکان کا تھا اور خان بہادر بانی مکان کے ساتھ اسکا نسب نامہ صحیح صحیح ملتا تھا کابل سے لاہور آیا اسوقت سردار ویسا سنگہ پہاڑ میں تھا احمد مکان خالی تھا اُس نے فی الفور اپنا قبضہ کر لیا اور زمینداروں کو جواب دیدیا اور یہ مقدمہ چند سال مہاراجہ رنجیت سنگہ کے روبرو رہا آخر نواب غازی کی کچھ پیش نہ گئی سم ۱۸۹۵ء بکرمی میں جرنیل گلاب سنگہ پوڈندیہ کی فیج کی چھاؤنی یکم پورے کے پاس مقرر ہو گئی تو یہ مکان بھی چھاؤنی میں آگیا جرنیل گلاب سنگہ نے مسجد کو مسکن بنایا اُس نے خدا بخش لمبردار کو تو نکال دیا مگر کیا لمبردار باغبان اُس باغچہ کا جو مسجد کے آگے ہے مقرر رہا۔ ہزار ہا روپے کی اینٹیں ان مکانات سے کھد کر چھاؤنی کی تعمیر میں خرچ ہوئیں اخیر سلطنت

سکھی تاک گلاب سنگھ اسپر قابض رہا انگریزی سلطنت کی وقت وہی کیا لبردار  
 قبضہ کا دعویٰ کر کر مالکیت نواب غازی وغیرہ وراثت مکان نے مالشین کہیں۔  
 آخر غازی دیوانی دعویٰ کا حکم ہوا اور وہ اس قدر استطاعت نہ رکھتے تھے کہ ان کو  
 بعد ازاں فضل شاہ نام ایک وارث نے چند ماہ تک سرسری دعویٰ میں قبضہ پایا  
 اُسی عرصہ میں اُس نے صد ہار روپے کی اینٹیں فروخت کر لیں جب اپیل میں  
 زمینداروں کا قبضہ پہر بحال ہو گیا تو پہر وہ بیدخل ہو گیا۔ اس مکان  
 کی عمارت کی تشریح لکھنے کے لئے ایک علیحدہ کتاب چاہئے اس واسطے مختصر تحریر ہوتا  
 ہے کہ اس احاطہ کے اندر بہت سے چوتھے قبور کے ہیں اور ایک عالیشان  
 ڈیوڑھی اب تک موجود ہے۔ پہلا مکان قدم رسول کا اس جگہ بیخبر خدا کے قدم کا  
 نشان ایک پتھر میں تھا نہیں معلوم سکھوں کی وقت اُس کو کون اکھاڑ کر لیگیا۔  
 اس مقام پر ایک عالیشان مقبرہ بنا ہے۔ دوسرے چوتھے پر قبر نواب عبدالصمد خان  
 وزیر یا خان بہادر وغیرہ متعلقین خاندان کی قبریں ہیں۔ تیسرے ڈیوڑھی  
 کلاں جس کے متعلق بہت سی عمارت ہے بعض بوسیدہ دکھنہ اور بعض موجود  
 اور بعض بے سقف اور بعض سقف۔ چوتھے بڑے دالان غزلی و جنوبی شمالی  
 جو شکستہ و بے مرست ہو گئے ہیں سوائے ان کے کوٹھیریاں غالباً بوقت سقف کی  
 بھی بہت ہیں۔ پانچویں ایک مقطع باغ جو اب خراب و خستہ پڑا ہوا ہے۔ چھٹے  
 ایک عالیشان مسجد کانسہ کا رہ چکے تین در محرابی مقطع خوبصورت بنے ہیں  
 اور گوشہ جنوب غرب میں پختہ زمین مسجد کے اوپر جانے کے لئے ہر چاروں گوشوں  
 پر چار مینار کانسہ کا بزرگ بنز و بنستی ہیں اور مسجد کی سقف کے میانہ میں  
 گنبد نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے اس مسجد کی سقف پر گلاب سنگھ پوڈنڈیہ  
 افسر فوج سکھی نے اپنے رہنے کے لئے کوٹھی بنائی ہوئی تھی جو اب زمینداروں

کے قبضہ میں ہر تین درون کے اوپر اور رست و چپ جو کانس کا کام ہے اب تک تازہ و خوش رنگ نظر آتا ہے محراب میانہ کے میانے میں ایک سل سنگ مرمر کی لگی ہے اسپر کلہ شریف کندہ ہے اور جنوب و شمال کی دونو محرابوں کے اندر دو حدیثیں پنجبر حسب کی لکھی ہیں مسجد کے صحن میں فرش خشتی بوسیدہ ہو چکا ہے اور ایک بڑا حوض ہے جس میں فوارہ لگا ہے مسجد کی دونو سمت جنوب و شمال کی طرف دو حجرے غالباً قلع بنے ہوئے ہیں مسجد کے رو برو مشرق کی سمت ایک مقطع باغ ہے جس کے میانہ میں ایک گز زمین سے بلند ایک چوترہ پختہ ہے اس چوترے پر ستر پانچ سنگ مرمر لگا تھا جسکو سردار خوالا سنگہ پیرانیہ اکھاڑ کر لے گیا اس چوترے پر دو قبریں زمانہ زوجہ والدہ نواب خان بہادر کی تھیں چونکہ یہ تمام عمارت بیگم جان والدہ نواب خان بہادر نے اپنی جین حیات بنوائی تھی اس سبب اب تک اسکا نام بیگم پورہ مشہور ہے اسکا بعد کہ نام اب تک زندہ ہے اگرچہ قبریں اکٹری گئی ہیں۔ اس عالیشان مسجد کی مرمت ہی اب مولف کتاب کی معرفت سرکار نے کرائی ہے۔ نواب خان بہادر کا حال مفصل تاریخ پنجاب مولفہ راقمہ میں درج ہے شائقین دیان سے مطالعہ کر لیں۔

### حال سفید گنبد المشہور لگا گنبد

یہ مکان بیگم پورہ کے مشرق کی سمت کو ایک گنبد بہشت پہنچا پرانا موجود ہے اندر سے سالم ہے مگر اوپر سے بوسیدہ ہے چوترہ پختہ پر اسکی عمارت ہے مگر اب چوترہ گر چکا ہے یہ مقبرہ بھی خان کا مشہور ہے جو محمد شاہی عہد میں ایک امیر لاہور کے امراؤ میں سے تھا اور شاہجہان پور میں مر گیا اب یہ مقبرہ بالکل بے مرمت و خراب ہے

### مسجد خواجہ ایاز

موضع باغبان پورہ کے متصل یہ ایک قدیمہ عمارت کی مسجد موجود ہے خواجہ ایاز شاہجہانی عہد میں ایک امیر کبیر عمارت کے کارخانہ میں ماتحت نواب علی مراد خان

کے کام کرتا تھا جب شالا مار باغ شاہجان کے حکم سے تعمیر ہوا تو میر عمارت خواجہ ایاز  
 تھا اُس نے اپنی یاد گار مسجد اس موقع پر تعمیر کی تھی اور ایک باغ بھی اپنے  
 نام سے شالا مار باغ کے شرق کی سمت کو تیار کرایا جو اب تک سح چار دیواری پختہ و  
 بارہ درہی کے موجود ہے اور اب سرداران سندھ ہانوالیہ کے قبضہ میں ہے اس  
 مسجد کی تین محرابیں اور تین گنبد عالیشان پختہ ہیں سقف قابلہی پختہ دیوار مسجد  
 کے چاروں طرف سے چار چار گز بلند بنی ہوئی ہے میانہ میں ایک حوض مربع  
 دس گز طول اور دس گز عرض کا بیچ میں فوارہ خاص مسجد کی بیرونی دیوار کے  
 دو نو گوشوں میں دو ریشے اوپر جانے کے لئے بنی ہوئی درمیانی محراب پر ایک سل  
 سنگ مرمر کی لگی ہوئی ہے اور اُس پر ایک حدیث شریف عنی خط میں لکھی ہے  
 اور نیز بندہ درگاہ خواجہ محمد ایاز تحریر ہے بیرونی دیوار کے مرغولوں اور بازوؤں  
 پر رنگین پر تکلف کتبے زیر گنبد و اندرون مسجد بھی سب عمارت رنگین و نقش  
 اور زمین پر پختہ فرش ہر جنوب کی سمت کو دو حجرے پختہ بنے ہوئے ہیں ۔

### مقبرہ سید میران شاہ المشہور موج وریا بخاری

اُج کے سیدون میں سے یہ بزرگ اکبر بادشاہ کے عہد میں ایک بزرگ خدایت  
 صاحب ولایت و کرامت مشہور تھا اسکا بزرگ سپہ جلال الدین میر سبغ  
 بخاری اُج میں قیام پذیر تھا اور وہیں اسکا مقبرہ ہے اکبر بادشاہ اسکا بڑا  
 معتقد تھا اور ایک لاکھ پچیس ہزار کی جاگیر بٹالہ کے علاقہ میں اسکے نام پر  
 واکزار تھی لاہور میں اسی موقع پر جہان مقبرہ ہے اس کا گہر تھا اور ننگہ عام جاری  
 رہتا تھا مقبرہ موجودہ اسکی زندگی میں اکبر بادشاہ کے حکم سے بنایا یہ بزرگ  
 گیارہویں ربیع الاول ۱۰۰۰ھ ہجری میں فوت ہوا اور تاریخ وفات اسکی درج  
 کتاب خزینۃ الاحصیاء یہ ہے ۔

موضع دریائے سخا عین البیقین  
 بود بحر فیض بر رشتے میں  
 گشت در خلد برین نزل گزین  
 از محمد شاہ میران میردین

حضرت میران محمد شاہ خلد  
 سہروردی پیر شیخ با صفا  
 آخر الامر از جہان بے ثبات  
 جہت سرور سال ترخیش عجب

یہ مقبرہ صدر بازار انارکلی جنوبی حدود جناب مگلوڈ صاحب لفٹنگ گورنر پنجاب  
 کی شرفی دیوار کے ساتھ ملتی ہے صورت مقبرہ کی مہشت پہلو دروازہ آمد و رفت  
 جنوب کی سمت ہے ایک چوترہ خشتی پختہ چونچ پر یہ عالیشان عمارت بنی ہے  
 دروازہ کے اوپر ایک طاقچہ بنا ہے اس میں بخط جلی یہ لکھا ہے روضہ مقدسہ  
 زبدۃ الواصلین قدسۃ العارفين مقبول بارگاہ باری میران سید محمد شاہ  
 مہر دیا بخاری نور الدین مرقدہ در عہد اکبر بادشاہ تعمیر یافت۔ سوا اس کے  
 ہر ایک پہلو پر اشعار لکھے ہیں مقبرے کے اندر گیارہ قبریں ہیں ایک خاص  
 میران محمد شاہ کی اور دو دو نو فرزندوں صفی الدین و بہا الدین کی اور بی  
 اولاد کی اور ایک قبر اسکے فرزند شہاب الدین کی موضع بہوگی وال کے  
 پاس ہے اس شہر کے مکان پر ہر سال عرس ہوتا ہے اور خلقت کثیر جمع  
 ہوتی ہے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وقت چالیس روپے ماہوار اس خانقاہ کے  
 اخراجات کیواسے ملتا تھا اب کچھ نہیں ملتا۔ اس مقبرے کی چار دیواری کے  
 متعلق بہت سی عمارت ہے چنانچہ مسجد پختہ و مکان سکونت خادمان خانقاہ  
 چاہ وغیرہ سب پختہ عمارت بنی ہوئی ہے اس مقبرے کی حدود سے باہر  
 ایک چوترے پر قبر زند علی بن سید عبدالرحیم بن صفی الدین بن میران محمد شاہ  
 بنی ہوئی ہے اسکی تعریف یہی لوگ بہت کرتے ہیں کہ ولی اور خدا پرست تھا۔  
 اس بزرگ کی اولاد سید حسین شاہ وغیرہ لاہور میں قیام پذیر ہے جو

سید صفی الدین کے فریجہ سے اسکے ساتھ شجرہ ملائے ہیں اور باقی ماندہ اولاد قصبہ ٹھالہ میں قیام پذیر ہے۔ شہاب الدین کے ساتھ انکا شجرہ ملتا ہے۔ غرض کہ یہ خانقاہ لاہور کے مشہور و معروف مکانون میں ہے +

### مقبرہ سید شاہ چراغ گیلانی

اصلی نام اس بزرگ کا سید عبدالرزاق بن سید عبدالوہاب گیلانی تھا اور شاہ چراغ خطاب تھا بزرگ اسکے قصبہ اُچ علاقہ ریاست بہاولپور سے اگر قصبہ سنگھو ضلع منٹگمری میں اور وہاں سے لاہور میں آکر سکونت پذیر ہوئے چونکہ نسب صحیح اس خاندان کا پیران پیر محی الدین کے ساتھ ملتا ہے لوگ انکا بہت ادب کرتے ہیں مسلمان علماء اسی کی وقت انکا بڑا عروج تھا سلاطین وقت لاکھوں روپے انکی خدمت پر کرتے تھے اس موقع پر جہان اب یہ مقبرہ ہے محلہ لنگر خان بلوچ کا تھا اور وہ انکا مرید تھا اس سبب یہ مقبرہ اسی موقع پر بنا ورنہ ان بزرگوں کے مزار سنگھو وغیرہ مقامات میں بہت ہیں وفات اسکی ۳۲ ماہ ذی قعد ۱۰۶۰ ہجری میں واقع ہوئی اور یہ روضہ عالمگیر اور نگ زیب کے حکم سے تعمیر ہوا اور مسجد عالیشان جو غرب کی سمت مقبرے کے ہے اور اب سرکاری دفتر صاحب اکوٹنٹ و سول ایڈیٹر کا رہتا ہے خان بہادر زکریا خان کے حکم سے تعمیر ہوئی کیونکہ اسکی والدہ اس خاندان کی مہر تھی اور اس نے وصیت کی تھی کہ میری قبر اس جگہ ہو اور میرے زیور سے مسجد تعمیر کر دی جائے۔ یہ مقبرہ مربع صورت کا پختہ چونہ کی عمارت کا بنا یا گیا، دروازہ جنوب کی سمت ہے مقبرے کے اندر آٹھ قبریں ہیں ایک تو شاہ چراغ کی اور سات انکی اولاد کی چہت خشتی قالہوتی اور اوپر عالیشان گنبد ہے مسجد بھی چونہ گچ پر جسکی پانچ محرابیں عالیشان اور پانچ گنبد ہیں قبل علماء اسی انگریزی کے اس مسجد میں سکھوں نے میکہ زین ڈالا ہوا تھا جب انگریزوں کی عہداری ہوئی

تو اسکو کوٹھی بنا لیا گیا اور میجر میگر صاحب دو پٹر برن صاحب و سیم صاحب  
 بہادر ڈپٹی کمشنران امین رہتے رہے پہر کوٹھنٹ کا دفتر اس میں مقرر ہو گیا  
 اب کوٹھی یعنی مسجد کا احاطہ علیحدہ ہے اور مقبرہ کا علیحدہ اور مقبرے پر قبضہ  
 سادات گہلانی کا ہر سال بیان میلہ بریج الثانی کی ستروین تاریخ کو ہوتا ہے اور  
 خلقت بہت جمع ہوتی ہے \*

### مقبرہ شیخ عبداللہ شاہ بلوچ

یہ بزرگ شہزادہ کے تین حاکمون کی وقت صاحب دہر دریا صحت و کرامت  
 مشہور تھا چونکہ موضع مزنگ میں لنگر خان کی اولاد میں سے اکثر بلوچ رہتے ہیں  
 یہ بھی انہی فرقوں میں سے تھا خاندان قادریہ میں اسکی میت تھی اس نے  
 موضع مزنگ کے غرب کی طرف اپنے نام سے ایک جدید آبادی آباد کر کے  
 اسکا نام کوٹ عبداللہ شاہ رکھا یہ شاعر بھی تھا پنجابی زبان میں اس کے  
 ابیات اب تک زبان زد خاص و عام ہیں علوم ظاہری میں یہ شخص فاضل تھا  
 اور لاہور کے علما و فضلا اسکی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ کرتے تھے اور  
 حافظ غلام محمد امام مسجد وزیر خان اس کا مرید تھا مفتی شیخ فیض بخش جو  
 ایک اجلہ علما سے تھا اسکی خدمت میں ارادت رکھتا تھا علامہ جبرجی میز  
 یہ شخص فوت ہوا اور عربی کے لفظ تاریخ و فوات لکھی یہ مقبرہ بیرون موضع  
 مزنگ بجانب گوشہ شمال مغرب واقع ہے چاروں طرف ایک پختہ چار دیواری  
 اس کے اندر یہ مقبرہ پختہ چونکہ معہ ایک عالیشان مسجد کے موجود ہے  
 پہلے فرار عبداللہ شاہ ایک پختہ چوڑے پر پختہ بنا ہوا شاہ گنبد نہ تھا  
 جبرجی میں سردار خان بلوچ نہر دار موضع مزنگ نے یہ موجودہ مقبرہ بنوایا اور  
 غرب کی طرف اسکی ایک پختہ مسجد بنوائی اسکی مرضی تھی کہ مینار اس مسجد کعبت

اوپر بنوائے مگر اسی دو ہی سینار بن چکے تھے اور سچا سفید بھی نہیں ہونے پائی تھی کہ سردار خان کا خود خاتمہ ہو گیا۔

### مقبرہ شاد ابو اسحاق قادری

یہ تبرک مقبرہ موضع نرنگ کے مشرق کی سمت بہت نزدیک موجود ہے یہ مقبرہ چوکنج محل صورت کا بنا ہوا ہے جنوب کی طرف دروازہ ہے بیڑہیا چن کر اوپر جاتے ہیں مقبرہ کے وسط میں ایک چوٹی پیچڑہ مزار کے چاروں طرف تابکر بلند نصب ہے اس کے وسط میں قبر سختہ بنی ہے اندر کی عمارت چوکنج سقف قابوتی اور اوپر گنبد عالیشان مدور ہے مقبرے کے غرب کی سمت ایک سختہ عالیشان مسجد ہے جسکی تین محرابیں ہیں اندر یہ سختہ فرش ہے اس مقبرے کے اندر گچ پر منوطی کام اس خوبصورتی کے ساتھ کیا ہوا ہے جسکو دیکھ کر انسان خوش ہو جاتا ہے اور چاروں طرف دیواروں پر صورتیں ہیں دوسرے ملک اسی منوطی کام میں لکھی ہوئی ہے اس مقبرے اور مسجد کے علاوہ ایک دوسرا عالیشان مقبرہ مسجد کی پشت پر بگوشہ جنوب میں بنا ہوا ہے یہ مقبرہ بھی سختہ شاد ابو اسحاق کے مقبرہ کی قطع پر بنا یا گیا ہے اس میں تین قبریں محمد حسین و ملک حسین ملازمین فرزند ان ابو اسحاق کے ہیں اندر مقبرہ کے آیات قرآنی بخط نسخ نہایت خوبصورتی کے ساتھ لکھی ہیں۔ شاد ابو اسحاق قادریہ سلسلہ میں خواجہ داؤد شیر گڑھی کا مرید و خلیفہ تھا جس نے چوٹی میں بعد اکر بادشاہ فوت ہو کر اس جگہ دفنایا گیا اسکی بزرگی و خدا پرستی کا قایل ایک زمانہ ہے۔ اس مزار کا احاطہ بہت بڑا ہے اور سات بیگمہ راضی زرعی ملحقہ مقبرہ مع چارہ روان اس کے متعلق ہے جس کی آمدنی مجاور کہاتے ہیں پانچویں محرم کو ہر سال یہاں میلہ ہوتا ہے گاؤں کے لوگ بہت جمع ہو جاتے ہیں رات بہر قرآن شریف پڑھا جاتا ہے رات گئے کی



سماعت ہو۔ ابو اسحاق تاج عارفان اسکی وفات کی تاریخ ہے +

## مقبرہ خیر الدین الخاطب بشاہ ابو المعالی قادری

یہ مشہور و معروف تبرک مقبرہ دروازہ موچی کے باہر گوشہ گلشن میں واقع ہے اس مقبرے کے متعلق بہت بڑا قبرستان اور بیشمار عمارتیں ہیں چونکہ اس جگہ خاص اس بزرگ کا حال لکھنا منظور ہے اس لئے خاص مقبرہ تبرک کا حال لکھا جاتا ہے کہ یہ مقبرہ ایک پختہ و بلند چوترہ پر بنا ہوا ہے صورت مقبرہ کی بہت پہلو اور دروازہ آمد و رفت جنوب کی سمت کو ہے زینہ چڑھ کر اوپر جاتے ہیں مقبرے کی عمارت سب پختہ چونہ گچ اندر باہر سے اتر کر رہے سقف قابوئی ہے اور عالیشان گنبد بنا ہے مقبرے کے

اندرو میں ایک اور پختہ چوترہ ہے جس پر چار قبریں پختہ بنے ہیں + ایک شاہ ابو المعالی کی دوسری شاہ محمد باقر اسکے فرزند کلاں کی تیسری شاہ محمد رضا چوتھی حاجی محمد فضل کی۔ ان قبروں کے چار طرف پیچہ چوبی قد آدم بلند نہایت بصورت نورانیان والے نے بنایا تھا جس کا ذکر اسکی مسجد کے حال میں تحریر ہو چکا ہے یہ مقبرہ باہر سے دو منزلہ اور اندر سے ایک منزلہ ہے اور زینہ غرب کی سمت بنا ہوا ہے۔ بنیاد اس مقبرہ کی شاہ ابو المعالی نے اپنی زندگی میں رکھی تھی مگر ابھی تمام تھا کہ وہ خود انتقال کر گیا اور محمد باقر اسکے سرزدن نے اس عمارت کو با حتمام پہنچایا۔ مقبرے کے غرب کی طرف ایک مسجد پختہ زینہ کا رہی ہے اندر باہر فرش پختہ ہے تین محرابیں قابوئی عالیشان میں سقف قابوئی اسپر تین گنبد در مقطع ہیں۔ یہ مسجد شاہ ابو المعالی نے اپنی زندگی میں بنوائی تھی مگر سکھوں کے وقت غوثی خان جرنیل توپخانہ نے اس مسجد کو دوبارہ بنوایا جواب مکہ موجود ہے۔ بہت سے مکانات اور دالان شاہ ابو المعالی کی اولاد کی پشت کے لئے بنے ہوئے ہیں اور ہر ایک اپنے اپنے مقبوضہ کاں میں بیٹھا ہے۔

یہ بزرگ ۱۷ ماہ بیچ الاول شہ ۲۱ ہجری کو بعد شاہ جہان بادشاہ فوت ہوا اور  
 اسی تاریخ کو ہر سال عرس ہوتا ہے دو روز عرس کا ہجوم خانقاہ پر رہتا ہے  
 خلقت بکثرت جاتی ہے پہلے روز رات کو چراغان ہوتا ہے اور طوائف قاصد  
 جا کر ناچتی ہیں دوسرے روز قوالی ہوتی ہے اور فقرا رسل سنتے ہیں۔ دونوں  
 عیدوں کا میلہ یہی اسی خانقاہ پر ہوتا ہے گویا ایک سال میں تین میلے ہوتے  
 ہیں۔ قبور کے احاطے اس گورستان کے متعلق بیشمار ہیں۔ شاہ خیر الدین  
 ابو المعالی اپنے وقت کا عالم فاضل فقیر خدا پرست صاحبِ ہر ریاضت تھا لاکھوں  
 آدمی اس کے مرتبہ تھو بہت سی کتابیں اسکی تصنیف کی ہوئی اب تک موجود ہیں یہ  
 بزرگ دہم ماہ ذوی الحجہ روز عید ۱۱۵۵ ہجری کو پیدا ہوا اور ۱۷ بیچ الاول شہ ۱۰۲۵  
 فوت ہوا۔ پینسٹھ برس کی عمر پائی قطعہ تاریخ اسکی ولادت و وفات کا مندرجہ کتاب  
 خزینۃ الاسفیا میں ہے

بوداؤش سعدین صدق و لقین  
 رحلت پاکش معالی خیر دین

بوالمعالی خیر دین احمدی  
 خیر دین نیکو بود تو لید او

اس بزرگ کے پوتے نواسے بیشمار ہیں جنکا گزارہ پیری مریدی مہرے کے  
 پڑاؤسے کی آمدنی پر ہے سب لاہور میں رہتے ہیں ٹہلن شاہ امام شاہ فاضل شاہ  
 فیروز شاہ انکی اولاد میں سفید پوش میں مکر علم سے بہرہ نہیں رکھتے۔

### مزار تاج شاہ مجذوب

یہ مزار بیرون موچی دروازہ مشہور معروف مزار ہے قبر بختہ ایک چوڑی چار دیواری  
 کے اندر ہے اور غرب کی سمت ایک مسجد بختہ بنی ہوئی ہے شرق کی سمت چوٹا سا  
 باغچہ اور فقروں کے رہنے کے مکان ہیں روز و شب تہ منہ ہر سال ہر مہینہ  
 ہجری مطابق ۱۱۵۵ ہجری یہ بزرگ فوت ہوا سالانہ میلہ اسی تاریخ کو ہوتا ہے

مہتمم میلے کا مسمیٰ نور محمد اور اسکا بیٹا بوڑھا سب در سیر ہے وہ اپنا روپیہ خرچ کر کے  
 میلہ کرتے ہیں یہ نور محمد تاجے شاہ کا مرید تھا وہ بیان کرتا ہے کہ میرے گہرا دلادہ تھی  
 تاجے شاہ کی دعا سے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام بوڑھا رکھا اور اب وہ سب اور سیر ہے  
 عہد کبھی میں یہ تاجے شاہ ایک فقیر مخدوم مستانہ پیر کرتا تھا لوگ بہت اسکے  
 پاس جاتے تھے اور اسکو صاحب کشف و کرامت کہتے تھے ایک سو دو برس کی عمر چرائی

### مقبرہ شیخ عبدالرزاق گلی

یہ وہ مقبرہ ہے جو صدر بازار انارکلی میں نیلہ گنبد مشہور ہے صورت اسکی ہشت پہلو  
 اور ہر پہلو میں عالیشان محراب قابوئی پختہ عمارت کی سقف قابوئی اور پر گنبد  
 عالیشان کانسے کار بزرگ سبز فیروزمی اسکے اندر قبر شیخ عبدالرزاق گلی کی تھی  
 جو کہ غلطہ سے بطور سیر ہمایونی عہد میں ہندوستان میں آیا اور میران محمد شاہ  
 موج دریا بخاری کا مرید ہو کر زہد و ریاضت میں مصروف ہوا اور اس کمال کو  
 پہنچا کہ موج دریا اسکی تحظیم کرتے تھے امرائے لاہور کا اعتقاد اسکی نسبت بہت  
 تھا ہزاروں آدمی خدمت میں حاضر رہتے تھے سنہ ۸۳۵ ہجری عہد عالمگیری میں  
 یہ مرگیا اور یہ عالیشان مقبرہ اسکی قبر پر بنوایا گیا اور ایک عالیشان مسجد مقبرے  
 کے غرب کی سمت کو تعمیر ہوئی اور عالیشان باغ بنایا گیا کبھی عہد میں وہ سب  
 عمارت پر باد ہو گئی صرف مسجد و مقبرہ باقی رہ گیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حکم  
 سے مقبرے میں باروت بھری گئی مسجد میں گولے گولیاں بھری گئیں اور ایک  
 علیحدہ مکان لوہاروں کیواسے بنایا گیا جہاں وہ بندوبست بنایا کرتے تھے  
 جب کبھی سلطنت پر باد ہوئی اور انگریزی دور دوراں ہوا تو مسجد و مقبرہ  
 خالی ہو گیا اور مسجد و مقبرہ سفیدی ہو کر مسکوٹ بنایا گیا چنانچہ اگر کہا نا کہا  
 ہے آخر جب انارکلی کی چھاؤنی موقوف ہو کر میانیر کے میدان میں چھاؤنی قرار پائی

تو سکوٹ والوں نے بھی اسکو چھوڑا اور منشی نجم الدین ٹھیکہ دار دیس روٹی نے  
 سرکار میں درخواست دیکر یہ مسجد و مقبرہ واگزار کرایا اور بہت سارے پیسے اپنی طرف  
 خرچ کر کے مسجد کی مرمت کی۔ بعد ازاں سر نوآباد ہوئی اور مسلمان اسیمن نماز پڑھنے  
 اب یہ مسجد نجم الدین کی مسجد کہلاتی ہے مقبرہ میں ہی قبر بنائی گئی ہے اس مسجد کی زمین  
 عالیشان محرابین اور تین گنبد میں عمارت سب پختہ چونچ ہے صحن مسجد کا بہت  
 وسیع اور مسجد جامع ہر شمال کی سمت مسجد کے بڑا چاہ اور سلطانے دستاویس  
 بنے ہیں اب امت مسجد کی مولوی نور احمد کو سپرد ہے ۛ

### مزار خواجہ محمد سعید لاہوری

نیلے گنبد کے محاذ میں شرق کی سمت یہ وسیع چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہے دروازہ  
 چار دیواری کے غرب کی سمت کوہر دروازے کے آگے ایک کوٹھہ فقیر کے رہنے کے  
 لئے بنا ہوا ہے جب اندر جائیں تو ایک اور چار دیواری پختہ ہے جس میں تین قبریں پختہ  
 ہیں ایک خواجہ محمد سعید کی دوسری حاجی عباد الدین کی تیسری عبدالرحمن کی جو  
 خواجہ محمد سعید کی نواسی ہے اس چار دیواری کے شمال کی طرف ایک چاہ چرخ دار  
 ہے سوائے اسکے ایک اور چھوٹی سی چار دیواری ہے جس میں قبشہ شرف کی ہے اس قبشہ  
 کا روضہ سنگین اور عالیشان مسجد بہائی دروازے کے آگے بنی ہوئی تھی مہاراج  
 رنجیت سنگھ نے جب شہر لاہور کے دھیرے دروازے اور خندق تمام شہر لاہور  
 کے گرد و دیواری تو یہ عمارت دروازے کے قریب آگئی اور رستہ تنگ رہ گیا  
 اس سبب حکم ہوا کہ اس مقبرے اور مسجد کو گرا دیا جائے چنانچہ مسجد و مقبرہ  
 دونوں گرائے گئے جب قدر پتھر سنگ مرمر و سنگ سرخ اور تارہ ام ترسہ بھیجا گیا اس وقت  
 شاہ شرف کی لاش کا صندوق جو صبح و سلامت نکلا تھا اس چار دیواری  
 کے اندر دوبارہ دفنایا گیا اور فقیر نور الدین کی محراب یہ نہایت مختصر چوتھرہ و

چار دیواری بنادی گئی۔ یہ مسجد و مقبرہ جمہین شاہ شرف مدفون تھا عالمگیری عمارت بین سے تھا اور قدیمی عمارت بین سے کوئی ایسی خوبصورت و رنگین عمارت نہ تھی مسجد و مقبرہ کے گنبدوں پر سنگ مرمر لگا ہوا تھا اور بیرونی دیواریں سنگ مسخ کی تھیں اندرونی عمارت کا شی کار تھی اب دو نو بزرگون کا حال لکھا جاتا ہے خواجہ محمد سعید تو ایک بزرگ قادریہ سلسلہ کا تھا صاحب کرم و خوار اس نے روئے زمین کی سیر کی اور کابل میں مدت رہا احمد شاہ درانی ہکا نہایت مستعد تھا تیسرے حملے میں جب احمد شاہ لاہور آیا تو اسکی خاطر سے لاہور عارت سے بچ گیا اس نے بادشاہ کے نام صرف ایک رقعہ لکھ بھیجا تھا کہ بندگان خدا کو مت سنا و بادشاہ بذات خود خدمت میں حاضر ہوا۔ سکھوں کی عارت گری کیونف یہی خاص اسکی سکونت کا محلہ جبکو محلہ دولاواری کہتے تھے عارت سے چھٹا رہا جب یہ مر گیا تو سکھوں نے لوٹ لیا سال ۱۱۸۱ھ میں یہ بزرگ فوت ہوا شیخ واصل سعید اسکی تابینخ وفات ہوا اور شیخ اشرف بھی بزرگ عالم عامل شہر لاہور کا رہنے والا تھا عامل یہ شخص ایسا تھا کہ اپنے وقت میں ثانی نہیں کہتا تھا امرائے عہد اس کے حلقہ بگوش تھے بادشاہ وقت مطیع تھا یہ بزرگ سال ۱۲۰۰ھ میں فوت ہوا اور عالمگیر اوزگک زب کے حکم سے وہ عالیشان عمارت اسکی تعمیر بنائی گئی جو کبھی وقت میں نیست و نابود ہو گئی اب اس موقع پر خاک و بون کا کلبہ بنا ہوا ہے ازخزان پا پاں کر دھوئیں دون باغ را

### خاتقاہ عالیہ علی مخدوم گنج بخش غزنوی لاہوری

یہ متبرک و قدیمی مقبرہ لاہور کے مشہور و مزین مزاروں و مقبروں سے دور دور سے مسلمان متقدم لوگ اس مزار کی زیارت کو آتے ہیں بادشاہان سلف بھی کمال ادب اس مزار کا کرتے تھے چنانچہ سلطان ابراہیم غزنوی اور سلطان شمس الدین

وغیرہ بادشاہوں کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن شریف اس مزار پر موجود ہیں  
 یہ بزرگ سلطان مسعود سلطان محمود کے بیٹے کے ہمراہ لاہور میں آیا اور صلیبی  
 دین کے پھیلانے میں بہت کوشش کی بڑی بڑی زرگوں مثل خواجہ معین الدین چمن چوہی  
 اجیری و خواجہ فرید پاک پٹنی وغیرہ نے یہاں آکر چلے کائے اور فیض پایا تھا اور انکو  
 اپنی کتاب سفینۃ الادبیا اور مولانا جانی اپنی کتاب نفحات الانس میں اس بزرگ  
 کی تعریف بحد کمال لکھتے ہیں اور بیشک یہ بزرگ ایسا ہی ہوگا جیسی اسکی تعریف  
 کتابوں میں درج ہے <sup>۱۳۸۵</sup> ہجری میں اس نے اپنی قدوم ہیئت لزوم سے  
 لاہور کو مشرف کیا اور <sup>۱۳۸۵</sup> میں مرگیا چونتیس برس برابر لاہور میں رہ کر ظاہری  
 باطنی علم پھیلا یا اور خدا پرستی کا طریق لوگوں کو سکھایا اسکی لاکھوں کراستہیں  
 کتابوں میں درج ہیں اندر کے دروازے پر یہ شعر لکھے ہیں \*

خاک جارب از درش بر وار  
 تاشوی واقف در <sup>۱۳۸۵</sup>  
 سال صلیب بر آید از سردار

خاتقاہ علی سجود  
 بطوبیا کن بدیدہ حق بین  
 چونکہ سردار ملک محسن بود

اس عالیشان و متبرک مقبرے کے گرد بڑی بڑی عالیشان عمارتیں تھیں چنانچہ  
 روضہ و مسجد شاہ اشرف کی اسی کے جوار میں تھی مگر سب کی سب سکھوں کی  
 تہذیبوں میں مہاراجہ برنجیت سنگھ اگرچہ ادب اس مزار کا بہت کرتا تھا اور ہزاروں  
 روپے نذرانے کے بھیجتا تھا مگر باہر کی عمارت اس نے بھی ایک نہ چھوڑی  
 سب سے پتھر اور و انکی بیچیں زمین سے نکلوا دیں صرف مزار کا مکان باقی  
 رہ گیا اس حاطہ مزار کا دروازہ جنوب کی سمت کو ہے اندر کو جائیں تو ایک دروازہ  
 سنگین دلیز کا غرب کی سمت کو ہے جسکے اندر ڈیوڑھی ہے اسکے اندر ہو کر مین  
 تو شرقی دروازے میں سے ضمن مربع کے اندر انسان جا پہنچتا ہے صحن کے

چاروں طرف مکانات والان وغیرہ بنی ہیں جنہیں بڑے بڑے قرآن شاہان سلف کے ہاتھ کے لکھے ہوئے رحلون پر رکھی ہیں اور لوگ انکو پڑھتے رہتے ہیں جنوبی سمت مجاور بستے ہیں صحن کے وسط میں مٹمن چوترہ ہے اور اسپر مزار ہے چوترہ سنگ مرمر کا ہے اوپر ہی فرش سنگ مرمر کا قبر بھی ایک ٹکڑہ سنگ مرمر کی بنی ہے چوترے کے آٹھون پہلون پر چوبی پنجرہ ہے پہلے اوپر مزار کے گنبد نہ تھا مگر ستملہ سحری میں مسمیٰ نور محمد ساد ہونے یہ گنبد بنوایا تھا جو اب جو ہے گنبد دور نہایت خوبصورت ہے آٹھون دہن رکھی گئے ہیں آٹھون میں نیچے پنجرے اور اوپر آئینے لگ کر بند کر دئے گئے ہیں جنوبی دروازہ رکھا گیا ہے اس احاطہ کے متعلق جنوب و مغرب کے گوشہ میں ایک عالیشان مسجد گنبد دار بنی ہوئی ہے یہ مسجد حضرت نے خود بنوائی تھی مگر اب ستملہ ۶ میں دوبارہ بنائی گئی ہے اس احاطہ کے شمالی والان میں سے احاطہ قبر شیخ امام الدین کی طرف رستہ ہے اور وہ احاطہ حضرت کے احاطہ سے بجانب شرق و جنوب دیوار بدیوار شیخ امام الدین کی قبر کا احاطہ ہی نہایت مکلف بنا ہے قبر نواب شیخ امام الدین کی سنگ مرمر کی بنی ہے اور قبر کی جنوبی دیوار پر یہ اشعار لکھے ہوئے ہیں \*

دریغا کہ بے ماب سے روزگار      ہر وہ گل دب گنبد تو بہار

بے برد و دی ماہ دار و دی ہشت      بیاید کہ ماہ خاک با شیم و خشت

یہ قبر سنگ مرمر کی نہایت عمدہ و قطع بنی ہے جو بعد فات نواب شیخ امام الدین کے انکے بیٹے نواب غلام محبوب سبحانی بنوائی تھی اور اللہ بخش نام حکاک نے اس پر حکم کیا اور قبر کی چھاتی پر جو پتھر لگا ہے اُس پر یہ مایہ نخی ابیات لکھے ہیں \*

چونکہ نواب شیخ امام الدین      شد ز دنیا و رو بخلد نہاد

گفت ہاتف بسال تارینخش      احمد مجتبیٰ شفیعش باد

اسکے چچے یہ شعر لکھا ہے ۴

از سر اخلاص الحمدی سخوان

چون بجا کم بگری دامن کشان

چار دیواری مقبرے کے باہر جنوب کی سمت بہت سے مزار سچتہ و مسجد میں بنی ہوئی  
ہیں اور بہت سی نشنگاہیں مجاوروں کی۔ اس مزار کے مجاور بہت سے مین  
گنتی ستر او میون سے زیادہ ہے آمدنی چڑھاؤ کے کی وہ بچہ مساوی تقسیم کرتے  
ہیں یہ بزرگ یعنی علی گنج بخش جویری حسنی سید اسطیح پر اسکا شجرہ درج  
کتب ہر کہ شیخ علی بن سید عثمان بن سید علی بن سید عبدالرحمان بن سید  
بن سید ابوالحسن علی بن سید حسن بن سید زید شہید بن امام حسن بن علی رضی  
اد پریری شجرہ اسکا اسطیح پر ہے کہ یہ بزرگ مرید خواجہ ابوالفضل بن حسن ختلی کا  
اور وہ خادم شیخ علی حقیری کا اور وہ خادم شیخ شبلی کا اور وہ جنید بغدادی کا  
اور وہ سری تقی کا اور وہ معروف کرخی کا اور وہ داؤد طائی کا اور وہ حبیب  
عجمی کا اور وہ حسن بصری کا اور وہ علی المرتضیٰ کا۔ اس بزرگ نے عربی فارسی  
میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں ہیں چنانچہ کتاب کشف المحجوب بربان فارسی  
تصوف کے علم میں اس نے ایسی لکھی ہیں کہ اسکا ثانی روئے زمین پر نہیں ہے  
اس مزار پر آٹھویں روز بروز جمعہ میل ہوتا ہے اور خلقت کثیر جمع ہوتی ہے بڑا  
میل یعنی عرس ماہ صفر کی ۱۰ تاریخ کو ہوتا ہے اور دوسرا میلہ آخری چار شنبہ  
کے روز یہ دونو میلے بڑے بہاری ہوتے ہیں دو روز سے خلقت آتی ہے اور  
اس میلے میں شامل ہوتی ہے ہر جمعات کی رات کو بھی بہت سے لوگ شب بیدار آتے

ہیں اور تمام رات عبادت میں مصروف رہتے ہیں ۵

مزار شیخ طاہر بندگی و گورستان پنج دہرہ

یہ خطہ جسکو گورستان میانی کہتے ہیں لاہور سے بجانب جنوب بفاصلہ دو میل



واقع ہوا جس میں لاہور کے عام و خاص مسلمانوں کی قبریں ہوتی تھیں اب دس بارہ سال سے عام قبور کا ہونا بند ہو گیا ہے وہی لوگ اپنے مردے یہاں دفنانے میں جنکے پختہ احاطے بنے ہوئے ہیں زمانہ قدیم میں اس موقع پر میانی نام ایک گاؤں آباد تھا جس میں میانی لوگ یعنی علما و فضلا سکونت پذیر تھے اور شیخ ڈھیرا اسکو اسلئے کہتے تھے کہ گاؤں کی آبادی سے پہلے اس جگہ پانچ قبریں بنی ہوئی تھیں اس سبب شیخ ڈھیرا میانی اسکا نام قرار پا گیا کیونکہ ڈھیرا پنجابی زبان میں قبر کو کہتے ہیں آخر جب شہر لاہور کے باہر عمارت و آبادی ہو گئی تو اس جگہ کے لوگ وہاں جا رہے اور یہ گاؤں اُچڑ گیا اور قبریں بنی شروع ہو گئیں۔ اس گورستان میں بہت سے احاطے ہیں جس میں سے چند نامی احاطوں کا ذکر یہاں لکھا جاتا ہے۔ اول احاطہ مراد شیخ طاہر ہندگی یہ احاطہ سب سے بڑا ہے اور وسیع چار دیواری پختہ نشستی بنی ہوئی جسکے اندر ہزاروں قبریں قدیمہ جدیدہ ہیں۔ اور شیخ طاہر جسکے نام سے یہ مکان مشہور ہے خاندان قادریہ میں ایک صاحب کشف و کرامت شاہجہانی عہد میں تھا شاہ کمال کنتلی کامرید خاندان قادریہ میں اور شیخ احمد کا سلسلہ مجددیہ میں خادم تھا طاہر ہی علوم میں ہی اسکے کمال حاصل تھا یہ بزرگ سلسلہ ہجری میں مر گیا اور اس جگہ مدفون ہوا نعم کے لفظ سے اسکی تاریخ وفات نکلی ہے اس کلان چار دیواری کے اندر ایک اور بڑا پختہ چوترہ ہے جسپر پختہ چوپڑی مرار اس بزرگ کا بنا ہے اس بزرگ کی بزرگی کے سب مسلمان قائل ہیں اور بڑا خاندان اسکے سلسلہ کا قصبہ بٹالہ میں ہے جنکے ہزاروں مرید پنجاب کے علاقہ میں ہیں۔ خیریتہ الاصفیاء و حدیقۃ الاولیاء و تذکرہ مجددیہ وغیرہ کتب میں اس بزرگ کی کرامتیں بیشمار تحریر ہیں + دوسرا احاطہ باغچہ و مقبرہ رانی۔ کل سکیم کا ہے یہ عورت قوم کا ایف

میں سے ہی مہاراجہ رنجیت سنگھ اسپر بیان تک مہربان ہوا کہ اسکے ساتھ حسب  
 رسوم اہل اسلام کے شادی کی اور برات بڑے بڑے اور احتشام سے اتر کر گئی۔  
 اس رانی کی عزت مہاراجہ کے گہر میں بہت تھی سب سے زیادہ اسکی جاگیر تھی انگریزوں  
 کی وقت بھی روزینہ اسکا نام بانیوں سے زیادہ مقرر تھا اور ایک ہزار دو سو روپیہ  
 ماہوار ملتا تھا اس نے اپنی زندگی میں یہ باغچہ اور مقبرہ اپنے واسطے بنوایا تھا یہ مکان  
 نہایت مکلف و پختہ و سنگین بنا ہوا ہے غرب کی سمت عالیشان دروازہ ہے چہر  
 بالا خانہ دیرچہ دائرہ اس اشعار منظوم بہت لکھے ہیں اور بلخ سیر ماوہ تاریخ نکالا  
 جب اند جانین تو گوشہ شمال و غرب میں ایک عمدہ مسجد ہے اگرچہ وہ پرانی قدیمہ  
 مسجد ہے مگر اب اسکی دوبارہ سفیدی ہوئی ہے بلخ نہایت تھلج و سرسبز ہے اشجار  
 مشہور و انگور وغیرہ بہت ہیں بلخ کی جنوبی حد میں رانی گل بیگم کا مقبرہ ہے ایک  
 وسیع پختہ چوترہ ہے اسپر جنوب کی سمت ایک عالیشان دالان قابوئی اسکے درمیان  
 ایک گنبد عالیشان بنا ہے اور چار گنبدیان خورد و محرابی دروازہ ہے اسپر ایک سل  
 سنگ مرمر کی لگی ہوئی ہے اسپر یہ قطعہ تاریخ فارسی لکھا ہے :

بر زمین تازہ چون بہشت برین      بلخ با آب و تاب گل بیگم  
 سال تعمیر بلخ خرم گفت      امن بلخ جناب گل بیگم

قبر رانی گل بیگم کی ایک کالے پتھر کے چوترے پر ہے قبر پر سنگ مرمر لگا ہوا ہے  
 یہ رانی ۱۷۸۳ء میں مر گئی اور اس مقبرے میں مدفون ہوئی اسکے بعد اس کا  
 متبنی بیٹا سردار خان مر گیا اسکی قبر بھی اسی جگہ ہوئی اب اس خاندان میں سے  
 دو شخص ایک بہاول خان اور ایک چانگیر خان و دیپے سردار خان کو متبنی  
 تیسرا مقبرہ متعلقہ اس خطہ کے میرزہ ہی کا ہے یہ مقبرہ پختہ عہد قدیم کا بنا ہوا  
 ہے گنبد ایک پختہ چوترے پر بنا ہے اور چاروں طرف چار در محرابی ہیں ۔

وسط میں پختہ قبر بنی ہوئی ہے اس بزرگ کی کرامت فی زمانہ جاری ہے کہ جو ختم شمسند قبر پر جاتا ہے وہ مکین و میثقی روٹیان نذر مانتا ہے اور کہتا ہے کہ جب میرا مقصود محل ہوگا تو حاضر کروں گا۔ آخر جب غیبت الہی سے اُسکا کام بانجام پہنچ جاتا ہے تو روٹیان جب قدر وہ مان جاتا ہے پکا کر قبر پر لے آتا ہے اور رستے چلتوں کو بانٹ دیتا ہے۔ یہ بزرگ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا فقیر تھا محمد مسلم اسکا نام تھا چونکہ زہد و ریاضت بہت کی تھی اس سبب پیرزیدی خطاب پایا تھا بد چوتھا احاطہ مسجد میان محمد سلطان ٹہیکہ دار کا ہے یہ مسجد تمام سفید چوڑنگ بنی ہوئی ہے دروازہ شرق کی سمت مع چاہ و ستاؤ ہے مسجد کا صحن پختہ خاص مسجد کے تین در محرابی قابوئی سقف بھی قابوئی ہے اُسپر ایک گنبد بلند بنا ہوا ہے سر محراب تین گنبد باین اور چاروں کونوں پر چار برجیان ہیں چار دیواری پختہ استرکار ہے میانہ محراب کے اوپر کلمہ شریف لکھا ہے اور ایک سل سنگ مرمر کی شمال کی طرف نصب ہے اُسپر تحریر ہے بانی الدجوائی ہشیرہ محمد سلطان ٹہیکہ دار ۱۰۷۷ھ ہجری۔ الدجوائی کی قبر بھی اسی موقع پر متصل مسجد کے ہے اور محمد سلطان کی قبر بھی اسی جگہ پر ہے۔ پانچون احاطہ قبر مولوی جامی لاہوری کا ہے گوشہ شمال شرقی چار دیواری شیخ طاہر ایک شکستہ دیوار مسجد کی محراب دار پختہ موجود ہے اُسکے آگے پختہ قبر مولوی جامی کی قدیم زمانہ کی بنی ہوئی ہے پُرانا چاہ بھی اسکے ساتھ بنا ہوا ہے عبد جہانگیر شی شاہجہانی میں یہ بزرگ لاہور میں بڑا عالم و فاضل تھا اسکے فتوے کو سب اہل اسلام قبول کرتے تھے بادشاہ کے دربار میں بھی اسکا دخل تھا ۱۰۷۲ھ میں یہ مر گیا اور اس جگہ مدفون ہوا بد چھٹا احاطہ قبر نواب سعادت یار خان والی معزول بہاولپور کا ہے یہ مکان ایک ٹہیلہ پر ہے دو طرف سے آمد و رفت چار دیواری کے اندر ہوئی ہے

ایک غریب اور دوسرا جنوب کی سمت ہے۔ ایکے اندر ایک بنگلہ خوبصورت  
 بنا ہے اس میں دو قبریں ہیں ایک نواب سعادت یار خان کی جو سنہ ۱۲۴۹ ہجری  
 میں مر گیا تھا اور دوسری اسکی زوجہ کی پختہ بنی ہوئی ساتواں حاطہ حاجی نور کا  
 ہے یہ شخص ایک مالدار متمول قوم پراچہ لاہور میں رہتا تھا بہت سے حج کئے  
 خیرات بہت کرتا تھا مالدار سی کا یہ حال تھا کہ شاہجہان بادشاہ کو فدا ہار کی مہم  
 کے لئے کڑوڑ روپے کی ضرورت ہوئی اور بلا کر کہا کہ بابا مجھ کو ایک کڑوڑ روپہ  
 قرض دو اُس نے فی الفور دیدیا چند سال کے بعد جب اُسکو روپہ لیجانے  
 کیواسے بلایا تو اُس نے نلیا اور کہا کہ تو نے مجھ کو بایا کہا تھا پس تو میرا فرزند  
 ہو چکا یہ مروت نہیں ہو کہ فرزند کو روپہ دیکر واپس لون دے یا حاطہ پختہ خان کعبہ  
 کی قطع پر بنا ہوا ہو جو اُس نے اپنی زندگی میں بنوایا تھا چاروں طرف چار مزار  
 قابوٹی میں شرقی محراب میں اسکی پختہ قبر ہے یہ شخص سنہ ۱۲۵۵ ہجری میں مر گیا  
 اور اسکی اولاد سے میان گاما پراچہ اب تک ایک مغز آدمی موجود ہے آٹھواں  
 احاطہ شیخ عارف چشتی کی قبر کا حاجی نور کے احاطہ کے شرق کی طرف یہ مزار  
 پختہ چوترے پر موجود ہے اس بزرگ کی بزرگی کے حصہ ہا لوگ قایل ہیں اب  
 اس قبر کی مرمت دوبارہ کی گئی ہے موضع مرنگ کے من و ضعیف لوگ بہت بیان  
 کرتے ہیں کہ رات کو دور سے اس قبر پر چراغ جلتا نظر آتا ہے جب نزدیک آتے  
 ہیں تو کوئی چلغ نہیں ہوتا یہ بزرگ سنہ ۱۲۴۲ ہجری میں مر گیا اور عارف چشتی  
 کے لفظ سے تاریخ وفات حاصل ہوتی ہے۔ ایک اور چوترہ سفید نقش پختہ بلدیہ  
 اسپر قبرستان شاہ کی ہے یہستان شاہ ہی سکھی عہد میں ایک مجذوب بہت  
 پہرا کرتا تھا مہاراجہ رنجیت سنگ اسکا کمال مستند تھا اور ہزاروں روپہ نذر کرتا  
 مگر وہ ایک فرمہ نہ لینا اور پینک کرہاگ جاتا۔ اور چوترہ بیہودہ کے بھی ہیں

احاطہ میں بہت ہیں + دسواں احاطہ مسید چراغ شاہ حکیم کا ہے۔ یہ شخص  
زندہ و حیات لاہور میں موجود ہر قوم کا مسید سزواری ہر پیشہ اسکا طبابت ہے  
پیری مریدی بھی جاری ہر سلسلہ چشتیہ و قادریہ میں ارادت مند لوگ اسکے  
مرید ہوتے ہیں اور ہر ایک مرید کمال اعتقاد اسکی خدمت میں کرتا ہے۔ اس نے  
زمینداروں سے زمین لیکر یہ احاطہ بنایا اور اپنے خاندان کی قبریں اس میں  
کین باغ لگوا یا چاہ پر چرخ چوب چڑھایا پختہ کوٹہ فقیر کے رہنے کے لئے بنوایا یہ  
مکان اب نہایت آراستگی میں ہے +

### مقبرہ پیر ہادی رنجا

یہ نہایت پرانا مقبرہ جیلخانہ اور انارکلی کی سڑک کے شرق کی سمت جو انارکلی سے  
لاٹ صاحب کی کوٹھی کی جاتی ہو واقع ہو مقبرہ کی عمارت نہایت کاہنہ پختہ قابلہ  
ہر گھر سقف پر گنبد نہیں ہر یہ عمارت دو دروازوں میں منقسم ہے ایام ورجہ بیرونی  
دوسرا اندرونی بیرونی درجہ بطور برائے کے ہو اور ہر چار غرف پانچ پانچ در  
قابلہ خشتی میں کل چاروں طرف میں دہریں اندر کے درجے چار ڈیٹ  
اسکے اندر قبریں تین میں جنوبی دروازہ گہلا ہو اوپر چست قابلہ خشتی ہو  
اس سب مکان کے نیچے تہ خانہ ہو جسکا دروازہ اب بن ہو اصلی قبور تہ خانے  
کے اندر ہیں ایک پیر ہادی شاہ کی دوسری محسن شاہ کی تیسری عبداللہ شاہ کی  
یتیمون شمس مسید شمس الدین تیسری کی اولاد میں سے ہیں جسکا روضہ  
ملتان میں زیارت گاہ ہو یہ مکان شاہ برابر کے وقت بنا تھا مگر اب خستہ حال  
ہو ہوا ہو کیونکہ جب قدر سنگ مرمر کی جالیان و سلین اسکی مشیروں پر گئی تھیں  
اور سنگ سرخ کے ستون تھے وہ راجہ دہیان سنگ اُتر واکر جوون کو لے گیا  
تہا تہ خانے میں یہی سنگ مرمر کا فرش اور دیواروں پر سنگ سرخ کی

سلیں تہیں وہ بھی اکٹھا والی گئی تہیں جنوب کی سمت اس مقبرے کے اندر ایک  
پختہ مسجد اور چاہے اس کو اب ایک انگریز نے کوہی بنا لیا ہے ۛ

### مزار شاہ شرف

جینا خانے کی سڑک کے شرق کی طرف چاند ماری کے پڑاؤن کے درمیان یہ  
خانقاہ موجود ہے احاطہ مکان بہت بڑا ہے اور درخت بکثرت ہیں خاص چوترا  
جسپر محمد فاضل اور شاہ شرف کی قبر ہے خشتی پختہ بنا ہوا ہے محمد فاضل شاہجہانی  
عہد میں ایک عالم فاضل تھے اور یہ سلسلہ کا فقیر تھا وہ اللہ میں مر گیا اسکا  
بیٹا و مرید شاہ شرف اسکا جانشین رہا اور ایک مسجد میں جو اسی احاطہ کے  
نزدیک بنی ہوئی تھی اور اب بھی اسکی عمارت کے نشان موجود ہیں مدت العمر  
درس پڑھاتا رہا اسکے مرید بھی مثل عزیز اللہ وغیرہ کے بہت تھے وہ ۱۷۶۷ء ہجری  
میں فوت ہو کر بیان مدفون ہوا سال بہر میں اس جگہ دو میلے پوتے ہیں ایک ۱۳ ماہ  
رجب کو محمد فاضل کا اور ۱۳ ماہ صفر کو شاہ شرف کا دو نویسویں میں فقر اجمع ہوتے  
ہیں اور گہانا تقسیم ہوتا ہے آٹھ بیگہ زمین مزرعہ اور سات بیگہ خیر مزرعہ اس  
خانقاہ کے ساتھ سرکار سے معاف ہے ۛ

### مقبرہ شاہ اسماعیل

حال صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کی کوہی کے جنوب کی سمت پانی واٹے والے چاہ کے  
غرب کی سمت سر راہ یہ مقبرہ بنا ہوا ہے گنبد اس پر نہیں ہے مگر نہایت قدیم مکان  
ہے صاحب مقبرہ سلطان محمود غزنوی کی وقت لاہور آیا اور سلمانی مذہب کے  
پیلا نے میں مصروف ہوا یہ ہر ایک جمہ کے روز وعظ کرتا تھا اور ہزاروں لوگ  
اسکے وعظ کی تاثیر سے جامہ اسلام پہنتے تھے اسکو کئی لاکھ حدیث تو ملتی تھی  
اور کئی تفسیر میں قرآن کی حفظ تہیں آواز اسکی ایسی خوش تھی کہ جسکے کان میں

پر جاتی کہنیا ہوا چلا جا تا تھا ۳۱۳ ہجری میں یہ لاہور میں آیا اور ۳۴۸ ہجری میں مر گیا  
 ۳۶ ہجری لاہور میں قیام رکھا مہتاب کے لفظ سے اسکی تاریخ وفات حاصل ہوتی ہے۔  
 یہ مزار ایک بہت بلند چبوترے پر واقع ہے بلندی اس مزار کی شرک کی سطح سے قریب  
 ایک منزل کے ہے زمین چڑھ کر اوپر جاتے ہیں جنوبی رستہ سے احاطہ کے اندر جانا ہوتا ہے  
 وہاں ایک پختہ چبوترے پر پختہ مزار شاہ اسماعیل کا بنا ہوا ہے اور سیلوں کو درختوں  
 سے مکان ڈھکا ہوا ہے مزار کے سر کی طرف درخت نیم کا ہے مسلمان سلطنت کے وقت اس  
 مکان کے ساتھ بہت بڑا باغچہ تھا اور ایک چاہ غرب کی سمت مزار کے موجود ہے اس پر  
 چرخ چوب چلتا تھا اب وہ زمین مجاور نے انگیزوں کے پاس فروخت کر دی ہے اور  
 انہوں نے شامل کوٹھی کے کرلی ہو قیدی چاہ ہے اب اس مزار کے متعلق نہیں رہا کوٹھی  
 اس سے پانی بہرتے ہیں نیا چاہ اور کہو دا گیا ہے ۴

### مزار شیخ سعدی بلخاری لاہوری

یہ مزار پرانی عمارت کا موضع رنگ کے جنوب کی سمت ہے یہ بزرگ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ  
 میں شیخ آدم بنوری کا مرید تھا اور وہ شیخ احمد مجدد الف ثانی کا کتاب بلخاریہ میں رکن  
 سینکڑوں کرامتیں لکھی ہیں خزینۃ الاصفیاء میں انکی شرح ہے منہ عہد عالمگیری  
 میں یہ مر گیا اور اس جگہ مدفون ہوا اسکی وصیت تھی کہ میری قبر پر گند نہ بنایا جائے  
 اس سبب گند نہ بنایا گیا مگر اور عمارت مکلف بنائی گئیں باغ لگوا گیا دو چاہ  
 کہو دے گئے جو ابتدا سے عہد سکھی میں اجڑ گیا ایک پٹہ تو اب بند کیا گیا ہے کہ شرک  
 کے نزدیک تھا دوسرا قبض و تصرف ہدایت خان بلوچ ہو اور وہ کاشت کرتا ہے  
 اب صرف مقام مزار اور اسکی خاص چار دیواری باقی ہے غرب کی سمت اسکا دروازہ ہے  
 چار دیواری پختہ عمارت کی ہے اور بلند مقدار میں گز کی اس کے اندر ایک اور پختہ چبوترہ  
 جس پر پختہ مزار بنا ہے۔ زند دل سعدی بلخاری اسکی تاریخ وفات ہے ۴

## مزار شاہ درگاہی

کوٹہی کپتان حلال صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کے گوشہ گنتی کی طرف بغاصہ ٹرک  
درمیانی کے واقع ہے اس مزار کے گرد چار دیواری نہیں ہے صرف تکیہ ہے اور مزار  
کا چوبترہ پختہ بنا ہوا ہے اور مسجد پختہ چونکہ رحیم بخش سو داگر دہلی کی بنوائی ہوئی  
ہے درخت بھی بہت ہیں دوسرے چوبترے پر جو بربل ٹرک بنا ہے ایک اور  
قبر ہے پس بڑے چوبترے پر قبر درگاہی شاہ کی اور دوسرے پر قبر باہی شاہ کی  
ہے جو درگاہی شاہ کا مرید تھا۔ یہ درگاہی شاہ سید شاہ چراغ کا مرید تھا جو کما  
ذکر پہلے دیچ ہو چکا ہے اس شخص کی بزرگی کا نام شہر قابل ہے اس مزار کے  
جنوب کی سمت ایک چاہ ہے جو کسی زمانے میں اس مزار کے احاطہ کے اندر تھا  
اب اسکو پانی و اتیان والہ چاہ کہتے ہیں اسکے پانی میں یہ تاثیر اسکی دعا سے  
ہے کہ جسکو ڈنبل اس قسم کے نکل آتے ہیں جنکو پانی و اتنا کہتے ہیں تو وہ بیمار اس چاہ  
کے پانی سے نہلایا جاتا ہے فی الفور اچھا ہو جاتا ہے یہ بیماری اکثر لڑکوں کو بہت ہوتی  
ہے اور ہر اتوار کے روز بہت سے لڑکے اس چاہ پر نہلانے کے دھک لائے جاتے  
ہیں اور جو شخص اپنا بچہ چاہ پر لاتا ہے وہ چار روٹیاں شیریں اور چار نمکین  
پکاکر ہمراہ لاتا ہے وہ لوگوں کو تقسیم کر دیتا ہے اور ایک پیسہ چاہ کے زمینداروں  
کو دیتا ہے یہ تاثیر چاہ کر پانی میں اب تک شاہ درگاہی کی دعا سے باقی ہے ۔

## مسجد قدیمہ دایہ لاؤ

دورانہ شاہ عالمی کے باہر لالہ رتن چند کے باغ کے شرق کی طرف بغاصہ ٹرک  
ٹرک درمیانی کے یہ مسجد واقع ہے یہ دایہ لاؤ شاہزادہ سلیم یعنی جہانگیر شاہ کی  
دودھ پلانے والی دایہ تھی چونکہ شاہزادہ نے فتح پور سیکری میں بندت شاہ سلیم  
چشتی کو جو اپنے زمانہ کے قطب ہے پرورش پائی تھی یہ عورت بھی شیخ کی خدمت



میں رہا کرتی تھی اور فیض ایسا پایا تھا کہ شب روز سوائے عبادت کے کچھ کام نہیں  
 کرتے تھے اُس نے بحین حیات خود یہ مسجد بنوائی اور اپنی قبر بھی اسی کے صحن  
 میں تیار کی اسکے خاوند کا نام محمد اسماعیل تھا اُس نے یہی تمام عمر عبادت و رُحبت  
 میں بسر کی تھی اُن وقت اس محلے کو ٹیلا کہتے تھے اس دایہ کی جویلیان و اداک  
 باغ بھی اسی محلے میں تھا ۱۹۱۹ء ہجری میں یہ دایہ فوت ہو گئی اور محمد شکور اسکا  
 خیر گیر اس مسجد کا رہا اُسکے وقت مولوی عصمت الدین ایک فاضل مولوی یہاں سے  
 پڑھتا تھا محمد شکور ابھی زندہ تھا کہ سلطنت منقلبہ برپا ہو گئی یا ہر کے محلے سب  
 اُجڑ گئے رعایا بھاگ گئی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت ایک سنیاسی ہندو جوگی  
 بسنت گرام اس مسجد پر قابض ہو گیا اُس نے ایک طرف شوالہ بنایا اور دوسری  
 طرف ٹہاکر دواڑہ اور قریب تیس سال کے اُس نے اسمین قیام رکھا جب  
 انگریزی دور دوران ہوا تو مسمی مہر شاہ فقیر قادری نے لاہور سے چند مسلمانوں  
 کو ہمراہ لیا اور زبردستی سے ہندو فقیر کو بیدخل کر دیا اگرچہ اُس نے بیجو بیگم کو  
 سسٹنٹ ایجنٹ زینڈنٹ کی کچھری میں عرضیاں گزرائی مگر کچھ نہوا اس روز سے  
 آج تک وہی شخص اس مسجد پر قابض ہو اور وہ علیحدہ کوٹھہ میں قیام پذیر ہے مسجد  
 میں مسلمان لوگ جو گردنواح کے کوٹھوں میں رہتے ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ یہ مسجد  
 پختہ چوہ کی عمارت نہایت مضبوط بنی ہوئی ہے تین محرابیں اور ایک گنبد عالیشان  
 سقف قابوئی ہے صحن مسجد میں پختہ فرش ہے اور پختہ حوض ہے مگر حوض اب  
 بند ہے اور صحن کے شرق کی سمت قبر پختہ والی لاٹو کی بنی ہوئی ہے بیرونی  
 چار دیواری پختہ مہر شاہ فقیر نے بنوائی ہے پہلی عمارت سوائے مسجد باقی نہیں  
 رہی چوٹا چاہ جو اب مسجد کے جنوب کی سمت ہے ہندو فقیر نے گنبد دایا تھا پہلا  
 چاہ و عمارت متعلقہ مسجد سب کنبیا مل کپودالہ نے جسکا باغ شمال کی طرف ہے

سب گرامی تھی اور قدیمی چاہ کی ایشین نکوالی تہین اب اسکا نشان باقی نہیں ہے +

### مقبرہ شاہ یعقوب رنجانی المشہور صدر دیوان

یہ متبرک مقبرہ شاہ عالمی دروازے کے باہر لالہ رتن چند کی سرک کو خوب کی طرف واقع ہے یہ مکان بہت پُرانا ہے اور خاص فرار ایک پختہ چار دیواری کے اندر ہے جسکا دروازہ شرق کی سمت ہے جب اُسکے اندر جائیں تو اُسکے وسط میں ایک اور بلند چوترہ پختہ بنا ہوا ہے اور رفت کا رستہ جنوب کی سمت ہے چوترے پر کٹھن لگا اس پر پانچ قبریں ہیں خاص قبر شاہ صدر دیوان کی جو چوترے کے غرب کی سمت ہے اُسپر سنگ سرخ لگا ہوا ہے اس چوترے کے غرب کی سمت ایک عالیشان تختہ علت کی مسجد بنی ہوئی ہے اُسکی تین محرابیں مقطع ہیں اور یہی علامتیں اس خانقاہ کے متعلق ہیں پہلی ہر جہات کو میلہ ہوتا تھا اور برسوں دن ماہ رجب میں بہت پُر امیلا ہوتا تھا مگر اب اتنا چرچا نہیں ہے کیونکہ دو طرف سے تولالہ رتن چند کی سرائے اور تالاب کی متعلقہ عمارتوں نے اسکو چھپا لیا ہے اور غرب کی سمت بڑی بڑے مکانات کا دارخانہ داروں کے بنگلے ہیں اور یہ خانقاہ چاروں طرف سے گہری ہے گورستان متعلقہ اسکا بھی بند ہو گیا ہے اب برسوں موزیلا تو ہوتا ہے مگر اتنا ہجوم نہیں ہوتا۔ یہ بزرگ سید ہے اور شہر رنجان سے ۳۵ سورتوں ہجری میں ہمارے سید حسین رنجانی کے لاہور میں آکر سکونت پذیر ہوا علوم ظاہر و باطن میں لوگوں کو تعلیم و تلقین کی اور ۳۵ سورتوں ہجری میں فوت ہوا +

### امام بارہ شیعہ امامیہ

یہ بہت وسیع و عالیشان مکان ہے دروازہ بہائی و ناگنج بخش کے فرار پُرانہ کے جنوب کی سمت کو ہے چاروں طرف پختہ چار دیواری بنی ہوئی ہے شمالی و شرقی دو دروازے آمد و رفت کے ہیں۔ چار دیواری کے اندر ایک روضہ مدور گنبد کا

بنام نہاد امام حسین صاحب کے پختہ چونہ گچ بنا ہوا اس گنبد کے نیچے سرد خانہ ہے  
 جسکے اندر زینہ اُتر کر جاتے ہیں سقف اسکی قابوئی ہے اور بیچ میں امام حسن و  
 امام حسین کی قبریں وضعی بنائی گئی ہیں اور انہیں پر تعزیر رکھا رہتا ہے وہی میں  
 قبر گامی شاہ کی ہے جو بانی مہانی اس مکان امام باڑے کا تھا۔ چہت قابوئی  
 کے اوپر ایک قطع بارہ دری بنی ہے اُسپر گنبد ہے اس چار دیواری کے اندر دخت  
 ہی بکثرت ہیں اور قبور بھی بہت ہیں مکانات بھی فقرا کے رہنے کے کوٹھیاں لگے  
 ہیں بڑے مدد و معاون بلکہ سپرست اس مکان کے نواب تو ارشد علی خان قزلباش  
 و نواب ناصر علی خاں ہیں اور یہ مکان مرجع قوم شیعہ امامیہ کا ہے۔ امام محرم کو  
 جو فدو الجناح یعنی وضعی گہوڑا امام حسین کا لکھتا ہے وہ تمام شہر میں گردش  
 کر کے اس جگہ لایا جاتا ہے ۱۲۷۹ھ میں اس مکان پر سخت صدمہ آیا تھا  
 کہ امام محرم کے روز جب فدو الجناح لکھتا تو رخصتہ میں متصل شاہ عالمی دروازے  
 کے قیام میں قوم شیعہ و اہل سنت کی سخت تکرار ہوئی اور نوبت بزد و کوب  
 پہنچی قوم اہل سنت نے اس روز اندرونی مکانات چار دیواری کے گراوے مقبرہ  
 کے کنگورے وغیرہ گراوے چاہ کو اینٹوں سے بہر دیا گامے شاہ کو ایسا مارا کہ وہ  
 بیہوش ہو گیا آخر اڈوڈ صاحب ڈپٹی کمشنر نے چھاو فی انارکلی سے رسالہ  
 سواروں کا طلب کیا تو اس سے لوگ منتشر ہو گئے اور جتنے گرفتار ہوئے انکو

کچھ کچھ سزا بھی ہوئی \*  
**مقبرہ شاہ سروانی**

یہ ایک قدیم مقبرہ موضع نرنگ کے شمال کی سمت برسر راہ بجانب شمال واقع ہے  
 صاحب مقبرہ چشتیہ خاندان میں شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کا مرید تھا۔  
 تاجر اس نے شہر احمد آباد و کن میرز قیام رکھا اور ہمدردی و ریاضت میں مصروف رہا

اصل نام اسکا رکن الدین تھا اور شاہ سربانی مرشد نے خطاب بخشا تھا۔  
 اخیر عمر میں اس نے تمام ہند کی سیر کی اور لاہور میں آکر فوت ہوا ۳۳۵  
 میں اسکا انتقال ہوا پیر سربانی کے جملہ سے اسکا سال وفات چل ہوتا ہے  
 سال بہر میں دو مرتبہ اس جگہ عرس ہوتا ہر ایک نہم ماہ صفر کو اور دوسرا نہم  
 ربیع الاول کو فقرا و نو تار یخون میں حج ہو کر کھانا کھاتے اور قوالی سنتے ہیں۔  
 سکھوں کیوقت یہ مقبرہ نہایت خراب حالت میں تھا کہ تمام عمارت و باغچہ متعلقہ اسکا  
 سکھ ادکھاڑ کر لیکے تھے چاہ کی بھی آدھی اینٹیں اوکھاڑ لی گئی تھیں مگر حجب  
 انگریزوں کی عہداری ہوئی تو ایک شخص ریڈنٹ لاہور کے ہمراہ اسکی اولاد میں  
 سے لاہور آیا اُس نے دوبارہ مقبرہ کی مرمت کی سفید کرایا براڈہ بنایا  
 چاہ کی مرمت کر کے جاری کرایا اور ایک کوٹھہ بنا کر اس میں فقیر بٹھلایا  
 زمین چو اس مقبرے کے متعلق تھی اس میں درخت لگوائے جس سے دوبارہ یہ  
 مکان آباد ہو گیا۔ یہ مقبرہ مریچ پختہ بنا ہوا ہر دروازہ شمال کی سمت کو ہے  
 اور دروازے کے آگے ایک خوبصورت برائڈہ ہر دو فقیر خادم مقبرہ کا ہمیشہ حاضر رہتا

### مقابر مقبرہ و احاطہ میدان زمین خان

زمین خان ایک علیجاہ امیر امراے سلطنت چغتائی سے تھا اسکا ذکر محلہ زمین خان  
 میں اول تحریر ہو چکا ہے۔ اب یہ مقام زمین خان کا میدان مشہور ہے اس میں ایک  
 پختہ احاطہ مسجد و باغچہ و پختہ قبور بنی ہوئی ہیں یہ قبور بزرگان خاندان  
 چشت کی ہیں اسامی گرامی یہ ہیں۔ محمد صدیق محمد سلیم محمد عبدالحق فاضل  
 خورو فاضل کلان یہ سب بزرگ اپنے وقت کے عالم و فاضل و فقیر صاحب  
 زہد و ریاضت تھے ان میں سے محمد صدیق ۸ - ذی الحج ۹۹۰ ہجری میں  
 فوت ہوا اور محمد سلیم ۳۰ - ذی الحج ۱۰۳۰ ہجری میں فوت ہو کر یہاں دفنایا گیا

اور عبدالخالق نے ۱۶ ذی الحج ۱۰۳۵ھ میں انتقال کیا اسکے بعد خیر شاہ جانشین ہوا اسکی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی یہ ساتویں ذی الحج ۱۰۳۷ھ ہجری میں فوت ہوئی اسکی قبر بھی اسی احاطہ میں ہے بعد ازاں رکن الدین جانشین ہوا وہ بھی اب چند سال ہوئے ہیں کہ مر گیا ہے رکن الدین اس مکان کی بہت خدمت کرتا تھا خاندان کا صابو چہ پشتیہ ہے اور سلسلہ شاہ ستر بابائی کے ساتھ ملتا ہے جنکا ذکر مذکور ہو چکا ہے ۔

### مقبرہ شاہ کنٹہ

یہ عالیجاہ مقبرہ شاہ ابو المعالی کے مقبرے کے شمال کی سمت موچی دروازے کے باہر کے علاقے میں موجود ہے احاطہ اس مکان کا پختہ بنا ہوا ہے اسکے اندر بہت قبور ہیں اور ایک پختہ مقبرہ خاص شاہ کنٹہ کا ہے جو سائے ہجری میں مسمیٰ جواہر شاہ نے از سر نو بنوایا ہے مسجد بھی اس نے پختہ بنوائی ہے ایک چوبارہ اس احاطہ کے اندر الہی شاہ مجاور نے دو منزلہ بنوایا تھا جو اب تک موجود ہے خاص مقبرے کا دروازہ جنوب کی سمت ہے عمارت سب پختہ چونر گچ سقف قابوئی اور اُپر گنبد عالیشان بنا ہے اور عمارت بھی ڈالان کو ٹھہری دچاہ وغیرہ فقر کے آرام کے لئے بنی ہوئی ہے درخت بہت ہیں جواہر شاہ سجادہ نشین جال نوشاہی سلسلے میں پاک رحمان تک شجرہ ملتا ہے اس طرح پر کہ جواہر شاہ خادم الہی شاہ اور وہ گامے شاہ کا اور وہ محمد زبان کا اور وہ شاہ عصمت اللہ کا اور وہ شیخ عبدالرحمن المعروف پاک رحمان کا اور وہ نوشاہ گنج بخش کا ۔

### حال مزارات بی بی پاکد امین

لاہور کے مزارات و مقابر اہل اسلام سے یہ مزارات نہایت قدیم اور مہر کی مشہور ہیں اگرچہ ان کی قدیمیت نامہ ہر کوئی قایل ہے مگر یہ امر کسی طرح سے ثابت نہیں ہوا کہ یہ بی بی بیان لاہور میں کب آئیں اور کس ملک سے آئیں زبان مجاوران کے تو

ایسی بات پالی گئی ہو کہ جسکو عقل مانستی ہی نہیں یعنی وہ کہتے ہیں کہ یہ چہ  
 لڑکیان بی حاج۔ بی بی تاج۔ بی بی نور۔ بی بی حور۔ بی بی گوہر۔ بی بی شہباز۔  
 لڑکیان عقل کی تہین جو علی المرتضیٰ پیغمبر صاحب کے داماد کا بہائی تھا۔  
 اور جب واقع کر بلا امام حسین پر وقوع میں آیا تو یہ اس مصیبت کے وقت میں  
 کہ سے ٹکڑے ہند کو آگئیں اور لاہور پہنچ کر قیام پذیر ہوئیں اور یہاں ہی فوت  
 ہو کر مدفون ہوئیں مگر جو مصنف حدیقتہ الاولیا بحوالہ تذکرہ حاکمیت لکھتا ہے  
 وہ بات البتہ قرین قیاس ہے کہ چھٹی صدی ہجری میں کرمان سے ایک شخص  
 سید خدایت عابد زابد ولی الدیید احمد فتحہ نام لاہور میں آکر قیام پذیر ہوا  
 اسکے گھر چہ لڑکیان۔ بی بی حاج۔ بی بی تاج۔ بی بی نور۔ بی بی حور۔ بی بی گوہر  
 بی بی شہباز تہین اور وہ چوٹن تارک الدنیا مجروحہ عابد زابد تہین سنہ ۱۱۵۴ھ  
 میں سید احمد مرگیا لاہور کے اندر محلہ چیل پیون میں مدفون ہوا اور اب تک  
 قبر موجود ہے پہلے اسکی قبر پر بڑا مقبرہ تھا جب سنگ مرمر اسکا مہاراجہ نجات سنگ  
 نے اُتر دیا تو مقبرہ گر گیا اور اسکے گرد نواح کے قبرستان کو مسمار کر کے علام محی الدین شاہ  
 پیراودہ رٹانے اپنی جوہلی بنالی اور وہ قبر اب ایک طویلہ کے اندر بچتہ بنی ہوئی  
 موجود ہے اسکے مرنے کے بعد اسکی لڑکیان لاہور کے حصار سے باہر جا کر قلم پڑ  
 ہوئیں اور لوگوں سے الگ بعبادت حق مصروف رہیں آخر جب ۱۱۵۵ھ  
 ہجری میں کفار محل نے بتا قب سلطان جلال الدین خوارزمی کے پنجاب پر  
 لشکر کشی کی اور لاہور کی رعایا بجز مقابلہ و مجاہدہ کے قتل ہوئی تو یہ بی بی  
 ہی کہ مستورہ و مخفیہ تہین نہایت گہرا ہیں کہ اب نامحرم لوگ آکر کچے پر وہ  
 کر چکے اور سبے ملکر دست و پا خدا کے حضور میں اُٹھائے اور کہا کیا الہی  
 ہکو تہ میں گامیوں نہ لے چنانچہ ایسا ہی ہوا زمین جا بجا سے پھٹ گئی اور وہ

چوٹ بی بیان مع اپنی خادمہ عورتوں بی بی تنوری وغیرہ کے زمین میں  
 سما لگئیں اور انکی اوڑھینوں کے پلے ذرا ذرا سے زمین سے باہر گئے پھر  
 بعد اس چپین کے لوگوں نے قبرین بنا دیں یہ تبرک مزارات لاہور سے بغا صلا  
 دو میل بجانہ گوشہ لگنی واقع ہیں عمارات اس گورستان کے متعلق بہت ہیں  
 بہت سی عمارتیں بسبب عدم خبر گیری کے گویا ہی گئی ہیں دروازہ آمد و رفت  
 اسکا مغرب کی سمت ہے جب اس سے آگے بڑھیں تو بطور کوچہ کے رہتہ  
 طے کر کے ایک اور دروازہ آتا ہے اسہیں سے بجانہ شمال جائیں تو بمقام  
 مزارات پہنچ جاتے ہیں یہ مزارات تین احاطے میں ہیں ایک احاطہ بیرونی  
 اسہیں بی بی صاحبان کی خداموں کی قبریں ہیں اور ایک پختہ مسجد گنبد  
 نور ایوان والے کی بنا کی ہوئی ہے دوسرا احاطہ کلان میں قبریں بی بی طبع  
 و بی بی تاج و بی بی نور کی اور تیسرا احاطے میں قبریں بی بی جو و بی بی گوہر و  
 بی بی شہباز کی پختہ چونچ بنی ہیں اور ہر ایک احاطہ نہایت عمدہ متعلق  
 پختہ چونچ بنا ہوا ہے اور بڑے احاطے کے گوشہ میں جو ایک مقبرہ پختہ گنبد  
 ہے اندر سے اسکا دروازہ ہے وہ شانہ سحری میں بنا تھا اور سید جلال الدین  
 بخاری میران محمد شاہ معج دریا بخاری کا بھائی اسہیں مدفون ہے اس مکان کو  
 تمام اہل اسلام تبرک جانتے ہیں اور بدل و جان خدمت کرتے ہیں +

### مقبرہ دانی انکا و گلابی باغ

یہ مقبرہ قدیمی عمارات میں سے موضع بیگم پورہ کے شرق کی سمت شرک شاہ باغ  
 کے شمال کی سمت واقع ہے شاہجہان بادشاہ کی وقت یہ عالیشان عمارت بنی تھی  
 دانی انکا سلطان بیگ برادر محمد مزداغیاث الدین ایرانی شہر سلطان بیگم  
 دختر شاہجہان بادشاہ کا تھا اس نے اس مقام پر ایک عمدہ باغ بنوایا و بہت

مین ۷ باغ بہت بڑا تھا چار طرف چار ڈیوٹیڈیاں عالیشان بنی ہوئی تھیں اور  
 ایک بہت چوڑا کنواں وغیرہ عمارت متعلق باغ کے تھیں وسط مین یہ بارہ دری  
 عالیشان بنائی گئی گویا نمونہ خلد برین باغ بنا اب اُس مکلف عمارت مین سے  
 ایک چوٹی ڈیوٹیڈی موجود ہے جسکو گلابی باغ کی ڈیوٹیڈی کہتے ہیں۔ دوسرے یہ  
 گنبد مقبرہ دائی انگا جو باغ کے وسط مین تھا اور سب عمارتیں غارت گردن سنے  
 گر اگر خاک مین ملازمین قبر کا تعویذ جو سنگ مرمر کا تھا وہ بھی اکھاڑ لیا گیا چونکہ  
 سلطان بیگم کی دایہ انگا تھی بعد تیاری باغ کے اُس نے یہ باغ اُسکو بخش دیا تھا  
 اور اُسی مین اُسکی قبر ہوئی۔ اس ڈیوٹیڈی کے بیرونی دروازے محرابی مرغولی  
 پر کاشی کار کام ایسا ترقی یافتہ ہوا ہوا ہے کہ باوجود گزر جانے دوسو بیس برس کے  
 تازہ تازہ معلوم ہوتا ہے اُسپر کتبہ بھی مین چنانچہ اوپر کے حصے کتبے پر کلمہ شریف  
 لکھا ہے اور جتنے کتبے دروازے کلاں کے دو طرف مین انہیں یہ شہادتیں ہیں  
 بانی باغ سخاوت فاتح باب کرم انگہ از دارا آخر گردن ساخت باغ چون ارم  
 اہل منی برومش خوستند از حق غا بیگ سلطان را الہی دار و ایم محترم  
 اور تابیخی رباعی دو کتبوں مین لکھی ہے خوشا باغ کے دار و لالہ و غشش +  
 گل خورشید ہنر سید چرخشش + ز تقویم خرد پر سید غازی + گلابی باغ  
 شد تابیخ باغش + اور ایک کتبہ مین بخط نستعلیق یہ شعر لکھا ہوا ہے +  
 محمد عربی کا بروئے ہر دوسرے کہے کہ خاک درش نیست خاک بر سر اوست  
 خاص مقبرہ دائی انگا کا مربع شکل کا بنا ہوا ہے چاروں گوشوں پر چار گنبدیاں  
 ہیں جنکے تین تین در چاروں طرف ہیں ادبیچ مین گنبد کلاں ہے ان گنبدیوں  
 اور گنبد پر بھی کاشی کار کام ہے مگر بوسیدہ ہو چکا ہے اس مقبرے کے درمیانی  
 درجہ مین قبر تھی مگر اب مسامیر چکی ہو یا ہر کے درجہ بطور غلام گردش کے بھی



پختہ بنا ہوا ہے۔ درمیانی درجے میں آیات قرآنی چاروں طرف خوش خط  
بخط نسخ غزلی لکھی ہیں جو اب تک وضع ٹرہی جاتی ہیں + اس مقبرے کی برمت  
بھی اب سرکار نے بذریعہ مولف کتاب کے کرائی ہو جس سے پہر بار دقت ہو گیا ہے +

### قبور تکیہ انبلی والہ کوستان ساوات گیلانی

یہ ایک بڑا احاطہ بیرون دروازہ لوہاری کے ہر بادشاہان اسلام کے وقت  
ان مزارات پر سنگ مرمر نصب تھا اور نہایت بڑے زینت کا مکان بنا ہوا  
تھا مہاراجہ رنجیت سنگھ نے مزارات سے پتھر اتر والے جس سے مزارات گر گئے  
اور مکانات بالکل مسمار و برباد ہو گئے اگرچہ سید نظام الدین گیلانی المشہور  
پیر بودیان والے نے اسکی دستی میں بہت کوشش کی مگر یہ پہلی رونق پر  
نہ آیا آخر جب انگریزی عملداری ہوئی تو پیر نظام الدین مالک نے بہت سے  
چنگو ستے وغیرہ اسپین آباد کر دئے اور کرایہ لینا مقرر کر لیا اب اسپین مزارات  
کی دو چار دیواریاں اور تین چوترے پختہ عمارت کے موجود ہیں ایک چوترے  
پر قبر سید صوفی کی جو اپنے وقت کا ایک بزرگ صاحب عبادت و ریاضت و  
کرامت تھا اور مسئلہ ہجری میں فوت ہو گیا اس چوترے پر اور قبور بھی مثل  
قبر سید عمر و سید ہاشم و سید عبدالقادر المشہور شاہ گدا وغیرہ میں دوسری  
چار دیواری میں سید قاسم و سید صوفی مع انکی اولاد کے ہیں ان قبور پر  
ایک عالیشان سنگ مرمر کا گنبذ تھا وہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے گردا کر پتھر  
سے لیا اور چار دیواری بنوا دی یہ بزرگ سید قاسم مسند ہجری میں فوت ہو کر  
یہاں دفنایا گیا تیسرے چوترے پر قبر سید اسماعیل کی ہے جسکی اولاد سے پیر  
محمد شاہ و شاہ سردار لاہور میں رہتے ہیں اور اب تہوڑے عرصہ سے فوت ہو گئے  
ہیں۔ چوتھے چوترے پر قبر سید جعفر کی ہے جسکی ذفات مسئلہ ہجری میں وقوع

میں آئی تھی۔ پانچویں چوتھے پر قبر پر محمد شاہ اور اس کے بیٹے شاہ سردار  
 کی ہے۔ ان قبور کے علاوہ اور قبور سادات کی بھی اس احاطہ میں موجود ہیں \*  
**مقبرہ زیب النساءیکم جسکو موضع نیا کوٹ کہتے ہیں**  
 زیب النساءیکم اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کی بہن نہایت حسینہ و عالمہ و فاضلہ  
 شاعرہ تھی مخفی اسکا تخلص تھا اشعار فارسی نہایت شستہ و عمدہ کہتی تھی۔  
 اب تک اسکا وہاں مقبول لطیف شعراے نامدار ہے اسکو عمارات کا شوق بہت  
 تھا بہت سی عمارتیں اس نے لاہور و دہلی وغیرہ مقامات پر بنوائیں لاہور کی عمارت  
 میں سے دو عمارتیں اسکی یادگار موجود ہیں ایک تو اس کے باغ کا دروازہ جسکو چربچہ  
 کہتے ہیں تین مینار اس کے قائم ہیں اور ایک گر گیا ہے دوسرے باغ جس میں اس نے  
 اپنا مقبرہ ہی اپنی زندگی میں بنوایا تھا چار دیواری اس باغ کی پختہ اور چار عالیشان  
 دروازے تھے اب شمالی دروازہ و دروازہ کلان شرقی موجود ہیں شرقی دروازہ  
 کھان کے چار گوشوں پر چار قطع برجیان کانسے کا بارہ بارہ در کی بنی ہوئی  
 ہیں دروازے کی وسعت استقدر ہے کہ ہاتھی مع عاری اس میں سے گزر جاتا ہے  
 مگر زمینداروں نے اب اسکو بند کر دیا ہوا ہے اس دروازے کی عمارت اور  
 نقشہ گاہ میں وہ طرفہ قابل دید ہیں یہ دروازہ اب ایک لمبر دار کے قبضہ میں  
 ہے اور جلا ہے کرایہ دار رہتے ہیں شرقی باغ کی دیوار کے گوشوں پر جو درجے تالار  
 باغ کے برجوں کی طرح ہیں وہ بھی اب تک موجود ہیں دوسری دیوڑی شمالی  
 ہی قدیم دیوڑی ہے جس میں سے اب گاؤں والوں کی آمد و رفت ہے اور ایک  
 خرد دروازہ جنوب کی سمت ہے نصف باغ میں اب موضع نیا کوٹ آباد ہے کیونکہ  
 مقبرہ زیب النساءیکم اس باغ کے وسط میں تھا اور اب غزنی دیوار موضع کے  
 ساتھ ملتی ہے یہ باغ عہد شاہان چغتائی میں نہایت آراستہ تھا بلکہ لاہور کے

باغون میں سے یہ باغ شالامار باغ سے دوسرے درجے پر گنا جاتا تھا کیونکہ اسکی مالکہ و  
 بانیہ نہایت زندہ دل شاعرہ عورت تھی اس باغ کی سرکین سب سنگ سنج کی تھیں  
 اور حوض اور شہ نشینین اور بارہ دہان سنگ مرمر کی روضہ یعنی مقبرہ بھی  
 نیچے سے اوپر تک سنگ مرمر کی تھیں اور عمارتوں کی فائض کا کلس نصب تھا زیبائش  
 سنہ ہجری میں فوت ہو کر اسی مقبرے میں مدفون ہوئی جسکو اس نے اپنی ولی شوق  
 سے بنوایا تھا تاریخ وفات اس پاکدامن کی جو کسی شاعر نے لکھی ہے عجیب ہے :

آہ زیب النساء کم قضا	ناگمان از نگاہ مخفی شد
منہج عالم فضل و حسن و جمال	ہمچو یوسف بچاہ مخفی شد
سال تارینش از خرو جستم	گفت ہائلف کہ ماہ مخفی شد

جب سلطنت اسلامیہ جاتی رہی اور سکھا شاہی تاریکی نے زمانہ کو گھیر لیا اور  
 لاہور میں نین حاکم ایک شہر میں مقرب ہوئے تو یہ باغچہ مع باغ نواب وزیر خان  
 عمارت شمالی سمت لاہور کی سوہا سنگہ احد الحاکم کے ماتحت آگئی اسکی اہلکاروں  
 میں ایک شخص محکم دین نام قوم اراکین تھا یہ باغات سب اُسی کے سپرد تھے اس نے  
 اس باغ کو باجارت سوہا سنگہ کے اپنا مسکن بنا کر گاؤں آباد کر لیا اور نام بھائی کوٹ  
 رکھا غریبی دیوار اس نے گرا کر مکانات بنائے فوراً سے سنگ مرمر کے اور جیسا پان  
 سب کو کھڑک ڈالے حوضوں کو بچھین سے نکلوا دیا پتھر فروخت کر لئے مگر مقبرہ بدستور  
 کھڑا رہا آخر جب مہاراجہ رنجیت سنگہ اُسی محکم دین کی سازش سے لاہور پر داخل  
 ہو گیا تو مہاراجہ نے اسکی بہت عزت کی شہر کے دروازوں کی گنجیان اُسی کے  
 سپرد رہیں تمام شہر و بیرونی دیہات پر اُسی کی حکومت قائم ہوئی ہر ایک قسم  
 کے قتلہ وغیرہ شہا و خور و نوش کی مٹھی نوان کوٹ میں قرار پائی کوئی کام  
 بے صواب نہ ہو مگر حکم دین کے ہونا چند سال یہ حال رہا من بعد جب دوستی

مہاراجہ بخت سنگہ کی موران طوائف کے ساتھ ہو گئی اور اس کے اختیارات بقدر  
 بڑھ گئے کہ روپے پیسے پر برابر ضرب موران طوائف لگنے لگی اور مردان شاہی گزاد  
 موران شاہی باٹ قرار پائے اور دہار دیا ست کا موران کے گہر سونے لگاؤ حکم  
 کو حسد پیدا ہوئی اور ایک روز سردار مہاراجہ کے روبرو دونوں کی تکرار ہو شری  
 اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ موران نے اسکو کہا کہ چون ان شب ہوں جو بھگتو سپرسنگ  
 یعنی سبزی کا ڈکڑا رکھو اگر کھلی گلی پہنچاؤں۔ حکم دین نے کہا کہ میں حکم دین تب  
 کہ تجھے ٹکے ٹکے کا پیشہ کر اؤں۔ مہاراجہ کو یہ بات حکم دین کی بری معلوم ہوئی۔  
 اور یک قلم اس سے پہر گیا و سکر روز حکم دیا کہ منڈی تلخ کی موضع نیا کوٹ سے  
 موقوف ہوا درگاہ پر حکم دین کا ضبط کر لیا جائے سب مال و حساب قرقی میں آئے  
 چنانچہ فی الفور حکم کی تعمیل ہوئی اور امارت و غیرت لٹا کر مین لگیا۔ جب مہاراجہ  
 حضور سی باغ میں سنگ مرمر کی بارہ درسی کے بنانے کا شوق ہوا تو اس مقبرے کا  
 سب پتھر اتر و الیا یہ یہ مقبرہ مربع صورت کا بنا ہوا ہر ایک پہلو میں تین تین در  
 میں ایک ایک کلان محرابی اور دو دو حور و مربع یعنی چاروں طرف بارہ دروازے  
 محرابی والہ یعنی کلان دروازے تو پہلے چاروں طرف کہلے تھے مربع دو دو دروازے  
 میں سنگ مرمر کے پیچھے نصب تھا اب ایک دروازہ شمالی میں چوبی کھڑکی لگا دی  
 ہے اور باقی دروازے کچی دیواروں سے بند کر دئے ہوئے ہیں اندر مقبرے  
 کے پیرائے قدیمی فرش سے قدرے باقی ہے جسکو دیکھ کر طبیعت میں ایک وحشت  
 سی پیدا ہوتی ہے۔ مقبرے کے وسط میں ایک عالیشان چوترا سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا جسکو  
 وسط میں سنگ مرمر کا تعویذ قبر کا بنا ہوا تھا اور چاروں طرف چوترا سے پر قد آدم  
 جالیان سنگ مرمر کی نصب تھیں گویا قبر کے چار سمت پر وہ کیا ہوا تھا۔ مگر قبر  
 کی جگہ ایک مٹی کا تودہ پڑا ہے مقبرہ کا بیرونی عالیشان خشتی چوترا بہت لمبا چوڑا

تہا اسپر اب زمینداروں کے گہر بنے ہوئے ہیں اور مقبرہ گہروں میں گہرا ہوا ہے  
غرض یہ مقبرہ اب نہایت نادیدنی حالت میں ہے \* یہ مقبرہ بھی اب سرکار کی  
طرف سے مرمت کیا جائیگا اور نام اس کا نقشہ میں درج ہو چکا ہے \*

### مزار شاہ رستم غازی

غرب کی سمت موضع نوان کوٹ یعنی مقبرہ زیبہ لسا بیگم کے کہ یہ قدر فاصلے پر  
ایک بلند ٹیلے پر مکان مزار شاہ رستم غازی ایک مشہور و مشہر مزار ہے یہ بزرگ  
اپنے وقت میں عالم فاضل کیسا زمانہ تھا اور علمی ہوتا اور زیبہ لسا بیگم کا۔  
سنہ ہجری میں یہ مرگیا اور زیبہ لسا بیگم نے سنگ صریح کا مقبرہ اس کا بنوایا  
اور قبر سنگ مرمر کی تعمیر کرا دی تھی جس کو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے گرا کر پتھر اور ڈال دیا  
اب صرف ایک پرقد آدم بلند عمارت خشتی باقی ہے اور اس کے جنوب کی سمت دو  
محالی قابوتی زمین دو درہمیں وہاں سے پانچ زبے پیچے اتر کے جائیں تو دو  
تہہ خانے آتے ہیں ایک بنین و دو قبر بنین پختہ ہیں جن کے اوپر قابوتی سقف ہے ایک قبر  
شاہ رستم غازی کی ہے اور دوسری ان کی فرزند کی دو سے حصہ تہہ خانے میں ہیں و قبر بنین  
میں ایک شاہ رستم غازی کی زوجہ اور دوسری اس کی والدہ کی ان تہہ خانے پر گنبد بھی  
ایسا ہی تھا جس کے دو درجے تہہ خانے کے دو درجے میں اور زمانہ مروانہ  
قبور علیحدہ علیحدہ ہیں \*

### مقبرہ محمد صالح و شیخ غیاث الدیکو

یہ دو شخص شہر لاہور کے خاص رہنے والے صوبہ لاہور کے سر دفتر شاہجہانی عہد  
میں تھے ان کی طباعی و نظامی و شکاری تمام ہنر میں مشہور تھے کتاب بہار و شش  
محمد صالح نے تصنیف کی اور غیاث الدیکو نے اس کی وفات کے بعد اس کی تکمیل کی  
یہ بے مثل کتاب فارسی زبان میں رنگینی و فصاحت و بلاغت میں ناہنیں رکھتی ہے اس

مقبرے میں دو نوکی قبریں ہوئیں اور عالیشان مقبرہ تعمیر ہوا سکھن کے وقت دو نو سنگین قبریں جو سنگ سرخ کی تھیں گرا لی گئیں اور مقبرہ جو خشتی تھا قائم رہا اُس میں باروت وغیرہ بہری رہی انگریزی عہد میں مسٹر سمور صاحب نے اسکو کوٹھی بنالیا۔ صورت اسکی ہشت پہلو ہے چار پہلوں میں چار محرابیں کلاں باہر کی سمت میں جنوب کی طرف زینہ اوپر جانے کا ہے اس گنبد کے قریب ایک اور گنبد طولانی قطع کا بنا ہے جس میں اُن دو نوکی اولاد کی قبریں ہیں اُس میں ابا باورچی خانہ بنالیا گیا ہے اور ایک تیسرے گنبد کا بگی خانہ بنا ہوا ہے شہنہ ہجری میں پہلے شیخ عنایت الدفوت ہوا اور محمد صالح نے یہ مقبرہ اسکی قبر پر بنوایا پھر شہنہ ہجری میں محمد صالح فوت ہو کر اسی مقبرے میں دفنایا گیا ابا سمین صاحب انگریز قیام پذیر ہیں ۔

### مقبرہ سید شاہ کمال سہروردی

موضع اچرا اور رانوان کے قریب لاہور سے فاصلہ تین میل بجانب جنوب یہ پختہ عالیشان مقبرہ خشتی بنا ہوا موجود ہے پہلے یہ مکان بہت آباد تھا اور چار دیواری بہت بلند و پختہ بنا ہوئی تھی مگر اب گر گئی ہے یہ مقبرہ ہشت پہلو پختہ چبوترہ پر بنا ہوا ہے اس کے میانہ میں گنبد بھی ہشت پہلو ہے اور ہر ایک پہلو میں محرابی دہن مقبرے کے اندر ایک اور پختہ چبوترہ خشتی جس پر تیز شاہ کمال کی پختہ بنی ہوئی ہے چار سمت چار دروازے جنہیں سے اپ تین بند کر دئے گئے ہیں اور ایک جنوبی دروازہ کھلا ہے ۔

یہ بزرگ سید تھا اور سہروردیہ خاندان میں صاحب کرامت و خوارق مشہور تھا۔ شہنہ ہجری عہد شاہ جہانی میں فوت ہو کر یہاں دفنایا گیا اور مقبرہ اس کے خاندان کے مریدوں نے بنوایا جو اب تک صحیح و سالم ہے اگرچہ مرمت طلب ہے۔ اگر تہر کی عمارت کا مقبرہ ہوتا تو گرا لیا جاتا ۔۔۔ مزار شیخ شاہ جمال سہروردی ۔۔۔ یہ مزار موضع اچرا کے علاقے میں بطور و مدہ بنا ہوا ہے دو منزلیں و مدد مسکنی بذریعہ

اسکو اسواٹے کہتے ہیں کہ سید علی شاہ کے مرید چراغ شاہ نے بہت سے درخت اس جگہ لگوائے اور مکان کو رونق دی تیسے یہ مکان جہنگلی چراغ شاہ مشہور ہو گیا کہ جہنگلی پنجابی زبان میں بہت سے درختوں کو کہتے ہیں۔ صاحب فرار سید علی شاہ قوم کا سید گیلانی تھا اور ابتدائی عملداری جہار چہر نجات سنگہ میں ملک دکھن سے سیر کرتا ہوا لاہور آیا اور اس جگہ پر مقیم ہوا اور ۱۲۵۵ھ ہجری میں فوت ہو کر بیان مدحیہ ہوا اسکی وفات کے بعد چراغ شاہ اسکا مرید جانشین ہوا اُس نے اس مکان کو بہت رونق دی اور عمارت موجودہ پختہ بنوائی جو موجود ہے۔ مکان خانقاہ ایک چوکھونٹی پختہ عمارت کا بنا ہوا ہے اور چار گوشوں پر چار مینار خور دین جنوب کی سمت کو دروازہ آمد و رفت کا بلوئی خشتی بنا ہوا ہے اور میانہ میں پلور چوٹے گنبد کے دہلوان چیت ہے زمین پر چونہ گچ فرش ہے اس چوکھنڈے میں ایک سید علی شاہ کی پختہ قبر ہے دوسری چراغ شاہ کی کہ وہ ۱۲۵۵ھ میں فوت ہوا تھا اور یہی دو قبریں اس کے خادموں کی ہیں اور مسجد پختہ دچاہ و کوٹہ وغیرہ عمارت متعلقہ فرار اسکا علاوہ ہیں

### مقبرہ نور الدین جہانگیر بادشاہ عاری

اس نیک نام درجہ دل بادشاہ کے حالات سنئے ہزاروں کتابیں فارسی وارور انگلیزی بہری ہولی بین اس موقع پر کہ تحریر حالات مکانات منظم ہوا عاودہ اسکا ضرور نہیں واضح ہو کہ یہ عالیشان عمارت دریائے راوی کے شمالی کنارے پر لاہور سے بغا صلہ چار میل بہت شمال واقع ہے اس عمارت کی خوبی خوش اسلوبی و استحکام و سنگینی دیکھ کر معارف و حیران ہو سکتے ہیں ہجری میں یہ مکان حکم شاہ جہان بادشاہ تعمیر ہوا اور لاکھوں روپے کا سامان جہاز ٹانوا تبدیل فرودش شامیانہ خیمہ وغیرہ شامیانہ مراتب کے مقدر پر بیان رکھا گیا۔

مصارف ضروری کے لئے ہزاروں روپے کی جاگیر میں مقرر ہوئی حافظ قرآن  
 خوان پانسو آدمی ملازم رکھا گیا کہ نوبت نبوت ہزار پر قرآن پڑھا کرین یہ قدر نوبت  
 اخیر سلطنت چھائی ناک جال و برقرار رہی جب بادشاہ گردی ہوئی اور سکھا شاہی  
 زمانہ آیا تو وہ سب سامان ایک دفعہ دستبرد میں لوٹ لیا گیا عمارت باقی رہ گئی جب  
 مہاراجہ رنجیت سنگھ کا زمانہ آیا تو مہاراجہ اسکی عمارت کی طرف بھی متوجہ ہوا۔  
 اور حکم دیا کہ مقبرے کی مٹی برون پر چوستون شمع جلانے کے اور جالیان سنگ مرمر  
 کی مین وہ اکھاڑ کر امیر سرے جائیں اور سری دربار صاحب کے پل وغیرہ پر  
 لگائی جائیں چنانچہ فی الفور حکم کی تعمیل ہوئی اور بیشمار پتھر اس مقبرہ سے  
 اکٹرا کر امیر سرے ہجایا گیا اور اسکی جگہ چونہ کی عمارت کر دی گئی من بعد ازاں سنگ  
 مرمر ہی سنگ ملو اس مقبرے میں فروکش رہا اس نے ہی پتھروں کے اکٹراوانے  
 میں بہت توجہ کی اور بیشمار تون کے دھنوں کی بہت سی جالیان سنگ مرمر  
 کی وغیرہ مقامات سے اس نے پتھر اکٹراوائے من بعد جب سردار سلطان محقق  
 برادر سردار دوست محمد خان امیر کابل اپنی بھائی سے ناراض ہو کر لاہور آیا اور  
 قصبہ شاہدرہ مہاراجہ نے اسکی جاگیر میں دیا تو وہ اس مقبرے میں چند سال  
 سکونت پذیر رہا اس کے لشکر کے وحشی افتخاروں نے اس مقبرے کا سخت نقصان  
 کیا اور بیشمار گینے اند کی دیواروں سے نکلوائے بہت سے پتھر توڑ ڈالے  
 باغچہ کو ویران کر دیا اخیر سلطنت سکھی تک اس شہر کے مکان کو صد در صد  
 پہنچتا رہا اور نقصان ہوتا رہا لاکھوں روپے کی جالیان اور سلین سنگ مرمر  
 اور سنگ سرخ کی آڑ گئیں جب ملہ جہان انگریز پنجاب میں فرمان فرما ہوئے  
 تو گویا اس مکان کی قسمت پلٹی صاحبان انگریز ابتدا سے آج تک ہر اسکی  
 مرمت کراتے رہے اور جب دریا نزدیک آگیا تو بنظر حفاظت اسکی ہزار ہا نوپے



خراج کر کے بند ہوا یا جس سے یہ عالیشان مکان دریا کی غرقابی سے بچ گیا  
 صرف گوشہ گلشن کی بیرونی دیوار دریا نے گرا لی شرقی دیوار کو بھی سخت صدمہ  
 پہنچا باوجود ان صدمات پہلے درپے کے اب بھی یہ عالیشان مکان ایسا ہی  
 کہ دیکھتے ہیں انسان بے اختیار کہہ دیتا ہے کہ اگر فردوس بروئے زمین ہوتا  
 یہیں است وہیں است وہیں ہوتا اس مقبرے کے چہرہ و چہین جس وجہ میں  
 بادشاہ کا مزار ہے وہ درجہ ہشت پہلو انداز سے گنبد بنا ہے عمارت سنگ مرمر کی  
 میانہ بین ایک چوتروہ سنگ مرمر کا طویل مین ۳۱ فٹ عرض مین ۱۰ فٹ ڈیڑھ  
 فٹ ارتفاع کا نہایت مصفا و مقطع بنا ہے اس کے میانہ بین قبر کا تعویذ ایک ٹکڑے  
 سنگ مرمر کا اثباتی فٹ بلند محول مین پونے دو ورہہ عرض مین دس گرہ  
 نہایت خوش نما بنا ہوا ہے چوتروہ اقدیس پر گلکاری سنگ حقیق و لاجورد و  
 سلیمانی و نیلم و زہر مہرہ و مرجان و ابرسی و غیرہ قیمتی پتھروں سے کی ہوئی ہے  
 اکثر گلیے اتار بھی لئے گئے ہیں قبر کا تعویذ تین درجون مین تقسیم ہے پہلے دو درجے  
 درجے مین صرف گلکاری ہے اور درجہ چپ نود و نہ نام باری تعالیٰ کے  
 بخط عربی خوشخط کندہ ہیں سو کے برابر ابراہیم العزیز الرحمن الرحیم لکھا ہے کہ ہو الغفار  
 الذنوب قال العتبارک و تعالیٰ یا عبادی الدین ہر فو علی انفسہم لا تقنوا من  
 رحمتکم لدان الدیفقر الذنوب جمیعاً انہ ہو الغفور الرحیم تحریر ہے اور ایک درجہ  
 مین کل النفس فی یقنتہ الموت تمام آیتہ قرآن کی سر کی طرف یہ لکھا ہے -  
 ہو العالذی لا الہ الا ہو عالم الغیب شہادۃ ہو الرحمن الرحیم - پاؤں کی  
 سمت یہ تحریر ہے مرقد مشور علی حضرت غفران پناہ نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ  
 نے سنہ ۱۰۲۰ فرشتہ اس درجہ کا سنگ مرمر و سنگ مرمر و سنگ مرمر و غیرہ  
 مختلف پتھروں سے رنگ آمیز ہو دیواریں سنگ مرمر کی اور آٹھ پہلوؤں

بین آہٹہ دہن چار بڑے اور چار چوٹے ہین شمال و جنوب و مشرق کے دہنوں  
 میں سنگ مرمر کی جالیان نصب ہین اور غربا کی سمت آمد و رفت کا دروازہ ہر  
 خاص مقبرہ کا کمرہ اوپر سے مسقف ہر پہلے اسکی چیت سنگ مرمر کی تھی اور  
 چیت کے اوپر بھی بالائی چوترہ سنگ مرمر کی قبر بنی ہوئی تھی چونکہ چیت پر  
 بڑی بڑی لمبی سنگ مرمر کی سلین پڑی ہوئی تھیں وہ بنیدین معلوم کہ  
 کس وقت اُتر والی گئیں اور چوبی چیت بنادی گئی اوپر کا تعویذ قبر ہی مہار  
 ہو گیا بعض کہتے ہیں کہ محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں کسی ملا نے فتویٰ دیا کہ جس  
 قبر پر بارش نہ ہو وہ رحمت الہی سے محروم ہر اسلئے بادشاہ نے چیت اُتر واکر  
 قبر کو بے پردہ کر دیا جب بارش سے عارت کا نقصان ہونے لگا تو پھر سوہا سنگ  
 احد الحاکم شہر لاہور کے حکم سے چوبی چیت ڈالوائی گئی بعض معروض لوگ  
 کہتے ہیں کہ سوہا سنگ نے ہی چیت کا پتھر اُتر وایا اور اُسی نے چوبی چیت  
 قائم کی بعض کا قول ہے کہ جب مہاراجہ رنجیت سنگ نے اس مقبرے پتھر اُتر وایا  
 تو اُسی وقت یہ چیت ہی اُتر والی گئی تھی اور حیلے کہ منڈیر چوڑی کی جالیان  
 اُتر واکر بنادی گئی تھی یہ چیت چوبی بنائی گئی۔ خاص مقبرے کے مکان کے  
 چار سمت کو پتھر یا سنگین عارت کی بنائی ہوئیں ہین اور دیوار میں سب سنگ  
 سرخ کی شمار میں سب حجرے چالیتس ہین ہر ایک حجرے کی تحفہ قابوتی اور  
 پنجو کٹھین سرخ پتھر کی ہین اور برانڈو قابوتی مرغولی میں تقسیم آگنی چار طرف  
 اسطرح ہر کونچ میں ایک در کلان ہر حسین انسان جائے تو خاص مقبرے  
 کے در چہ تک پہنچ سکتا ہے مگر تین طرف اُس درجہ اور خاص درجے میں  
 سنگ مرمر کی جالیان لگی ہین اور غربی سمت کا دہن آمد و رفت کے لئے کھلا  
 اور اُس در کلان کے دونوں طرف پانچ پانچ دہن باہر اور پانچ پانچ کو پتھر یا

اندر مین ہر ایک دہن کے مرغول سنگ مرمر کے مین اور بقیہ عمارت سنگ  
 کی اور چاروں طرف زینت اور پرچہ بننے کے لئے سنگ سنج کے بنے ہوئے مین  
 چار گوشوں پر چار برج مین جنکے اور عالیشان مینار بہت بلند بنا کر گھر مین  
 ان زینتوں کے ذریعہ سے جب اور پرچہ کے جائین تو وسیع میدان محف  
 کا نظارہ تھا ہر سقف پر بھی فرش سنگ مرمر و ابرسی و سنگ مریم وغیرہ مخلوط  
 پتھر کا سنگ آمیزی ہو اسکے وسط مین یعنی خاص قبر کے توہن کے اور سقف  
 سے بقدر تین فٹ کے بلند چوترا بنا ہوا ہر اسکی چار طرف عمارت سنگین سیڑیاں  
 بھی پتھر کی مین اور فرش بھی سنگین ہر تھرے کے چاروں گوشوں پر چار  
 مینار بھی نہایت خوبصورت و قطع بنی مین ان میناروں کی پہلی منزلیں قبر  
 کی چیت تک تو سنگ سنج کی مین اور گلاکاری سنگ مرمر کی اسکی اور ہر ایک  
 مینار کی چار چار منزلیں مین باہر کی عمارت میناروں کی سنگ مرمر کی اور  
 لہر پارنگین پتھروں کا - اور اندرونی عمارت سنگ سنج کی ہر ایک درجے  
 مین گرہنڈ ہا کر منزلیں دکھلائی گئی ہر اور ایک ایک درجہ رکھا گیا ہر اور کی منزل  
 پر گنبد ہر اور گنبد کے نیچے آٹھ آٹھ دہن مرغولی مین روشنی سیڑیوں کے ذریعہ  
 سے انسان میناروں پر چڑھ جاتا ہر ایک مینار مین اکٹھ سیڑیاں مین  
 اور صورت میناروں کی نہشت پہلو ہر میناروں کے ہر ایک دہن مین سب  
 کٹھرے جالی دار پنجرہ کے لگے ہوئے ہر وہ مہاراجہ رنجیت سنگھ اکٹھ واکر  
 لے گیا اب صرف مینار گوشہ باب مین ایک ویرت مین دو اور گنی مین  
 ایک اور ایساں کو مینار مین دو موجود مین اور جو کہاڑے گھر مین انکی جگہ  
 خشتی چوٹ کے کٹھرے بنا دئے گئے مین میناروں پر جب آدمی چڑھتا ہر تو  
 دور و نزدیک نظر جاتی ہر اور چاروں طرف کی سیڑیاں ہر یہ عالیشان پتھر ایک پختہ

عالیشان سنگین چوترے مربع پر بنایا گیا ہو جسکا طول دوسو ساٹھ فٹ  
 اور چوٹی قدر عرض ہو اور پانچ فٹ ارتفاع چاروں طرف میانہ میں چار زینے  
 اوپر چڑھنے کے لئے پتھر سے بنائے گئے ہوں مقبرے کی چار سمت عالیشان  
 باغ پختہ خیابان و فوارے و حوض و پختہ بلند چار دیواری و دیواری میں برآمدہ دروازہ  
 جس میں سے باہر ہی مع غاری جاسکتا ہو بنا ہوا ہو عمارت اسکی ہی سنگ سے بنی ہوگی  
 ہے اور کلکارسی سنگ مرمر کی مرغول ہوگی سنگ مرمر کی جنہیں اندک نام کدہ  
 ہو چاروں گوشوں پر چار مینار خود مین یہ دروازہ اندر سے دو منزلہ ہوئے ہوں  
 کو ٹھہران بنی ہوئی مین اور اوپر شہ نشین اس دروازے کو مقابل طرف  
 شرقی جو اب کے طور پر ایک بارہ دری تھی اور اسی طرح جنوبی و شمالی دیواروں  
 میں محاذ ایک دوسرے کے بارہ دریاں بنی ہوں شرقی دیوار مدیانے گرا لی  
 بارہ دری ہی گر گئی چار دیواری کے چاروں گوشوں پر چار برج سنگ سے بنی  
 کے ہوتے اب نصف دیوار جنوبی و شرقی گر گئی تو گوشہ کئی کا برج ہی گر گیا  
 چار دیواری کے اندر حاض مقبرے کے چاروں طرف ایک ایک حوض مربع مع  
 فوارہ موجود ہیں اور نیز چاروں گوشوں اور تینوں بارہ دریوں کے محاذ  
 میں ایک ایک حوض بنا ہوا ہو کل گیارہ حوض فی الحال موجود ہیں اور ایک  
 حوض دریا برد ہو چکا ہو چار دیواری کے باہر ہی چار سمت سے وسیع چار  
 چاہ موجود تھیں مگر انہیں سے اب ایک دریا برد ہو چکا ہو + اس مقبرے کی  
 بالائی چیت کا ٹکڑی دار فرش بہت خراب ہو گیا تھا مولف کتاب نے اسکی  
 رپوٹ حکام بالادست کے حضور میں کی تو حکم اسکی مرمت کا نامزد ہو گیا اور  
 کئی ہزار روپیہ خرچ ہو کر اسکی مرمت ہوئی +

سلسلہ متصلہ مقبرہ جہانگیر بادشاہ

مقبورہ جاگیر بادشاہ کے غریب کی سمت دیوار بدیوار ایک عالیشان سرسراہٹ  
 بادشاہ کی تعمیر ہوئی ہے اس سرسراہٹ کی عمارت ہی نہایت پختہ بنائی گئی ہے اور غرض  
 دوازہ مقبرہ شاہ جاگیر کا اس سرسراہٹ کے اندر ہر اوردوازے کے ساتھ یعنی  
 اس کے چاروں طرف میں سرسراہٹ کی غریب دیوار کے ملحق ایک مسجد عالیشان پختہ گنبد دار  
 تعمیر ہوئی ہوئی موجود ہے اس مسجد کے تین دہن ہیں ایک کمان اور دوسرا  
 صحن مسجد میں ایک عمدہ حوض ہے اس سرسراہٹ کے دو دروازے ہیں ایک شمالی  
 دوم شمالی و دوسرا جنوبی ہستی معہ عمارت کی گزرسکتا ہے صاحبان انگریز نے  
 اس میں پہلے سٹیشن ریلوے تعمیر کیا تھا مگر اب متوقف کر دیا ہے ریلوے کا  
 متعلقہ سامان پتھر کا کولیہ و لکڑی وغیرہ اس میں ذخیرہ رکھا ہوتا ہے اور ایک  
 چاہ کمان ہشت پہلو اس سرسراہٹ میں شاہی وقت کا بنا ہوا موجود ہے اس سرسراہٹ  
 کے چاروں طرف مسافروں کے آرام کے لئے حجب بنی ہوئے ہیں اور ہر ایک  
 حجب کے آگے برائڈ پختہ قابوٹی ہے چنانچہ پناہ حجب شرق کی سمت  
 زمین و مسدین پڑا دروازہ مقبرہ جاگیر ہے اچھے پچیس پچیس حجرے دروازے  
 کی دو سمت میں غریب کی سمت ہے اسی تقسیم سے پچیس پچیس حجرے دونوں  
 سمت افد درمیان مسجد کی جنوبی و شمالی طرف سرسراہٹ کے ساتھ ساتھ کوٹھڑیاں  
 ہیں یعنی تیس تیس کوٹھڑیاں دونوں سمت اور درمیان میں جنوبی شمالی  
 دوازہ سرسراہٹ کے میں غرض کہ یہ سرسراہٹ غرض و محول و استحکام میں ثانی نہیں کہیں

### مقبورہ آصف جاہ و پیر شاہ جہانی

یہ عالیشان مقبرہ سرسراہٹ شاہ جہانی کی دیوار بدیوار غریب کی سمت کو واقع ہے  
 یعنی یہ تین مکان عالیشان پاس پاس ہیں ایک مقبرہ جاگیر بادشاہ  
 دوم سرسراہٹ شاہ جہانی سوم یہ مقبرہ آصف جاہ یہ تینوں مکان ایسی عمارت

کے ہوجگانا ثانی سوا سے مقبرہ تاج بی بی کے دوسرا ہندوستان میں نہ تھا۔  
 گر سکھوں کی پیر جی اور مہاراجہ پنجیت سنگ کی دست اندازی سے ان مکانات  
 کو سخت صدمہ پہنچا مقبرہ جہانگیر کا تو صرف بالائی تہہ تار گیا خاص قبر اور قبر کا  
 کمرہ و مینار وغیرہ محفوظ رہی جالیان اور ستون جب قدر تہوں کے لگو لگو اس عالیشان  
 مقبرے کی توہین و بنیاد کھودی گئی اور ایسی صورت بگڑی کہ کھنڈر بنایا آصف جا  
 کا مقبرہ حول و عرض و ارتفاع میں لاہور کے تمام مقبروں سے زیادہ ہو سکا  
 مقبرہ علی مردان خان کے اسکا ہمسرہ کوئی مقبرہ نہیں ہے شاہجہان بادشاہ کے  
 حکم سے یہ مکان بنا چونکہ یہ شخص نورجہان بیگم زوجہ محبوبہ جہانگیر اور وزیر عظم  
 شاہجہان بادشاہ تھا اور محض اس کی سخی جمیلہ سے شاہجہان کو سلطنت  
 حاصل ہوئی تھی بادشاہ کو اسکی وفات کا کمال رنج ہوا اور اپنی والدہ کے مقبرے کے  
 پاس اسکا مقبرہ بنوایا یہ مقبرہ بنیاد سے سترنگ سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا  
 اندر مقبرے کے فرش پر سنگ مرمر کا تھا قبر کا چبوترہ اور قبر پر سنگ مرمر کی  
 تہی آٹھون دہلیز بین اور یا ہر مرغل اور ہر ایک پہل کے لیے ستون  
 سنگ سرخ کے دھنوں کے دو ریون پر کاشی کا کام تھا چاروں طرف باہر دو دروازوں  
 کے جو شمن وسیع چبوترہ تھا اس کے ایک ایک پہل پر ایک ایک لمبی سل سنگ مرمر کی  
 کی نصب تھی اور چبوترے کی دیواروں پر سنگ سرخ نصب تھا چار حوض چار سمت  
 تھے انکے کناروں پر یہی لمبی چوڑی سلین سنگ مرمر کی جڑی ہوئی تھیں جن ٹانگ  
 کے وسط میں یہ مقبرہ بنایا گیا وہ باغ آسنا وسیع دکھایا کہ تین بیگہ زمین اس کے  
 اندرون احاطہ تجویز ہوئی اس باغ کے متعلق اور یہی حافظ خانہ و مہلیج وغیرہ  
 عمارتیں تھیں جو سب بطبع پتھر کے گلالی گہین اس مقبرے کا سامان چاندی سے  
 کی قندیلین و جھاڑ فاونٹن و فرش و فرش مقبرے جہانگیر سے کچھ ہی کم تھا۔

جو سب کا سب تین حاکمون کی وقتِ عمارت میں آیا درخت بھی کاٹ کر لوگ لینگے  
 تمام باغ کف دست میدان ہو گیا مکانات و مقبرہ و چار دیواری باقی تھی وہ  
 بسبب اپنی سخت کام کے سکھوں کے ہاتھ سے محفوظ رہی آخر جب مہاراجہ رنجیت  
 کو امر سنبھلنے کیواسطی پتھر کی ضرورت ہوئی اور نیز حضور سی باغ میں بارہوی  
 سنگین بنانے کی تجویز ہوئی تو لاہور کے بہت سے مقبروں سے پتھر اتار اگیا۔  
 جنہیں سے اب بھی اکثر موجود ہیں اور اکثر بچ و بیاوسے کھد گئے اور اکثر سرکار  
 انگریزی کی وقت بھینچہ نزع و نیلام ہو گئے اور خشت و روشن نے انکی زمینیں  
 نکال لین۔ چونکہ یہ بہت بڑا مقبرہ تھا اور لاہور روپے کا پتھر اس پر نصب تھا  
 مہاراجہ کے حکم سے اسکا پتھر بھی اترنا شروع ہو گیا اور ایسی بے احتیاطی سے پتھر  
 اتار اگیا کہ مقبرہ ایک کھنڈر ہو گیا مگر سخت کام کا یہ حال ہے کہ اب بھی دو ہزار برس  
 تک کھڑا ہے تو عجیب نہ ہیں سیڑھیوں کا پتھر ایسی بوجی سے نکالا ہے کہ سیڑھی  
 منہدم کر دی ہیں مقبرے کے اندر کا فرش سب اکھاڑ لیا گیا ہے چوترا منہدم  
 کر دیا گیا ہے صرف قبر کا تعویذ سنگ مرمر کا چسپر بچے جسے وہی نود نہ نام باری تعالیٰ  
 علیہ بین پہنک دیا گیا ہے وہ اب تک مقبرے اندر رکھا ہے یہ تعویذ ایک ٹکڑے  
 پتھر سنگ مرمر کا ہے اور آیات قرآنی و اسمائے الہی اس پر کندہ ہیں یہ تعویذ ہو جو  
 مثل تعویذ قبر شاہ جہانگیر کے بنا ہوا ہے وہی وضع وہی طرح وہی قدمی عمارت  
 وہی تعمیر وہی پتھر ہے اس منبرے کے آٹھ درہن اور آٹھ دروازے ہیں  
 ہر ایک دروازے کی سنگی دہلیز میں ایسی بُری طرح سے نکالی ہیں کہ دروازے  
 بالکل منہدم ہو گئے ہیں غرض کہ اس مقبرے کی حالت دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ  
 بنانے والوں نے تو لاہور روپے خرچ کر کے ان عمارت کو بنایا اور گرانے والوں  
 نے صرف پتھر کی طرح سے بے رحم ہو کر ہسٹو گرا دیا اور زمانہ کے انقلاب نے وہ



صورت دکھلائی کہ دن کی جگہ اندھیری رات ہو گئی +

آن قصر کہ باجیخ ہینر و پیلو  
بروز گہ لو شہان نہادندے رو  
دیدم کہ برکنگہ اش فاختہ  
بشستہ ہمہ گفت کہ کو کو کو کو  
اس مقبرے کا بڑا دروازہ سرے کے دروازے کی طرح جنوب کی سمت کو ہر  
اور وسیع پختہ چار دیواری بلند اس قدر ہے جس قدر سرے کی چار دیواری ہے  
مخاض مقبرے کی مغربی دیوار کے ساتھ ایک پختہ مسجد بنی ہوئی ہے جسکی سیدت  
بدل کراہ کسی صاحب ریلوے کے ملازم نے کو بھی بنائی ہے اس مسجد کے معن  
کا فرش خشتی اب تک بحال و برقرار ہے + فی زمانہ شہرست اس مقبرے کی  
سرکار انگریزی کی طرف سے مولف کتاب کی معرفت ہو گئی ہے جس سے اسکے  
گرنے کا اندیشہ رفع ہو گیا ہے +

## مقبرہ نور جہان بیگم زوجہ شاہ پھانگیر المشہور محل

یہ مقبرہ مقبرہ آصف جاہ کی چار دیواری کے باہر بنیائے غرب بفاصلہ بیس  
سڑک کے واقع ہے اس مقبرے کی عمارت عجیب طرح کی بنائی گئی ہے کہ تمام عمارت  
مخواب دار مالبوتی ہے ہر ایک سمت کو سات سات وہن تمام مکان کے بیرونی  
اٹھائیس وہن شانہ بین آتے ہیں بیچ میں چار چار دوریان شرق سے  
غرب جنوب سے شمال تک ہر طرف سے کہلا ہوا مکان ہے وسط میں ایک  
علیہ درجہ دکھلایا گیا ہے جسکے تین تین در ہر طرف کل بارہ در ہیں اسکے  
وسط میں ایک چبوترہ چبوترے کے اوپر دو قبرین ایک نور جہان بیگم ملکہ  
زمانی اور دوسری اسکی دختر کی تمام مکان کی چہت قالیعہ تی ہے جنوب کی طرف  
نہینہ اوپر جانے کا اندرونی درجہ کے نیچے ایک تہہ خانہ مکلف بنا ہوا ہے چار  
ہستہ جنوب کی سمت کو سلامی کے طور پر بنا ہے اور لوگ اس میں اتر جاتے ہیں -



یہ مکان ہی شاہجہانی عہد میں نہایت مکلف و سنگین بنایا گیا تھا۔ اندر کا  
چبوترہ اہل دو نو قبرین سنگ مرمر کی تھیں اور باہر کی دیواروں پر سنگ سرخ  
تھا فرش سنگ ابری کا تھا جب اُسکے بہائی آصف جاہ کے مقبرے کا پتھر اُترا تو  
وہی آفت اُسکے مقبرے پر آئی سب پتھر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حکم سے اتار دیا گیا  
تہ خانے کا دروازہ کھول کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ دو نو نعشوں کے آہنوسی صندوق  
دو سنگین مہدوں میں رکھے ہیں چنانچہ مہدے لئے گئے اور نعشیں زمین میں  
دفنائی گئیں اور مقبرے کی مرمت اینٹ اور چرنے سے کرائی گئی چنانچہ چبوترہ اور  
قبرین خشتی بن گئیں بالائی سقف کا خشتی فرش لگ گیا سٹیرین بن گئیں  
پھر کسی سبب سے ایسی عمارت بند ہوئی کہ تہ خانہ کا دروازہ کھلا رہ گیا جو اب تک  
کہا ہوا ہے اور لوگ اندر میل کر جاتے ہیں یہ واضح رہے کہ یہ مقبرہ اس عالی جاہ  
نورجہان بیگم نورجمل زوجہ جاہگیر بادشاہ کی پیاری زوجہ و محبہ کا مقبرہ  
ہے جسکی حکومت ہند کی ولایت میں شرق سے غرب تک تھی اور بادشاہ برک  
نام بادشاہ تھا اُسکے نام کا سکھ ہر ایک نامی شہر و دالا ضرب میں مسکوک ہوتا تھا  
خزانہ فوج ملک سب اسکی قلم کے نیچے تھا آخر انقلاب زمانہ نے اسکو شاہجہان  
کی قید میں ڈالا اور آصف جاہ اسکا بہائی جو اسکے اختیارات سے بے جان لگا دیا  
ہوا تھا اس سے پہر گیا اُسی کی سہی سے شاہجہان کو ہند کا تخت ملا اور یہ  
قید میں آگئی اور قید ہی میں جان بحق تسلیم ہوئی اب اسکے مقبرے کی تعمیرات  
ہے جو کہیں گئی ہے۔ مسند اعزاز پر مسند نشین ہوتے رہے۔ دارونیا میں کبھی  
سیتم کبھی اسفندیار۔ ایک دم میں انکا جب جاتا ہوا وہ نور و شور  
کچھ نظر آیا نہ باقی اُن سے جزشت غبار

خاتما فضل شاہ مجذوب

فضل شاہ ایک مجذوب فقیر اخیر علمداری سکھان مین لاہور مین پہر کرتا تھا موضح  
 سید پور کہنے علاقہ طغروال ضلع سیالکوٹ کا یہ رہتے والا تھا جب لاہور آیا تو  
 چند سال پہلے ایک مسجد کا تار با پہر عینک سازی کا کام کرتا رہا پہر سہی رحمن شاہ  
 فقیر نوشاہی کا مرید ہوا پیر کی مہربانی سے یہ کمال کو پہنچا اور مجذوب ہو گیا  
 اگرچہ لاہور کے دربار راجہ مہاراجہ امیر سردار سب اسکے معتقد تھے مگر راجہ دینا ناتہ  
 تو بندہ بیدرم تھا یہ مکان راجہ دینا ناتہ نے اُسکی زندگی مین اُسکی خاطر  
 پنختہ بنوایا اور خرنے سے پہلے ہی قبر بنا رکھی تھی راجہ دینا ناتہ بلا ناغہ اسکے  
 پاس آتا تھا اور ہزاروں روپے نذرانہ دیتا اسکے فرزند بلند شاہ کی سواری  
 کے لئے عمدہ عمدہ گھوڑے اور پہننے کو عمدہ عمدہ قیمتی پوشاک مین اور دوسرے  
 دوسرے کٹے خلائی و کٹھنہ والے مروارید وغیرہ موجود و حاضر تھے اور  
 جیونداس نام ایک غشی راجہ دینا ناتہ کی طرف سے ہر وقت اسکے پاس حاضر  
 رہتا تھا اور جو بات اسکی زبان سے نکلتی وہ لکھ لیتا اور رات کو راجہ کے گوشگوار  
 کرتا راجہ دینا ناتہ نے اسکے بیٹے بلند شاہ کی شادی بھی بڑی دہوم و ہام سے کی  
 اور چند مکانات سکونت کر لئے بھی خریدے دہم ساون سن ۱۱۸۱ بکرمی مین  
 مرض استسقاء سے مر گیا راجہ دینا ناتہ وغیرہ امراے شہر اسکے جنازے پر  
 حاضر ہوئے اور قیمتی دوشالے سبے لاش پر ڈالتے اور بڑے اعزاز سے دفن  
 کیا من بعد جیک راجہ دینا ناتہ زندہ رہا سالانہ عرس اسکا بڑی دہوم و ہام  
 سے ہوتا رہا بعد ازاں بھی اعتقاد مند لوگ عرس کرتے رہے اب مختصر قاعدہ سالانہ  
 ہوتی ہے بلند شاہ اسکا بیٹا بھی بعد وفات اپنے باپ اور راجہ دینا ناتہ  
 کے مفلس و تنگ دست ہو کر مر گیا اب اُسکی ایک لڑکی ناورہ بیگم نام باقی ہے  
 جو احاطہ مزار مین پر وہ دار مکان علیحدہ کر کے قیام پذیر ہے اور اسکا شوہر

حافظ عمر دراز بھی اُسی جگہ اپنی زوجہ سے پاس رہتا ہے مکانات حویلیان جتنی  
 تہین سب بلند شاہ فروخت کر کے مرگیا۔ یہ مکان دروازہ ستی و کشمیر کے درمیان  
 سرکاری باغ مفوضہ نواب نوازش علیخان کی حدود کے اندر واقع ہے چار دیواری  
 پختہ ہے دروازہ شرق کی طرف مزار کا مقام بھی پختہ بنا ہے مسجد و چاہ وغیرہ  
 مکانات متعلقہ خانقاہ سب پختہ راجہ دینا ناتھ کی وقت کا بنا ہے بڑے بڑے  
 درخت بڑے وغیرہ اس مکان میں سائینگٹن مین +

تیسری قسم ان مکانات کی تفصیل میں جو کسی اہل ملت  
 و مذہب سے متعلق نہیں ہیں اسپین دو فصل میں ایک  
 حالات مکانات اندرونی شہر دوسری میں بیرونی شہر  
 کے از قسم حویلی و باغ و کٹڑہ و احاطہ وغیرہ

### حویلی میان خان

لاہور کے قدیم عمارات اندرونی مین سے یہ وسیع اور بے مثل عمارت وسعت و  
 استحکام و سنگینی میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھی نواب سعد اللہ خان وزیر  
 شاہجہان بادشاہ اسکا بانی تھا لاکھوں روپیہ خرچ ہو کر یہ حویلی تیار ہوئی  
 ابھی کچھ عمارت باقی تھی کہ نواب سعد اللہ خان مرگیا اور نواب میان خان  
 اُسکے بیٹے نے یہ عمارت تمام کی اس سبب حویلی میان خان مشہور ہو گئی۔  
 یہ حویلی اپنی عرض و طول میں دو میل کی مقدار سے کم نہیں ہے جسکے تین  
 درجے ہیں ایک حویلی زمانہ دور میں مردانہ جسکو رنگ محل بولتے تھے تیسرا  
 قلعی خانہ اب قلعی خانہ بین علیحدہ محلہ آباد ہے اور زمانہ حویلی میں خرمیون

کی آبادی ہو اور رنگ محل میں مشن سکول کے طالب علم پڑھتے ہیں بڑا حصہ  
 اس حویلی کا وہ تھا جو زمانہ حویلی کہلاتی تھی اُس میں بڑا حوض معہ فواروں کے  
 تھا اور وسیع سردخانہ اور باغچہ اور سب سے پہلے کے دالان بیشمار تھے بڑی ڈیوڑھی  
 اسکے شرق کی سمت تھی جب صرف اب ساوہون کی مسجد ہو اور چوٹی ڈیوڑھی  
 غرب کی سمت یہ دونوں ڈیوڑھیاں اب تک موجود ہیں بڑی ڈیوڑھی تو میرزا محمد المشہور  
 مرزا موٹا کی حویلی کے اندر ہو گیا اور رستہ ہو اب بند ہو چکا ہے چوٹی ڈیوڑھی غریبی  
 کا رستہ جاری ہو دروازے کی غارت بھی اب تک موجود ہے رنگ محل کی عمارت  
 اب تک تمام و کمال سالم ہے اگرچہ پادری فورمن صاحب نے اُس میں تعمیر و تبدل بہت  
 کیا ہے تو وہی بڑی ڈیوڑھی رنگ محل کی اور اکثر مکانات قدیم اب تک سلامت  
 ہیں۔ وشل چاہ کلان اس حویلی کے اندر و باہر تھے چار تو چار گوشوں پر باہر  
 کی سمت اور دو شمال و جنوب کی سمت اور چار اندر حویلی کے جنہیں سے اب  
 ایک چاہ گوشہ رنگ محل کا اور دو سر قلعی خانہ کا باقی ہے اور سب برابر ہو چکے  
 ہیں چاہ گوشہ لکھنی جو سب سے بڑا چاہ تھا اب طبع ڈال کر بہرہ وادیا گیا ہے اور زمین  
 مفتی غلام سرور کے مکان بنا لیا ہے سب سے چاہ گوشہ نیرنگ کمانگوں نے خرید کر بہرہ وادیا اور  
 زمین پر دو کابینے بنائی ہیں جنوبی سمت کا چاہ نورگلی کے دیوہیوں کے حصہ  
 میں آیا انہوں نے انیشین نکال لیں اندر کے چاہ بھی اب بے نام و نشان  
 ہیں تالاب کلان جو حویلی کے وسط میں تھا وہ انگریزوں نے سرکاری  
 خرچ سے مٹی ڈال کر بہرہ وادیا کیونکہ سکھوں کے وقت میں اس حویلی کا پانی بارش  
 وغیرہ کا باہر نہیں نکلتا تھا اُسی تالاب میں جمع رہتا تھا اور تمام محلے میں  
 بدبو پھیلی رہتی تھی انگریزوں نے اسکو ~~بکرا~~ اسکو ~~بکرا~~ اسکو ~~بکرا~~ اسکو ~~بکرا~~ اسکو ~~بکرا~~ اسکو ~~بکرا~~ اسکو ~~بکرا~~ اسکو  
 سمت منحنیوں کی کوٹلی کی سمت سے نکال دیا اور آدھی حویلی کا غرب کی سمت

ابا اس جوہلی میں قوم جاٹ خراسی آبا وہین اور دوسو کے قریب خراس چلتا ہے  
 اور چار ہزار گہرستا ہے۔ جب تک عہداری سلاطین چٹنا کی کی قائم رہی اس جوہلی  
 کی عمارت کو کچھ نقصان نہیں پہنچا تھا جب سکھا شاہی زمانہ آیا اور اس جوہلی  
 کے وارث جا بجا نکل گئے تو لوٹوٹون نے ہکو گراٹا شروع کیا جسکے ہاتھ میں کوئی  
 عمارت اگنی گرا کر لے لیا مہاراجہ رنجیت سنگھ کی عہداری میں وارث اس جوہلی کے  
 آمو جو ہوئے اور انہوں نے لاکھوں روپیہ کی عمارت کو کوڑیوں کے بہاؤ  
 فروخت کیا زمین تو دو دو اور چار چار اور پانچ پانچ روپے منڈلہ اور  
 چار چار آنہ گز وہ عمارت فروخت کی جتنکا دو دو تین تین گز آثار تھا اس سیرجی  
 کے ساتھ مال مفت دل بے رحم اس جوہلی کو وارثان سنگدل نے ضائع کر دیا  
 چار سنگین سرخ پتھر کے والاں مع ستونوں اور مرغونوں وغیرہ جتنکا ارتفاع  
 پانچ پانچ گز بلند تھا میر نور الدین وارث جوہلی نے میر عبدالرحمن کے پاس فروخت  
 کر ڈالی اور وہ اتناک اُسکی جوہلی میں جو اسی جوہلی کے اندر بنی ہوئی ہے موجود ہیں  
 انگریزی عہد میں بھی بہت سی جائداد زمین و عمارت اس جوہلی کی فروخت سے  
 باقی تھی اُس کی تقسیم کے لئے فیما بین عابد علی و سیف علی و تہی بیگم و وارثہ بیگم  
 نیاز علی وغیرہ ورنہ کے عدالت میں مقدمہ ہوا اور امین مقرر ہو کر تقسیم عمل میں  
 آئی ابا وہ بھی سب کے سب فروخت ہو چکی ہے اور جوہلی کے مالک قوم جاٹ بن گئے  
 ہر نواب میان خان مالک اس جوہلی کا لاؤد تھا اُس نے میر ہدایت علی  
 نام ایک سید زادہ کو متبنی کیا اُسکے دو بیٹے ہوئے ایک رجب علی دوسرا محبت علی  
 رجب علی کے گہر ایک بیٹا میر اسد اللہ خان ہوا اُسکا بیٹا میر نور الدین خان  
 مالک جوہلی تھا اُس نے اپنی تمام عمر اسی جوہلی کی فروخت پر گزارہ کیا نور الدین کے  
 کے گہر ایک لڑکی تہی بیگم ہوئی جو سیف علی سے بیاہی گئی۔ سیف علی کا بیٹا

ناور علی اب موجود ہو۔ سیف علی اسکے باپ کا گزرا۔ یہی تمام عمر اس حویلی کی فروخت پر رہا اب وہ موضع دندیان میں کاشتکاری کرتا ہے میر ہدایت علی نے ایک گاؤں بھی آباد کیا تھا جسکا نام کوٹ ہدایت علی خان ہے وہ ان وارثوں کے قبضہ سے نکل گیا۔ اب موضع دندیان کی کچھ ملکیت سیف علی نے اپنی تدبیر سے اپنا نام قائم کر لی اس خاندان میں اب صرف ناور علی شاہ لایق شخص ہے مگر جائیداد اسکے پیدا ہونے سے پہلے خور و برود ہو چکی ہے اس نے مطیع بنا کر رہبر ہند اخبار جاری کیا ہوا ہے ہتھیلی خانہ کی کل زمین و عمارت بھی انہیں ورثانے فروخت کر کے برباد کر دی رنگ محل کا عالیشان مکان سکھی وقت میں ان کے قبضہ سے نکل گیا تھا اور سکھی سرکاری اہلکار مثل غوثی خان کرنیل سلطان محمود تو خانہ والہ وغیرہ اسپین رہتے ہیں انگریزی عہد میں اس جگہ پہلے تہانہ مقدر ہوا پھر شہنشاہ سکول مقدر ہو گیا جو اب تک موجود ہے اس سبب سے ورثا حویلی کے اسکے قبضہ سے محروم رہے مگر دعویٰ ہمیشہ کرتے رہے۔ نواب میان خان باغ و مقبرہ جو موضع باغبان پورہ کے غریب کی سمت ہے وہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ضبط کیے راجہ سرچیت سنگھ کو دیدیا تھا جو انگریزی عہد میں بھینڈنرول نیلام ہوا اور نواب علی رضا خان قزلباش نے خرید لیا نواب عبداللہ خان میان خان اصلی متو من چنیوٹ ضلع جہنگ کے تھو وہاں ہی ایک مسجد سنگھ کی مبنیہ نواب عبداللہ خان موجود ہے +

### حویلی نانانی نواب میان خان المشہور پتھران والی

یہ دوسری عالیشان حویلی نواب میان خان کی چوٹی دروازے کے علاقہ میں مشہور و معروف حویلی تھی چونکہ اسکی عمارت میں کالا پتھر لگا ہوا تھا پتھران والی حویلی کہلاتی تھی۔ اُسپر بھی وہی صورت سکھی وقت میں گوری آخر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے

اسپر دخل کر لیا اور حکم دیا کہ باروت سازی کا کارخانہ اسمین جاری ہو چنانچہ  
چند سال باروت اسمین بنتی رہی آخر ایک روز علی الصباح دو گھڑی رات رہے  
کسی سبب سے باروت میں آگ لگ گئی اور کئی ہزار من باروت جو چوبلی کے  
بہت سے مکانات میں بھری ہوئی تھی ایک دم میں اڑ گئی اسوقت ایسی سخت آواز  
ہوئی کہ تمام شہر جاگ اٹھا اور زلزلہ ایسا نمودار ہوا کہ شہر میں اوز بھی کئی کہنے لگا  
گر گئے اور اس چوبلی کی دیواریں اور پتھر ہوا میں اڑ کر پانچ پانچ کوس تک باہر  
جا پڑے موجی دروازے کا علاقہ تو سب مسمار ہو گیا اس چوبلی کی چلین خیمہ مکان  
جا کر پڑیں مسمار کر دیا قریب دو سو آدمی کی جانیں اس صدمہ میں تلف ہوئیں چند سال  
یہ چوبلی کہہ نڈرات کی حالت میں رہی پھر عام لوگوں نے اس زمین پر آبادی کر لی  
اور ورثائے نواب میان خان نے اس زمین کو بڑے مختلف فروخت کر لیا یہی  
کچھ کچھ عمارت کہنے اس چوبلی کی کہیں کہیں موجود ہے یہ صدمہ ۱۸۶۳ء بمطابق ۱۲۸۰ھ میں واقع

### مبارک چوبلی

یہ ایک مشہور و معروف چوبلی پرانی عمارت شہر لاہور میں سے ہے اگرچہ اپنا نقشہ  
اشکابہ لکر سب نئی عمارت بن چکی ہے مگر جنوبی حصہ اس کا جسکو چوبلی کی پشت  
کہنا چاہئے اب بھی بقیہ پرانی عمارت کا باقی ہے محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں میر بہادر علی  
وفاور علی وہبہار علی نے اس چوبلی کی بنیاد رکھی جب بن چکی اور وہ اسمین  
آکر آباد ہوئے تو اسی ماہ میں بہادر علی کے گہر لو کا پیدا ہوا اس تقریب نیک  
سے یہ چوبلی مخاطب مبارک چوبلی ہوئی مدت پر یہ تک خاندان بانیان چوبلی سمندر  
آباد رہا جب کبھی وقت آیا اور شہر لاہور کی بیرونی عمارت سب اُچھڑ چکی تھو وہی  
آبادی بھی بار بار لوٹی گئی تو یہ خاندان بھی چوبلی سے نکل کر جا بجا چلا گیا پھر  
چوبلی کی بہت سی عمارت بسبب بے مالک ہونے کے لوگ گرا کر لے گئے مہاراجہ

رنجیت سنگھ کی وقت جب شاہ شجاع الملک کابل سے بیڈنل ہو کر آیا تو وہی جوہلی  
 میں اتار گیا اور اسی جوہلی میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے شاہ شجاع کو قید کر کے  
 جواہر کوہ نور چمکانائی کوئی جواہر روئے زمین پر نہ تھا اُس سے چھین لیا۔  
 اور لاکھوں روپے کا جواہرات اُسکی عورتوں کی تلاشی بذریعہ عورات کے  
 لیکر اُس سے حاصل کیا آخر جب وہ تنگ آیا تو پہلے اُس نے اپنی عورات کو  
 بتغیر لباس ہندو عورتوں سے لڈپیانہ کر دیا اور خود رات کو دیوار پشت  
 جوہلی کی توڑ کر تہا نکلا اور بڑی ہدر رو کے رہن جو ہمارے دروازے کے پاس  
 شہر سے باہر نکل گیا۔ غرض یہ جوہلی کبھی عمارت میں سرکار میں ضبط رہی اخیر  
 عمارت میں کی وقت سردار کبر سنگھ سندھ نوابیہ کو ملی اور قبضہ غلام محی الدین شاہ  
 قریشی سردار مذکور کے مستبر کا اسپر چند سال رہا بیرونی قطعات متعلقہ اس  
 جوہلی کے غلام محی الدین شاہ نے باجائز سردار مذکور کی خود لیکر مکانات  
 بنوائے اور بڑی جوہلی نواب علی رضا خان قزلباش کے پاس باقرار سردار  
 مذکور کے بیچ ہو گئی نواب مذکور نے اپنی زندگی میں اسکی عمارت میں بہت سا  
 تغیر و تبدل کیا شرق کی طرف بڑا دروازہ نکالا اور بڑی چوڑے والان و صحن  
 عمارت جدید بنوائیں اور ماہ محرم میں عداوری کی مجلسیں اسمین مقرر کیں  
 جب نواب جنت نصیب ہو گیا تو نواب نیازش علی خان اُسکے جانشین نے اس  
 جوہلی کی عمارت کی طرف بہت سی توجہ کی اور باپ کی وقت کی عمارتوں کو گرا کر  
 اعلیٰ درجے کی عمارتیں بنوائیں جسکو دیکھ کر انسان خوش ہو جاتا ہو بالفضل اس  
 جوہلی کی ڈیوڑھی شرق کی سمت کو بازار کی طرف ہو یہ ڈیوڑھی دو منزلہ نہایت  
 مکلف بنی ہوئی ہر اس سے آگے بڑھیں تو یکایک وسیع صحن ہر صحن کے جنوب  
 کی طرف عالیشان قالمبوقی دہنوں کا والان ہر اور والان کی پشت کی طرف



گو یا ایک علیحدہ درجہ جو بلی کا ہر جسمین سامان باورچی خانہ کا رہتا ہے اور  
 ماہ محرم کے دس روز تک جو غربا و فقرا کو کھانا دیا جاتا ہے وہ اسی درجہ میں پکایا  
 جاتا ہے اس بیرونی صحن کے غرب کی طرف بڑی اونچی دیوار ہے اور دوسری خود  
 دیوڑھی اس دیوڑھی کے اندر جب جائین تو دوسرے درجہ کا وسیع صحن آتا ہے  
 اسی صحن میں ماہ محرم غرداری کی مجلسین دس روز تک شام سے صبح تک ہوتی  
 رہتی ہیں اور بڑا ہجوم خلائی کا رہتا ہے خصوصاً سائوپن تاربخ محرم خسرو امام قاسم  
 کے مہدی ہوتی ہر جم غفیر خلائی کا یہاں ہوتا ہے اور تمام شہر کے لوگ جو مہدی و  
 علم بکالتربین اس جگہ لاتے ہیں اور نواب نوازش علی سب کو زرقہ اپنی جیب  
 سخاوت سے دیتے ہیں اس صحن کے غرب کی سمت تو وہ مکلف عالیشان والان ہے  
 جو غرداری کے لئے خاص کیا گیا ہے اور چھاڑ فائوس وغیرہ تکلفات سے آراستہ  
 رہتا ہے اور جنوب اور شمال کی سمت دو منزلیہ مکلف و عالیشان اور عمارتیں ہیں  
 جہاں نواب نوازش علی خان مع اپنی بہائی ناصر علی خانہ کے رہتے ہیں۔ اس  
 جو بلی کے محل بانیوں کے خاندان میں سے لاہور میں سید چراغ علی شاہ حکیم  
 بن سید احمد شاہ بن میر قمر علی المشہور میر شاہن بن میر جیابن میر عالم شاہ  
 قیام پذیر ہے اور بانیان جو بلی میر عالم شاہ کے بہائی کی اولاد میں سے ہے شخص  
 میر چراغ علی شاہ ایک شخص طیب فقیر لاہور میں قیام پذیر ہے خاندان چشت  
 قادریہ میں اسکی سچت ہے مرید بیشار ہیں خلیق نہایت اذرخش و خوش مزاج اسکے  
 تین فرزند سید حکم علی و بہادر علی و نادر علی بھی اپنے باپ کی طرح خلیق و  
 صاحب لیاقت ہیں۔

### عمارت پری محل

شاہ جہان بادشاہ کے عہد میں اس عالیشان محل کو نواب میرزا علم الدین

المشہور وزیر خان نے بنوایا چونکہ یہ محل اپنی خوبی عمارت و قطع میں ثانی نہیں کہتا  
 تھا اسلئے اسکا نام پرہی محل رکھا گیا نواب وزیر خان اپنر عہد حکومت میں اسی جگہ  
 قیام رکھتا تھا کچھری بھی اسی میں ہوتی تھی اس محل کے دو درجے تھے ایک  
 زمانہ دوسرا مردانہ حصہ میں بڑی بڑی دالان اور عالی شان شیشینیں  
 اور باغ و پائین باغ تھا سنگی عمارت بہت تھی زمانہ حصہ میں پر وہ دارسکانات  
 نہایت قطع بنے ہوئے تھے اسلامیہ سلطنت تک یہ مکان بار و نق رہا سبھی وقت  
 میں پہلے تو تین حاکموں نے اسکے پتھر نکلوائے اور فروخت کئے پھر مہاراجہ جیت سنگ  
 اسپر قابض ہوا اور فوج و گولہ باروت اس میں رکھا گیا بڑی بڑی عمارتیں گرا کر  
 میدان بنایا گیا انگریزی عہد میں اگرچہ نواب وزیر خان کی اولاد نے اسکے حصہ  
 سے لٹوکوشش بہت کی مگر انکے دعویٰ کی سماعت کسی نے نہ کی کیونکہ سبھی عہد  
 میں عرصہ دراز تک یہ مکان ضبط رہ چکا تھا سرکار انگریزی نے بعد از زول  
 اسکو نیلام کیا اور سلطان ٹہیکہ دار نے خرید کر اسکی ایشینیں نکلوائیں اور اسکی  
 ایشینوں سے لندہ بارہ و سراسر کی عمارتیں بنوائیں اب اس عمارت میں سے  
 ایک تو ڈیرہ ہی یعنی غولہ دروازہ قائم ہے اور جنوبی و غربی دو کابینہ میں  
 جن میں کرایہ دار رہتے ہیں اور کرایہ مہاراجہ جیونیشہ میں کیونکہ محمد سلطان  
 کی اور جائداد کے ساتھ یہ جائداد بھی مہاراجہ کے پاس رہی ہے بقیہ عمارت  
 اسکی ویکھی جاتی ہے تو عقل حیران ہوتی ہے کہ مانی نے اسکے استحکام کا کس قدر نظام  
 کیا تھا دو کانون کی دوریاں اور چھتیں سب قابل قیامت چوگرے بنوائی تھیں  
 مگر محمد سلطان نے وہ سب عالی شان پختہ عمارتیں رینٹ کی طرح سے گرائیں \*

**حویلی کلو بائی المشہور حویلی اہلو والیہ**

پرانہ عمارت میں سے یہ حویلی بھی سبلی کی دروازہ یاہ گار زمانہ سلف بھی جاتی ہے

عمارت اسکی نہایت مستحکم و پختہ چہ نہ گچ نہ برنج میں کھلا ہوا صحن ہوا اور چاروں  
 طرف دو منزلہ سہ منزلہ پختہ عمارتیں ہیں جنوبی حصہ میں ایک عالیشان سردخانہ  
 ہوا اور اُس پر بڑا دالان قالیبوتی شاہ نشین بنا ہوا۔ اس حویلی کا بانی نواب زکریا خان بہادر  
 صوبہ لاہور تھا جسکا مفصل تذکرہ تاریخ پنجاب مولفہ راقم میں موجود ہے اور مجمل ذکر  
 اس کتاب کے بعض مواقع میں تحریر ہو چکا ہے اُس نے یہ حویلی اپنی محبوبہ عورت  
 گلہ بانی کی خاطر تعمیر کی تھی جو قوم کی مشربہ تھی اور نواب اسکے حسن و خوبی و نعمت  
 پر داری پر ایسا محو ہوا کہ اسکو اپنی نکاح میں منعقد کر لیا چونکہ وہ عورت بسبب غیرت  
 قومیت نواب کے جرم محرم میں داخل نہیں ہو سکتی تھی نواب نے اسکے واسطے  
 یہ عالیشان حویلی تعمیر کی بعد انقلاب سلطنت کے کل جاؤد کے ہمراہ یہ حویلی  
 بھی نواب غازی کے قبضہ میں آئی جو ایک شخص نواب زکریا خان کی اولاد میں  
 سے لاہور میں قیام پذیر تھا چونکہ اُسکا گزیرہ جدی جاؤد کی فروخت پر تھا اُس نے  
 چاہا کہ یہ حویلی بھی فروخت کر ڈالے مگر کسی نے نہ لی آخر مسمی حسین شاہ رمال نے  
 ایک سو روپے کو یہ حویلی جسکی تعمیر پر لاکھوں روپیہ خرچ ہوا تھا نواب غازی سے  
 لے لی چنانچہ وہ ایک سو روپیہ اُسکا برباد کیا اور حویلی مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اُس سے  
 چھین کر سردار فتح سنگھ آلو والیہ رئیس کپور تہلہ کو بخش دی چنانچہ اب تک اس  
 حویلی پر قبضہ رئیس کپور تہلہ کا ہے اور بسبب عدم خبر گیری کے بہت مقامات  
 گرتی ہے۔ اس حویلی کے شمال کی سمت بقا ملہ رستہ بازار کے ایک عالیشان  
 چاہ و تہ خانہ و باغچہ پختہ عمارت کا اسی حویلی کے منعلق تھا وہ بعد سرکار انگریزی  
 نزول میں ویر ہو کر نیلام ہو گیا اور دیوان اجودھیا پر شاؤد نے خرید لیا اور دیوان  
 بیجا تہ خلف دیوان اجودھیا پر شاؤد نے اُس جگہ نیا باغچہ بنوایا اور چاہ کو جلای  
 کر کے اُسکے پانی سے باغچہ کو سیراب کیا ۔

## کٹڑہ حاجی امان خان

یہ کٹڑہ لاہور کے قدیمی مکانات میں سے ہے جو فی زمانہ کٹڑہ حکیم دلی شاہ کا مشہور ہے اگر سی عہد میں یہ کٹڑہ جو اہریوں کی ملکیت تھا اور کٹڑہ دولت ہنگا نام تھا عالمگیری سلطنت کی وقت حاجی امان خان بن حاجی زمان خان قوم منٹل نے جو ایک امیر کبیر سلطنت تھا اسکو خرید کیا اور اپنی لڑکی مہدیہ بیگم کے دس بیڑ میں دیدیا بعد وفات حاجی امان خان کے مہدیہ بیگم پشاور کو جو اسکے باپ کا وطن تھا جانے کا اتفاق ہوا تو وہ اس کٹڑہ بمقام مسکنہ بیگم اپنے خاندان کے چچا کی بیٹی کو قابض کر گئی اور اسی کی اولاد مدت دراز تک قابض رہی آخر جب انقلاب سلطنت وقوع میں آیا تو یہ خاندان بھی پشاور کو چلا گیا اور کٹڑہ قبضہ فی بی بی زہرہ بیگم کا ہو گیا یہ عہدت ہی ایک قریبی رشتہ دار اس خاندان کی ہی مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وقت اصلی حق دار و وارث کٹڑہ کا قاضی غلام شاہ پشاور سے آیا اور حسب فیصلہ شرع و فتویٰ قاضی و حکم مہاراجہ رنجیت سنگھ اس پر قابض ہوا جسکی اولاد حکیم بزرگ شاہ و احمد شاہ و جیون جان اسپر اب تک قابض ہیں بزرگ شاہ انہیں سے فوت ہو گیا ہے اور اسکی لڑکیاں موجود ہیں۔ یہی وقت و عہداری میں حکیم دلی شاہ نے جو قاضی غلام شاہ کا رشتہ میں خسر پورہ تھا بہت فروغ پایا اور سب رشتہ دار گویا اسکے ماتحت ہو گئے تو یہ کٹڑہ دلی شاہ کا مشہور ہے

## اندھی حویلی

یہ حویلی لاہور کی قدیمہ عمارت میں مشہور و معروف عمارت ہے چونکہ اسکی سقف ڈیوڑھی میں تاریکی بہت ہے اس واسطے اسکو اندھی حویلی کہتے ہیں علاقہ محلہ جڑے میں یہ حویلی واقع ہے قدیم دروازہ عالیشان اسکا اب سدھو کر دیا گیا ہے جو غرب کی سمت سوراہ کوچہ میں واقع تھا اور چوٹا دروازہ بڑے دروازے کی چلی میں

نکالا گیا ہوا اس دروازے سے جب اند جاوے تو چوہیلی کا وسیع صحن آتا ہے جس کے  
 چاروں طرف نہایت پختہ عمارت بنی ہوئی ہے جنوبی حصہ میں بڑا دالان بلکہ دالان  
 در دالان خشتی ستونوں کا بنا ہوا ہے اس دالان کے نیچے بڑا سردخانہ ہے جس کے اند  
 اب کوئی نہیں جاتا اور زینہ بند کر دیا گیا ہے صحن کی ہر ایک سمت دو منزلہ عمارتیں  
 مکلف بنی ہیں جو پختگی و استحکام میں لاثانی ہیں اگرچہ اب بسبب گزر جانے  
 صد ہا سال کے عمارت چوہیلی کی نہایت خستہ ہو رہی ہے مگر اپنے استحکام و مضبوطی  
 کے سبب اب بھی اگر اکیسویں برس اسکی مرمت نہ ہو تو کچھ اندیشہ نہیں ہے۔  
 یہ چوہیلی شاہجہان بادشاہ کے عہد میں نواب وزیر خان کی نظارت کی وقت  
 ایک ہندو امیر نے بنوائی تھی جو صوبہ پنجاب کا دیوان تھا اخیر سلطنت چغتائی  
 تک مالک کی اولاد اسپر قابض رہی جب سکھی عمارت گری کا وقت آیا اور پنجاب  
 میں سخت تحفظ پڑ گیا تو بانی کی اولاد لاہور سے نکل گئی اور مین حاکم کی وقت  
 اسپر باغبان یعنی اراٹین لوگ قابض ہو گئے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی بھائی مہان  
 نے چاہا کہ اسپر قابض ہو کر باغبانوں کو نکال دیوے مگر اراٹین نہ نکلے اور  
 مقدمہ مدت تک ہوتا رہا آخر اراٹین مغلوب ہوئے اور خبر دی کہ یہ چوہیلی کا بھائی  
 مہان سنگھ کو دینا انہوں نے قبول کر لیا ان اراٹینوں میں سے ایک شخص  
 صوبہ نام تھا جو صوبہ کھاندوالا مشہور تھا اس نے صحن کے گوشہ جنوب مغرب  
 میں چاہ کھدوایا جو اب تک جاری ہے بالفصل میں گہرا اراٹینوں کے اس میں  
 رہتے ہیں اور ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ قطعات منزل زیرین و بالائی کے انہیں  
 اپنی متعلق کر لئے ہوئے ہیں ان سے کہیے اب بھائی سوایا سنگھ سپر بھائی مہان سنگھ  
 لیتا ہے کوئی دو سو روپیہ سال کوئی تین سو روپیہ سال کوئی چار سو روپیہ سال دیتا  
 مگر بسبب قبضہ عرصہ دراز کے بھائی سوایا سنگھ اب کو چوہیلی سے بی دخل نہیں کر سکتا۔

## حویلی دیوان لکھپت راجہ جیت رے

یہ دو مالیشان قدیم عمارت کی حویلیان بازار ہٹھار علاقہ شاہ عالمی دروازے  
میں سر بازار موجود ہیں دونو حویلیوں میں فاصلہ ایک رستہ کا ہے جسکو لکھپت راجہ  
کا پہلہ کہتے ہیں جنوبی حویلی دیوان لکھپت راجہ کی اور شمالی دیوان جیت راجہ کی  
ہے یہ دونو حویلیان زمانہ میں جو دونو بہائیوں نے بکمال استحکام تعمیر کی تھیں  
عمارت ان حویلیوں کی پختہ چونگچ استرکار ہے اور دو منزلہ بہ منزلہ عمارتیں نہایت  
خوبی کے ساتھ بنی ہیں بیچ میں گیلے صحن ہیں اور سر بازار دو کانیں ہیں  
یہ دونو بہائی دیوان لکھپت راجہ جیت راجہ کی نواب زکریا خان بہادر صاحب  
لاہور کی وقت دیوان سلطنت پنجاب تھے اور دولت مندی کا یہ حال تھا کہ دیوان  
لکھپت راجہ نے جب اپنے لڑکے کی شادی کی تو شہر لاہور میں فی کس ہندو مسلمان  
کو ایک ایک گندوڑا ڈھائی ڈھائی سیر وزن کہا نڈ کا تقسیم کیا۔ اور یہی عمارت  
ان دونو بہائیوں کی لاہور میں بہت ہیں چنانچہ ان دونو حویلیوں کی پاس پاس  
پہلے کے اندر اور محاذ حویلی کے بازار میں عمدہ عمدہ عمارتیں انکی اب تک موجود  
ہیں ایک بڑا طویلہ اور دیوان خانہ دیوان لکھپت راجہ کا شاہ عالمی دروازے  
بازار پار منڈی میں تھا جو سکھی وقت میں ضبط رہا اور سرکار انگریزی کی وقت وہ  
نیلام کیا گیا نصف مقدار اسکا تو مولف کتاب نے خرید کیا جس میں اب بعد تعمیر  
حویلی جدید کے سکونت پذیر ہے اور نصف سوہن شاہ وغیرہ نے لیا اور انہوں  
نے اپنی اپنی مکانات اس میں تعمیر کرائے کچھ عمارت اس طویلہ کی مع دو کانات ابھی  
باقی ہیں۔ ان دونو بہائیوں کے یادگار دو پختہ تالاب تھے جو موضع رنگ کے شرق  
کی طرف تھے انہیں سے ایک تالاب کلان دیوان لکھپت راجہ کا تو گاؤں والوں  
نے گرا کر ایشین فروخت کر لیں اور دوسرا تالاب دیوان جیت راجہ کا ابھی

موجود ہر مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وقت کا نوام ایک شخص نے جو اپنی آپ کو دیوان  
 لکھپت راجہ کی اولاد کہتا تھا سب جاگدا و جدی فروخت کر لی اور یہ دونوں جیلیاں  
 باقی تھیں کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے خاندان نوابان ملتان کو سکونت کے لئے  
 دیدین اب تک وہی اسپین سکونت پذیر ہیں ابداً عمارتیں انگریزی میں  
 کاونے بہت سے مقدمات کئے اور چاہا کہ ان جیلیوں پر قبضہ لے مگر نہ لگایا کہ  
 نوابوں کو یہ جیلیاں مہاراجہ رنجیت سنگھ دے چکے تھے سرکار انگریزی نے  
 اسپین تغیر و تبدل مناسب چاہا چنانچہ اب تک پر قبضہ مالکانہ نوابوں کا ہے ۔

### قلعہ لاہور

یہ عالی جاہ سلطانی قلعہ لاہور کی نامی گرامی شاہی عمارتوں میں شمار ہوتا ہے اگرچہ  
 اکبر بادشاہ کی سلطنت سے پہلے ہی اس جگہ قلعہ بنا ہوا تھا مگر مختصر و خام تھا  
 اکبر نے سکوفراخ کر کے حصار اسکا پختہ بنوایا اور اچھی اچھی عمارتیں بنائی و سنگی  
 اسپین تعمیر کی چنانچہ مکان خوابگاہ کھان اکبر کی تعمیر اب تک موجود ہے شاہجہان  
 بادشاہ کی وقت اس قلعہ میں بڑی بڑی عمارتیں بنائی گئیں مقام تختگاہ و  
 خوابگاہ حمام و مشن برج وغیرہ لاکھوں روپے خرچ ہو کر تعمیر ہوئی ان عمارتوں  
 میں سنگ مرمر کی عمارتیں بہت سی بنیں۔ خوابگاہ خور و ایسا مختصر و قطع  
 مکان بنا جسکی خوبی کے ساتھ کوئی تعمیر نہیں ملتی کہ خوبی اسکی دیکھنے پر مختصر  
 مشن برج شاہی سکونت کا مکان سب سے مکلف ہے عمارت سنگ مرمر کی  
 ہے چٹین مٹلا و مذہب اور دیواروں پر شیشے کا بیلدار کام بنا ہوا شاہی سلطنت  
 کی وقت صوبہ لاہور اسی میں قیام رکھتا تھا مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بھی تمام عمر  
 اسی میں قیام رکھا۔ اس قلعہ کی چار دیواری نہایت مستحکم و پختہ و بلند ہے اور  
 چوڑی اس قدر کہ توپ اس پر چل سکتی ہے تین دروازے گلان میں ایک شرقی اور

ایک غزنی اور ایک گوشہ شمال مغرب میں اس دروازے پر شاہجہان بادشاہ کا نام  
 لکھا ہے اس دروازے کو ہاتھی پوڑ کا دروازہ کہتے ہیں بادشاہی عہد میں یہ  
 دروازہ بند رہتا تھا مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وقت ہی بند تھا مگر اب انگریزی عہد میں  
 دو نوکلان دروازے شرقی و غزنی بند کر دیئے ہیں اور ہاتھی پوڑ کا دروازہ آبدوز  
 کی لئے کھولا گیا ہے جس پر گورون کا رہتا ہے سرکار انگریزی نے بیشمار شاہی عمارتیں  
 جو قلعہ کے اندر ہیں اگر گورون کے رہنے کے لئے بارگین بنالی ہیں تخت شاہی  
 دالان محاذ تخت و خوارگاہ کلان و خورد و مکانات مشین بیج وغیرہ چند مکانات  
 باقی ہیں ایک سنگ مرمر کی زمانہ مسجد جو اس قلعہ میں گنبدار بنی ہوئی موجود ہے  
 اسکو موتی مسجد کہتے ہیں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اسکا نام بدلیکر موتی مندر نام  
 رکھ دیا تھا اور سلطنت کا خزانہ بھی اُسی مسجد میں رکھا جاتا تھا سرکار انگریزی بھی  
 صوبہ پنجاب کا خزانہ اُسی میں رکھتی ہے اور بدستور موتی مندر کے نام سے موسوم ہے  
 اس قلعہ کی بالائی عمارت کے نیچے اکثر تہ خانے بنے ہوئے ہیں خصوصاً مشین بیج  
 کے مکان کے نیچے بڑا وسیع سروخانہ ہے جہاں ذخیرہ سرکاری شراب کا بڑی بڑے  
 پیپون میں بہرا رہتا ہے اور گورون کو وہ شراب دی جاتی ہے۔ سرکاری میکہہ زین  
 کا ذخیرہ بھی اس قلعہ کے اندر رہتا ہے قلعہ کے غزنی دروازہ کے آگے جو ایک قطعہ  
 درمیان مسجد شاہی اور قلعہ کے واقع ہے اس میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے باغ  
 لگوا دیا تھا اور اسکا نام حضور سی باغ رکھا اس قطعہ میں سرسبز درخت شہر وغیرہ  
 شہر لگا کر گئے ہیں جنوبی و شمالی دروازے پختہ شاہی عمارت کی بنے ہوئے ہیں  
 شمالی دروازے کا نام روشنائی دروازہ ہے جسکو شہر کا ایک دروازہ کہنا چاہئے  
 اور جنوب کی سمت جو دروازہ ہے وہ شہر کی حدود کو قلعہ کی حدود سے علیحدہ کرتا  
 ہے شرقی کی سمت قلعہ کا دروازہ ہے اور غرب کی سمت قلعہ کے دروازے کے



محاذ پر دروازہ شاہی مسجد کا اور باغ کے وسط میں ایک بارہ درسی نہایت عمدہ  
و مقلع سنگ مرمر کی بنی ہے \*

## بارہ درسی حضورِ باغ

اس بارہ درسی کی تین منزلیں ہیں ایک منزل تو زیرین بطور تہ خانہ کے ہے  
اسکی خشتی عمارت ہر گھر چار وہلیزین سنگ مرمر کی اُس میں بھی لگائی گئی ہیں دوسری  
اور تیسری منزل کی عمارت ستر پانچ سنگ مرمر کی ہر باعث اسکی تعمیر کا یہ ہوا کہ جب  
مہاراجہ رنجیت سنگھ نے قلعہ درمیانِ مسجد شاہی و قلعہ لاہور میں باغ لگوایا اور  
حضورِ باغ اسکا نام رکھا تو شوق و انگیز ہوا کہ اس باغ کے وسط میں ایک عمدہ  
بارہ درسی تعمیر ہو جو بعد ہمارے یادگار و منظر ہو چونکہ اسوقت مسلمان امر کو  
بیشمار سنگین روئے و مقبرے شہر کے باہر موجود تھے حکم ہوا کہ انکا پتھر اُتر واکر  
اس بارہ درسی کی عمارت میں لگایا جائے چنانچہ پہلے سب سے پتھر زیب النساء  
کے مقبرے کا اُتر وایا گیا پھر مقبرہ شاہ شرف کا پتھر اُتر اچکا مقبرہ دروازے  
بہائی کے آگے تھا علیٰ بن القیاس بہت سے مقبروں کے پتھر اُتر واکر اس عمارت  
کو ختم کیا گیا تیسرے پتھر کی کمی رہی اور فرش زیرین درجہ دوم و سیوم کا  
سنگین نہ بنا صرف چونہ کے فرش پر کفایت کی گئی۔ اس بارہ درسی کی منزلِ زیرین  
یعنی تہ خانہ میں پندرہ سیڑھیاں اُتر کر جاتے ہیں یہ زینہ سنگ سرخ کا بنا ہے  
سیڑھیاں کے آگے ایک درجہ بطور دیوڑھی کے ہر جسکی تین طرف وہلیزین  
سنگ مرمر کی لگی ہیں اس تہ خانہ کے وسط میں ایک درجہ ایسا بنا ہے جسکے بارہ  
قابوتی مرغولی ہیں یعنی تین تین درچاروں طرف خشتی بن ہیں اور ہر ایک سمت  
غلام گردش جسکے اندر روشنی بندریعہ روشندانوں کے آتی ہے جو اوپر کی منزل  
میں رکھ گئے ہیں دوسرا درجہ اس بارہ درسی کا تین قطعوں میں منقسم ہے۔

ایک باہر کا کہلا ہوا چوترا سنگ مرمر کا عالی شان جو چاروں طرف بارہ دری کو محیط ہے یہ چوترا آٹھ فٹ جوڑا ہے اور تین فٹ زمین سے اونچا چاروں طرف کے وسط میں ایک فٹ اونچا ایک اور چوترا اصلی چوترے کی دیوار سے کچھ بڑا کر بنایا ہوا ہے صورت اسکی مربع ہے اس خود و چوترے کو شہ نشین بھی کہتے ہیں کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی نشست بوقت دربار کے اسی چوترے پر ہوتی تھی۔

چوترا کھان و خرو پر سنگ مرمر کا فرش ہے جس میں اور پتھروں کی رنگ آمیزی ہے کھان چوترے چاروں طرف کے لمبے دو وسیط سیاہ سنگ مرمر کی ہیں جسکے چار چارینے ہیں چاروں طرف آٹھ زینے بنائے گئے ہیں جب چوترا کھان سے انسان گزرے تو بارہ دری کی اصلی عمارت شروع ہوتی ہے یہ قطعہ چوترے سے دو فٹ بلند بنایا گیا ہے تین تین دہن قابل توجہ مرغولی چاروں طرف رکھو گئے ہیں دو ہرے دو ہرے ستون سنگ مرمر کے نہایت خوشنما منوت کار مرغول بھی سنگین خوش قطع اور تینوں دہنوں کی بخلوں میں ایک ایک دروازہ جسکو سنگ مرمر کی چوکی میں لگی ہیں اندر باہر عمارت سنگ مرمر کی ہر خشتی عمارت کہیں نہیں ان دہنوں سے جیب اندر جائیں تو دس فٹ زمین غلام گردش کی چوڑ کر دوسری بارہ دری یعنی تیسرا قطعہ بارہ دری کا آتا ہے اسکے بھی بارہ درہن ہیں یعنی تین تین دہن چاروں طرف اور ستون اکہرے دیوار میں سنگ مرمر کی چہتین ہر ایک درجہ اندرونی و بیرونی کی گھلائی منوت کار آئینہ دار منقش ہیں باہر کی طرف چہت کے برابر سنگ مرمر کا مندان وار چھہ بنایا گیا ہے جس پر بطور منڈیر کے سنگ مرمر کے ستون قائم کر کے پچھین پتھر کی جالیان جڑی ہیں بارہ دری کے اندرونی دونو قطعوں میں چونہ کا فرش ہے اگر یہ فرش بھی پتھر کا ہوتا تو یہ بارہ دری گویا اپنی خوبی میں لامانی ہوتی بدتہ خانہ کو روشن دان ہر ایک

پانچ پانچ مین اور بیرونی چوتھے پر ہر ایک سمت پانچ چار فوارے مگر سب  
 فوارے ٹوٹ گئے مین تیسری منزل پر جانے کے لئے سنگ مرمر کا زینہ بنا ہوا ہے  
 سیڑیاں چڑھ کر انسان اوپر جاتا ہے تو وسط میں میدان سقف کے ایک بارہ دری  
 سنگ مرمر کی مقطع نیچے کے اندرونی درجہ سے اوپر بنی ہوئی ہے سقف کے میدان  
 سے اسکا درجہ ڈیڑھ فٹ بلند رکھ کر بارہ دری کی عمارت شروع ہوئی ہے ہر بارہ دری  
 کے بارہ دہین تین تین در ہر ایک سمت چھتھ بھی سنگ مرمر کا بنا ہے چھت  
 آئینہ دار منوت کا یہ مٹلا نقش ہے اس پر منڈیر بدستور درجہ زیرین کے ستون  
 جاکر جالیدار بنائی گئی ہے۔ اس بارہ دری کی چھت اور نیچے کے درجے کی چھت  
 پر فرش چونہ کا ہے صرف بطور حاشیہ کے منڈیر کے ساتھ دو دو فٹ تک فرش  
 پتھر کا ہے اور میدان میں سب چونہ لگایا گیا ہے \*

### حویلی میر جو اد جونی الحال دیوان اجو دیہا پریشاہ کی ہے

میر جو اد بعد نظامت نواب زکریا خان بہادر ایک میر کسیر لاہور میں تھا جو جی حدت  
 صوبہ کی طرف سے اسکی سپرد تھی اس نے یہ حویلی جو علاقہ دہلی و دارنہ میں واقع  
 ہے اپنی سکونت کر لئے تعمیر کی تھی اور مدت تک اس میں سکونت پذیر رہا جب زمانہ  
 کے انقلاب نے اسلامیہ سلطنت کو زیر و زبر کر دیا اور سکھ لاہور پر قابض ہوئے  
 تمام خطہ پنجاب کا قحط کے سبب ویران ہو گیا تو اس حویلی کے بانی کی اولاد بھی  
 لاہور سے چلی گئی اور حویلی پر حکام کا قبضہ ہو گیا مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وقت  
 جب دیوان گنگارام لاہور میں آیا اور مہاراجہ نے خدمت دیوانی مال کی اس کے  
 سپرد کی تو یہ حویلی اس کے رہنے کو مرحمت کی چنانچہ وہ مدت العمر اس میں رہتا رہا  
 جب وہ مر گیا تو دیوان اجو دیہا پریشاہ اسکا بیٹا جو فتح کا دیوان تھا اس پر تصرف  
 ہوا اس نے بہت سی عمارت اس پر بڑھائی اور بخوبی آراستہ کیا وہ فوت ہوا تو

دیوان بیجا تہہ اسکا بیٹا قابض ہوا۔ اب اسکا فرزند دلبند نرندر ناتھ جو ایک  
نوجوان لائق لڑکا ہو اس جوہلی پر مالکانہ قبضہ رکھتا ہے ۔

### جوہلی کنور نوہال سنگھ

یہ عالیشان جوہلی لاہور کی اعلیٰ عمارات میں سے شمار ہوتی ہو مہاراجہ کٹرک سنگھ  
کے فرزند کنور نوہال سنگھ نے اسکو بنوایا تھا اور اسی میں سکونت پذیر ہوا عمارت  
اس جوہلی کی بنیاد پر پڑے پڑے والان شہ نشینین اور تہ خانے اور بالافانے  
مکلف اسمین بنوئے ہیں کام ملائی چتون پر ہوا ہوا ہر شیشہ کی عمارت بھی  
بہت ہی بہت سیدھ اور بلند ہر بوقت تعمیر اسکی رعایا کے مکانات لے لو گئے اور گرا کر یہ  
جوہلی تعمیر کی گئی مگر افسوس کہ جوہلی کا بانی نوجوان اس دنیا سے گزر گیا ۔ اب یہ  
جوہلی سرکار فیضدار کی ملک ہے ۔

### جوہلی مہاراجہ کٹرک سنگھ

یہ عالیشان جوہلی سر بازار لوہاری دروازے کے علاقہ میں ہی بعد انراض سلطنت  
سکھنی جب یہ جوہلی بھی سرکار انگریزی کے قبضہ میں آئی تو چند سال کے بعد  
سرکار نے اسکو گرا کر ایٹھین اور پتھر فروخت کر ڈالا اب زمین سفید پڑی ہے  
جوہلی کا کہیں نام و نشان نہیں جسکو دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے اور  
زمانہ کے انقلاب پر حسرت کو افسوس ہوتا ہے یہ عالیشان جوہلی مہاراجہ کٹرک سنگھ  
نئی شہزادگی کی عمر میں تعمیر کی تھی باوجودیکہ مسجد کا گراما سکھوں کی بوقت کچھ بڑی بات  
نہ تھی ہزاروں مسجدیں سکھوں نے گرا کر اپنی عمارت کے شامل کر لی تھیں مگر  
اس بے تعصب امیر نے اپنی جوہلی میں ختم ڈال دیا مگر مسجد کو نگرایا بلکہ جب تک  
زندہ رہا امام مسجد کا روزینہ دس روپے ماہواری قایم رکھا اور مسجد کے صحن  
پر جو جوہلی میں دریچہ تھا اسمین اکثر اوقات آکر بیٹھ جاتا اور مسلمانوں کو کہتا

کہ اذان دو اور نماز پڑھو چنانچہ وہ حکم کی تعمیل کرتے جب فارغ ہوتے تو اپنی  
شیرینی تقسیم کی جاتی ہے وہ نہیں مرنے سے جسکی نیکنامی رہ گئی ہے

### حویلی جمعدار خوشحال سنگہ

اس حویلی کی وسعت اور عمارات کا کچھہ حد و حساب نہیں ہے جمعدار خوشحال سنگہ  
نے جو ایک امیر کبیر دہلی سلطنت مہاراجہ رنجیت سنگہ کا تہا یہ حویلی تعمیر کی۔ تعمیر  
کی وقت غریب رعایا کے مکانات مفت چھین لئے۔ اس حویلی کے دو دروازے  
بیرونی درجے کی واسطے رکھ کر گہرے میں ایک شمالی دوسرا جنوبی شمالی دروازہ تو بہت  
بڑا ہے اور جنوبی چوڑا۔ ڈیوٹھ بیان دو نو دروازوں میں میں ان دروازوں کے  
جب اندر جائیں تو ایک وسیع میدان آتا ہے جسکے چاروں طرف عمارات ہیں  
جنوبی دروازے کی ملی ہوئی چابی ست کے مکانات میں فراشناں رہتا تھا اور  
اور اسکی دوسری منزل پر نہایت عمدہ و مکلف نشنگاہ ہے شرقی سمت پہنچ کر  
کے رہنے کے مکانات ہیں شمالی سمت میں ہی شمالی دروازے کے ساتھ ملحق اندر کی  
طرف مکانات اور کوٹھڑیاں بنی ہیں اور باہر بازار چونہ منڈی کی طرف دو منزل  
مکانات ہیں یعنی نیچے دو کابین اور اوپر نشنگاہیں غرب کی طرف اس میدان  
کے بڑی حویلی کا کالان دروازہ عالی شان بنا ہے اور اسکے اوپر ایک عالی شان  
پختہ کوٹھی نہایت مکلف بنی ہے مگر یہ کوٹھی جمعدار خوشحال سنگہ کی وقت نہیں  
بنی اسکی وفات کے بعد راجہ تپا سنگہ اسکے بھائی نے بنوائی تھی اس کالان دروازے  
کے جب اندر جائیں تو دوسرا عالی شان وسیع صحن آتا ہے اسکے میدان میں ایک  
پختہ ہے اور چاروں طرف بہت بڑی عمارتیں جنکے نیچے تہ خانے نہایت وسیع ہیں  
اور والان والان عالی شان غولی اور جنوبی عمارت کے اندر مکان کچھ ہی نہایت  
مکلف بنا ہے اور اسکے اوپر کے درجہ اور بنیل میں زمانہ مکانات عالی شان بنی ہوئی ہیں

جنوبی اور غربی دیوار میں اس حویلی کی بہت بلند مین گویا قلعہ لاہور کے سامنے  
دوسرا قلعہ بنا ہوا نظر آتا ہے۔ بیرونی صحن کے گوشہ شمال و غرب میں حویلی راجہ  
تتیا سنگھ کی ہے یہ حویلی بھی امپرانہ حویلی ہے اور بہت بڑی دیوڑھی ہے جس کے اوپر نہایت  
مکلف کوٹھی بنی ہوئی ہے اور اس میں راجہ ہرن سنگھ جانشین راجہ تتیا سنگھ قیام پذیر ہے  
**حویلی راجہ دھیان سنگھ**

اس حویلی کی وسعت مجدد راجہ شمال سنگھ کی حویلی سے زیادہ ہے راجہ دھیان سنگھ وزیر  
سلطنت مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس کو تعمیر کیا جس قدر مکانات رعایا کے اس موقع  
پر تھے سب کے سب حکماً گرا دیئے گئے کئی سال تک یہ عمارت بنتی رہی بڑا دروازہ اسکا  
شرق کی سمت کو ہے اسکے اندر جائین تو سامنے گوشہ جنوب مغرب میں حویلی کا دیوار  
بڑا دروازہ عالیشان نظر آتا ہے اسکے شرق کی سمت بڑا صلیب وسیع ہے جہاں  
ہاتھی اور گھوڑے راجہ کے کھڑے ہوتے تھے شمال کی سمت بھی مکانات متعلقہ حویلی  
بیشمار بنے ہوئے ہیں اندرونی بڑی دروازے کے اندر ایک بڑا طول رستہ  
کھدے کر کے ایک اور دیوڑھی آتی ہے جس میں دوسری مین ایک بہتہ شمالی تو زمانہ حویلی  
کی طرف جاتا ہے اور جنوبی مروانہ کچھری کے مقام کی طرف مروانہ دربار گاہ بھی بہت  
بڑا تمام ہے بڑا دالان در دالان عالیشان غرب کی سمت بنا ہے جس میں اب گورنمنٹ  
کالج کے طالب علم پڑھتے ہیں اس دالان عالیشان کی تعریف دیکھنے سے متعلق ہے  
اسکے آگے وسیع صحن ہے صحن کے چاروں طرف عالیشان عمارتیں اور وسط میں راجہ  
دھیان سنگھ کی سادہ بنی ہے دوسری حویلی زمانہ مین بھی بڑی بڑی عمارتیں اور  
تہ خانے بنی ہیں اور چھتہ میں سب کی مٹلا بنی ہوئی ہیں۔ راجہ دھیان سنگھ بانی  
حویلی مہاراجہ شہر سنگھ کے ہمراہ سرداران سندھ ہانوالیہ نے قتل کر دیا تھا اسکے بعد اسکا  
بیٹا امیر سنگھ وزیر بنا اسکو بھی سکھوں نے قتل کر دیا جب سکھوں کی سلطنت

جاتی رہی تو یہ حویلی مہاراجہ گلاب سنگھ والی جہون و کشمیر کے قبضہ میں آئی ابھی  
 اسکے فرزند ہلاچر بنیر سنگھ فرمان فرمائے جہون و کشمیر کے قبضہ میں ہر اور انکا  
 وکیل حاضر باش لاہور بھی اسی میں دیتا ہے ۔

### حویلی راجہ دینا ناتھ

اس امیر کی حویلیاں لاہور میں دو مشہور ہیں ایک تو وہ جہین وہ خود قیام  
 تھا وہ وزیر خان کے چوک کے گوشہ شرق و شمال میں ایک عالیشان حویلی  
 نہایت مکلف بنی ہے اور شمالی دروازہ چوک کا اسی شخص کے نام سے منسوب  
 ہے اور دروازہ کی پیشانی پر راجہ دینا ناتھ راجہ کلا نور لکھا ہے اس حویلی کا  
 شمالی دروازہ ہر اور اندر بڑی بڑی عمارتیں عالیشان ہیں دوسری حویلی  
 راجہ دینا ناتھ کی دیوان بیچنا ناتھ کی حویلی کے جنوب کی سمت بغا صلا ایک سہتہ  
 کے ہر اس حویلی کی عمارت پہلی حویلی کی عمارتوں سے زیادہ جہین وسعت بھی  
 زیادہ ہر اب پہلی حویلی میں کنور زرخن ناتھ خلف راجہ دینا ناتھ قیام پذیر ہے  
 اور دوسری حویلی میں باب کی زندگی سے دیوان امر ناتھ خلف اول راجہ  
 دینا ناتھ رہتا تھا اسکے مرنے کے بعد اب دیوان رام ناتھ اسکا بیٹا سکونت  
 رکھتا ہے دونو حویلیاں دونو بیٹوں کی اولاد کے قبضہ میں ہیں ۔

### حویلی شیخ امام الدین

یہ نامی گرامی حویلی محلہ حمام علاقہ لوہاری دروازہ میں واقع ہے اس حویلی کو  
 نواب شیخ امام الدین خان ناظم کشمیر نے تعمیر کیا تھا اور اسی میں قیام پذیر تھا  
 یہ عمارت نہایت مقلع ہے اور بانی نے نہایت شوق سے اسکو بنوایا تھا اب بعد  
 وفات شیخ امام الدین کے اسکا بیٹا نواب غلام محبوب سجانی اس میں قیام پذیر ہے  
 اس حویلی کے درجے زمانہ و مردانہ علیحدہ علیحدہ رکھ کر گھر میں مروانے درجے

میں عمدہ نشنگاہیں برسرِ راہ بنی ہوئی ہیں اور زمانے درجے میں بڑے  
تہ خانے و شاہ نشینین و دالان در دالان ہیں جسکے دیکھنے سے انسان کی  
طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ مذکورہ بالا حویلیوں کی سوآ اور حویلیان  
بھی لاہور میں بہت ہیں مثل حویلی سردار چند سنگھ موکل و رانی گل بیگم و  
حویلی سید حیدر علی شاہ سپروانز و حویلی رانی رندھاوی وغیرہ جنکے ذکر کی  
تحریر میں طوالت بہت ہوتی ہے \*

## دوسری قسم مکانات بیرونی شہر لاہور کے ذکر میں جو سوآ سے معابد متقاہر ہندو و اہل اسلام کی ہیں باغ شالامار

یہ باغ شاہ جہان بادشاہ مغل نے باغ شالامار کشمیر کے نمونہ پر تعمیر کیا تھا  
اُسوقت افسر اس عمارت کا نواب علی مردان خان تھا اور اسکے ماتحت نواب  
فاضل خان میر عمارت تھا اور مسمی جانی مہار نے نقشہ اس باغ کا حسب منشا  
بادشاہ کے مرتب کر کے پیش کیا جو پسند کیا گیا چونکہ مہرنگا باغبان اس زمین کا  
مالک تھا اُس نے یہ زمین برضامندی خود بادشاہ کی نذر کی اور قیمت باوجود  
اصرار بادشاہ کے نہ لی چنانچہ باغبانی اس باغ کی اسکے سپرد نسلا بدستگاہی گئی  
اور اب تک اسکی اولاد باغبان چلی آتی ہو اسکی سرسبزی کے واسطے وہ ہر پودے  
سے نہر کھدوائی گئی اور وہ نہر باہتمام نواب علی مردان خان لاہور تک آئی  
بارہ ہڑتا چاہ ہی کھدوایا گیا اور چاہات بھی تیار ہوئے غرض بادشاہ اور  
اہلکاران تک حلال نے اس باغ کو عمارات و اشجار و گلزار سے وہ رونق  
دی کہ نمونہ خلد برین کر دیا کسی شاعر نے اس باغ کی تعبیر کا یہ قطعہ مایخ



لکھنکر بادشاہ کے حضور میں پیش کیا \*

چون شاہ جهان بادشہ حامی دین آئینہ شالامار باطرز متبیین

۱۰۴۷

تاریخ بنائے این درضوان جہنم گفتا کہ یگو نمونہ احمد بیرین

بادشاہ نے براہ قدر وانی دس ہزار روپیہ نقد اور ایک خلعت فاخرہ اسکو

بخشتا۔ محمد شاہ بادشاہ کے عہد تک اس باغ کی خبر گیری بخوبی ہوئی اور

نہایت رونق پر رہا پھر جب سلطنت دہلی ضعیف ہو گئی اور سکھوں کا

دور دوران شروع ہوا تو تین حاکمان لاہور جو پتھر قیمتی اسمیں پاتے اڑوا لیا

اور ایک حوض سنگ یشب کا جو لاہور کے روپے کی لاگت کا تھا عظیم الع

باعیان نے انکی نظر سے چپا کر اُسپر آخر پہلون کی بنا رکھی تھی آخر یہ بات چہی

نہی اور اُسکے ایک دشمن سعید نام نے لہنا سنگہ احد الحاکم لاہور کو پاس

اگر مخبری کر دی چنانچہ وہ حوض لہنا سنگہ نے کُھد وایا اور پچیس ہزار روپے

کو حاکم لوگوں کے پاس اُسکا پتھر فروخت کر دیا بعد ازاں مہاراجہ بخت سنگ

نے اپنی قبضہ و عملداری کیوقت بیشمار سنگ مرمر کی سلین بضرورت عمارت

دربار امرتسر کے اتر وائین یعنی بارہ درسی کلان جو بالائے آبشار ہی اُسکا

تمام پتھر مع جالیوں کے جو منڈیرون پر لگی ہوئی تھیں اتار لیا اور زیروہوار

بھور دیوار گیرون کے سلین دیواروں پر چھوڑ دیں جو اب تک موجود ہیں

بعد ازاں نے پتھر کے سفیدی سے دستہ کر دی گئی چوٹی بارہ درویں نیز پتھر

باغ فوارہ دار کا پتھر بھی اُتر وایا گیا۔ غرض بہت پتھر اُترا سنگ سرخ کی سلین

بھی اُتر کر ام باغ کو لگائی گئیں اب یہ باغ سرکار و گروں وقار انگیزی کی

ملکیت ہے اور ہر سال اسکی مرمت کے لئے ایک کثیر رقم کی منظوری ہو کر صرف

راتم کتاب ہذا کی جو انگیز کٹوا بخیر تعمیرات لاہور ڈویژن ہر مرمت ہوتی رہتی

اصل میں یہ باغ ایک باغ کے سات باغ تھے اور نام اُنکے ہی الگ الگ ہو گئے تھے  
 پہلے اول انگوری باغ یہ باغ شمالا مار باغ کے جنوب کی سمت ہے اس باغ کو مہاراجہ  
 رنجیت سنگھ نے سنکلیب کر دیا تھا اور اب تک پنڈتوں کے قبضہ میں ہے  
 اس باغ میں بادشاہ کی وقت صرف انگور کی بیلین تھیں۔ دوسرا غنایت آباد  
 باغ جو فیما بین انگوری باغ اور شمالا مار باغ کے ہے اب سرداران سندھانوالیہ  
 اسپر قابض ہیں۔ اور جسکو اب لوگ شمالا مار باغ کہتے ہیں وہ مجموعہ تین  
 باغوں کا ہے۔ اول باغ فیض بخش جنوب کی سمت جسمیں سے جو بنیکر بکر صاحب  
 دوشی کشن نے سنگین بارہ درہی کے اندر سے جدید دروازہ نکالا اور اب تک  
 جاری ہے۔ دوسرا حیات بخش جو اس سے نیچا ہے اور بڑا حوض خوارہ دارا اور  
 تخت شاہی اور آبشار اسمیں واقع ہے وہ بھی تین درجے میں منقسم ہے۔  
 غربی اور شرقی حصہ نشیب میں ہے اور جب قدر حصہ میں حوض ہے وہ فرارینج  
 اسمیں وہ بارہ دیان میں جسے پتھر اتر دیا گیا تھا اور محل میانہ بارہ درہی  
 کلان اسکی جنوبی دیوار کے سر پر ہے شرقی غوفی زینے اتر کر اسمیں جاتی ہیں  
 حوض کے جنوبی کنارے پر آبشار کے پاس تخت شاہی سنگ مرمر کا بنا ہوا  
 ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے حکم دیدیا تھا کہ یہ تخت یہاں سے اُگھاؤ کر  
 دیوار صاحب امرتسر میں پہنچایا جائے تاکہ اسپر گرنتھ صاحب رکھا جائے  
 مگر اُگھاؤ نے کیوقت وہ ٹوٹ گیا چنانچہ اب تک ٹوٹا ہوا ہے کاریگروں نے کہہ دیا  
 کہ اسکا ثابت اُگھڑنا اور پیرتھیم ہونا مشکل ہے۔ اس باغ کے گوشہ گنی میں  
 ایک حمام سنگین بنا ہے حمام کے تین درجے ہیں۔ درجہ اول و ثانی میں دو  
 خوارے اور درجہ ثالث میں ایک حوض وغسلخانہ اور دو دو جاکے آبیریز  
 شیردہان ہیں اسکے گوشہ ایسان میں خزانہ آب سرد و بطرف شرق خزانہ

آب گرم ہو اور تمام آتش دان باغ کے باہر شرقی کی سمت ہو۔ اس باغ کی میاں  
 شمالی دیوار میں مقام سادون بہادون سنگ مرمر کا بنا ہو اُسپر شرقی مغربی  
 دوبارہ دریان میں جس کا پتھر آٹا لیا گیا ہو اور بیچ میں نیچا مکان سادون بہادون  
 طاقتور بنا ہو اور دوبارہ دریان کے نیچے اور پڑے تالاب کے کنارے  
 کے فرش کی نیچے سے پانی بکثرت اُس میں گرتا ہو۔ پانچ فوارے اسکے اندر ہیں  
 وہ بھی اندر چلتے ہیں اور رات کو چراغ طاقتور کے اندر جلائے جاتے ہیں  
 تو نہایت لطیف نظر آتا ہو۔ تیسرا باغ فرج بخش ہو یہ باغ باغ حیات بخش سے  
 تشبیہ میں ہو اور ہر کے باغوں کا پانی سادون بہادون کے ذریعہ سے اسی باغ میں  
 ہو کر نکل جاتا ہو برابر نہر میں ان باغوں میں جاری ہیں جس سے کمال نطف  
 ہوتا ہو اس باغ کے آگے شمال کی سمت کو مہتابی باغ تھا گر اب ویران پڑا ہو اسے  
 باغ حیات بخش میں دو کلان دروازوں کا پتھر عہد کے نہایت مکلف بنی ہوئے  
 ہیں ایک شرقی دوسرا غزلی دونوں میں سے شرقی بند ہو اور غزلی کھلا ہو اور  
 دونوں پر مکلف کام کا کسی ہو ہو اس باغ کے شمال کی طرف میاں میں ایک  
 بارہ دری ہو اُس میں سے مہتابی باغ میں جانے کا رستہ تھا اور دروازے  
 ہی مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس باغ میں نکلوائے تھے جس میں سے ایک  
 شرقی بالا کر باغ کا باقی ہے اور ایک غزلی چھوٹا سا دروازہ چوبارہ ہرٹ  
 چاہ کی طرف موجود ہو مہتابی باغ کی دیوار میں سرکار انگریزی کے وقت تک  
 خستہ و شکستہ موجود تھیں مگر سرکار نے میلارام کے ہاتھ فروخت کر ڈالین اب  
 اُس میں آم کے درخت ہیں اور زراعت ہوتی ہو۔ ساتواں گلابی باغ یہ باغ  
 غرب کی طرف باغ شالامار کے تھا جس میں صرف گلزار ہر موسم میں بوکر جاتے تھے  
 مگر اب اُس کا نام و نشان نہیں ہو۔ مکان نگار خانہ جو اس باغ میں مشہور ہے

وہ اصل بین نگاہ خانہ ہی یہ مکان شالامار باغ کے شرق کی طرف واقع ہے اسکے چاروں طرف دیوار پختہ ہے اور جنوب و شمال دو پختہ کلان دروازے ہیں بادشاہ خود بارہ دریں غزنی بین اجلاس فرما کر افواج شاہی کی حاضری لیتا تھا ایک دروازے سے فوج آتی اور دوسرے دروازے سے نکل جاتے تھے اس سبب اس مکان کا نام نگاہ خانہ مقرر تھا۔ شالامار باغ کی چار دیواری تمام پختہ نہی ہوئی ہر چہ برجیان سنگ سرخ برجوں کے موقعوں پر بنی ہیں اور دروازہ آندورفت حال جنوب کی سمت ہر چہ سنگین خوابگاہ کی دیوار توڑ کر نکالا گیا ہے نہر بھی باغ کے اندر اسی طرف سے آتی ہے باغ کے اندر ہزاروں قسم کے درخت سر فلک بلند ہیں خصوصاً آم کے درخت بہت ہیں آم بھی اس باغ کا نہایت لطیف لطیف قسم کا ہے ہر سو بین روز اس باغ کے اندر بڑا بہاری میلا چرغان کا ہوتا ہے ہزاروں آدمی لاہور اتر کر وغیرہ دور شہروں کے بسبب ریلوے کے جمع ہو جاتے ہیں پہلے ایک روز میلا ہوتا تھا اب سرکار نے دو روز میلا کر دیا ہے اور سوداگری اسباب و فروخت کے لئے آتا ہے غرض کہ اس باغ کی خوبی و خوش اسلوبی و طراوت و نظارت و عمارت کے ساتھ کوئی باغ نہیں ملتا۔

اگر فردوسِ برروسے زمین است ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است  
اسی پر صادق تشبیل آتی ہے اراضی جو اس باغ کے نیچے ہے وہ اس تفصیل کے ساتھ شمار کی جاتی ہے۔ باغ فیض بخش کے نیچے ساٹھ بیگہ ہیں۔ بارہ بیگہ توارکون اور خیابانوں اور فواروں اور حوضوں کے نیچے اور پختہ و خام سڑکوں کے نیچے اور زیر اشجار چار تختوں میں اڑتالیس بیگہ ہے اور زمین باغ حیات بخش زیر اشجار چار تختوں میں اسی قدر جبکہ

فیض بخش کی ہر اور اسی قدر زیر اراک و سڑک وغیرہ غرض ان دونوں باغوں کا عرض و طول و مقدار برابر ہے اور زمین باغ فوج بخش زیر اشجار بین بیگہ اراک و تالاب وغیرہ کے نیچے دنس بیگہ کل چالیس بیگہ تخمیناً شمار کی گئی ہے اور کل باغ کی زمین ساٹھ بیگہ ہے +

### باغ آلوالبہ

علاقہ نولکھہ کے متصل شہر لاہور کے باہر یہ بہت بڑا باغ ہے اسکی وسعت سب باغوں سے زیادہ مگر نہایت ابترو خراب حالت میں ہے عمارتیں سب گری ہوئی ہیں کہتے ہیں کہ یہ عمارت بسبب عدم خبر گیری ملک اور ہونے مرت سالہا سال کے ۱۷۷۵ء کی بڑی بارش میں گر گئیں اور بدستور سار پڑی ہیں کسی نے ملکہ ملک نہیں اٹھایا بڑے چوض فوار عودا کی نہایت ابترو حالت ہے اور اس کے جنوبی کنارے پر جو طولانی عمارت محراب تھی سب گر گئی ہے یہ باغ بہت پرانا عہد شاہان چغتائی تھا اور باغ نولکھہ مہدیہ نواب علی مردان خان بہادر کا کچھ بقیہ شمار ہوتا تھا۔ مہاراجہ نچت سنگھ نے سردار فتح سنگھ آلوالبہ کو بخش دیا اس نے دوبارہ بنوایا راجہ ہال سنگھ کے وقت تک یہ باغ رونق پر رہا اب نہایت بیرونقی کی حالت میں ہے باغبان اپنی گزارہ کے لئے اسکی متعلقہ زمین میں کھیتی کرتے ہیں اسکو پانی دیتی ہیں اشجار شمرہ وغیرہ شمرہ کی حالت بھی وہی ہے جو عمارت کی ہر یقین ہو کہ مہاراجہ حال جب بالغ ہو کر اختیارات پائیگے تو اس باغ کی خبر لینگے +

### باغ جمعدار خوشحال سنگھ

یہ باغ بھی لاہور کے معروف و مشہور باغوں میں تھا جمعدار خوشحال سنگھ کی زندگی میں کمال رونق پر تھا لوگ اسکی سرسبزی کی کمال تعریف کرتے تھے

مگر بڑا حد مدہ اسپریہ آیا کہ جس روز ہمارا چہ شیر سنگہ نے لاہور لیا اور سکھان فوج  
اپنی دشمنوں کی خبر لینے لگے تو جہدار خوشحال سنگہ کی نسبت ہی انکا ارادہ  
بد ہوا مگر خود جہدار اپنی جوہلی کے ہتھو کام کے سبب بچ گیا کہ دونوں طرف اس نے  
توپرین لگا رکھی تھیں آخر سکھوں نے اپنا غضب اس باغ پر نکالا اور اس کے  
درختوں کو کاٹ اور عمارت کو گرا کر کٹ دست میدان کر دیا جب انتظام  
سلطنت کا ہوا تو اس باغ کی دوبارہ چار دیواری دوبارہ درسی بنائی گئی اور  
درخت وہی کٹے ہوئے پہر سرسبز ہو گئے اور کچھ دوبارہ لگائے گئے جہدار  
خوشحال سنگہ نے اسی باغ کی جنوبی سرزمین میں اپنی بیٹے رام سنگہ کی سادہ  
بنوائی تھی چونکہ اُس میں شوچی کا بہت تھاپن ہی تھا اس سبب وہ عالیشان  
مکان سکھواپنی کے دست ستم سے بچ گیا جہدار خوشحال سنگہ کی سادہ  
ہی اسی جگہ بنی اور راجہ تپا سنگہ کی بھی ۔

### باغ راجہ تپا سنگہ

یہ باغ متصل شہر کہوئی میران بیرون شہر لاہور باغ اعلیٰ ویرہ میل کر واقع ہے  
راجہ تپا سنگہ نے بڑے شوق سے یہ باغ بنوایا تھا چار دیواری اسکی بلند و  
پختہ و مضبوط ہے درختان شمرہ بیشمار ہیں بیلین انگور وغیرہ کی بہت  
عمارتیں ہیں نہایت تفصیح و خوبصورت و پختہ بنی ہیں بڑی بارہ درسی  
عالیشان نہایت دلچسپ ہے اس باغ کا وارث و مالک اب راجہ ہرنس سنگہ  
ہے جو نہایت خبر گیری کرتا ہے ہرنس اس باغ میں آتی ہے اور سرسبز و زیادہ ہے ۔

### باغ راجہ دینا ناتھ

راجہ دینا ناتھ کا باغ خانقاہ کہوڑے شاہ کے پاس کہنہ شرک باغ شالام  
پر واقع ہے چار دیواری اسکی پختہ و عالیشان بنی ہے شرقی و دروازے سے

آند درفت تہی کہی کسی زمانہ میں یہ باغ سرسبزی و خوبی عمارت میں ایسا  
 المشہور تھا کہ ہزاروں لوگ سپر کیو ایسے جاتے تھے اور جب کسی جشن کا ہنود  
 و اہل اسلام میں ہوتا تھا تو اسی باغ میں جا کر ہنگامہ عیش گرم ہوتا تھا مگر یہ  
 امر راجہ دینا ناتھ کی زندگی تک رہا بعد ازاں کنور زنجین ناتھ اسکا فرزند  
 اس باغ کی خبر گیری سے غافل ہو گیا اس سبب وہ رونق و سرسبزی  
 راجہ دینا ناتھ مرحوم نے البتہ اس باغ پر بہت روپیہ صرف کیا تھا مکانات  
 پختہ اندرونی قسم بارہ درمی وغیرہ ایسے عمدہ بنوائے تھے کہ انسان دیکھ کر خوش  
 ہو جاتا تھا خصوصاً جنوبی بارہ درمی تو ایسی عمدہ تھی کہ اس علاقہ میں اپنا  
 ثانی نہیں رکھتی تھی اب وہ بے مرمت و خراب حالت میں ہے خوارے بھی  
 ٹوٹے پھوٹے پڑے ہیں چار دیواری بھی بہت جگہ سے خستہ ہے ۔

### باغ لالہ رتن چند ڈاڑھی والہ

یہ عمدہ وضع کا باغ عہد سکھی میں بنا پہلے اس جگہ لاہور کی پرانی آبادی کے  
 کہنڈر تھے جس جگہ سے خشت فروش اینٹیں نکال کر لے گئے تھے اور مٹاک  
 ویسی ہی چھوڑ گئے تھے لالہ رتن چند نے اس پرمٹاک زمین کو ہموار کرایا اور  
 عالیشان چار دیواری موجودہ حال بنوائی چاروں کونوں میں چار عالیشان  
 بیچ بنوائے جو دو منزلہ اور مکلف بنی ہوئے ہیں پانچواں برج مور شمالی سبک  
 زیادہ مکلف اور نہایت بلند ہے ہر منزل میں درپے چاروں طرف رکھے ہوئے  
 ہیں اور نہایت عمدہ و ہوادار مکان ہے چتھین اسکی مٹلا و مذہب ہیں ۔  
 باغ میں اشجار میوہ دار وغیرہ بہت ہیں دو چاہ آباد ایک تو شرقی حصہ  
 باغ میں جو باغ کی تعمیر کی وقت گھنڈوا گیا تھا دوسرا آسمانی چاہ جو جنوبی  
 سمت کو ہے یہ چاہ بعد میں بنایا گیا تھا بلکہ وہ ایک علیحدہ قطعہ ہے ۔

جہین چاہ وغیرہ سکانات ہیں اور باغ کی جنوبی دیوار کے اندر سے اس کا رستہ  
 ہے ایسا یہ باغ لالہ بگو انداس لالہ متن چند کے فرزند و جانشین کے قبضہ  
 میں ہے چاروں برجون میں صاحب لوگ کرایہ دار تھے میں باغ میں پانی اب  
 نہ کر دیا ہے پہنچا ہے جس سے وہ کمال سرسبز ہے اور مالک اس کی خبر گیری بخوبی کرتا ہے۔

### باغ بہائی مہان سنگہ

یہ باغ سلطنت سکھی میں سب سے پہلے بنا اور وہ مشہور ہی ہوئی کہ روزمرہ  
 سینکڑوں شوق مند لوگ اس کی سیر کے لئے جاتے تھے اور حقیقت میں وہ باغ  
 نہایت عمدہ تہا عمارات و فوارے اسکے فرج بخش طبیعت انسان تھے  
 خلاوہ اسکے مالک باغ کا خود میرے پہر باغ میں آتا تھا اس وقت باغ آ رہا  
 ہوتا اور فوارے چھوڑے جاتے تھے ہجوم تماشا بون کا دیکھ کر باغ کا مالک  
 نہایت خوش ہوتا تھا اور سب سے باخلاق پیش آتا تھا جب وہ مر گیا تو باغ  
 کی رونق بھی اسکے ساتھ مر گئی۔ چند سال کے بعد بہائی سوا یا سنگہ نے یہ  
 باغ پادریوں کے پاس فروخت کر دیا اب وہ باغ پادریوں کے قبضہ میں ہے  
 اور انہوں نے باغ کی صورت بدل کر اپنے طور پر سکانات بنائے ہیں اور  
 مجمع عیسائیوں کا زن و مرد اس میں قیام رکھتا ہے اور وظیفہ پادریوں  
 پاتا ہے وہ عیسائی بارگاہ تمام وہاں گزارہ کرتے ہیں تعلیم بھی انکی روزمرہ ہوتی ہے۔

### ویوڑی باغ نولکھہ

ریوے کے پڑاؤ کے شمال کی طرف یہ پرانا مکان نہایت پختہ موجود ہے اس  
 مقام پر بعد شاہان چھٹائی نواب علی مردان خان نے ایسا باغ بنوایا تھا  
 جسکی سالانہ آمدنی نو لاکھ روپے تھی بعض کہتے ہیں کہ اسکی تیاری پسر  
 نواب نے نو لاکھ روپیہ خرچ کیا تھا اس سبب نو لکھہ باغ مشہور ہوا



ابتداً زور و شور سکھان میں پہہ باغ اُجڑ گیا دیوار میں اسکی خشت فروشن  
نے نکالی لین پتھر وغیرہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے کام آئے زمین میں  
زمینداروں نے چاہ جاری کر کر زرعیت شروع کر دی اور عمدہ محال  
نولکھہ کا قایم ہو گیا اسکا لقیہ پہہ ڈیوڑھی ہے جسکی مضبوطی و استحکام کا  
کچھ حساب نہیں سردار لہنا سنگھ مجیٹھ نے اس مکان پر کچھ اور عمارت  
ایزا د کر کے اپنر رہنے کے لئے کوٹھی بنوالی چنانچہ کوٹھی کی صورت پر پہی  
ہو اور صاحبان عالیشان اُس میں سکونت رکھتے ہیں ۔

### بارہ درسی باغ نواب وزیر خان مرحوم

یہ بارہ درسی پختہ عمارت کی نواب وزیر خان کی تعمیرات میں سے ہے  
جسکی یادگار مسجد وزیر خان شہر لاہور کے اندر ہے بعد فراع تعمیر مسجد کے  
اُس نے اس موقع پر ایک عمدہ باغ بنوایا چونکہ اُس میں کبجور کے درخت  
بکثرت تھے خاتمہ وزیر خان کے نام سے وہ باغ مشہور ہو گیا ابتداً عملداری  
سکھی میں سکھوں نے اس باغ کو ویران کر دیا صرف یہ بارہ درسی منجلہ  
باغ باقی رہ گئی جو اُس باغ کے وسط میں تھی عمارت اسکی سبب خشتی ہے  
گرد اس بارہ درسی کے تابینہ بلند ایک چوترہ خشتی مربع عرض و طول  
جبکاتینا لیس گز ہے اور چوترے کے میانہ میں زمین چھار گز گیارہ گز  
کا چوڑا چوترہ ہر طرف چوڑ کر وسط میں عمارت اس بارہ درسی کی واقع  
ہے یہ بارہ درسی باہر سے دو منزلہ اور اندر سے ایک منزلہ ایک ایک  
دہن محرابی خشتی میانہ میں اور ایک ایک دہن اسکی بخلوں میں ۔ کل  
تین تین دہن چاروں طرف ہیں ۔ اسی طرح منزل ثانی میں ہر طرف  
تین تین دہن ہیں یہ دہن اوپر کی غلام گردش کے اندر رکھ کر ہیں

بیچ میں گنبد دار بلند عمارت ہو اور چاروں گوشوں پر چار سیڑھیاں  
 بنی ہوئی ہوں جنکے ذریعہ سے انسان دوسری منزل کی غلام گردش پر  
 پہر سکتا ہو اور بالائی منزل پر بھی چڑھ جاتا ہو اور پر کی سقف کے چار کونوں  
 پر چار برجیاں نہایت مقطع میں انکی برجیوں کے نیچے تین تین دہن  
 چاروں طرف ہیں کل بارہ در ہر ایک برجی کے نیچے بنائی گئی ہیں برجیوں  
 کے نیچے گزرنے اور اوپر کلس ہے اور وسط سقف میں دو فٹ بلند ایک  
 چوتھرہ بنا ہو جو چار چار گز مربع ہر طرف سے ہو اور دو دو فٹ بلند منہ پیر  
 خشتی بنی ہو۔ اندر بارہ دری کے میانہ میں ایک کمرہ مربع ساٹھ سات ویرہ  
 جسکے چاروں طرف ایک ایک در محرابی کلان ہو اور اس کے سقف گنبد نما  
 بنی ہو اس میانہ کمرہ کی چاروں طرف تین تین کمرے مقطع سے ہیں۔ بعد  
 سکھان یہ بارہ دری داخل چاؤنی تھی اور سکھہ اسمین قیام پذیر تھے  
 جب عہداری سرکار انگریزی کی ہوئی تو پہلے اسمین گورے رہتے رہے  
 جب چاؤنی میانہ میں منتقل ہوئی تو اس جگہ محکمہ بندوبست کی  
 کچہری ہوتی رہی پھر صاحبان محکمہ تار کا قبضہ رہا پھر سامان عجائب خانہ  
 اسمین رکھا رہا پھر کتاب گہرا اس جگہ بنا عرض اب تک اسپر قبضہ سرکاری  
 ہو سکی وقت میں یہ بارہ دری نہایت خراب حالت میں تھی سرکار انگریزی  
 نے اسکو نہایت عمدہ طور پر مرمت کیا گویا نئے سرے سے بنایا اب  
 بخوبی آراستہ و پیرستہ ہے ۛ

### سرایے محمد سلطان ٹہیکہ دار

پانی اس سراے کا سلطان نام عہد سبھی میں لاہور گزر دہلی دروازے  
 میں رہتا تھا اور صہون کا کام کر کر گزارہ اوقات کرتا تھا گشتی اور

پہلوانی کا بھی اسکو شوق تھا یہ شخص مامور دولت مند نہ تھا مگر اس کے مقصود سے  
 جو سلطنت سکھی جاتی رہی اور عہد دولت سرکار انگریزی آیا اور سرکار کو  
 تعمیر چھاؤنی و کوٹھیاں کے لئے جو ضرورت تھی کہ دار کی ہوئی تو یہ شخص  
 تھیکہ دار مقرر ہوا چونکہ اسکی قسمت کا ستارہ دن بدن اوج پر تھا تو بڑے  
 عرصہ میں ہزاروں بلکہ لاکھوں روپے کی عزت کا آدمی ہو گیا محمد سلطان خطا  
 پایا اسکی دولت مندی سے لوگوں نے فیض بہت پایا اگر شریعہ غریب جو اس کے  
 پاس جاتا تھا خالی نہیں پیرتا تھا عمارت ہی اس نے بہت سی کیں بہت  
 سی کوٹھیاں اور یہ سرائے اور دو چار مسجدیں بھی تعمیر کیں مگر اپنی مسجدیں  
 اور عمارتیں عہد شاہان سلف کی یادگار ہیں اس نے بہت گرامین اور یہ کام  
 اس نے صرف اینٹ کی طرح سے کیا چنانچہ پری محل کا مکان اندرون شہر  
 لاہور جو نواب وزیر خان کا یادگار تھا سرکار سے اس نے قیمتاً لیا اور اسکو  
 بیخ و بنیاد سے نکال ڈالا مسجد دن کہنے کا تو کوئی شمار نہیں جو اس نے سار  
 کیں چنانچہ ایک مسجد نیم سہل یعنی نیم سار اینٹک سرائے سے بگوتہ لگتی مسجد  
 ہر نصف اینٹیں اسکی نکلوائی گئی ہیں اور نصف باقی ہیں اگرچہ پہلے اسمیں  
 ایک انگریز نے کوٹھی بنائی تھی مگر مسجد ثابت تھی اس نے وہ خرید کر  
 شہید کی یہ زمین جہان سرائے بنی ہوئی تھی اس نے سرکار سے لی کیونکہ اسکو  
 معلوم تھا کہ اس زمین میں پہلے چوک شہزادہ داراشکوہ تھا جسکو عمارت گرو  
 نے گرا دیا تھا اسکی بنیادیں زمین کے اندر میں اینٹ جھپکویاں سے بہت  
 ملیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا پہلے وہ بنیادیں گہرائی گئیں جب اینٹ بیکار جمع  
 ہو گئی تو اس سرائے کی بنیاد رکھی گئی سرائے کی متعلقہ عمارتیں ہی اس نے  
 بہت سی بنوائیں جس سے سرائے کی رونق وہ چند ہو گئی شمال کی سمت سرائے

کے ایک نیا بازار تعمیر دو طرفہ بنا کیا چونکہ وہ مختصر بازار تھا اس واسطے مسکانام  
لنڈہ بازار مشہور ہو گیا کیونکہ پنجابی زبان میں لنڈہ دم بریدہ کو کہتے ہیں اور  
اُسکو جبکا قد قدامت کچھ نہ ہو ۴ براہ فیاض چند سال بلکہ اُسکی زندگی کسا  
دوکانداروں کو کرایہ ہی محافط اور یہی باعث اس بازار کی رونق و  
سرسبزی کا ہوا اب یہ بازار بخوبی آباد ہو چکا جو دیکھ کر ایہ دوکاندار کام ہمارے  
جسوں وصول کرتا ہے تو یہی بازار رونق پر ہر شرق کی سمت سرائے کے ایک  
مختصر باغچہ نہایت سرسبز بنایا اور اُس میں ایک وسیع چاہ کھدوا کر اُسکو مصنوعی  
آب سرد سے مشہور ایسا کیا کہ تمام زمانہ میں نام ہو گیا سردیوں میں نہر کا پانی  
اُس چاہ کے اندر بذریعہ ایک نالی کے پڑ کر متفرق ہوتا ہے جب گرمی کا  
سوسم اپنی اوج پر آتا ہے تو منہ چاہ کا جو تمام موسم زمستان میں بند رہتا ہے  
کھول دیا جاتا اور بہت سی چرخیاں ہندو مسلمان عیسائیوں کی اُس پر  
جاری ہو جاتی ہیں پانی ایسا سرد نکلتا ہے کہ گویا برف سے سرد کیا ہوا ہے  
ہزاروں سینچے بہر کر لوگ شہر میں لاتے اور کوئیںوں پر بیچا میں دو ماہ تک  
روزمرہ میلانا شایون کا اسپر ہوتا ہے۔ اس سرائے کے دو دروازے ہیں  
ایک شرقی اور ایک شمالی دونوں دروازے عالی شان بنے ہوئے ہیں اندر سے  
سرائے بہت وسیع ہے اور چاروں طرف کوٹھڑیاں مسافروں کے قیام کر لئے  
بنے ہوئے ہیں صاحبان انگریز و روسی عزت مسافروں کے لئے مکلف مکان بھی  
ہیں مسافروں کے آرام کے لئے چاہ بھی اندر کھدوا دیا گیا ہے چار دیواری سرائے  
کی پختہ و عمدہ عمارت کی بنائی گئی ہے شرقی دروازہ باغچہ کے ساتھ ملحق ہے  
اور شمالی دروازہ لنڈہ بازار کی طرف دروازے سے بازار تک جو دو طرفہ  
دوکانیں ہیں اُس میں کسب عورتیں رہتی ہیں لنڈہ بازار کی دو طرفہ دوکانیں

اُس نے بنوائیں اور پختہ عمارت سے اُسکو زینت دی سرکاری پولیس کے لئے  
 چونکہ کا انتظام اُس میں بنادیا پہلے لٹڈ بازار کی دوکانوں کے آگے چوبی چیمبر  
 نہ تھا مگر جب سٹند ع میں منبر دارہ والا تیار پرنس آف ویلز تشریف لائے  
 تو اس نے اپنی بازار کی زینت بڑھانے کے لئے تمام بازار میں دوکانات کے آگے  
 چیمبر چوبی نہایت مقطع لگوا دئے جس سے بازار نہایت خوبصورت بن گیا۔  
 سرائے کے غریب کی صحت بھی اس نے مکلف عمارات بنوائیں ایک مکلف  
 کو بھی اپنی سکونت کے لئے بنوائی اور ایک عہدہ مسجد گنبد وار مسافروں کی  
 نماز کے لئے اور خود تادم اخیر اسی میں سکونت رکھی لٹڈ بازار کو اُس نے  
 بجانب غرب سرائے کی بھی بڑی وسعت دی تھی اُن دوکانات کی کوٹھڑیاں  
 تو بن گئیں مگر ہاؤس بننے نہ پائے اور بعض جھون کی چھتیں بھی نہ پھین  
 اور عمارت موقوف ہو گئی البتہ لٹڈ بازار کی شمالی اور جنوبی دوکانیں  
 ہاؤس و چیمبر وغیرہ سامان ضروری سے آراستہ ہو گئیں اخیر عمر میں اسکی  
 تندرستی میں فرق آگیا اور دولت نے بھی زوال کی صورت دکھائی  
 خچہ وہی امیرانہ رہا اور جواہر کار و معتدا اسکے تھے وہ دولت کے غارتگر  
 بن گئے جو کچھ کیسکے ہاتھ آیا لے گیا چھ سات لاکھ روپیہ قرضہ سپر چارج لگیا  
 اس نے وہ روپیہ مہاراجہ جھون سے لیکر قرضداروں کو ادا کر دیا اور  
 اپنی جائیداد تمام کوٹھیاں اور لٹڈ بازار اور رکھہ جلو اور پری محل کی دوکان  
 وغیرہ سب مہاراجہ کے پاس رہن کر دی اور اپنے صرف کے لئے پانچ روپیہ  
 ماہوار لینا مقرر کیا اس انتظام کے بعد وہ دو تین سال جیا پھر مر گیا +  
 یہ شخص سرکار میں بھی ذمی عزت شمار ہوتا تھا اور حکام اسکا بڑا لحاظ  
 کرتے تھے۔ رکھہ جلو جو ایک زر خیر رکھہ تھی سرکار نے اسکو وصیت کی۔

وہ بھی اب مہاراجہ جیون کے رہن میں شامل ہے اُسکے مرنے کے بعد  
صلی وارث اُسکا صلی بیٹا کوئی تہا سراج الدین ولد عبد الرحمن وارث قرار پایا وہ  
مر گیا اب دو تین عورات کو وظیفہ ملتا ہے +

دیرین بستان بے گھہا شکستہ مگر آخر زویدہ رخ نہفتند

### مکان قدیمہ المشہور چوہر جی

صدر بازار مارکھلی سے گزر کر لاہور سے دو میل کے فاصلہ پر ملتان کی شرک کے  
غرب کی سمت یہ قدیمی دروازہ شہزادی زیب النساء کے باغ کا اب تک موجود ہے  
چونکہ پہلے چارمینار تھے چوہر جی کے نام سے یہ مکان مشہور تھا مہاراجہ نجیت سنگ  
کی اخیر سلطنت کی وقت جب دریائے راوی کا زور نالہ کی طرف بہت ہو گیا تو  
اس دروازے پر ٹکڑ دریا کی چند سال لگتی رہی چونکہ مکان نہایت شعلم تھا نہ گرا  
آخر ایک برج یعنی مینار گوشہ شمال مغرب گر گیا سقف قابوتی جو ہنوز قائم تھی  
اُسی کے ساتھ کہی قدر گری۔ اس جگہ شہزادی زیب النساء المتخلص بمحفی  
و خرنیک اختر شاہچہان بادشاہ نے نہایت عمدہ باغ بنوایا تھا اور شمال مار باغ  
کی طرح لاکھون روپے کی عمارت اس میں بنائی گئی تھیں جب باغ بنکریا ہو چکا  
تو مینا باقی اپنی وادیہ کو بخش دیا۔ سن بعد جب دریائے راوی شہر کے نزدیک آگیا  
تو ہزاروں عمارتیں عالیشان تباہ ہو گئیں اور یہ باغ بھی دریا کے منہ میں  
نقہ ہو گیا جب شاہ عالم گیر نے دیکھا کہ اب شہر پر صدمہ آنے والا ہے تو باغ  
میل میں پختہ بند باندھ کر دریا کو روکا اگرچہ کبھی قوت میں اور بھی دیرین  
علامتیں اسکی باقی تھیں مگر اب سوائے اس دروازے کے کچھ باقی نہیں  
یا اسکی بانیہ کا مقبرہ موضح نیا کوٹ میں موجود ہے جسکا پتہ مہاراجہ نجیت سنگ  
نے اُتروا لیا ہوا ہے۔ اس مکان کا مالیشان محرابی دروازہ شرق کی سمت

دو طرف چکیان بنی مین اور اندر دروازے کے شمال و جنوب کی سمت  
دو شہ نشینین دو منزلہ بنی مین مینا ہشت پہلو قطع مین چنپر کانسی کا  
کام ہر اندر کی عمارت پر ہی اکثر کانسی کا کام نظر آتا ہے دروازہ کھان کے  
اوپر دو فٹ نیچے مندر سے ایک مٹول کتبہ ہر اربعین قرآنی آیات مین  
سے وہ آیت متبرک جسکا نام آیت الکرسی ہے بخط عربی تحریر ہے دوسرے کتبہ  
مین اشعار بخط فارسی تحریر مین جس مین سے حیدر پڑھا جاتا ہے لکھا جاتا ہے  
بنا پذیر شاہین باغ روضہ ضوان اسکا دوسرا مصرع پڑھا نہیں جاتا  
بگشت مرحمت این باغ بر میابائی ز لطف صاحب زمیندہ بیگم دور  
زیبا لکھا بیگم اور زمیندہ بیگم دو نو نام ایک مین اس دروازے کی مندر  
کے نیچے تین کھڑکیاں فالبوئی بنی ہوئی مین اندر جاتی ہی شمال و جنوب مشرق  
مکان جسکی چہن مین فالبوئی گنبد نما مین لکھا گئی دیتے مین اُسکے آگے اور مقام  
فالبوئی جسکے دو درجے مین موجود ہر اس سے آگے متصل مینا غربی ایک  
شہ نشین عمدہ بنی ہر اسپر کانسی کا کام ہوا ہوا ہر اور منزل ثانی کو دروازہ  
پر دو طرف مرغول پر لفظ الحد تحریر ہے باتوے مینا جنوبی پر ایک بستی  
کتبہ ہر چہر کچھ لکھا ہر صرف اس قدر پڑھا جاتا ہے ۔ ساخت میا بائے  
چون روضہ عالی ارم ۔ اوپر جلنے کے لڑاب کوئی رستہ نہیں ہے  
اور نہ اندر کی محراب موجود ہے ۔

### مکان گڑھی شاہو

یہ قدیم و عالیشان عمارت عہد شاہان چغتائی مین تعمیر ہوئی مفضل حال  
اسکا یہ ہر کہ عہد شاہ جهان بادشاہ مین ابو الخیر نام ایک فاضل اجل  
شہر بغداد سے ملکون کی سیر کرتا ہوا ہند مین آیا پنجاب کی آب و ہوا اسکو

پسند آئی تو لاہور میں قیام پذیر ہوا چونکہ اس موقع پر محلہ سید سرا آباد تھا  
اور سید جان محمد حضور سی وغیرہ بزرگ اسمین قیام پذیر تھے انکی خدمت  
میں رہا رفتہ رفتہ انکے علم و فضل کی شہرت بہت ہوئی اور عالمگیر وزیر  
نے اسکو طلب کر کے درخواست کی کہ تم تعلیم علوم دینی جاری کرو تاکہ  
لوگوں کو آپ کے نفس نفیس سے فائدہ پہنچے اور صوبہ لاہور کے نام  
حکم جاری ہوا کہ انکے قیام و تدریس کے لئے ایک عمدہ مکان تجویز کر دینا  
چاہئے چنانچہ حکم کی تعمیل ہوئی اور یہ عالی جاہ مدرسہ حبیبین مسجد پختہ گشت  
سے بنائی گئی صوبہ لاہور کے حکم سے بنایا گیا غالب علموں کے قیام کے لئے  
چاروں طرف حجب بھی تعمیر ہوئے تفصیل و دیوار بھی قلعہ کے طریق پر  
بنائی گئی اور خچ مدرسہ کا بادشاہ کے حکم سے لاہور کے خزانہ پر مقرر ہو گیا  
چنانچہ وہ بزرگ بقیہ عمر اسی مکان میں قیام پذیر اور اپنی ذاتی علوم و  
فنون سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا رہا آخر ایک سو پانچ برس کی عمر میں بعد  
محمد شاہ بادشاہ و نظامت خان بہادر فوت ہو کر اسی مدرسہ کے  
اندر مدفون ہوا چنانچہ قبر اسکی اب تک اسمین پختہ موجود ہے اور  
لوگ اسکا بہت ادب کرتے ہیں اسکے بعد بھی یہ مدرسہ آباد رہا اور  
محمد نعیم نامی اسکا کوئی خلیفہ اسمین درس پڑھاتا رہا جب وہ ہی مر گیا  
اور پنجاب میں غارت گروں نے آفت برپا کر دی اور لاہور کے حصار  
کے باہر کی آبادیاں کچھ تو لوٹ لیں اور کچھ آگ لگا کر جلا دیں اور رعایا  
حیران و پریشان جا بجا پھرنے لگی تو اس مستحکم مکان پر بہت لوگوں کی نظر  
تھی کہ کسی طرح درویشوں سے چھین کر خود اسمین آباد ہوں کہ اس مکان  
کو آگ کا خطرہ نہ تھا اور مکانات اسکے خشتی تھے چہتین بھی خشتی تھیں



تفصیل بھی نہایت مستحکم تھی کہ کیسے گزرنے سے گز نہیں سکتی تھی چونکہ  
 متصل اسکے ایک محلہ المشہور ٹھہی لگہ آباد تھا جب اسکو سکھوں نے اوجڑا  
 تو ساکنین اسکے پہلے مقام قنات شاہ جا کر آباد ہوئے کہ دسکی عمارت بھی  
 مستحکم تھی اتفاقاً ایک روز غارت گروں نے اس مکان پر یہی حملہ کیا اور  
 تصور کیا کہ اسمین کچھ دولت ہوگی کہ مکان بہت بڑا اور درویشوں کا بطن  
 کے پاس کیا تھا وہ کپڑے اور ترا کر بہاگ لگئے اور مکان خالی ہو گیا مکان  
 کے خالی ہوتے ہی ایک شخص شاہو نام جبکا پیشہ بھی غارتگری تھا اور وہ  
 دھڑ سے وہ ہسٹر بکری گائے بیل زمینداروں کے غارت کر لاتا تھا اس  
 دخیل ہو گیا وہ اور اسکے ہمراہی اس مستحکم مکان کے مالک بن بیٹھے جو مال  
 لوگوں کا مار کر لاتے اسمین محفوظ رکھتے اگر مالک پیچھے سے آجاتے تو  
 نذرانہ لیکر واپس کر دیتے باقی ماندہ فروخت کر دیتے چونکہ لاہور کے اندر  
 تین حاکموں کی حکومت تھی باہر انکی حکومت کم مانی جاتی تھی کوئی پرسان  
 حال شاہو کا نہ تھا اسوقت یہ مکان جو پہلے خیر گڑہ مشہور تھا شاہو کی گڑھی  
 مشہور ہو گیا چار پانچ سال کے بعد شاہو کو بھی موت آئی پڑی اسکے مرنے کے  
 بعد اسکے آدمی دہلئے جبکا کچھ رعب نہ تھا وہ وقت ساکنان محلہ ٹھہی لگہ  
 نے جو قنات شاہ بین قیام پذیر تھے غنیمت جانا انہوں نے باسانی شاہو کے  
 ملازمین کو اس جگہ سے نکال دیا اور خود قابض ہو گئے اسوقت شیخ فیض و  
 شیخ زمان و شیخ نور محمد و شیخ حمید نے اس مکان پر قبضہ کیا تھا جنکی اولاد  
 اب تک قابض و متصرف ہے بعد ازاں صورت اس مکان کی ویسی ہو گئی  
 جقدر زمین جو لا مالک حیران پڑی تھی انہوں نے چاہی اپنے قبضہ میں  
 کر لی مگر نام اسکا نان بعد اب تک نہ بدلا رہی گڑھی شاہو نام قائم رہا

صورت اس مکان کی جو فی زمانہ جال ہو یہ ہر کہ کہنہ دیوار فصیل پختہ بلند  
تا حال موجود ہے جسکے چاروں گوشوں پر چار برج بنے ہوئے ہیں دروازہ  
آمد و رفت کا شمال کی سمت بہت بڑا بلند محرابی موجود ہے اس میں چو کہٹ  
تختہ چوبی قدیم زمانہ کا ایک موجود ہے ڈیوڑھی عالیشان ہے اس میں سمت  
غرب و شرق دو دالان بنے ہوئے ہیں فی دالان دو دوسین محرابی پختہ  
ہیں مغربی دیوار کے ملحق ایک پختہ مسجد عالیشان با مینار گنبد دار بنی ہے  
قدیم حجرے درویشوں کے رہنے کے اب تک سب موجود ہیں جنکو زمینداروں  
نے عمارتیں بڑا کر اپنے رہنے کے لئے گھر بنا لیا ہوا ہے انہیں سے بعض حجے  
دو منزلہ ہیں ہیں چتہیں انکی قابوتی اور پختہ دیوار ہیں میں برج بھی  
دو منزلہ ہیں وہ اب سب زمینداروں کے گھر ہیں ایک چاہ قدیم ہی اسکے  
اند موجود ہے مکان کے صحن میں ہی اب ساکنین نے گھر بنا لئے ہوئے  
ہیں وسط مکان میں مزار ابوالخیر کا ہے جسکی ذات سے یہ مکان تعمیر ہوا  
تھا یہ قبر اب درختوں سے ڈھکی ہوئی ہے قبر کے پاس اور قبر میں ہی  
درویشان طالب علم کی موجود ہیں +

### سرے المشہور گولیان والی

یہ عالیشان پختہ سراہی موضع اچھرہ کی حدود میں متصل جیل خانہ لاہور موجود  
ہے ۲۵۰ سہری میں حکم جہانگیر بادشاہ غازی تعمیر ہوئی جب بھٹ  
چٹائی برباد ہو گئی اور سکھوں کا وقت آیا تو یہ سرے ہی اڑ گئی۔  
مسافروں کا قیام اس میں موقوف ہو گیا مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس میں  
سیکھہ زمین ڈال دیا اور کوہڑیوں میں گوسے پروئے دس سال تک  
اس میں گوسے بہرے رہے اس واسطے یہ سراہی گولیان والی مشہور ہو گئی۔

زمان بعد از خوشحال سنگہ نے مہاراجہ رنجیت سنگہ کی خدمت میں عرض کر کے  
 یہ سرائے لولی اُس روز سے اسی خاندان کی ملکیت ہو گئی اب اس پر قبضہ ٹالکانہ  
 راجہ ہرنس سنگہ کا ہر قبل از تعمیر جیل خانہ لاہور کے چند سے سرکاری  
 قیدی بھی اس میں قیام پذیر رہے ہرگز وہ سکونت عایتاً ہی نہ کرے۔ ان اس سرائے  
 کی پختہ نہایت مستحکم ہے دو دروازے عالی شان میں ایک شمالی دوسرا جنوبی  
 گردنواح چار دیواری پختہ جس کے اندر حجرے کا بوقت بنائے گئے ہیں بعد از خوشحال سنگہ  
 نے اپنی کارروائی کیواسے حجرون کے آگے کچھ عمارت ایذا دی ہی کر دی ہی جو  
 گر کر خراب ہو گئی ہے دو زینہ کی دیوڑھی اور ایک ایک زینہ سرائے کو گوشون  
 میں اوپر جانے کے لئے ہر صورت سرائے کی پشت پہلو اس طرح ہے کہ چاروں طرف  
 برابر حجرے بنے ہوئے ہیں اور چاروں گوشون میں تین تین حجرے ہیں جسکی  
 سقف گنبد نما ہے شمالی و جنوبی دو دیوڑھیان برابر محاذ ایک دوسرے کے  
 ہیں میں اور دیوار شرقی و غربی کے حجرہ ہاے اندرونی کے میانہ میں دو دروازے  
 خوشنما بنے ہوئے ہیں سرائے کے باہر شرق کی سمت پہلے ایک تالاب پختہ تھا  
 سکھوں کے وقت اسکی اینٹیں خشت فروشون نے نکال لی تھیں۔ سرائے  
 کے گوشہ لگنی میں ایک چاہ کھان اسی وقت کا بنا ہوا ہے جب یہ سرائے تعمیر  
 ہوئی تھی۔ اسپر اب چرخ چوب جاری ہے اور جو زینت سرائے کو اندر و باہر چولی  
 ہے اسکو اسی سے پانی دیا جاتا ہے دیوڑھی شمالی جو میانہ دیوار میں ہے سترہ فٹ  
 کوٹھڑیاں اس کے میں و بیار اور اسی طرح اسکے محاذ دیوار جنوبی میں ہیں  
 انتیس ۲۹ انتیس حجرے دیوار غربی و شرقی کے ساتھ سوائے درمیانی  
 دالان کے۔ طول سرائے کا شرقاً غرباً ایک سو نوے گز اور عرض شمال  
 جنوب کی سمت کو ایک سو چالیس دو عہ ہے میانہ میں ایک باولی بھی ہے

بارہ درمی مین جھدار خوشحال سنگہ کیوقت مودینخانہ کا سامان رکھا رہتا تھا اب ندارد ہر فی الحال اس سرائے کی عمارت نہایت بوسیدہ و خراب ہے بلکہ قریب مسمار ہونے کے ہو مالک نے کبھی مرمت نہیں کرائی مگر بسبب استحکام عمارت کے ابھی سالہا سال قائم رہیگی ۔

### بارہ درمی باغ کا مران

یہ مستحکم و مضبوط بارہ درمی دریا پر راوی کے دینے کنارے اب تک موجود ہے باوجودیکہ پچاس برس سے دریا اسکے نیچے چلتا ہے مگر سوائے کینقد عمارت یہ بارہ درمی کرنے مین نہیں آئی ہمیشہ دریا موسم طغیانی وغیرہ مین اسکے ساتھ ٹکراتا رہتا ہے اور اسکے گرانے کے لئے بہت زور دیتا ہے مگر یہ مستحکم عمارت نہیں گرتی اس مقام پر شاہزادہ کامران پسر پادشاہ شاہ ہمایوں کے بہائی کا باغ تھا جو اسوقت کے موقع اجڑے دریا پر راوی سے دیول ٹھونڈا تعمیر ہوا تھا یعنی اسوقت دریا شہر کے نیچے بہتا تھا جہاں اب نالہ دریا ہے عہد محمد شاہ بادشاہ مین دریا کا رخ شہر کی سمت سے ہٹ گیا اور بہت باغات امراے عظام کے جو دریا کے اُس طرف تھے دریائے برباد کئے یہ باغ ہی اسی دریائے برباد کیا اب پچاس ساٹھ سال سے دریا میانہ بارہ درمی کے نیچے بہتا ہے مگر بارہ درمی اُسی طرح قائم ہے یہ کہنہ عمارت محراب دار و ہنون کی بنی ہوئی ہے عمارت کی استحکام کی یہ حالت ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے ۔

### تالاب راجی میلارام ٹھیکہ دار

جدید عمارت مین سے یہ عمارت تالاب وغیرہ متعلقہ تالاب نہایت عمدہ بنائی گئی ہے جو سٹیشن ریلوے کے متصل ہے کل عمارت پختہ و مستحکم ہے تالاب وسیع زینہ دار ہے جس مین پانی بندیدہ نہر کے آتا ہے لاہور کا راجا ہے

اسکی دیوار شمالی کے ساتھ چلتا ہر چاروں طرف تالاب کے دہن دار عمارت  
 نہایت مضبوط قابوئی درون کی مسافروں کے آرام کے لئے بنائی ہوئی تھیں دروازے  
 اُسین شمالی و شرقی وغربی رکھے گئے تھیں دروازوں کے اوپر بالا خانے ہیں  
 نہایت مکلف بنائے گئے تھیں زمانہ گھاٹ بھی نہایت پردہ کا بنا ہوا دھوپ یا  
 بارش کیوقت جو مسافر تکلیف اٹھاتا ہو وہ اس جگہ آرام پاتا ہو گویا تالاب  
 سرائی کا سرائی ہے اور تالاب کا تالاب ہر طرح کی تکلیف مسافر کی اس مکان  
 میں رفع کی گئی ہو نہانے کے لئے تالاب موجود ہو پانی پینے کو نہر جاری ہو آرام  
 کرنے کو نہایت امن دار مکانات ہوا دار سقف موجود ہیں شرقی دروازے  
 کے آگے مختصر باغچہ ہی لگایا گیا ہے غرض یہ یادگار راجہ میلارام پیکہ دار کی  
 صد ہا سال تک قائم رہیگی \*

پانچواں حصہ اُن مکانات کے بیان میں جو  
 بحکم و عہد دولت سرکار انگلہ نیری تعمیر ہوئے  
 پہلی قسم اُن مکانات کو ذکر میں جو شہر لاہور کے اندر واقع ہیں

### مکان کو توالی

سکھون کے عہد میں بھی اس موقع پر جہاں اب کو توالی موجود ہے کو توالی  
 بنی ہوئی تھی مگر وہ مکان مختصر سا تھا صرف ایک دالان وسیع تھا جہاں قید  
 ایک پانچویں رہتے تھے اور ایک کوٹھڑی جسکا ایک دروازہ اور ایک دروازہ  
 بہت بازار تھا کو توالی کے اجلاس کا مکان تھا سوائے اس کو توالی کے  
 اور کوئی جگہ مجرم کی حالات یا قید رہنے کے لئے نہ تھی اور نہ خرچ خوراک

قیدیوں کا سرکار سے ملتا تھا ہر روز تیسرے پہر جتنے قیدی پار بنجیر کو تو والی  
 میں ہوتے تھے گڈائی کے لکڑی شہر میں بھیج دئے جاتے تھے سات سات قیدی  
 کا محافظ ایک ایک سپاہی ہوتا تھا اور وہ قیدی بازار کے دوکانداروں  
 سے پیسے مانگ لاتے تھے رگنڑ لوگوں سے بھی سوال کرتے تھے۔ جتنے پیسے  
 فی قیدی جمع ہوتے تھے نصف اُس میں سے سپاہی چھین لیتا تھا اور  
 نصف میں قیدی کی دو وقتہ خوراک بہم پہنچائی جاتی تھی ہر ایک قیدی  
 پانچ دس روز تک حوالات میں رہتا تھا پھر سزایاب ہو کر رہا ہو جاتا  
 کسیکے ہاتھ کٹ جاتے کسیکے کان کسی کی ناک کسیکے پاؤں کے پٹھے کاٹ  
 جاتے کبھی جرمانہ کر دیا جاتا غلطی ہذا القیاس سزا مل جاتی مدت مدید تک  
 سبھی عہد میں اس کو تو والی پر خدا بخش کو تو وال گئے رسمی مامور رہا انگریزی  
 عہد میں بھی چند سال تک اُس نے کو تو والی کی آخر مرگیا یہ شخص اپنے  
 فن میں اُستاد تھا چور کو ہزار آدمی میں پکڑ لیتا تھا قلعہ لاہور میں جب  
 گورہ سپاہیوں نے توشیح خانے میں چوری کی اور مال بازیافت نہوا  
 تو اس شخص نے جا کر سب مال نکالوا دیا ستھانہ میں سرکار انگریزی  
 نے سابقہ مکان کو تو والی کا اگر حال کے مکان کی بنیاد رکھی اور یہ مکان  
 تیار نہ ہل صاحب سسٹنٹ کمشنر کے اہتمام میں تعمیر ہوا پہلے مکان  
 سے یہ مکان دو چند بنایا گیا یعنی اُس جگہ تک جو ان سکھوں کی وقت  
 مال نکال یعنی ایک سنتوں چوبی زمین میں گڑا رہتا تھا اور جس مجرم کو ہاتھ  
 ناک کان کاٹے جاتے تھے پہلے اُسکو اس سنتوں کے ساتھ باندھ دیتے تھے  
 پھر کاٹتے تھے یہ مکان دو منزلہ بنایا گیا ہے شمال کی سمت حوالات کا دروازہ  
 رکھا گیا ہے اور وہ مولانی مکان کو تو والی کے اور مکانات کے پیچھے ہے۔

اُس سے شرق کی سمت دفتر خانہ کو تو ال کے اجلاس کا کمرہ ہے اور آگے برائڈہ  
 اور ایک کمرہ جمین صاحبان آنریری مجسٹریٹ اجلاس کرتے ہو وہ بھی اب  
 کو تو ال کے متعلق ہے اور جنوبی برائڈہ جسکے دین بند کئے ہوئے تھے اب بازاروں  
 کی وسعت دینے کی وقت گرا دیا گیا ہے اور پر کی منزل کے جانے کے لئے زمینہ  
 سمت شمال بنایا گیا ہے اس منزل میں کو تو ال کے رہنے کے لئے کمرے بنے  
 ہیں اور باہر برائڈہ ہے اور وہیں مرغول بازار کی طرف پہلے مین بالائی زمینہ  
 زیرین زمینہ کے اوپر بنایا گیا ہے جو بالائی سقف جا کہلتا ہے اس مکان کی  
 منڈیر کو پودہ شاہی سکھ بنایا گیا ہے جو پیسہ پر مسکوک ہوتا ہے بالفصل چند سال  
 سے چند اسٹک کو تو ال اس کو تو ال پر مقرر ہے جو نہایت نیک نام اور صاحب  
 اوصاف حمیدہ شخص ہے \*

## مکان تحصیل منصفی

یہ عالیشان مکان اگرچہ اب نیا نہیں بنایا گیا مگر پہلی حالت سے تعمیر و تبدیل بہت  
 سا ہوا ہے یہ مکان جمین اب محکمہ تحصیل ہے راجہ دھیان سنگھ کی حویلی سے بجانب  
 غرب واقع ہے یہ حویلی راجہ سوچیت سنگھ راجہ دھیان سنگھ وزیر کے بہائی نے تعمیر کی  
 تھی اور اسی میں وہ قیام پذیر تھا راجہ ہیر سنگھ کی وزارت کی وقت جب راجہ سوچیت سنگھ  
 بمقام درس میان وڈا سکھ فوج کے ہاتھ ہار گیا راجہ ہیر سنگھ اپنی براہِ راہ  
 کے قتل ہوا تو یہ حویلی بھی اُسکی اور جائداد کے ساتھ ضبطی میں آگئی ابتداً عمارت  
 سرکار انگریزی میں محکمہ تحصیل جو نہ سنگھ موکل کی حویلی میں کئی برس رہا چونکہ  
 اس حویلی میں میدان کم تھا وہاں سے محکمہ تحصیل اس حویلی میں آگیا اب چند  
 سے حویلی میں ہے یہ حویلی بہت وسیع ہے دروازہ کھلاں آمد و رفت غرب کی سمت  
 ہے جو لمبی بازار پٹی ہے دروازے سے اندر جائیں تو ایک وسیع میدان آتا ہے

جکے بیچ میں باغ ہے اور جنوب اور شرق کی طرف مکانات بنے ہیں اس میں  
 سپاہیان تحصیل رہتے ہیں اس میدان کا شمالی حصہ اونچا ہے اسکے سرے پر  
 بڑا کمرہ محکمہ تحصیل کا ہے جس میں تحصیلدار اجلاس کرتا ہے اور اہلکاران دفتر تحصیل  
 کی نشست ہے یہ دو منزلی مکان ہے چاروں طرف اسکے دروازے ہیں شمال کی  
 سمت ڈیوڑھی ہے اسکے بالائی حصہ میں بھی باغ و درختان ہیں ایک چاہ آب نوشی  
 کا ہے اس سے آگے شمال کو بڑھیں تو ایک اور بلند درجہ آتا ہے اُس میں پُرانی  
 عالیشان عمارت عہد راجہ سوچیت سنگھ بنی ہے جو بہت وسیع ہے شمال کی سمت  
 ایک چھوٹا دروازہ اس مکان میں آنے کا بازار پیرامٹی کی طرف سے ہے  
 مگر اس طرف سے آمد و رفت کم ہے بڑے مکان میں تحصیلدار قیام رکھتا ہے اور  
 نائب تحصیلدار دوسرے حصہ کی غرضی سمت کے مکان میں بیٹھتا ہے \*  
 اس مکان کی نگرانی و سالانہ مرمت مولف کتاب کے متعلق ہے \*  
 مکان کچہری منصفی بھی اسی مکان کے متصل واقع ہے جس میں پہلے ہسپتال تھا  
 یہ مکان بھی وسیع میدان ہے اور عمارت پختہ مع یرانڈہ بنا ہوا ہے نصف  
 صاحب اس میں اجلاس کرتے ہیں \*

دوسری قسم ان سرکاری مکانات کو ذکر ہیں  
 جو شہر کے باہر سرکار کے حکم سے تعمیر ہوئے

کچہری صدر ضلع لاہور

بوقت چھاونی انارکلی کے اس مقام پر بارگین متعلق چھاونی کے تہین  
 جب چھاونی فوج کی میانیں میں منتقل ہوتی تو یہ بارگین خالی ہو گئیں اور  
 مکانات متعلق ضلع کے ہو گئے اسوقت صاحب وپٹی کشن بہادر کی کچہری



اُس کو بھی مین پوتی تھی جہاں اب صاحب کشتہ بہادر کچہری کرتے ہیں  
 اور صاحب اسٹنٹ کشتہ جو علی راہ سوچیت سنگہ بین اندرون لاہور اور  
 اکسٹرا اسٹنٹ کشتہ جو علی راہ دہیان سنگہ بین جہاں اب گورنمنٹ  
 سکول ہے کچہری کیا کرتے تھے جب یہ مکان خالی ہو گیا تو سب کچہریاں اسی  
 مقام پر جمع ہو گئیں دفتر بھی اسی جگہ آگئے اور یکجا لے کاروائی ضلع کی  
 ہونے لگی چند سال اسی طرح حالت رہی جب منظور کی تعمیر مکان کچہری صدر  
 ضلع لاہور کی گورنمنٹ سے آگئی تو نقشہ تیار ہو کر منظور ہوا اور باہتمام راقم  
 یعنی مولف کتاب ہذا کے جو ایگزیکٹو انجینئر تعمیرات سرکاری تھا یہ مکان بننے لگا  
 پہلی بار گین سب گرائی گئیں اور نئے سکرپٹ نقشہ حال پر مکان بننے لگا  
 چنانچہ مولف نے کمال جانفشانی و عرق ریزی اس مکان کی تعمیر میں کی اور  
 باقبال سرکاریہ عالیشان مکان بنکر تیار ہو گیا اس مکان کا احاطہ بہت  
 وسیع ہے اور چار دیواری نہایت مطبوع سرخ رنگ عمارت کی بڑی اینٹوں  
 سے بنوائی گئی ہے تین پہاٹک ایک شرقی دوسرا شمالی تیسرا جنوبی رکھے گئے  
 ہیں تینوں طرف سے آمد و رفت ہوتی ہے احاطہ کے اندر اراک تقسیم کر کے  
 کہاں لگائی گئی ہے درخت بھی بہت ہیں جس سے مکان تروتازہ و سرسبز معلوم  
 ہوتا ہے وحوالات متعلق کچہری کے تعمیر ہوئے ایک دیسیوں کے لکڑی دوسری  
 یورپین ملز مون کیونٹھی یہ دونوں مکانات نہایت مستحکم بنا کر رکھے ہیں جبکہ  
 دریچوں اور دروازوں میں آہنی سیخیں نصب ہیں حوالاتی کسی صورت سے  
 نکل نہیں سکتا۔ چاہ پختہ لگایا گیا ہے علاوہ اسکے مکانات اصطل و المٹانہ و  
 پیشہ و مقام مال مویشی لاوارث قرینہ قرینہ پر جا بجا تعمیر ہوئے ہیں جس  
 احاطہ کی زینت المضاعف ہے خاص مکانات کچہریوں کے پختہ بنا کر رکھے ہیں

ایشین بھی اُنپر بڑی صرف ہوئی ہیں عمارت کا رنگ سب سبز سنگ سبز کے  
 رنگ پر رکھا گیا ہے اینٹ نہایت عمدہ پختہ لاکھی رنگ کی خیم میں آئی ہے کسی  
 مقام پر پہلی اینٹ برائے نام نہیں ہے یہ مکانات طول میں ۲۳۳ فٹ اور  
 عرض میں ۴۲ فٹ ہیں صورت اس مکان کی یہ ہے کہ شمال و شرق و غرب  
 کی سمت کو اسکے عمارت ہے اور جنوب کی سمت کھلا ہوا ہے اور درمیانی صحن ہے  
 اُس میں درخت سب یہ فگن ہیں جنکے نیچے عریض نویں بیٹھتے ہیں اور اہل مقد  
 آرام کرتے ہیں اگرچہ برائے وسیع اس مکان کے اہل مقدمات کے  
 آرام کے لئے کافی ہیں مگر اکثر لوگ درختوں کے نیچے ہی بیٹھتے ہیں اب تینوں  
 سمت کی عمارت کا حال مفصل بیان کیا جاتا ہے پہلی شمالی عمارت کا حال  
 یہ ہے کہ یہ عمارت شرقاً غرباً دو سو ستائیس فیٹ ہے اسکے اندر پانچ کمرے  
 ہیں دو میں مال یعنی بڑا کمرہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے اجلاس کا  
 یہ وسیع کمرہ سب بڑا طول میں ۳۳ فٹ اور عرض میں چوبیس فٹ ہے  
 دواڑہ اسکا اور کمرون سے بڑا کر رکھا گیا ہے اندر کمرے کے صاحب ڈپٹی کمشنر  
 بہادر کے اجلاس کا چوترا ہے جسکے آگے چوبی جنگلہ لگا ہوا ہے اور پلیڈرون  
 کے بیٹھنے کے لئے اجلاس گاہ کے آگے علیحدہ مکان ہے اس بڑے کمرے کے  
 یہ ہیں ویسار یعنی شرق و غرب چار چار کمرے عالی شان بنے ہیں اور دونوں  
 طرف گوشوں پر غسل خانے بنائے گئے ہیں یہ ہر ایک کمرہ طول میں تیس  
 اور عرض میں بیس فٹ ہے شرقی چار کمرے صاحب اسٹنٹ کمشنر کو مکمل فنڈ  
 و انگریزی دفتر و بیڈ روم کے لئے تعمیر ہوئے اور غزنی چار کمرے ایک  
 صاحب اسٹنٹ کمشنر اور دو صاحبان اسٹنٹ کمشنر اور ایک علی  
 کے لئے بنائے گئے ہیں اس عمارت شمالی کے تین طرف برائے عالی شان بنا گیا ہے

اور دہن مدور قابوتی عالیشان رکھے گئے ہیں یعنی شمالی و جنوبی چہرہ کچھری و  
 شرقی سمت برائڈ سے تعمیر ہوئے ہیں غرب کی سمت کو کوئی برائڈ نہیں  
 شمال کی سمت وسط میں ڈیوڑھی بڑے کمرے صاحب ڈپٹی کشنر بہادر کے  
 ہیں اس طرف سے صاحب تشریف لاتے اور لیجاتے ہیں اور بھی ڈیوڑھی  
 کی سقف کے سایہ کے نیچے کھڑی ہوتی ہے چٹین ان کمروں کی سب بیم  
 کڑھی کی نہایت عمدہ و سوزون ڈالی گئی ہیں اور برائڈوں کے پیل پائے  
 اکہرے گول رکھے گئے ہیں شمال کی سمت اسکی بالائی منزل پر جانے کو لئے  
 فرخ و قطع زینہ خشتی بنا ہوا ہے جب انسان اوپر جائے تو وہ کل مکان  
 تین درجے میں تقسیم کیا ہوا معلوم دیتا ہے شرقی حصہ میں دفتر خانہ مال  
 یعنی کلکٹری بنایا گیا ہے اور غربی حصہ میں دفتر خانہ اشہ فوجدار سی و دیوٹی  
 یعنی محکمہ جوڈیشل ان دونوں دفتر خانوں میں بڑی بڑی الماریاں چولی  
 بنائی گئی ہیں جن پر بستے اشلون کے بندھے ہوئے ہزاروں رکھے ہوئے  
 ہیں وسط میں مکان کمیٹی ہے جب کبھی مجمع ہوتا ہے تو اس جگہ اجلاس کیا جاتا  
 ہے اس جگہ میز پیچھی رہتی ہے اور کرسیاں رکھی رہتی ہیں اسی مکان کے  
 شمالی حصہ میں محکموں کا دفتری بیٹھا ہے اور اُسکے سواخ قلعوں میں محکمہ کے  
 کام کرتے ہیں ان درجوں کی چٹین قینچی دار ہیں اور نہایت مضبوط باہر  
 دفتر خانوں کے برائڈ سے قابوتی دروں کے جھکے دوہرے دوہرے ستون  
 میں نہایت قطع بنائے گئے ہیں بڑا محافظ دفتر کلکٹری دفتر میں اور اُسکا  
 نائب دفتر جوڈیشل میں کام کرتا ہے اس درجہ کی چٹ پریم اور کرمان پریم  
 غرب کی عمارت میں اس کچھری کے ساتھ کمرے ہیں اور اُنکے آگے صحن کی طرف  
 بدستور برائڈ ہے جسکے قابوتی دہن میں اور اکہرے ستون یہ سات کمرے

منفصل ذیل حکام و عملہ کے لئے تعمیر ہوئے ہیں پولیس کا دفتر پولیس کا انگریزی دفتر۔ اجلاس گاہ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ۔ اجلاس گاہ اسسٹنٹ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ۔ جائے نشست شرف عدالت بمعہ عملہ۔ جائے اجلاس منصف مگر منصف اب اس جگہ کچہری نہیں کرتا اور حکام اجلاس کرتے ہیں۔ اجلاس گاہ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کسٹریہ کمرے گویا دوہرے ہیں غرب کی طرف انکے دوسرا درجہ بھی ملحق انکے ساتھ ہر اور اس طرف دروازے رکھے گئے ہیں چہتین ان سب کی قینچی دار ہیں اور دوسرے درجن کی چہتین ہم کڑی کی ڈالی گئی ہیں شمالی کمرون اور غربی کمرون کے درمیان ایک کہلا رستہ اُسی قدر ہر جہت شمالی کمرون کے برائڈہ کا عرض ہے۔ شرقی عمارت متعلقہ کچہری میں پانچ کمرے تعمیر ہوئے تفصیل ذیل۔ خزانہ کا انگریزی دفتر رجسٹرار اور صاحب مہتمم خزانہ کے اجلاس کا کمرہ خزانہ رکھنے کا کمرہ خزانچی اور خزانچی کے متعلقات کے بیٹھنے کے لئے۔ پلیڈروں اور مختاروں کو اجلاس و قیام کے لئے ان کمرون کے اندر ایک رستہ ہی آمد و رفت کے لئے رکھا گیا ہے جس میں سے صاحب رجسٹرار کے اجلاس کے کمرے میں بھی آمد و رفت ہوتی ہے یہ پانچوں کمرے ہیں دوہرے ہیں یعنی ایک درجہ بلحقہ ان کا شرق کی سمت ہے ہر اور اہمیں سے شرق کی سمت دروازے پہلے ہیں اور خزانہ کے پہرے اور سپانیوں کے لئے بھی مکان بنایا گیا ہے ان پانچوں کمرون کے آگے بجانب غرب یعنی بطرف صحن کچہری برائڈہ بدستہ بنایا گیا ہے اور ہر ایک عمارت کے برائڈہ کا عرض و مقدار مافٹ کا ہے اس عالیشان مکان کی تعمیر پر سرکار فیضدار کا ایک لاکھ روپیہ صرف ہو گیا اور تمام عمارت پختہ چونہ کی تعمیر ہوئی ہے اور نہ تک عمارت کا باہر سے سمجھ رکھا گیا اور کمرون کے

اندر عمدہ سفیدی کی گئی فروش چوکہ کا لکا لگایا گیا غرض استحکام مکان و زمین  
عمارت میں مولف کتاب نے کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا +

## مکان سینٹ ہال

یہ مکان سینٹ کے جلسے اور یونیورسٹی کے لئے بمنظوری گورنمنٹ و باہتمام  
مولف کتاب بنوایا گیا اور چونتیس ہزار روپیہ نواب صاحب بہادر والی  
بہاولپور کا اسکی تعمیر پر خرچ ہوا اور مولف کتاب ایگزیکٹو انجینئر تعمیرت ڈویژن  
لاہور نے اسکو کمال توجہ و عرق ریزی سے بنوایا اسی مکان میں صاحب  
رجسٹرار قیام رکھتے ہیں اور اسی میں سینٹ کے جلسے ہوتے ہیں۔ بڑی  
سینٹ سے یہ مکان پختہ تعمیر ہوا طول اسکا ایک سو اٹھائیس فٹ اور عرض  
اشی فٹ پیل پائے بیچ کے درون کے ہشت پہلو اور گوشون کے ملج ہیں  
ڈیوڑھی بنت شمالی ہر جگہ چونتیس فٹ<sup>۳۶</sup> طول اور سولہ فٹ عرض ہے  
چتہیں اسکے درمیانی کمرون کی چینی کی اور برانڈے کی شہتیر کڑی کی ہیں  
چتہوں کے اوپر سیٹ کا پتھر لگایا گیا ہے روشندان بڑے کمرون میں  
لکڑی کے خوشنما لگائے گئے ہیں کمرے اسکے مقطع پانچ اور چار غلستان گوشون  
پر ہیں اور جنوب کی سمت ایک کمرہ دفتری کا اور ایک طرف پرائیوٹ کمرہ  
اور برانڈہ اور سینٹ کا بڑا کمرہ اکہتر فٹ<sup>۱۱</sup> طول اور ۲۴ فٹ عرض اور  
دوسرا کمرہ غرب کی سمت اونچا<sup>۹</sup> فٹ طول اور بیس فٹ عرض اور رجسٹرار  
صاحب کے رہنے کے تین کمرے کلان ہیں ایک ۴۳ فٹ طول اور ۲۰ فٹ  
عرض اور دو کمرے ۳۴ فٹ طول ۱۰ فٹ عرض اور ایک رستہ ۳۴ فٹ  
طول اور دس فٹ عرض اور دو کمرے سبب رکھنے کے ۱۰ فٹ طول ۱۰  
عرض کے بنائے گئے ہیں + اس مکان کی عمارت باہر سے سب سرخ اور اندر

ہستہ کاری اور ڈیوٹری کی بالائی دیوار میں ایک پتھر بنی ہوئی صورت کا  
کندہ کر کے لگایا گیا ہے جس میں عبارت انگریزی جسکا ترجمہ یہ ہے کہ یہ مکان  
نواب صاحب بہاؤ پور کی طرف سے تعمیر ہوا بخط انگریزی تحریر ہے اسلئے کہ  
یہ مکان نواب صاحب کے روپیہ سے تعمیر ہوا ہے \*

## مکان ہسپتال سرکاری

یہ سرکاری مکان لاہور کی عالیشان عمارت میں سے شمار ہوتا ہے شہر لاہور  
شاہ عالمی دروازے کے باہر متصل سرے دیوان رتن چند کے بنایا گیا ہے  
ایک لاکھ پچپن ہزار روپے اس مکان اور اسکے متعلقات مکانات کی عمارت  
پر صرف ہوا سنہ ۱۹۰۶ء میں اسکی عمارت باختمام پہنچی تین سال تک عمارت  
جاری رہی مہتمم اسکی تعمیر کا سرکار کے حکم سے مولف کتاب ہذا تھا۔ راقم نے  
بکمال خبر گیری و عرق زیری اس اہم کام کو باختمام پہنچایا اور سرکار کے  
اقبال سے یہ ایسا عالمی چاہ تعمیر کا مکان بنا کہ جسکو دیکھ کر حکام و مہتممین  
نے راقم کو مہر و تحسین و آفرین کیا۔ یہ مکان صورت میں طولانی شرقاً  
غرباً و منزلہ ہر تمام عمارت اسکی بڑی اینٹ ڈیل سے بنائی گئی ہے اور مکان  
کے متعلق بڑا احاطہ ہے اور چارہویاری بھی بڑی اینٹ سے ساڑھو تین  
بلند رکھی گئی ہے شمالی اور شرقی دو دروازے ہیں جس میں آہنی پہاڑ  
لگے ہیں \* سبکی سلطنت کی وقت اس موقع پر ہری سنگ کا باغ پختہ  
بنا ہوا تھا وہ ایک امیر و بار لاہور تھا جسکے متعلق تمام شہر کی سائر  
یعنی محصول شایہ تجارتی تھا اب باغ کی عمارت سابقہ سب گرائی گئی  
صرف چاہ کھان باقی رکھا گیا جس پر اب چرخ چوب جاری ہے اور احاطہ  
کے باغیچہ کو اُس سے پانی دیا جاتا ہے۔ اس ہسپتال کی عمارت طول میں

چار سو اٹھائیس فٹ اور عرض ساٹھ ہی کیا ون فٹ ہی اور اتلغ و ونزلیہ تینا فٹ  
پانچ اسکے مینار ہین چار چار کونون پر یہ مینار خورد ہین اور گنبدیان نہایت  
خوبصورت دیسچہ دار بنی ہین بڑا مینار وسط میں بہت بلند ایک سو ولس فٹ  
از تلع کا جوہر سے نظر آتا ہی اور مکان کی عزت و شان اُس سے ظاہر  
ہوئی ہی گوشون کے چارون خورد مینار شتر شتر فٹ از تلع میں ہین جو  
نہایت خوبصورت معلوم ہوتے ہین کل مکان کے متعلق دس کمرے ہین  
بڑا کمرہ ہال ٹاور یعنی مینار کلمان کے نیچے ہی اس جگہ کہی کہی ڈاکٹر صاحب  
بیٹھے ہین اور رستہ دو نو طرف مکان کے آنے جانے کا اسی میں سے ہی اسکا  
عرض و طول اٹھارہ اٹھارہ فٹ کا ہی دو کمرے بڑے ہین طول میں ایک سو تیرہ  
فٹ اور عرض میں پائیس فٹ ان دو نو میں مریض رہتے ہین اور انکی چار پائیان  
بھی رہتی ہین یہ دو نو کمرے کنارون پر ہین ایک شرقی سمت اور دوسرا  
غرب کو اور ایک وہ کمرہ ہر جسمین زینہ بنا ہی اور اس زینہ سے چڑھ کر اوپر  
کی منزل پر جاتے ہین یہ طول میں بیس فٹ اور عرض میں بارہ فٹ ہے  
اور اسی پیمائیش کے دو اور کمرے ہین جہان لکچر بھی ہوتا ہی اور مریضون  
کے وانت نکالی جاتو اور پوٹے چیرے جاتے ہین اور عضو واجب المقطع  
کاٹے جلتے ہین ان کے سوا دو اور کمرے طول میں بیس فٹ اور عرض  
میں تیرہ فٹ ہین ان دو نو میں ڈاکٹر دو کرون کا ایک کمرہ کیا ہوا  
ہے اس جگہ ڈاکٹر صاحب بیٹھے اور بیمارون کو دیکھ کر ان کو دوائی دیتے ہین  
اور ایک کمرہ طول میں اٹھائیس فٹ اور عرض میں بیس فٹ ہی اس میں دوائی  
کا گودام جمع ہی اور قسم قسم کی ادویات بیمارون کے لہر موجود و مہیا رہتی ہین  
اور دو کمرے اور طول میں بیس فٹ اور عرض بارہ فٹ کے ہین انہیں بیمارون

کی پوشاک کا گودام رکھا جاتا ہے۔ دوسری منزل کے مکانات اور کمرے مطابق  
 نیچے کی منزل کی مین ہال کمرے کے اوپر کے کمرے اور اس کے ساتھ کے غربی کمرے  
 مین وہ لوگ قیام پذیر رہتے ہیں جنکی آنکھیں بنائی جاتی ہیں اور انکو ساتھ  
 کے دو غربی کمروں مین طالب علم رہتے ہیں اور کبھی آنکھوں کے بیمار بھی رکھ  
 جاتے ہیں ہال کمرے کی مشرقی کمروں مین سے ایک وہ کمرہ ہر چھ مین آنکھیں  
 بنائی جاتی اور پتھری نکالی جاتی ہے یکچہرہ بھی کبھی کبھی اُس جگہ دیا جاتا ہے  
 اور اس کے متصل کے دو کمروں مین دوائی کا گودام ہر مینار کلاں کی تیسری  
 منزل مین طالب علم پڑھائے جاتے ہیں اور انکو اوزار ڈاکٹری کے دکھلا کر  
 جاتی ہیں چوتھی منزل صرف ہوائینے کی واسطے ہے جب انسان اسپر جاتا ہے  
 اس کے دیوچون سے چار سمت دور دور نظر جاتی ہے اور ایک لطف نظر آتا ہے  
 اس کے اوپر عالیشان گنبد ہر غرض اس مینار کی چار منزلین علاوہ گنبد کے  
 بنائی گئی ہیں۔ گوشوں کے چار خورد میناروں کی صورت نہایت مطبوعہ بھی گئی  
 انہیں جنوبی دو میناروں کی منزل زیرین مین بیماروں کے نہانے کے لئے  
 حوض بنائی گئی ہیں اور نیز وہ پٹی جس کے ذریعہ سے بواسیر وغیرہ کو مریضوں  
 کوئی دوائی جلا کر دھونی دیتی جاتی ہے اور اوپر کی دوسری منزلوں مین سباب  
 پڑا رہتا ہے اور زینہ دوسری طرف اتر جانے کو بنایا گیا ہے تیسری منزل انکی  
 خالی رہتی ہے شمالی دو میناروں کی پہلی اور دوسری منزلوں مین پانچانے  
 مین اور تیسری منزل رہتی ہے۔ اس عالیشان مکان کے چاروں طرف  
 دو منزلہ برائڈ سے شمالی اور جنوبی دہن شمار مین چالیس چالیس مین عمارت  
 انکی قابوتی مرغولی ہے اور تین تین دہن مشرق اور غرب کی سمت ڈیوڑھی  
 اسکی وسط مکان کے آگے یعنی ٹاور کلاں کے ہال کمرے کے آگے نہایت



عمدہ بنائی گئی ہو اسکا طول چھپٹس فٹ اور عرض سترہ فٹ رکھا گیا ہو اسکی  
 چھت پر ایک جنگلہ خوبصورت بنایا گیا ہو اس ڈیوڑھی کی چھت کے نیچے صاحب  
 لوگوں کئی بگھیان اگر کھڑی ہوتی ہیں اور اسی طرح کا جنگلہ جو ڈیوڑھی کی چھت  
 کے اوپر ہو اوپر کی منزل کے بڑاندے کے درون میں بطور کٹہرہ لگایا گیا ہو  
 جو نہایت خوبصورت معلوم ہوتا ہو۔ چھتیں اس عالیشان مکان کے اوپر کی  
 قینچی دار ہیں جسپر سلٹیں لگائی گئی ہیں اور زیرین چھتیں اُلٹی قینچی اور ڈاٹ  
 والی ہیں فرش چوکر کا ہو۔ مکانات متعلقہ وٹاگر وپیشہ کے مکانات میں سے ایک  
 مکان باد چھانہ ہو جس میں چار کمرے الگ الگ بنائی گئے ہیں ایک کمرے میں  
 ہندوؤں دو کمرے میں مسلمانوں تیس کمرے میں عیسائیوں ویوروپین سپاروں  
 کے لئے کہاں اچکایا جانا ہو بادچی و ملازمین جنکے متعلق یہ کام ہو ہندو مسلمان  
 ملازم ہیں چوتھو کمرے میں دوکاندار رہتا ہو جس سے شہابی خود دنی لیکتا  
 ہیں۔ دوسرا مکان چھپک گہر ہو اس میں چھپک بیاری کے بیارہتو ہیں  
 اس میں صرف ایک کمرہ مربع میں میں فٹ طول و عرض کا بنایا ہو اور باہر  
 چار سمت برائڈہ ہو۔ تیسرا مکان مرونے کے امتحان کے لئے بنایا گیا ہو اس میں  
 وہ لاشیں رکھی جاتی ہیں جنکا چیز ناضرور ہوتا ہو۔ چوتھا مکان پانخانہ عام  
 ملازمین ہسپتال کے لئے بنایا گیا ہو۔ پانچویں مکان کٹھل مارنے کے لئے بنایا ہو  
 اس میں ایک آہنی حوض ہو نیچے اُسکے بطور حمام کے بہتی ہے جب بیماروں  
 کی چارپائیوں میں کٹھل پیدا ہو جاتے ہیں تو اس حوض میں پانی  
 نہایت گرم کر کے چارپائی اس میں رکھ دی جاتی ہے کٹھل سب فرجات میں  
 احاطہ کے اندر سوائے چاہ کلان قدیمہ جسپر خچ چوب ہو ایک اور چھوٹا چاہ  
 بھی کھدوا گیا ہو جس سے پانی پینے کو لئے بہا جاتا ہے ۔

## مکان نیوکالج لاہور

یہ عالیشان مکان سرکار فیضدار انگریزی کے حکم سے ۱۹۴۶ء میں بنایا  
 شرفیہ اور مولف کتاب کے اہتمام و نگرانی میں پانچ برس کے عرصہ میں  
 بناتیار ہوا عمارت اسکی نہایت عمدہ پختہ چوہ کی بنائی گئی ہے باہر کی عمارت  
 اور برائڈون کی عمارت پر ڈبل اینٹ لگائی گئی ہے دو مشعلہ مکان پختہ  
 نہایت قطع بنا ہے اور پیکے برائڈون و مینوں کے ستون اور دوریان سیاہ  
 پتھر چنیوٹی سے بنائی گئی ہیں سقف زیرین یمنی نیچے کی منزل کی چھت بیم  
 ادا کڑیوں سے مرتب ہوئی ہے اور منزل ثانی کی چھت قینچی دار ہے جس پر  
 سنگ سیٹ کی تختیاں نصب ہوئی ہیں یہ پتھر کوہ دلهوزی سے آتا ہے  
 منزل ثانی کے برائڈون کے دینوں کے بیروں گنگ سرخ کوڑا لے گئے  
 ہیں جسے خوبی و استحکام اس مکان کا دو بالا ہو گیا ہے۔ اس عالیشان مکان  
 کی منزل زیرین کی تقسیم چوڑا کمرہ اور ایک بڑے ہال میں ہوئی ہے اور  
 بڑے ہال کی چھت بہت اونچی دو نو منزلوں کے برابر رکھی گئی ہے جو نہایت  
 خوبصورت و مطبوع نظر آتی ہے چاروں طرف ہال کے دوسری منزل کی تشریف  
 مکان کی زینت کو دو چند کرتی ہیں بالائی منزل پر صرف چوہ کمرے نیچے کے  
 کمرہ کے اوپر تعمیر ہوئے ہیں اور سب پر قینچی دار چھتیں ہیں بڑے ہال کا  
 سچین فٹ طول اور ۳۴ فٹ عرض ہے اور برائڈہ یعنی گیلری اسکی  
 دس فٹ چوڑی رکھی گئی ہے اندرونی ارتفاع ہال کا مع قینچی ستر فٹ شمار  
 کیا گیا ہے ہال کے سوائچ اور جتنے کمرے ہیں انہیں سے آٹھ کمرے تو ہیں  
 فٹ طول اور بیس فٹ عرض کے ہیں اور دو کمرے بیس فٹ اور  
 اٹھارہ فٹ عرض کے اور چار کمرے بیس فٹ طول اور پندرہ فٹ

عرض کے اور ایک کمرہ مینار کھلان کے نیچے اٹھارہ فٹ مربع کا ہر یعنی عرض و  
 طول اسکا برابر اٹھارہ فٹ ہر براڈہ بیرونی مکان جو ہر چار سمت سے  
 دس فٹ چڑا رکھا گیا ہر چہ نہایت موزون ہے۔ اس مکان کی چار دیوہاں  
 آمد و رفت کیواسے رکھی گئی ہیں بڑی ڈیوڑھی شرق کی سمت کو اکتیس فٹ  
 طول اور ستترہ فٹ عرض کی ہر اور غزنی دیوڑھی چھبیس فٹ طول اور ستترہ فٹ  
 فٹ عرض شمالی ڈیوڑھی بارہ فٹ طول دس فٹ عرض۔ جنوبی ڈیوڑھی مینار  
 کھلان کے نیچے اٹھارہ فٹ طول اور اٹھارہ فٹ عرض ہر اس مکان کے  
 اوپر جانے کے لئے چار زینے بنا کر گئے ہیں دو زینے تو ہال کے اندر سے اوپر  
 کو جاتے ہیں اور ایک زینہ وہ ہے جس پر مینار خود بنایا گیا ہے چہ تہا زینہ بگوشہ  
 شرق و شمال ہر ان چاروں زیمون سے مکان کی چہت پر آمد و رفت ہوتی  
 ہے۔ کرسی اس عالیشان کالج کی زمین سے بمقدار تین فٹ کے اونچی ہے اور  
 بمقدار تیس فٹ کے ارتفاع پر اٹھنوں اور کمروں کا منزل اول تک بکھلا  
 ہے دو سری منزل کی بلندی مع مٹیروں کے سوا پچیس فٹ ہے ہر ہر بلندی  
 اور تینچی دار کمروں کی ساڑھیں چودہ فٹ ہے اور مٹیروں سے بڑے ہال کی چینی کی  
 بلندی نہ س فٹ گنی جاتی ہے۔ اس مکان کے دو مینار نہایت خوش قطع و پستیدہ  
 وضع ہیں ایک تو بڑا ہے اور دوسرا چھوٹا بڑے مینار کی بنیاد کی کرسی تک پندرہ  
 فٹ اور بلندی ایک سو چہتر فٹ مع آہنی سیج کے ہر منزلین مینار کی چار مین  
 چوہی منزل کے اوپر گنبد طولانی نہایت خوبصورت بنا ہے اور گنبد پر چہت کی  
 چاہو مین نصب ہیں جس سے گنبد کا دو چہند استحکام ہے بالآخر سیج مین چاروں  
 طلائی اطراف نما چاروں طرف تحریر کی گئی ہیں اور ان پر ایک طلائی پنکھا  
 لٹکا یا گیا ہے اسی مینار کی چارم منزل کے اندر ایک کلاک گنبد بہت بڑا

رکھا گیا ہے اور اسکے بجنے کی آواز دور دور پہنچتی ہے دوسرا مینار جو زینہ گوشہ  
 شمال غرب پر بنا ہے بلندی اسکی ۲۸ فٹ سیخ تک ہے اور تین منزلیں ہیں۔  
 تیسری منزل کے اوپر مخروطی طولانی گنبد بنا ہے تیسری منزل کے درجہ کے  
 چاروں طرف چار درجہ والی کھلے ہوئے مین ہر ایک دھن کے ستون اور دو ہینا  
 سنگ سیاہ کی اور حسیہ کی تختی گنبد کے اوپر لگی ہوئی ہیں اور المائی  
 سیخ مین ایک دائرہ سنہری شرق و غرب بتلانے کے واسطے نصب ہے  
 ہال اور کمروں کی بالائی فینچین کے اوپر بنجیرہ آہنی ایسا خوبصورت نصب  
 ہوا ہے جس سے مکان کی شان و شوکت دو بالانظر آتی ہے انکم بنیر ٹرے کمروں  
 کے تین روشندان چوبی ہشتی مخروطی شکل کے ایسے لگا کر گئے ہیں جس سے  
 تازہ ہوا ہی کمروں کے اندر جاتی ہے اور روشنی بھی ہوتی ہے  
 دوسری منزل کے برائڈون کے ہر ایک دھن مین جگہ آہنی جالیدار بطور  
 کنبڑہ نہایت عمدہ و خوبصورت مستحکم اڑھائی فٹ اونچا لگایا گیا ہے بلکہ ٹرے  
 ہال کے گیلری کے دھنوں مین بھی وہی آہنی جگہ نصب ہے اس طاقشان  
 کالج کا حول شمال سے بطرف جنوب ایک سو چھیا سٹھ فٹ اور شرق سے بہت  
 مغرب دو سو چھیا سٹھ فٹ اور بنیاد تیرہ فٹ گہری رکھی گئی ہے اور استحکام  
 مضبوطی سے کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا گیا یہ عمارت حکام نووی الاحشام  
 نے پسند فرمائی اور جندون مین کہ شاہزادہ عالی تبار ولی عہد سلطنت  
 انگلشیہ جناب شاہزادہ پرنس آف ویلز صاحب بہادر ولایت سے  
 ہند کی سیر کو تشریف لائے تو بوقت تشریف آوری لاہور کے اسی مکان  
 مین اجلاس کیا پھر جناب لارڈ لٹن صاحب بہادر گورنر جنرل نے لاہور  
 مین اگر اسی مین اجلاس یونیورسٹی کا کیا اور مکان کو دیکھ کر خوشنودی

ٹاہر کی اجلاس روز سے کہ لاد ڈرپن صاحب گورنر جنرل بہادر ویسٹ  
 کشد ہندہ کی گورنری کے تحت پراجلاس فرامین وہ ہی دو دفعہ لاہور  
 میں رونق افرا ہوئے اور اسی مکان میں یونیورسٹی کا جلسہ ہوا اسی مکان  
 میں یونیورسٹی کالج کے طلباء بھی پڑھتے ہیں جسکے سرپرست و فسر جی ڈبلیو  
 ڈاکٹر لیٹنر صاحب بہادر ہیں اور اسی مکان میں گورنر جنرل  
 بہادر ویسٹ کشور ہند نے و بار حال میں یونیورسٹی لاہور کی ڈگری دی  
 تین لاکھ بیس ہزار روپیہ سرکار کا اس پینل مکان کی تعمیر میں صرف ہوا۔

### مکان آرٹ سکول یعنی مدرسہ صنعت کاری

اس مدرسے کے طالب علموں کو لکڑی کے عمدہ عمدہ کام و مٹوت و پھول  
 پیتے و میل بٹا و مصوری نقاشی وغیرہ بہت سے ہنر سکھائے جاتے  
 ہیں سرکار کے حکم سے اس عالیشان عمارت کا آغاز زیر نگرانی و انتہام مولف  
 ۱۸۸۱ء میں ہوا اور ۱۸۸۲ء میں کام با ختام پہنچا عمارت اسکی نہایت  
 چمکتے و ڈبل اینٹ کی بطرز پنجابی عمارت کی بنائی گئی ہو مولف کتاب نے جو  
 سرپرست و مہتمم اس عمارت کا تھا بہت سی کوشش و عرق ریزی اسکی  
 استحکام و حسن انتظام میں کی جس سے حکام عالی مقام ہی خوشند  
 ہو گئے طول اسکا مشرقاً غرباً ایک سو پچپن فٹ اور عرض جنوباً شمالاً ۴۵ فٹ  
 رکھا گیا ہے اور عمارت دو منزلی نہایت متفطح و خوش سہلو بنائی گئی  
 ہوا اسکا مکان کے چار کمرے اور ایک ہال یعنی کمرہ کلان میں ایک  
 کمرہ بجانب شرق اور ایک بجانب غرب اور دو باقی کمرے جو ان  
 دو سے عرض و طول میں کم ہیں متعلق ہال کے تصور کئے جاتے ہیں شرقی  
 کمرہ ۳۵ فٹ طولی اور اٹھارہ فٹ عرض کا ہے اور اسی مقدار پر غربی

کمرہ کا عرض و طول رکھا گیا ہے اور جو دو کمرے ہال کے متعلق سمجھے جاتے ہیں  
 چوبیس چوبیس فٹ طول اور پندرہ پندرہ فٹ عرض کے ہیں خاص ہال یعنی  
 بڑا کمرہ اٹھائیس فٹ لمبا اور چوبیس فٹ چوڑا ہے جو نہایت خوبصورت نظر  
 آتا ہے برائڈہ بیرونی صرف تین طرف یعنی سمت شرق و غرب و جنوب بنایا گیا  
 ہے شمال کی سمت برائڈہ تجویز نہیں ہوا یہ برائڈہ شرق و غرب کی طرف آٹھ فٹ  
 چوڑا اور ساڑھے چوبیس فٹ اونچا ہے جس میں سے تین فٹ مکان کی کرسی  
 کی بلندی منہا ہو کر ساڑھے ایکس فٹ باقی بلندی برائڈہ کی محسوب  
 ہوتی ہے۔ اور ان شرقی غزنی برائڈوں کے صرف دو دو دہن محرابی دوسری  
 رکھے گئے ہیں اور صورت نہایت قلع و دلیپند ہے چوبیس برائڈہ کے  
 گیارہ دہن محرابی بنائے گئے ہیں اور چوڑائی مختلف ہے یعنی شرقی غزلی  
 کمروں کے محاذ میں تو یہ برائڈہ نو فٹ چوڑا ہے اور بڑے ہال کے محاذ  
 میں دس فٹ۔ دروازے اس عالیشان مکان کے تیرہ تجویز ہوئے ہیں  
 ایک ایک تو بظرف شرق و غرب اور پانچ جنوب کی سمت جس میں ایک خاص  
 آمد و رفت کا دروازہ ہے اور دو مکانات کو دوام ایک بگوشہ جنوب شرق اور  
 دوسرا سمت غرب جنوب دس فٹ آٹھ فٹ کی مقدار کے تعمیر ہوئے ہیں  
 ان دروازوں میں سے ایک ایک کلان اٹکے متعلق ہے اور تمام دیگر اندرونی  
 و بیرونی اس مکان کے ستھرے ہیں ان میں سے گیارہ درجے شمال کی  
 سمت اور چار دو نو گوداموں میں اور دو مرغوبی و شرقی کمروں میں  
 برائڈوں کے اندر رکھے ہیں۔ ہال اور کمروں کی بلندی یکساں رکھی گئی  
 ہے کچھ تفاوت نہیں ہے نیز اس مکان کا سمت غرب بنایا گیا ہے  
 چوبیس سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جاتے ہیں۔ بیرونی دیوار کی پہلی منزل

کی حد تک جو کارنس نکالی گئی ہو اُس میں نہایت خوبصورت منوتی کام  
 ہے جس سے زینت و خوبی مکان کی دوبالا نظر آتی ہو پہلی چیت اس مکان  
 شہتیروں و کڑیوں و چوکوں سے مرتب کی گئی ہو اور مال کی چیت پر لوہے  
 کی گاڈر یعنی آہنی شہتیر چار عدد چڑھائے گئے ہوں جن سے ہر کام چیت کا بدرجہ  
 غایت ہو۔ دوسری منزل اس مکان کی نیچے کی منزل کے مطابق نہیں بنی  
 صرف مکان ہال اور اُس کے دونوں متعلق کمروں کے اوپر ایک بڑا عالیشان  
 کمرہ بنایا گیا ہے یہ کمرہ <sup>۴۲</sup> تریسٹھ فٹ <sup>۲۵</sup> طول اور پچیس فٹ عرض اور بیس فٹ  
 بلند ہے اور جنوب کی سمت برائے مطابقت برائے زیرین بنا ہے اس کمرے  
 کے کی چیت قینچی دار ہے جو شمار میں بارہ قینچیاں ہیں سقف کے اوپر  
 سنگ سلیٹ کی تختیاں نصب ہیں چیت کے مہرہ کے نیچے منوت  
 کا کام ایسا خوبصورت کیا گیا ہے جس کو دیکھ کر صاحب نظر لوگ خوش ہو جائے  
 ہیں قینچیوں کے نیچے جو کمانچے ہیں اُن کے ساتھ چوڑے پھولوں کے  
 گچے نہایت خوبصورت بنائے گئے ہیں اس بڑے کمرے کے پانچ درکلاں  
 تو سمت شمال میں اور تین دروازے سمت جنوب برائے کمرے کے اندر  
 اور شرق و غرب کی سمت ایک ایک دروازہ ہے برائے بالائی کے پانچ  
 درمحرابی ہیں۔ بالائی ہال یعنی کمرہ کمان کے چار گوشوں پر چارینار قطع  
 خوبصورت ہشت پہلو پختہ نہایت عمدہ تعمیر ہوئے ہیں ایک ایک مینار  
 پر ایک ایک گنبد اور اُس میں آٹھ آٹھ درمحرابی کیلے ہوئے فرحت بخش  
 چشم اہل نظارہ ہیں یہ مینار ہال کی چیت سے برجی کے کلس تک <sup>۲۵</sup> بیس فٹ  
 طول اور سو اچھ چھ فٹ موٹا ہے اُن کے علاوہ آٹھ دانوں کی برجیاں بھی  
 قطع و خوش وضع بنائی گئی ہیں جنوبی دونوں میناروں کے اندر گودزیئے

دور وار اوپو کی منزل کے براڈسٹ کی سقف تک جا کر ختم ہو جاتے ہیں۔  
 انکے سواغ اور کوئی زینہ نہیں ہے۔ اس مکان کی تیاری اور مکانات  
 شاگرد پیشہ کی تعمیر کے لئے سرکار نے بیالیس ہزار روپیہ منظور فرمایا تھا  
 جس میں سے اڑتیس ہزار روپیہ تو خاص سکول کی تعمیر پر صرف ہوا  
 اور چار ہزار روپیہ شاگرد پیشہ کے مکانات کی تعمیر پر خرچ کیا گیا جنوری  
 ۱۹۸۶ء میں جو جلسہ نمائش عجائبات صنعت کاری پنجاب نہایت  
 آب و تاب سے زیر نگرانی سٹرکیٹنگ صاحب بہادر پرنسپل مدرسہ صنعت  
 کاری ہوا تو اسی مبارک مکان میں ہوا اور ایک جدید عمارت چار روز کی واسطے  
 صرف اسباب کے پھیلائے اور اسکی نمائش کے لئے کرائی گئی تھی اور بارہ درمی  
 بیچ نواب وزیر خان سے اس سکول تک دو عمارت بنا کر دو تو عمارت کو ایک  
 کر دیا گیا تھا اور نواب لفٹنگ گورنر وغیرہ حکام و اہل مقام و رؤساء عالی شان  
 نے اس جلسہ میں تشریف لا کر دربار کے جلسے کو رونق دی ایک ساتھ  
 عجائب گاہ کھلا رہا سب اسباب پرستور رکھا رہا جو شخص کوئی اسباب  
 خرید کر تا اسکے نام کا ٹکٹ اسپر لگا دیا جاتا اور کہہ دیا جاتا کہ بعد ایک ماہ کے  
 یہ چیز تمہارے پاس پہنچا کر قیمت منگوالی جائیگی اشیاء عجیبہ پیش کرنے والوں  
 کو انعام ہی ملے جب جلسہ ختم ہو چکا اور ایک ماہ منتفی ہو گیا تو وہ عارضی  
 مکان گرا دیا گیا جو اس سکول اور بارہ درمی کے درمیان تعمیر ہوا تھا +

### کوٹھی تار گھر

یہ وہ مکان ہے جس سے تار بستی جاری ہوتی ہے اور ہزاروں کوس کے  
 فاصلہ سے پیغام آتے جاتے ہیں پہلے یہ کاٹھانہ ایک عارضی کوٹھی میں  
 تھا اور مستقل مکان بنانے کی تجویز و پیش تہی آخر کار گورنمنٹ سے اسکی



منفوری ہوئی اور ہال صاحب سابق ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور کی کوٹھی کے غیب کے اُس قدیمہ چاہ کی زمین پر جو سابق بعد سبھی الچی گٹھان کا چاہ کہلاتا تھا اور موضع مزنگ کے زمیندار معاوضہ اُسکا سرکار سے لے چکے تھے یہ عالیشان مکان بننا شروع ہوا اور حکام اعلیٰ محکمہ تعمیر سے مولف کتاب کے نام جو عہدہ ایگزیکٹو انجینئر تعمیرات لاہور ڈویژن رکھتا تھا اسکی تعمیر کا حکم صادر ہوا اور ششماہ میں اسکی عمارت کا آغاز ہوا۔

اس مکان کی تمام عمارت پختہ چونہ کی بنائی گئی اور اینٹ ڈبل یعنی بڑی اینٹ لگائی گئی ہر طول اسکا ایک سو پچیس فٹ چہ انچ اور عرض اڑسٹھ فٹ چہ انچ ہر مکان صرف ایک منزلہ ہے دوسری منزل اسپر نہیں بنائی گئی تیرہ کمرے اور ایک بڑا کمرہ یعنی ہال اور دو غسل خانے اور ایک ڈیوڑھی ہوائی خیمین سے چار کمرے تو اٹھارہ فٹ مربع ہیں اور چار کمرے اٹھارہ فٹ چہ انچ طول اور دس فٹ عرض اور دو کمرے اکیس فٹ طول اور دس فٹ عرض اور ایک کمرہ اکیس فٹ طول اور بارہ فٹ عرض اور دو کمرے اکیس فٹ طول اور دس فٹ عرض اور بڑا ہال پاس فٹ طول اور بیس فٹ عرض اور دو غسل خانے دس فٹ مربع ہیں اور ڈیوڑھی ہوائی گوشہ جنوب مغرب بڑھا کر تعمیر ہوئی ہے برائڈہ بیرونی سمت مغرب دس فٹ چوڑا رکھا گیا ہے آٹھ دروازے اور چار کھڑکیاں سمت شرق پانچ در طرف غرب اور تین تین کھڑکیاں بجانب جنوب شمال میں اندرونی ہال کے چار دروازے اور باقی کمروں میں دو دروازے رکھے گئے ہیں کرسی اسکی زمین سے ساڑھے چار فٹ اونچی اور بنیادیں گہری مستحکم اور کل ارتفاع برائڈہ سے ناکس مع کرسی اکیس فٹ شمار میں آتا ہے

اور ہال کی چپ درہست جو دو دو کمرے بین انکا ارتفاع معہ  
 گرسی ستائیس فٹ اور مع ارتفاع مقام ہال کے ۳۳ فٹ گنا جاتا ہے  
 چیت اس مکان کی مختلف اقسام کی ہر یعنی نو کمرے اور دو غسل خانوں  
 کی چیت شہتیر کڑی کی اور چار کمروں اور ایک ہال کی چیت قینچی وار ہے  
 جسکے نیچے تو تختی چوبی جڑی ہوئی ہیں اور اوپر دو ہرے آلہ آبادی کھپر پیل  
 نصب ہیں قینچی کی اونچائی علاوہ عمارت کے پانچ فٹ ہر بڑی ہال میں  
 تین آئینہ اور چار کمروں میں جو ہال کے چپ درہست میں ایک  
 ایک آئینہ بنایا گیا ہر فرش بڑے ہال کا سرخ پتھر کا اور باقی کمروں  
 میں پختہ چوکوں کا اور برائڈوں میں شش پہلو گئے گردوں کا مرتب  
 ہوا ہر بیرونی برائڈ کے بارہ درمہرابی اور ڈیوڑھی کے تین در چوڑے  
 محرابی اور دو در کلاں میں جنہیں سے بگی یا بہانی نکل جاتی ہر ڈیوڑھی  
 سقف بیم کڑی کی ہر اور انپر پختہ چوکے ڈالے گئے ہیں۔ یہ عالیشان  
 مقطع و مطبوع مکان نہایت غور و محنت و جانفشانی سے بنوایا گیا ہے  
 مصالح عمدہ ادل درجہ کا لگایا گیا جسکو ویکہر حکام نہایت خوش ہوئے  
 بہت بڑا احاطہ اس مکان کے متعلق ہے اور چار دیواری پختہ بنائی گئی  
 ہے دو ہرے پہاگ میں شاگرد پیشے کے مکانات ہی بہت تعبیر ہوئے  
 جنکی مفصل تحریر کی ضرورت نہیں تیس ہزار روپیہ خاص لاگت اس  
 مکان کی ہوئی اور پندرہ ہزار روپیہ چار دیواری و مکانات شاگرد پیشہ  
 وغیرہ پر صرف ہوئے اور پینتالیس ہزار روپیہ کل مصارف مکان و  
 متعلقات مکان شمار میں آیا +

چھاوونی میانمیر کا گرجا

یہ عالی شان دلائی مکان نہایت عمدہ و مستحکم عمارت کا چاندنی میاں میر  
 بین ۱۵۵۰ء و ۱۵۶۰ء یعنی قریباً چھ سال کے عرصہ میں تعمیر ہوا کپتان  
 جی این شارب صاحب بہادر مرحوم انجینئرنگ کال کی تجویز و انتظام سے  
 پُرانی و قدیم عمارت کی قطع و وضع پر بنایا گیا تعمیر اسکی تمام و کمال  
 پختہ اینٹ اور چونہ سے ہوئی صورت اسکی تطیل شرقاً غرباً رکھی گئی  
 ہے جو طول میں ایک سو شرفٹ اور عرض میں جنو با شمالاً ایک سو و سٹ  
 ہے بیرونی سب عمارت پر بہت عمدہ اول درجہ کا سفید پلستر ہے جہاں  
 کسی قدر سرخی بھی ملائی گئی ہے تاکہ ہلکا سا سرخ رنگ پیازی معلوم ہو  
 اور پلستر میں پتھر و ن کے جوڑوں کی طرح خط کھینچے گئے ہیں اور ٹکڑے  
 ٹکڑے علیحدہ علیحدہ دکھلائے گئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں  
 عمارت پر سنگ سفید کے تختے نصب ہیں سب پلستر نہایت محنت  
 سے گھوا گیا ہے کہ دور سے پتھر ہی معلوم دیتا ہے نزدیک جا کر اگر کوئی  
 غور سے دیکھے تو معلوم کرتا ہے کہ یہ پلستر چونہ کا ہے برانڈہ کی عمارت  
 نہایت خوبصورت بمقام جنوب و شمال گر جا کے بنی ہے پانچ پانچ  
 وہن دو نو برانڈون کے محرابی مرغولی ہیں اور برانڈے اندرونی  
 گر جا کی بلندی کے نصف حصہ تک بلند رکھی ہیں برانڈون سے  
 علاوہ جعفر شرقی حصہ گر جا کا ہے اسی میں برانڈہ نہیں بتایا گیا  
 بلکہ برانڈہ کی زمین ہی ملا کر سہ گوشہ مقطع مکان باہر سے دو منزلہ  
 دکھلایا گیا ہے برانڈون کا فرش گلابی رنگ پتھر کا ہے ہر ایک ٹکڑا  
 پتھر کا مربع ہے اور قطری حالت میں لگایا گیا ہے بلکہ رنگ اور رخ رنگ  
 کے پتھر ایک بعد دوسرے کو نہایت غور سے لگائے گئے ہیں جو دیکھنے میں

خوبصورت معلوم ہوتے ہیں پراٹھ سے بڑھ کر جو گر جاکے اونچی دیوار ہے  
 اُس میں تفصیل کھڑکیاں روشن دان جنوب اور شمال کی سمت کی دس دس  
 رکھی گئی ہیں جن میں منقش رنگین آئینے نصب ہیں جنوب اور شمال کی  
 سمت پانچ پانچ دروازے گر جاکے پراٹھ دن کے دہنوں کے مقابل رکھے  
 گئے ہیں اور شرقی حصے مکان میں تین دروازے یعنی گوشہ جنوب شرق  
 و جنوب غرب و شرق کی سمت ہیں شرقی دروازے کے اوپر پتھر کی  
 صلیب نصب ہے ان دروازوں کے اوپر تیسرے دروازے روشن دان یعنی  
 کھڑکیاں آئینہ دار ہائے ہیں اور اس حصے کے ہر ایک گوشہ پر خود  
 مینار برجی دار ہیں اور ان پر صلیبیں پتھر کی۔ ہائے پراٹھ کے  
 چنے بادش کا پانی اترتا ہے سب سنگ منج کے ہیں انہیں کسی قدر  
 پر مالے اثر دہائی چہرہ کے اور ہائی سادہ ہیں۔ چہت گر جاکے قینچی دار ہے  
 جیسے سنگ صلیب کی تختیاں نہایت مضبوطی سے چسپاں ہیں۔  
 بڑا دروازہ گر جاکا غرب کی سمت نہایت قلعہ و خوشنما رکھا ہے اور دیوڑھی  
 پراٹھ کی ایک دہن کی مقدار کے برابر بڑھا کر بنی ہے اور اسی کے اوپر  
 بلند مینار پتھر ایکسپنٹیشن فٹ کے اونچا ہے اس دیوڑھی کا ایک ایک  
 دہن بجانب جنوب و شمال کھلا ہے مینار کی تین منزلیں تو مریج دکھائی  
 گئی ہیں اور ہر ایک سمت انہیں تین تین کھڑکیاں روشن دان تفصیل  
 آئینہ دار ہیں اسکے اوپر ایک منزل میں گھنٹہ رکھا گیا ہے اور باہر مینار  
 کی دیوار کے غرب کی سمت اسکی سویاں دکھلا دی گئی ہیں جسے ہر کوئی  
 وقت معلوم کر لیتا ہے اسکے اوپر کی منزل کے اوپر کلس ہے اور کلن  
 گدار صلیب بنی ہے یہ بلند مینار چہاونی کے جانے والوں کو جو شہر سے

جاتے یا اور سمت سے آتے ہیں دور سے دکھائی دیتا ہے اور تمام چھاؤنی میں  
یہی ایک مینار ہے جو چھاؤنی کی شان دور سے بتلاتا ہے۔ اندر سے یہ عالیشان  
مکان ایک منزلہ رکھا گیا ہے جس پر چھت قینچی وار نہایت خوبصورت نظر آتی ہے  
چھت کی ہر ایک قینچی بیا لیس فٹ کی دائی کر اندر چار لکڑی رنگین جھلا  
رکھی گئی ہے جس سے ڈھلی ہوئی ٹائی روڈ یعنی کہینچے والی سیڑج کی جس سے کمال  
استحکام چھت کا ہر پور بندن پر اسی لکڑی کے تختے رکھے گئے ہیں اور اسٹیلین  
جڑی میں غزنی دروازے سے جب داخل ہوں تو پہلا کمرہ آتا ہے یا ایک  
حصہ مکان کا یہ حصہ نہایت عالیشان بنایا گیا ہے اس کے غرب کی سمت  
دروازہ اور دروازے کے چپ رہت دو محرابی طاقے سنگ مرمر کے نہایت  
بلکٹ و خوشنما ہیں اور شرق کی سمت پانچ وہن مرغولی جنکے ستون مرغول  
نہایت متعلق سنگ مرمر کے ایسی خوب کیے ساتھ بنائے ہیں جنکے دیکھنے سے  
انسان کی طبیعت میں فرحت آجاتی ہے یہ کمرہ دو منزلہ ہے مرغولوں کے  
اوپر چوبی تختوں رنگین سے ڈھکی ہوئی چھت ہے اور اوپر کی منزل بالائی  
سقف کی قینچی تک۔ دوسرا حصہ گرجا کا مستطیل اور فراخ رکھا گیا ہے  
جسکو حرم کہتے ہیں اور دونوں اطراف جنوباً و شمالاً نازگاہ کے حصہ کے قریب  
اسکو بڑا کمرہ وسعت دی گئی ہے جسے اسکی خوبصورتی دو چندان نظر آتی ہے  
اندر ونی دیواروں کا پلستر ایسا جھلا ہے جس سے انسان کا چہرہ دکھلائی دیتا  
ہے یہ سفیدی شہر لاہور کے باہر کی پُرانی عمارت کے سنگ مرمر کے ٹکڑوں  
کو پیش کر کے رکھی ہے ایسی خوبی سے کہ اصل سنگ مرمر کی جاک اور اسکی  
چاک میں تمیز مشعل ہے پھر اس پر خط اس انداز سے کہینچے گئے ہیں کہ سنگ مرمر  
کے تختے دیواروں پر نصب ہوئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جنوبی و شمالی

بڑا ہے ہوئے حصص کی شرقی دیوار میں قد آدم بلند دو طاقے سنگ مرمر  
 کے نہایت مجلا و شفاف ہیں شمالی طاقے میں تو زمانہ تصویر سنگ مرمر  
 کی بنی ہوئی جسکی خوبی و خوش اسلوبی حد و اندازہ سے افزون ہے  
 جنوبی طاقے میں صرف پتھر کی صلیب بنی ہوئی ہے اور انگریزی میں کچھ  
 لکھا ہے۔ تیسرا درجہ دو سیڑھیوں کی مقدار بلند رکھا گیا ہے جسکو نماز گاہ  
 قربان گاہ و عیسا مسیح کی گدی کا مکان لوگ کہتے ہیں دو نو سیڑھیان  
 مجلا سنگ مرمر کی ہیں اور کمرے کی عمارت نہایت مکلف ہے اسکی شرقی  
 دیوار اور دونو گوشوں شرق جنوب و شرق شمال میں نوستطیل محرابی  
 طاقے بنے ہیں پانچ تو شرقی دیوار میں پس پشت زیارت گاہ پتھر سے  
 بنے ہیں اور زرین کام ہے اور بیل بوٹے نہایت مطبوع اور دو دو نو  
 گوشوں میں چوسادہ رنگ سے رنگین ہیں زیارت گاہ کا علیحدہ حصہ  
 اس کمرے کے وسط میں تین درجہ کا بنا ہے اور اُسپر کٹھرا اور گرد گرد  
 چوبی جنگلہ ہے۔ اس گرجا کا اندرونی فرش سنگ مرمر و سنگ سیاہ  
 کا ہے جلا اس صفائی کے ساتھ ہوئی ہے کہ انسان کے چلنے میں پاؤں  
 پہلنے میں فرش میں ہر ایک ٹکڑا پتھر کا صورت گلاب کے پھول  
 کی بنایا گیا ہے جسکے آٹھ آٹھ پتے دکھائے گئے ہیں اور وہ ٹکڑے سفید  
 اور سیاہ نہایت خوبی کے ساتھ باہم ایک بعد دوسرے کے نصب ہیں  
 حاشیہ فرش کا یہی عجیب غریب طح سے انہیں پتھروں کا لگایا گیا ہے  
 مکان کی سب کٹھریاں نقش آئینوں کی چمک دمک سے ایسی لطافتی  
 ہیں کہ نظر نہیں ٹھہرتی قربان گاہ کے اندر پتھے کا پایا لہ سنگ مرمر  
 کا بنا ہے اور عیسیٰ مسیح کی دعا اور دس احکام متقدمین حرف انگریزی

مین مرد کی سلون پر پادریوں کی نماز گاہ کے پیچھے گہرے مین سیاہ  
 اور سرخ رنگ انہیں پہرا گیا ہے میز اور میز کا کپڑا سرخ رنگ کا ہے  
 اور میز پر زرین کام ہے اور یہی میزین اور سامان لکڑی کا بڑے  
 کمرے مین پادریوں کے پڑھنے کے لکڑی مہیا ہے روشنی کے لکڑی برنجی لمپ  
 دیوار گیر جو دیواروں کے ساتھ چاروں طرف اور ایک سے ایک  
 قیمتی ہر بشمار مین پیمالہ کے اوپر سفید پتیل کا دائرہ بنا ہے چھ عدد جھاڑ  
 نہایت قیمتی اور بڑے بڑے چھت کے ساتھ لٹکائے گئے مین بڑی کمرے  
 مین بہت سی بچہ مین چوبی قیمتی رنگین ایک کے پیچھے ایک رکھی مین ہر ایک  
 مین نو نو آدمی کی نشست الگ الگ ہر اطراف کے حصص مین یہی بچہ مین  
 رکھی مین غرض کہ آٹھ سو آدمی تخمیناً ان بچوں پر بیٹھ سکتا ہے ہر ایک  
 اتوار کے روز اس گرجا مین نماز ہوتی ہے اور بڑی بڑی چھاؤنی کے انگریز  
 عیسائی عبادت کے لکڑی حاضر ہوتے مین اکثر پادری مع بڑے پادری  
 کے یہاں آکر دعا پڑھتے مین۔ مروت اسکی ہمیشہ جاری رہتی ہے اور طح  
 طح کا سامان آتا رہتا ہے چنانچہ ایک بہت بڑا باجا جو گرجا کے اندر رکھا  
 لایق دید ہے۔ اس مکان کی تعمیر پورے ہزار روپیہ صرف ہو اجمین  
 تینتالیس ہزار روپیہ سرکار نے دیا اور باقی ماندہ چندے سے جمع ہوا  
 اس مکان کے اندرونی بڑے کمرے کی طوالت ایک سو دس فٹ اور  
 اکٹالیس فٹ عرض مع اطراف کے بڑاؤ کے ہے اور یہ گرجا سمیت

میری بیگینز کا کہلاتا ہے \* گورنمنٹ ہوس یعنی کوٹھی نواب لفٹنٹ گورنر بہاؤ

اس موقع پر جہاں یہ کوٹھی واقع ہے شاہجہانی عہد مین مقبرہ سید بٹالہ مین

گیلانی کا تعمیر ہوا پیشخص ایک بزرگ خدا پرست عابد زاہد تھا اور  
اس موقع سے بجانب غرب اس نے ایک محلہ آباد کیا ہوا تھا اور ایک  
عالیشان مسجد تعمیر کی ہوئی تھی جسکی ویرانی ویربادی کا حال پہلے حصہ  
کتاب ہذا میں تحریر ہو چکا ہے یہ بزرگ سنگتہ ہجری میں فوت ہو کر  
اس جگہ دفنایا گیا اور اسکی قبر پر اسکی اولاد نے ایک عالیشان گنبد  
بنایا جب بیرونی شہر لاہور کی آبادیاں سکھوں نے لوٹ کر ہر باد کر دین  
تو یہ جگہ بھی ویران ہو گئی مہاراجہ رنجیت سنگھ کیوٹ شہر کے پہلوانوں  
نے اس گنبد کے متصل خشتی لڑنے کا اکھاڑہ بنایا اور یہ گنبد خشتی والہ  
گنبد مشہور ہو گیا اخیر عہد مہاراجہ رنجیت سنگھ میں جب مجدد خوشحال سنگھ  
کے ماتحت فوج کی چاؤنی اسکے پاس کے میدان میں مقرر ہوئی تو مجدد  
نے اس گنبد کی قبر کو گرا دیا اور اسکے گرد ہشت پہلو خاص مقبرہ کی قطع  
کوٹھی بنوالی کہی تو خود اس میں قیام رکھتا اور کہی افسران فوج سکوت  
رکھتے مختصر باغچہ ہی مجدد کے حکم سے یہاں لگایا گیا۔ یہ مقبرہ خشتی  
عمارت کا تھا پتھر اسپر لگایا نہیں گیا تھا ورنہ مہاراجہ سکوتہر کی  
طمع سے ضرور گرا دیتا خشتی عمارت یہی کرنے والی نہ تھی ورنہ تعمیر یا  
خشت فروش گرا لیتے + آخر جب سکھی سلطنت پنجاب سے جاتی رہی  
اور ملک پنجاب زیر سایہ ابد پایہ سرکار انگریزی آگیا تو پہلے پہل  
مسٹر بونگ صاحب ڈپٹی کمشنر اس کوٹھی میں قیام پزیر ہوئی پھر میجر  
میگر گر صاحب ڈپٹی کمشنر ہرنٹ گری صاحب کمشنر جواخر کار  
لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کے ہوئے منٹ گری صاحب بہادر نے یہ  
تجزیہ کی کہ یہ کوٹھی سرکار میں لے لی جائے اور راجہ تیج سنگھ



قابض جائداد جمدار خوشحال سنگہ متوفی کو یا تو اسکی قیمت دی جائے  
 یا مکان کی عوض کوئی سرکاری مکان مبادلہ کر لیا جائے چونکہ اس عہدین  
 راجہ تیج سنگہ کی جاگیر میں سیالکوٹ کا علاقہ تھا اس نے سرکار سے  
 حویلی دیوان حاکمائے کی جو سرکاری ملکیت تھی اور سکھوں کے آخری  
 مفدہ میں ضبط ہوئی تھی بوجہ اس کو بھی کے سرکار سے طلب کی  
 چنانچہ دی گئی اور یہ کو بھی سرکاری ملکیت اور جائے قیام فٹنٹ گورنر  
 بہادر دگورمنٹ ہو س قرار پائی اُس روز سے اسکی تعمیر کی ایزادی  
 میں ہمیشہ کوشش ہوتی رہی ہزاروں روپیہ ہر سال خرچ ہوتے رہے  
 جمدار خوشحال سنگہ کے عہد کی عمارت کا اب نام و نشان باقی نہیں رہا  
 موجودہ عمارت سب سرکاری ہے البتہ پُرانا مقبرہ کو بھی کی منزل زیریں  
 میں بدستور ہے۔ یہ عالیشان و بے مثل کو بھی ہشتی قطع پر ہر جہت پر کہ  
 پُرانے مقبرہ کا بیرونی وسیع چوترہ بنا تھا اور جس قطع و وضع پر جمدار  
 خوشحال سنگہ کی عمارت تھی آٹھوں پہلوں میں سے نصف زمین زیر آمد  
 کو بھی کی دو منزلہ ہے اور تین پہلوں کی مقدار یعنی نصف سے کچھ کم  
 ایک منزلہ کیونکہ زمین کی غربی پست اور شرقی اونچی ہے نصف دو منزل کے نیچے  
 منزل میں مکانات بنی ہیں جن میں اب باب گو دام وغیرہ رکھا رہتا ہے اور  
 نیز حصہ اس گنبد کا جبکہ دروازہ آمد و رفت مسدود ہے بالائی منزل یعنی  
 عین کو بھی کی عمارت کے وسط میں ساڑھے تیس فٹ لمبا چوڑا اندر سے  
 بصورت مربع باہر سے ہشتی شکل پر ہے یہ ۱۱۳ فٹ اونچا سولے منزل  
 زیریں جو اسکے نیچے ہے منڈیر تک ہے اور چھت تک ۲۵ فٹ اور اگر منزل زمین  
 کا ارتفاع بھی شامل کر لیا جائے تو ۵۴ فٹ ارتفاع سطح زمین سے ملایا تیر تک

شمار ہوتا ہے ہال کے ہر ایک بیرونی پہلو پر ایک ایک کمرہ بنایا گیا ہے شرقی  
 کمرہ ۲۲ فٹ لمبا اور ۲۰ فٹ چوڑا ہے اس رستہ کے ہر چار سین سے بجانب  
 شرق چہ فٹ چوڑا نکالا گیا ہے غربی کمرہ بقدر ۵۳ فٹ کے لمبا اور ۲۲ فٹ  
 چوڑا رکھا گیا ہے اور اسی کے ملحق بجانب غرب ۲۰ فٹ لمبی ایک ڈاٹ دیکر  
 دوسرا کمرہ بقدر ۵۳ فٹ کے لمبا اور ۳۱ فٹ چوڑا بنایا ہے اور اسی کمرے کے  
 تین دروازے گول کمرے میں جو ڈیوڑھی کے ملحق ہو کر کھڑے ہیں اور  
 وہ گول کمرہ یعنی مقام نشست مردم اہل ملاقات ۳۳ فٹ لمبا اور ۲۴ فٹ  
 اندر کا ہے اس کمرہ کے ملحق گول برائڈہ دس فٹ چوڑا بنایا ہے جس میں  
 لکڑی کی سیڑھی نہایت عمدہ و مکلف بنی ہوئی ہے اس پوڑھی کے ذریعہ سے  
 انسان اندر کوٹھی کے جاتا ہے اس سے بجانب غرب عالیشان دیوڑھی ۷۷ فٹ  
 لمبی ۱۸ فٹ چوڑی ہے اس دیوڑھی کے دوہرے پیل پائے بنا کر ایک راستہ  
 سے بجانب جنوب و شمال رکھا گیا ہے جس سے گلیاں آتی جاتی ہیں غرب کے سمت  
 پہی تین دہن میں چہ فٹ دیوڑھی کی بیم کڑھی کی تختہ پوش ہے یہ ذکر  
 اوس عمارت کا جو بڑے ہال سے غرب کے سمت ہے سحریر پہ چکا جو کمرہ  
 ہال سے بجانب جنوب واقع ہے وہ طول میں ۳۰ فٹ عرض میں ۲۲ فٹ  
 چوڑا ہے اس راستہ کے ہے جو بقدر چہ فٹ کے چوڑا جنوب کی سمت نکالا  
 شالی کمرہ طول میں ۲۲ فٹ اور عرض میں ۲۰ فٹ رکھا گیا ہے۔ ان  
 کمروں کے علاوہ ہال کے چاروں گوشوں پر چار کمرے مناشی شکل کے  
 ہیں جو نہایت مطبوع و خوبصورت نظر آتے ہیں۔ ان تمام کمروں کا ارتفاع  
 ۲۴ فٹ کرسی سے چہ فٹ اور منڈیر تک ۲۷ فٹ شمار ہوتا ہے  
 سوائے ان کمروں مذکورہ بالا کے اور چوڑے چوڑے کمرے جو کمرہ یا مذکورہ

ملحق ہر ایک پہلو پر بنے ہوئے بین شارمین بائیں<sup>۲</sup> بین انہین سے آٹھ  
 تو غلخانے میں اور باقی ماندہ کوئی دفتر اور کوئی سونے اور کوئی گودام  
 کے لئے مختص ہیں ہر ایک پہلو میں چھ دروازے تو بڑے آٹھ آٹھ فٹ  
 کے چوڑے اور پندرہ دروازے چار فٹ کے اور بعض تین فٹ کے  
 ہیں چھ کھڑکیاں دو بخاریں لکڑی کے بست شمال اور ایک بخاری  
 بگوشہ شمال غرب اور ایک بست جنوب نہایت خوبصورت بنا ہے۔  
 ہال کے پاس کے سب کمروں کی چتیں باہم ارتفاع میں برابر ہیں  
 اور انکے ساتھ کے چوٹے کمروں اور برائڈوں کی چتیں بھی ارتفاع  
 میں آپس میں برابر ہیں مگر ہال کے ملحقہ کمروں سے بھی ہیں۔ برائڈہ  
 اس عالیشان کوٹھی کا نہایت خوبصورت نوکار ڈاٹون کا بنایا گیا  
 ہے جسکے اوپر پھارسی اور گہرے پھول بنی ہیں برائڈہ ۸ فٹ چوڑا اور ۱۲  
 فٹ اونچا چھت تک ہو برائڈہ کے دہن اکثر کھیلے اور بعض بعض بند کر کے  
 غلخانے وغیرہ بنائے ہیں اندرونی ہر ایک کمرے میں مکلف آتش  
 بنی ہوئی ہیں اور ہر ایک کمرہ ہزار ہاروپے کے سامان شاہانہ سے  
 آراستہ کیا گیا ہے چھت تمام مکان کی تختہ پوش بیم لکڑی کی ہے۔ کوٹھی خاص  
 کے باہر مکلف و عالیشان باغ بہت وسیع بنا ہو جس میں طرح طرح کے  
 درخت شمر وغیرہ شمر بٹیاں لگے ہیں اور بیشمار گلوں سے زینت باغ کی  
 بڑھائی گئی ہے اور یہ تمام باغ ایک وسیع و پختہ احاطہ میں محیط ہے اور اس  
 چار دیواری کے اندر منسلک ذیل مکانات ہیں اول حوض جو کوٹھی کے باہر  
 بجانب شرق پختہ ساٹھ فٹ طول اور تیس فٹ عرض اور تیر فٹ  
 عمیق زینہ دار بنا ہے اور نہر کے پانی سے بہا رہا ہے۔ دوم گہوڑوں کا

اصطبل۔ سیوم مکان گو دام۔ چہارم شتر خانہ۔ پنجم فیلی نہ اور آٹھ نو  
پختہ مکان نو کردن کے رہنے کے لئے بنے ہیں چار پہاڑی چار دیواری میں  
ہر سمت جاری ہیں شمالی پہاڑ کے دو طرف سپاہیان گارو کے  
رہنے کے مکان بنے ہیں اور کئی پانچ خانے احاطہ کے متعلق ہیں اس مکان  
کی مرمت سالانہ و جدید تعمیر و انتظام و نگہ رانی سب لفکنا کے متعلق ہے۔

## منٹ گمری ہال و لارنس ہال

یہ عالیشان عمارت دو حکام عالی مقام ایک رابرٹ منٹ گمری صاحب ہوا  
لفٹ گورنر ممالک پنجاب کی یادگار میں جو مدت مدید پنجاب کے حاکم  
رہے اور کمشنری کے عہدے سے لفٹ گورنر ہوئے اور رعایا کو اپنے  
حسن اخلاق و انصاف سے خوش رکھا۔ دوم کرنل لارنس صاحب ہوا  
کی یادگار جو مفسدہ دہلی کے وقت لفٹ گورنر و اعلیٰ حاکم پنجاب کے  
تھے اور ان کی کمال عرق ریزی و جانفشانی سے پنجاب کا انتظام قائم  
رہا اور فوج کثیر نوکر رکھ کر دہلی کو روانہ کرتے رہے جس کے صلہ اور خدمات  
لایفہ کی عوض میں انہوں نے گورنر جنرل و ویسٹ انڈیا کے عہدہ پایا  
بنائی گئی ہے۔ ان دونوں مکانوں کی تعمیر میں امرات پنجاب و حکام نے نہایت  
رہنمائی سے چندہ دیا اور وہ روپیہ خرچ ہو کر یہ دونوں عالیشان  
مکان تعمیر ہوئے چونکہ یہ دونوں مکان پاس پاس تھے دونوں میں ایک  
متطیل کمرہ تعمیر ہو کر دونوں کو ایک کر دیا گیا۔ منٹ گمری ہال میں ایک  
بڑا کمرہ جسکو ہال کہتے ہیں ایک منزلہ طول میں ایک سو چوبیس فٹ اور عرض  
میں چوبیس فٹ ارتفاع میں سقف چینی کے ابتدائی آغاز تک اڑتیس فٹ  
اور چینی کی اخیر انتہا تک تریس فٹ اور بالائی منزلہ تک باسٹ فٹ ہے

اس حال کے چارون گوشوں پر دو منزلہ چار کمرے مربع عرض طول میں  
 اٹھارہ اٹھارہ فٹ پہلی منزل انکی چیت تک ۱۶ فٹ اور دوسری منزل  
 ۲۱ فٹ منڈیر تک ۳۴ فٹ شمار ہوتی ہر ہال کے چارون طرف گیلری  
 دو منزلہ انہیں کمروں کے مطابق ہے اس عالیشان مکان میں بین  
 ستون مقطع و خوبصورت بنا کر گئے ہیں اور ستونوں پر خوبصورت ڈائین  
 ویکہ بتائی گولہ جو قینچی کے نیچے ہی بنایا گیا ہے ہر ایک ستون تیس تیس  
 فٹ بلند ہے اور گولہ پر نہایت عمدہ ماہی پشت کام ہے جسکو دیکھ کر  
 طبیعت خوش ہو جاتی ہے قینچی کی تمام گولائش کے نیچے پندرہ پندرہ  
 فٹ کے فاصلہ پر گولہ دیا گیا ہے اور اسی میں ایسے موقع پر جہاں مربع  
 صورت گولے کے اندر پیدا ہوئی ہے بعض جگہ کھڑکیاں اور بعض جگہ  
 دلی بنا کر گئے ہیں کھڑکیاں کل تعداد میں بیس چہ چہ فٹ گولائش  
 میں ہیں چیت بڑی ہال کی قینچی دار ہے اور لوہے کی چادر اسپر لگائی گئی  
 ہے اور بالائی منڈیر کے نیچے نہایت خوبصورت کارنس اڑھائی فٹ  
 دیوار سے بڑھا کر بنا کر گئے ہیں۔ ڈیوڑھی اسکی جنوب کی سمت ۵۴  
 فٹ طول اور ۱۳ فٹ عرض ارتفاع میں بڑی ہال کی گیلری کی چیت  
 تک ہے ایک ایک ہن شرق و مغرب کو رکھا گیا ہے جس سے بگیاں آجاسکتی  
 ہیں اور تین جنوب کی سمت میں جنوب کی سمت بالائی منڈیر کی اونچائی  
 پر سرخ پتھر کی سل نصب ہے جس میں بخت انگریزی لفظ منٹ گری ہال  
 کندہ ہے اور دو سلین مستطیل سنگ مرمر کی ہال کے اندر ایک دوسری  
 کے مقابل نصب ہیں ایک میں بخت انگریزی اُن لوگوں کے نام کندہ ہیں  
 جنہوں نے اس مکان کی تعمیر میں چندہ دیا اور دوسری میں بخت فارسی

وہی نام کندہ کئے ہیں۔ بڑے ہال کا فرش نہایت خوبصورت چوبلی  
 قسم قسم کی لکڑی کا روغنی بنایا گیا ہے ماشیہ ہی نہایت خوبصورت ہے  
 باقی فرش سب چوکون کا ہے جنوب کی سمت جو دو کمرے ہال کے گوشوں  
 پر ہیں انہیں لکڑی کی سیڑھی چھت پر جانے کے لئے بنی ہوئے اس مکان  
 کی شمالی دیوار کے وسط کے کمرے میں ایک مستطیل کمرہ شمال کی سمت جسکو  
 کوچہ کہنا چاہئے ۳۴ فٹ لمبا اور ۱۶ فٹ چوڑا بنا ہے اور اسی کمرے  
 کو ذریعہ سے دونوں مکان منٹ گمری ہال اور لارنس ہال سپین ملاؤ گئے  
 ہیں اس لیے کمرے کی میانہ میں ڈاٹین دیکڑا اور پینا ۲۶ فٹ بلند کلس کیے پھر نکلتا  
 ہے اس میں گھنٹہ رکھا ہے چھت مینار کی قابو تہی خشتی ہے اور مستطیل کمرے کی چھت بیم کڑی  
 کی نہایت خوش وضع بنی ہے مکان لارنس ہال کی گری رستہ مستطیل مذکور  
 سے ۳۴ فٹ بلند سی مین ہے اس میں ایک تو بڑا کمرہ ساڑھے بتیس فٹ  
 لمبا اور ساڑھے تیس فٹ چوڑا ۳۳ فٹ اونچا چھت کی بیم تک درم ۲۴ فٹ  
 بالائی مشیز تک ہے چھت اسکی بیم کڑی کی اور اس کے نیچے گردہ دار تختے منوت  
 کام رنگ برنگ بنا کر چپان میں کمرہ کلان کے شرق و غرب کی سمت  
 اور دو کمرے ۳۲ فٹ لمبے اور ۱۶ فٹ چوڑے بڑے کمرے کے برابر  
 بلند ہیں ان کی چھتیں بھی بڑی کمرے کی طرح ڈالی گئی ہیں بڑی کمرے کا  
 فرش تو لکڑی کا نہایت خوبصورت اور شرقی غریبی کمروں میں چوکے  
 کا فرش ہے۔ اس مکان کی دیوڑھی شمال کی سمت رکھی گئی ہے جو ۳۳  
 فٹ لمبی اور ۲۲ فٹ چوڑی ہے اور بلند سی اندرونی کمروں کو برابر  
 ہے اسکے شرق و غرب کی سمت دو رستہ کپلے جو کچر مین اور شمالی سمت  
 مین دہن مین ۱۶ دو دو مکان مختلف سنون مین تعمیر ہوئے ہیں

یعنی لارنس حال ستمبر ۱۸۶۲ء میں بنکر ختم ہوا اور منٹ گمری ہال ستمبر ۱۸۶۲ء  
میں بنکر تیار ہوا چونکہ منٹ گمری ہال کی چہت اول سٹر گارڈن صاحب  
انجینئر نے لالہ میلہ رام کی ٹھہیکہ داری میں غالبوٹی خشتی بنوائی تھی وہ  
وہ ناقص رہ گئی اور چہت میں دراڑ آگئی اسلئے سرکار سے مولف کتاب  
اسکی دوستی پر مامور ہوا اور پہلی چہت آٹار کر مولف نے نمونہ حال کی  
چہت ستمبر ۱۸۶۲ء کے اخیر میں بنا کر تیار کر دی جسکو دیکھ کر حکام نے پسند  
فرمایا اب یہی یہ مکان زیر نگرانی مولف کے ہوا اور سالانہ ضروری مرمت  
اسکی معرفت میونسپل کمیٹی لاہور کے ہوتی ہے ۵

### مکان عجائب گاہ لاہور

یہ عالیشان قطعہ و مطبوع مکان بازار انارکلی چو برجی باغ نواب وزیر خان  
مرحوم کے شرق کی سمت بازار کی سڑک کے غربی سمت ستمبر ۱۸۶۲ء میں  
بنایا گیا تھا پختہ اسکی عمارت چونہ کی ہو یہ مکان اسوقت تعمیر ہوا جب  
سرکار نے پہلے پہل عجائبات خطہ پنجاب کی نمائش منظور کی تھی اور اس  
اہم کام کو اہتمام میں ہزار ہا روپیہ سرکار کا صرف ہوا تھا بڑی بڑی ریاستوں پنجاب کے  
امیرون سرداروں جاگیرداروں طرح طرح کی عجیب چیزیں قسم قسم کے زیورات قیمتی مصلح  
ملہوسات و فرزش قیمینہ و قالین و مصنوعات قسم قسم مباحث کشمیر جنت نظیر و ہر  
خطہ و ہر اقلیم جمع کر پڑنے خوشنویسوں کو ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابیں اور زمانہ حال  
کے خوشنویسوں کے ہاتھ کے قطعات عجائب گاہ میں رکھے  
ہر ایک قسم کی ادویات و اوزار و سلاح و تلواریں جنگی  
قبضوں پر مصلح کام تھا و برجے و نیزے و بخترو تبر و سپر و غیر  
و قرابین و بندوق و غیرہ مع پارچات انواع اقسام ساخت ملتان

از قسم لنگی و لاچہ و کہیں و پارچات از قسم سوسی شہر ہلالہ  
 پا پوش ساخت لاہور و راولپنڈی و بہر خوشاب و مصنوعات چوبی  
 و منوتی و رنگین و مصنوعات عاج و آہن و طلا و نقرہ و صندوقی ہاے  
 عجیبہ و قلمدان ہاے غریبہ و اقسام مصنوعات چرمی از قسم حقہ و ظروف  
 برنجی و سی و نقری اور قسم قسم کے پتھر ہر ایک ولایت اور کونہستان  
 کے اور طرح طرح کے نمک اور رنگ رنگ کے قیمتی جواہرات اور جانور  
 ملیور و حشرات و آبی از قسم سانپ و مگر مچھ و غیرہ یہ جانور اگرچہ  
 مردہ ہوں مگر انکے پیٹ کی غلاطت نکالکر اس ترکیب آئینہ دار بکسون  
 میں رکھو تو کہ سب زندہ معلوم ہوتے ہیں۔ ہر ایک قیمتی چیز زیورات  
 جواہرات و بلبوسات و غیرہ آئینہ دار بکسون میں رکھکر لوگوں کو  
 دکھلائی گئیں اور پڑا اور یار اس نمائش کا ہنر نہایت گاہ کو کہو لاگیا  
 صنایع کو انجام دے گئے اُس روز سے یہ عجائب گاہ بنا ہوا ہے اور  
 اکثر سرکاری عجیب چیزیں اب تک اس میں رکھی ہیں اور لوگ دیکھنے  
 کو آتے ہیں۔ بڑی توپ احمد شاہی جسکو احمد شاہ درانی بادشاہ  
 کابل نے بنوایا تھا اور پانچویں حملے میں بسبب ٹوٹ جانے تخت  
 دریاے چناب پر رہ گئی تھی اور صاحب سنگہ بہنگی حاکم گجرات نے  
 اپنی قبضہ میں کر لی تھی۔ شاہ درانی کی یادگار عجائب گاہ کے  
 شمالی دروازے کے باہر ایک چوڑے پر مع تخت موجود ہے۔  
 چونکہ یہ توپ سالہا سال بہنگی خاندان کے قبضہ میں رہی تھی  
 اس سبب رعیت سنگہ کی وقت اور اب بھی اسکا نام بہنگی والی  
 توپ مشہور ہے اور توپ کی پشت پر چند ابیات منوتی حروف میں



کنہ میں چکے بغیر مصرع میں مصرع تیار۔ پیکر از دہا کر آتشبار۔  
 لکھا ہے اس مصرع سے تیار اس توپ کی ساخت کی تکلف ہے اور  
 ۶۳ فٹ پیری حاصل ہوتا ہے۔ یہ مکان شرقاً غرباً شکل مستطیل  
 بنایا گیا اور دو حصے میں منقسم کیا گیا ہے ایک حصہ شرقی اور دوسرا  
 غربی اور دونوں میں ایک رستہ پندرہ فٹ چوڑا رکھا ہے اس رستہ  
 کے دونوں طرف یعنی سمت جنوب و شمال دو دروازے آمد و رفت کے لئے  
 بارہ بارہ فٹ چوڑے اور دس دس فٹ اونچے مع آئینہ دار چروپون  
 اور آئینہ دار محرابوں کے بنائے ہیں اس عجائب گاہ کے عام دیکھنے والے  
 شمالی دروازے سے داخل ہو کر بعد نظارہ عجائبات جنوبی دروازے  
 سے نکل جاتے ہیں دونوں کمرے شرقی غربی عرض و طول و ارتفاع میں  
 برابر رکھے گئے ہیں ہیئت و صورت دونوں کی یکساں ہے اس لئے ایک کمرہ  
 شرقی کی عمارت کا مفصل حال تحریر ہوتا ہے۔ یہ کمرہ ایک سو دو فٹ لمبا  
 اور ۲۶ فٹ چوڑا رکھا گیا ہے جس میں سات سات ستون جنوب و  
 شمال دونوں طرف چار فٹ و دو فٹ کے دس دس فٹ اونچے نہایت  
 منقطع وضع دار بنا کر ان پر سات سات کی اونچی دوریاں ڈالی گئی ہیں  
 اسکے شمال و جنوب کی سمت دو گھر ۱۶ فٹ چوڑے ایک سو بارہ فٹ لمبے  
 پندرہ فٹ مرتفع بنے ہیں جن پر سات فٹ اونچی ایک طرف سلامی دار  
 سقف ہے اور انہیں گھروں میں دوری دار کمرے کیان آئینہ دار شیشی  
 کے لٹکائے گئے ہیں یہ کمرے کیان سات بھر شمال اور آٹھ سمت جنوب  
 ہیں اور ایک ایک کمرے کی سمت شرق بمقدار نو فٹ دس فٹ دور  
 آئینہ دار بنی ہیں اس شرقی سمت کو پیشانی مکان کہنا چاہیے اور

بھی دروازہ ہوا اور دروازے کے چپ و درست دو کھڑکیاں خود دو  
 کی کھولی گئی ہیں اور اسی دروازے کی پیشانی پر نہایت مطبوع شیر اور  
 گھوڑی اور سلطانی تلخ صورت چوٹی بنا کر لگا کے گھر میں نصف حصہ اس  
 مکان کا درمیانی رستہ سے جو سمت غرب ہے سو پہو مانند شرقی حصہ کے  
 بنا ہوا ہے۔ ان دو نو حصوں میں اور دو کمرے شمال کی سمت بڑا کمرہ  
 بنا کے کمرے میں جو طول میں تیس فٹ اور عرض میں سولہ فٹ ہیں ان  
 دونوں کے بیچ دس دس کھڑکیاں آئینہ دار محرابی رکھی گئی ہیں۔ درمیانی  
 رستہ کی دونوں طرف یعنی جنوب و شمال کے دروازوں کے آگے چوٹی  
 دیوڑیاں ہیں۔ باہر مکان کے چوٹی برائڈ نہایت خوبصورت لیکن  
 بنا ہی عرض میں آٹھ فٹ اور طول میں چاروں طرف مکان کے  
 محیط پر ستون اس برائڈ کے چوٹی دس دس فٹ اونچے ہیں اور  
 برائڈ سلامی وضع پر بنا یا گیا ہے جسکے سلامی ستونوں سے چلکر  
 اخیر تک چھ فٹ ہے اور اس پر مضبوط لکڑیاں ڈال کر چوکا دکھیریل  
 نصب کی گئی ہے دونوں کمروں کے ساتھ کے گھر جو تحریر ہو چکے  
 ہیں پندرہ فٹ اونچے ہیں ان پر قینچیاں سات سات فٹ کی پڑی  
 ہوئی ہیں اور بیچ کے کمران کمروں کی بلندی چوبیس فٹ قینچی تک  
 ہے اور اس پر قینچی بارہ فٹ اور اونچی رکھی ہے بڑی دونوں قینچیوں کے  
 سر پر دو روشندان نہایت مطبوع بطور چوٹے میناروں کے برجی دار  
 قینچی کی نوک سے بارہ فٹ بلند ہیں قینچی کے شمال اور جنوب کی سمت  
 خوبصورت خود خورید برجیاں مکان کی زینت کو بڑھاتی ہیں +  
 بڑی خانہ یعنی زنانہ جلیانہ

یہ مکان متصل مکان سنٹرل جیل لاہور کے واقع ہے جس میں سزایافتہ عورتیں قید ہو کر میچا و قید کی پہگتی ہیں ویسی اور دیور وچین عورتیں سب اسپین سزایاب ہونے کو آتی ہیں۔ یہ بڈھی خانہ ایک مربع احاطہ ام کے اندر واقع ہے جو سات سو ستر فٹ طول اور اسی قدر عرض میں ہے اور دروازہ پہاٹک پختہ بجانب مغرب ہے اور پہاٹک کے چپ و رست سپاہیوں گارڈ کے رہنے کے مکانات بنائے ہیں۔ بیرونی احاطہ کی چار دیواری بیرونی سے پچاس پچاس فٹ کا فاصلہ چوڑا کر اصل مکان بڈھی خانہ کی خام دیوار بنا کی گئی ہے اور دروازہ سمت غرب رکھا گیا ہے جو بیرونی پہاٹک کے محاذ میں ہے اور مابین دو دروازوں کے دو فوٹ دیوار خام بنا کر ایک رستہ ۱۸ فٹ چوڑا بطور کوچہ کے بنا ہوا ہے اسی رستہ سے انسان اندر بڈھی خانہ کے جاتا ہے اصل بڈھی خانہ کی عمارت مدور ایک پرکاری دائرہ کی شکل پر مبنی ہے یہ مدور احاطہ بڈھی خانہ چہ سو چہ فٹ قطر زمین میں بنا ہے اسکے اندر ایک اور خورد احاطہ مدور ایک سو پچاس فٹ قطر زمین پر ہے جس میں ملازمان و محافظان بڈھی خانہ قیام رکھ کر ہر جارت نگران حال قیدیوں کے رہتے ہیں اندرونی مدور خورد احاطہ کی ہر طرف بیرونی مدور احاطہ کی دیوار تک جب قدر زمین ہے وہ آٹھ حصہ میں تقسیم کی گئی ہے ہر ایک حصہ میں دیوار خام بنا کر علیحدہ علیحدہ کیا گیا ہے انہیں سے چار حصہ میں تو چار بارگین قیدیوں کے رہنے کی اور دو میں دو سنگین اور ایک میں ہسپتال اور ایک میں لوکیون کم عمر کے متعبد رہنے کی بارگ اور ورکشاپ مع پانچ فوٹ کے کچی پکی عمارت میں تعمیر ہوئی ہے چار بارگین مذکورہ طول میں ۷۵ فٹ عرض میں ۲۲ فٹ ارتفاع میں

۵۱ فٹ چینی کی سیج تک یہ ہر ایک بارگ دو دوحہ میں منقسم ہر ایک  
 حصہ ۲۳ قیدیوں اور دوسرا ۲ قیدیوں کیواٹے اور چہتین انکی  
 چینی دار کھیریل سے ڈیاپنی ہوئی ہیں۔ اور دو سنگین جنکا سابق  
 فکر ہو چکا ہو انکی صورت یہ ہے۔ دونوں سنگینوں کی ایک صورت ہے  
 اور وسط میں ایک رہتہ پٹا ہوا مستطیل رستہ کے دونوں طرف آفت  
 کے دروازے ہیں ہفت رستہ کے چپے رہت بارہ بارہ مکان سنگین  
 مشقت دینے والے قیدیوں کے رہنے کے لئے ہیں ان مکانات میں ایک  
 ایک قیدی تنہا رکھا جاتا ہے اور مشقت شاقہ لی جاتی ہے یہ ہر ایک  
 کوٹھری دس دس فٹ مربع اور ۷ فٹ ارتفاع ہے اور سقف میں  
 روشندان رکھے ہیں ان کوٹھریوں کے ملحق دونوں سمت کھلا ہوا  
 صحن بلا سقف ہے رکھا گیا ہے جو ۵۱ فٹ لمبا اور دس فٹ چوڑا اور  
 ۳۱ فٹ بلند دیوار سے محیط ہے اس جگہ بعد مشقت شاقہ کے قیدی  
 ہوا لیتے اور رنج حاجت کرتے ہیں یہ سنگین ۲۴-۲۵ قیدیوں کے  
 لئے بنائی گئی ہیں دونوں دروازے ہر وقت مقفل رہتے ہیں جب  
 کھانا دینے یا کسی اور ضروری کام کا وقت آتا ہے قفل کھولا جاتا ہے  
 یہ سنگین طول میں ۱۴۶ فٹ اور عرض میں ۷۰ فٹ ہیں اور بارہ  
 بارہ کوٹھریاں دولین میں بنائی گئی ہیں۔ سب بڑی ساتویں  
 حصے میں کچی پکی عمارت کی ایک بارگ ہے جس میں ہسپتال ہر طول میں  
 ۷۷ فٹ عرض میں ۷۴ فٹ بلندی میں ۷۷ فٹ چینی کی سیج تک  
 ۲۵۶ دروازے رکھے ہیں اندر زنی حصہ تین حصے میں منقسم ہر درمیانی  
 حصہ ادویات و گودام وغیرہ سامان رکھنے کے لئے ہے اور چپ و رہت

کے دو نو حصوں میں بیمار عورتیں رہتی ہیں چاروں طرف بارگ کے  
 برائڈہ بنا ہر حصہ میں چاروں سمت ۲۹ دھن محرابی ڈاٹ دار اور  
 چہت برابر چہت بارگ کے ہر کرسی اسکی زمین سے تین فٹ بلند  
 اس ہسپتال کے متعلق باورچی خانہ اور ایک مردہ خانہ الگ بنا ہے +  
 آٹھویں حصے میں جو لڑکیوں کے مقید رہنے کی بارگ ہر اسکی عمارت  
 سنگینوں کی قطع پر ہے اور دو طرف چار چار گہر بنے ہیں اور ہرچ میں  
 رستہ ہے اور آمد و رفت کے دروازے دو طرف رکھے ہیں اور اسی حصے  
 بارگ کے سامنے ایک کٹاب ہے جو ۳۳ فٹ طول اور ۲۲ فٹ عرض بلند گیارہ فٹ ہے +  
 بیرونی مربع خام احاطہ کے اندر ہی مکانات بنے ہیں ایک تو باہر کے  
 پہاٹک کے چپ درہت گارو کے مکان جنکا ذکر پہلے ہی مذکور ہو چکا  
 اُنکے علاوہ اور دو مکان خام ۱۷ فٹ طول ۲۲ فٹ عرض ۸ فٹ  
 بلند بنے ہیں جو چہ چہ کوٹھڑیوں میں منقسم ہیں اور ایک باورچی خانہ  
 انکے متعلق ہے یہ دو نو مکان اُن نئی قیدی عورتوں کیواسطے ہیں جو ضلع  
 ہو کر آتی ہیں اور پہلے چالیس روز تک ان مکانوں میں رکھی جاتی ہیں  
 من بعد پڑھنی خانے کے اندر بھیج دی جاتی ہیں انکے سوا ایک در مکان  
 ستر فٹ طول ۱۷ فٹ عرض ۱۷ فٹ بلند بنا ہوا ہے یہ مکان یوروپین  
 عورتوں کی قید کیواسطے ہے عمارت اسکی چار حصہ میں منقسم ہے اور ہر ایک  
 حصہ عرض و طول و ارتفاع میں برابر رکھا گیا ہے ایک برائڈہ اسکے  
 باہر لطیف غریب ہے جسکے سات دھن اور ۸ فٹ چوڑا اور چودہ فٹ اونچا  
 ہے اور مشرق کی سمت پڑا کوٹھڑیاں دو برائڈہ ہیں ایک باورچی خانہ علیحدہ ہے +  
 گوشہ شمال مغربی اس احاطہ کے اندر دو مکانات اور ہرچ میں جنکا طول

۵۰ فٹ عرض، ۱۲ فٹ بلندی ۱۲ فٹ ہی ان دو نو مکانوں میں گودام رہتا ہے انہیں مکانوں کے پاس ایک حوض بنا ہوا ہے جسکے نیچے آگ جلا کر پانی گرم کیا جاتا ہے اور گرم پانی میں کٹھنل مارے جاتے ہیں۔ شرق و جنوب کے گوشہ میں چار درکشاب بنائے گئے ہیں جو طول میں ۵۰ فٹ عرض میں ۲۲ فٹ بلندی میں ۱۶-۱۷ دہن بیرونی پٹا و دار پہلے کہہ گئے ہیں ان میں قیدی عورتیں کام کرتی ہیں دو پاخانے ہی ان درکشابوں کے متعلق ہیں اس واسطہ کے متعلق جو چاہ پختہ بنا ہوا ہے اسکے متعلق ایک غده پختہ حوض ہے جسکو فلٹر کہتے ہیں چاہ کا پانی حوض میں جمع ہوتا ہے اور حوض سے بذریعہ پائپ کے ہر ایک باغ میں پہنچتا ہے ہر ہسپتال وغیرہ ہر ایک مکان میں اسکی نالیان جاتی ہیں اور وہی پانی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس بڈ ہی خانے میں پنجاب کے تمام اضلاع کی قیدی عورتیں آتی ہیں اور میعاد مقررہ قید تک مقید رہتی ہیں۔ یہ مکان سنہ ۱۹۰۷ء میں مولف کتاب کے اہتمام و نگرانی میں تعمیر ہوا اور اب تک اسکی مرمت و نگرانی ہی مولف کے متعلق ہے جو ہر سال برابر ہوتی ہے۔

### پختہ پل ریلوے دریائے راوی

یہ غالبان پل دریائے راوی پر سرکار فیضدار کے حکم سے تعمیر ہوا ہے جس سے پشاور لین کی ریل گاڑی آتی جاتی ہے یہ پل دو ہزار بیچے کے رستوں سے گھوڑا ٹو پیا وہ آدمی گائے بیل وغیرہ دریا کے وار پار آتے جاتے ہیں اونٹ اور گھوڑا مع سوار آ جاتے ہیں سکتا کہ بالائی سقف بہت اونچی نہیں چونکہ پہلے سرکار کی تجویز یہ تھی کہ سڑک

پشاور لین پر چوٹی گاڑی چلائی جائے اس سبب اس پل کا عرض  
اسکے مطابق رکھا گیا تھا پر جب وہ تجویز بدل گئی تو سڑک کی تبدیلی  
بھی ٹل میں آئی اور اس پل کو اور آہنی قینچیاں اور پرزے ایذا  
کر کے اوپر سے چڑا دیا گیا جس پر اب ریل جاری ہے۔ یہ پل نہایت  
مستحکم و مضبوط بنایا گیا ہے دریا کے بہاؤ کے اندر کوٹھیاں گلا کر سچتہ پا  
چونہ کے خشتی بنائے گئے ہیں ۵۳ پاؤں اور ۳۳ در پانی کے بہاؤ  
کے دھچکے کیے گئے ہیں ہر ایک در ایک سو فٹ مقدار میں ہے اور کل پل  
تین ہزار تین سو فٹ لمبا ہے اور زیریں ٹافٹ چوڑا لوگوں کی آمد و  
کیو اسے رکھا گیا ہے اس کے اوپر رست و چپ آہنی قینچیاں ڈال کر دوسری  
چہت آہنی ڈالی گئی ہے جس پر ریل چلتی ہے \*

### سنٹرل جیل لاہور

یہ ایک عام جیل تمام خطہ پنجاب کے قیدیوں کیو اسے بنایا گیا ہے اگرچہ  
ہر ایک ضلع کے مقام پر ڈسٹرکٹ جیل بنے ہوئے ہیں اور ہوری میاں  
کے قیدی وہاں رہتے ہیں مگر ٹری میاں کے قیدی ہر ایک ضلع سے  
یہاں بھیجے گئے جاتے ہیں جو یہاں اپنی اپنی میعادیں تک پہنچتے کر  
رہا ہو جاتے ہیں۔ اس جیل خانے میں قیدی ہر ایک طرح کی مشقت  
جیل کے اندر کرتے ہیں بڑے بڑے کارخانے درسی بانی و شالبا فی  
و قالین بانی وغیرہ بشیر کام جیل کے اندر ہوتا ہے جہاں خانہ بین  
لاکھوں روپے کا کام ہوتا ہے اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ قیدی  
بھی کام سیکھ جاتے ہیں سرکار کو بھی فائدہ ہوتا ہے قیدی بھی جیل  
سے باہر نہیں جاتے پہلے جو قیدی سڑکوں پر کام کرنے جاتے تھے تو اکثر

موقوف پاکر بہاگ جاتے ہیں۔ جیل کے بڑے افسر و حاکم صاحب سپرنٹنڈنٹ  
 بہادر و ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بین داروغہ جیل اُن کے ماتحت کام کرتا ہے  
 نیوٹنڈاکٹر بھی معالجہ کے لئے مقرر ہیں ہسپتال میں قیدیوں کا علاج ہوتا ہے۔  
 اس جیل کا بڑا دروازہ بہت شمال ہی بیرونی دروازہ سے اندرونی بہاگ  
 تک رستہ کہلا ہوا ہے صرف ڈیڑھ دو منزلہ پٹی ہوئی ہو رستہ کے  
 مغرب کی سمت سپاہیوں کی بارگین اور دفتر صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر  
 و ملازمان جیل کے گہرین اور شرق کی طرف داروغہ جیل کی رہائش کا  
 مکان اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے رہنے کا گہرا اور گارو دین سپاہیوں کی و  
 اصیل ہے۔ جیل کا خاص دروازہ پختہ محرابی ڈاٹ دار عالی شان  
 نہایت مضبوط بنا ہے اور مکانات بمقہ کی کچی کچی عمارت مع پختہ پلستر کے  
 ہے۔ یہ جیل ایک خام بیرونی دیوار سے محیط ہے اور تمام احاطہ ایک ہزار  
 چھ سو سولہ فٹ لمبا اور نو سو چوں ۱۹۵۴ فٹ چوڑا ہے اٹھارہ فٹ اونچی دیوار  
 رکھی گئی ہے صورت احاطہ کی چار گوشہ اور ہر ایک گوشہ پر سپاہی کے  
 پہرے دینے کی مکان بنی ہیں اس احاطہ کے باہر پچیس فٹ زمین چوڑی  
 ایک خندق کہودی گئی ہے جو اوپر سے چوڑی ۲۸ فٹ اور نیچے سے  
 ۲۰ فٹ ہے اور عمق میں ۴۰ فٹ۔ بیرونی احاطہ کے اندر شمالی دروازے  
 کے علاوہ ایک پہاگ بجانب مغرب ہے جو ہمیشہ بند رہتا ہے بلا ضرورت  
 کھولا نہیں جاتا۔ شمالی دروازے سے جب اندر جائیں تو جیل میں داخل  
 ہوتے ہی تین سڑکبن آتی ہیں ایک سڑک تو بجانب سرکل نمبر اول  
 اور دوسری بجانب سرکل نمبر دوم جاتی ہے تیسری سڑک جو انکوار میں  
 سے سیدھی ہسپتال کے دروازے تک جاتی ہے جو جنوبی سمت کی دیوار



کے ساتھ بنا ہوا ہے۔ اس جیل میں دوسرے کل نشت پہلو بنائے گئے  
 ہیں جسکے باہر آہنی جنگلہ کرسی تک عمارت بنا کر لگایا گیا ہے کرسی کے  
 اوپر پیل پائے ہیں اور پیل پائیوں میں لوہے کی سیخیں نصب ہیں  
 اندر جانے کا رستہ شمال غرب کے پہلو میں رکھا گیا ہے اندر جنگلہ کی ہر ایک  
 پہلو میں ایک ایک بارگ بنا لی گئی ہے یعنی آٹھ بارگین ہیں بارگوں  
 کی انتہا پر ایک اور جنگلہ آہنی خورد ہشت پہلو بنا ہے جسکے میانہ میں  
 ٹماور یعنی مینار کی عمارت ہے یہ جنگلہ دس فٹ اونچے مح کرسی کے ہیں۔  
 اندرونی آٹھوں بارگین ۲۰ فٹ طول ۲۲ فٹ عرض ۱۶ فٹ بلند چنچی  
 کے آغاز تک ہیں اسپر دس فٹ اونچائی کی قینچیان معہ ہوا دانوں کے  
 ہیں اور قینچوں پر کہر یلین نصب ہیں ہر ایک بارگ اندر سے چار حصص  
 میں تقسیم ہے جنہیں ایک سو چار قیدی رہ سکتے ہیں بارگوں کے دروازے ہر چار  
 سمت چھبیس چھبیس رکھے گئے ہیں ان بارگوں کے علاوہ جنگلے کے اندرونی  
 سرکل میں آٹھ در کتاب میں جہان قیدی کام کرتے ہیں اور آٹھ پانچانے ہر ایک  
 در کتاب ۱۷ فٹ طول ۱۲ فٹ عرض آٹھ فٹ بلند اور چہت چہر کے طور پر  
 سلامی دار ہے یہ سقف پیل پائے بنا کر اور انپر ٹاؤڈالکر بنائی گئی ہے اور  
 پیل پاؤں کے درمیانی دہن سترہ ہیں۔ چار باورچی خانے ۲۰ فٹ طول  
 ۱۰ فٹ عرض بلندی میں در کتابوں کے برابر ہیں در کتابوں اور باورچی خانوں  
 کی چہتیں بھی کہر یلون سے ڈھانپی ہوئی ہیں۔ درمیانی ٹماور کی صورت  
 مدور ہے اور جنگلہ آٹھوں پہلوؤں کے محاذ میں آٹھ در رکھے ہوئی ہیں اور  
 اندر دور وازرینہ اوپر چڑھنے کے لئے ہے یہ ٹماور ۳۰ فٹ بلند ہے اور  
 اوپر مخروطی شکل کی چہت اور چہت پر آہنی چادرین لگی ہیں ۲۶ فٹ

مینار کا اندرونی قطر ہے اسکے اوپر کی منزل اور نیچے گاردرہستی اور  
 تمام سرکل کی نگرانی رکھتی ہو۔ سرکل کے اندر آب نوشی کے لٹو چار چاہ  
 بھی کہو دس ہو سکتے ہیں۔ یہ حال جو تحریر ہو چکا ہے دو نو سرکل کا مجملہ  
 لکھا گیا ہے مگر غزلی سرکل سین یوروپین قیدیوں کے رہنے کے مکان اور  
 سنگین بھی بنے ہیں۔ یوروپین قیدیوں کے رہنے کا بنگلہ جو بڑا ہے  
 ۶۹ فٹ طول ۶۳ فٹ عرض ۶۳ فٹ ارتفاع کا ہے گہرا اور تین  
 برائڈون میں منقسم ہے انہیں سے بڑا گہرا ۳۶ فٹ لمبا ۲۰ فٹ چوڑا  
 اسکے چپے رہت اور دو دو گہرا ۱۶ فٹ ۱۰ فٹ لمبے چوڑے ۱۲ فٹ اونچے  
 مع برائڈون کے جو ۱۰ فٹ چوڑا اور ۷ فٹ لمبا ہے بنے ہیں بڑی کمرے  
 کے پاس دو کمرے اور بین جنکا عرض و طول ۲۰ فٹ ۷ فٹ ارتفاع  
 ۴ فٹ ہے ان کے متعلق ہیں دو گہرا اور دو برائڈون کے رکھو گز بنے دو دو گہرا  
 ۱۶ فٹ ۱۰ فٹ لمبے چوڑے اور برائڈون سے مطابق برائڈون سے مذکور الصدر  
 کے ہیں۔ دوسرا مکان یوروپین قیدیوں کے رہنے کا پہلے سے چھوٹا  
 ۳۵ فٹ طول ۳۳ فٹ عرض کا ہے چار گہرا اور ایک برائڈون میں  
 منقسم ہے دو باورچی خانے اور دو پاخانے انکے متعلق ہیں۔ سنگین  
 مکان کی صورت مستطیل تین حصص میں منقسم ہے ایک حصہ دوسرے  
 مکانوں کا ہے جسکے درمیان میں رستہ ہے اور اس رستہ کو چپ رہت  
 دوسری دوسرے حصے کے مکانات آٹھ آٹھ کل تعداد میں سولہ ہیں  
 ہر ایک مکان بقدر نصف کے پٹا ہوا اور باقی کبلا ہوا ہے پٹے ہوئے  
 کے اندر قیدی محنت شاقہ کرتے اور قید تنہائی پہنکتے ہیں اور غیر  
 منصف میں رفع حاجت کرتے ہیں۔ دوسرا حصہ بھی اسی کے ملحق

اور چوڑائی کے مبیانہ میں بنایا مگر اسمین رہتہ رکھ کر دوہری لین نہیں  
 بنائی گئی اکہری لین میں دوہرے مکان مسقف وغیر مسقف بدستور بنے  
 ہیں تیسرا حصہ دوسرے حصے کے ملحق اس سے چوڑائی میں کم ہے  
 اسمین صرف دو مکان دوہرے دوہرے مسقف وغیر مسقف بدستور  
 ہیں ان سنگینوں کا ہر ایک حصہ مسقف ۱۰ فٹ ۸ فٹ طول عرض میں  
 اور غیر مسقف ۱۲ فٹ ۸ فٹ اور بلندی میں ۱۲ فٹ ہے اور چھت پر  
 کڑیاں پڑی ہیں۔ ہسپتال جو اس جیلخانہ کے متعلق ہے بیرونی احاطہ  
 کی جنوبی دیوار کے ساتھ شمالی بڑی دروازے کے محاذ میں بنایا گیا ہے  
 اسکے گرد نواح چوبی جنگلہ پختہ پیل پائے بنا کر گایا گیا ہے جسکے اندر تین  
 بارگین ہیں۔ پہلی بارگ ۱۲۸ فٹ طول ۴۴ فٹ عرض ۸ فٹ بلند چھتی  
 ہے یہ صرف ایک کمرہ ہے جس میں بیمار قیدی رہتے ہیں اسکے چاروں طرف  
 دس فٹ چوڑا برآمدہ ہے اور برآمدوں کے دونوں کونوں پر دو گڑھ پڑیاں  
 چھت قینچی دار ہے۔ دوسری اور تیسری بارگ مطابق پہلی بارگ کو بنی ہیں  
 اور انہیں کے پاس نیوڈاکٹر کے رہنے کا مکان اور باورچی خانہ و مرد خانہ  
 و پاخانہ و چاہ بنا ہوا ہے ہسپتال کے مغرب اور گوشہ جنوب مغرب  
 احاطہ کلان میں چاہ خانہ کا عالیشان مکان بنا ہے جس میں بڑا کارخانہ  
 چاہ لے کا ہے اور مختلف مکانات میں یہ کارخانہ جاری ہو اسکے اور یہی  
 بہت سے مکانات بیرونی احاطہ کے اندر مثل لوہار خانہ و نجار خانہ و  
 کمہار خانہ و کاغذ خانہ و کونو خانہ وغیرہ بنے ہوئے ہیں جہاں بڑی بڑی  
 کارخانے جاری ہیں جکی مفصل پیمائش لکھتے ہیں طوالت ہوتی ہے  
 گوشہ جنوب مغرب میں دو مکان ہیں ایک مکان گودام و دوسرا

کم عمر لڑکوں کے قید رہنے کا تیسرا ایک اور مکان ہے جس میں  
چھاپے خانہ کا سامان رہتا ہے +

### ڈسٹرکٹ جیل یعنی جیل خانہ شہر خالص لاہور

یہ جیل خانہ متصل سنٹرل جیل بجانب غرب بنایا گیا ہے اس میں ضلع لاہور  
وغیرہ سے تھوڑی سی عمارت کے قیدی رہتے ہیں بڑے سنٹرل جیل میں نہیں  
بہجے جاتے اسی جگہ بعد گزرنے میعاد کے رہا ہو جاتے ہیں دروازہ اسکا  
بجانب شرق محرابی ڈاٹ دار پختہ بنا ہوا ہے باہر دروازے کے ایک  
طرف داروغہ کے رہنے کا مکان اور دوسری طرف دفتر کا مکان کچا پکا  
بنا ہے دونوں مکان طول میں ۳۵ فٹ عرض میں ۲۳ فٹ اونچائی  
میں ۱۲ فٹ کڑیوں کی چھت سے مسقف ہیں دروازے کی ڈیوڑھی  
مسقف ہے دونوں طرف سپاہیوں کے رہنے کی کوٹھڑیاں ہیں۔ یہ جیل  
ایک خام احاطہ چوکوشہ میں محیط ہے جسکا طول ۲۰ فٹ عرض ۶۵  
فٹ رکھا ہے ۱۴ فٹ دیوار بلند ہے احاطہ کے شرق کی سمت سوائی دروازہ  
کھان کے اور بھی تین دروازے ہیں اور شمال کی سمت دو پہاڑ  
اندرونی میدان احاطہ کا دواخلوں میں منقسم ہے اور ان دونوں میں  
ایک دیوار خام بیرونی دیوار کی طرح بنی ہوئی ہے پہلا احاطہ دوسرے  
احاطہ سے بڑا ہے ۴۴ فٹ چوڑا رکھا گیا ہے اس میں بہت سے مکان ہیں  
جنوب کی سمت ہسپتال ہے۔ اس ہسپتال کے میانہ میں چار گہریں  
ایک دوائی خانہ دوسرا گودام تیسرا نیٹو ڈاکٹر کا گہر چوتھا ایک گہر ہے  
چودہ بھی متعلق ڈاکٹر کے سمجھا جاتا ہے انکے چپ درست دو بڑے کمرے  
ہیں جن میں بیمار قیدی رہتے ہیں باہر ہسپتال کے چاروں طرف برائڈ ہے

یہ ہسپتال ۸۳۸ فٹ لمبا ۷۴ فٹ چوڑا ۸۱ فٹ اونچا اور اوپر قلعہ دار  
چہت ہے عمارت کچی پکی برائڈہ دس فٹ چوڑا رکھا گیا ہے ہسپتال کو علاوہ  
آمین مردہ خانہ اور پاخانہ بجانب شرق اور ایک باورچی خانہ اور ایک گھر  
اور غرب کی سمت ہے ہسپتال کے شمال کی طرف ایک اور دیوار خام ہے جمین  
پہاٹک لگا ہے پہاٹک سے ایک سو فٹ زمین چھوڑ کر دوسری دیوار بنی ہے  
ان دونوں دیواروں کے درمیان فی حصہ پہر دو حصہ کر کے اور دیوار بن کر بیچ  
میں کو چھ رکھا گیا ہے ان دونوں حصوں میں دو سنگین بارگین بنی ہیں جو  
طول میں ۴۷ فٹ عرض میں ۶۰ فٹ بلندی میں ۸ فٹ ہیں۔ ان  
سنگینوں کے دونوں طرف بارہ بارہ دوہری کوٹھڑیاں ہیں اور دروازے  
جنو با ویشٹا لگائے ہیں یہ دوہری کوٹھڑیاں دس دس فٹ حصہ عرض  
طول میں مسقف اور ۱۰ فٹ غیر مسقف ہے اسکی شمالی طرف کی دیوار  
سے جب گزریں تو ایک بڑا احاطہ آتا ہے اس میں بڑا مکان تو قیدیوں کے  
سوتے کی بارگ ہے جسکے جنوبی اور شمالی حصہ میں دوہرے سات سات  
گھر اور غزلی بہت میں سترہ گھر بنے ہیں ہر ایک اکہر گھر ۱۰ فٹ ۶ فٹ  
عرض و طول میں اور ۱۴ فٹ بلند ہے اسکے علاوہ ایک اور بارگ  
بنی ہے جسکا نام ارونری ہارڈ ہے اس جگہ قیدیوں کو احکام کیا جاتا ہے  
اسی حصہ میں چار ورکشاپ بنے ہوئے ہیں جنہیں قیدی کام کرتے  
ہیں ہر ایک کونے پر جگہ ایک ایک گودام رکھنے کا بنا ہے یہہ ورکشاپ  
عرض و طول میں مختلف ہیں ۲ اور کشاب ۳۷ فٹ لمبا ۸۱ فٹ چوڑا  
۱۴ فٹ اونچا ہے۔ دوسرا ۱۲۸ فٹ طول اسی قدر عرض اور اسی قدر بلند  
تیسرا ورکشاپ ۶۵ فٹ طول عرض و ارتفاع بدستور۔ چوتھا ورکشاپ

۳۹ فٹ طول ۲۴ فٹ عرض بلند سی بدستور ہی اور ایک باورچی خانہ متعلق  
اس کل حصہ کے ہر اسی حصہ کے شرق و جنوب کے گوشہ میں دیوار  
بنا کر ایک احاطہ قرار دیا ہے جس میں ایک اور دیوار دیگر دو بڑے گہرا ایک  
طرف اور دو خورد ایک طرف بنے ہیں بڑے مکان ۳۴ فٹ طول ۲۴ فٹ عرض  
عرض ۱۴ فٹ مرتفع اور خورد ۳۴ فٹ طول چودہ ۱۲ چودہ فٹ عرض  
ارتفاع میں ہیں۔ اسی حصہ میں ایک بڑا چاہ مع فلٹر حوض کے بنا  
ہے اسکا پانی جا بجا نالیوں کے ذریعہ سے چوٹے حوضوں میں جا پڑ رہا ہے  
اور وہاں سے قیدی خراج کرتے ہیں ۱۰ دوسرا احاطہ جو بڑے احاطہ اندرونی  
سے چھوٹا ہے اُس میں جنوبی دیوار سے ۲۲ فٹ زمین چھوڑ کر خام دیوار  
مطابق دیوار بیرونی کے بنی ہے جس سے یہ احاطہ دو حصہ میں منقسم ہو جاتا  
ہے ایک چھوٹا دوسرا بڑا چھوٹی حصہ میں دو بارگین قیدیوں کے  
رہنے کی سنگین بارگین کی صورت پر پیمائش میں انہیں کے برابر  
بنی ہوئی ہیں۔ بڑے حصہ میں ہی دو بارگین انہیں کے مطابق ہیں  
ایک باورچی خانہ ایک گودام ایک چاہ علاوہ ہے۔

### مکان پانگل خانہ

یہ مکان سکھوں کے وقت کا بنا ہوا ہے مہاراجہ نجیت سنگھ کی وقت  
جب سردار لہنا سنگھ مجیٹھ کا قیام نو لکھ میں ہوا تو اُس نے اپنی  
فوج کے قیام کے لئے یہ مکان بنوایا جو لہنا سنگھ کی چھاؤنی مشہور ہو گیا  
ایک عالیشان ڈیوڑھی مع بالا خانہ کے سردار مذکور کی بنوائی ہوئی  
غرب کی سمت اب تک موجود ہے سرکار انگریزی کے وقت یہ محفوظ  
مکان جو بطور سرائی کے بنا ہوا تھا پاگلون کے رہنے کے لئے مقرر ہوا

اور اسکی عمارت میں بہت سی اینڑاوی عمل میں آئی۔ یہ مکان ۷۰ فٹ لمبا  
 اور ۴۴ فٹ چوڑا کچی مٹی کی عمارت ہے اور دروازہ یعنی عالیشان دیوار ہی غرب  
 کی سمت ہے جسکی مرغولی ڈاٹ پنجابی قلع کی بنی ہوئی ہے اور چوبلی جوڑی مضبوط  
 لگی ہوئی ہے۔ یہ دیوار ہی دو منزلہ ہے اور دونوں طرف سیڑ بیان بنی ہیں اور پور  
 ایک بارہ درسی پختہ ہے جسکے تین تین در چاروں سمت کھلے ہوئے ہیں۔ یہ  
 دروازہ ۷۰ فٹ اونچا سقف تک اور دس فٹ چوڑا ہے اور ۴۰ فٹ بالائی  
 منزل کی بارہ درسی کا ارتفاع ہے اس دروازے کے محاذ میں ایک پہاٹک  
 احاطہ کی شرقی دیوار میں ہے جو باغ کے اندر کہلا ہے دیوار ہی کلان کچیست  
 سپاہیوں کے قیام کے لئے مکان ہیں۔ یہ مکان پہلے سے بطور سرائے کے بنا  
 ہوا ہے اور احاطہ کی دیواروں کے ساتھ مکانات بنی ہوئے ہیں۔ اندرونی احاطہ  
 کی زمین تین حصے میں منقسم ہے یعنی ایک حصہ زمانہ اور دو حصے دروازہ  
 رکھو گئی ہیں اور بڑی دیوار ہی سے سمت جنوب ۸۰ فٹ زمین چوڑا کر ایک عام  
 دیوار لمبی کینچی گئی ہے جو شرقی پہاٹک تک پہنچتی ہے اس دیوار کے کینچنے سے  
 کل زمین اندرونی احاطہ کی دو حصہ میں منقسم ہو گئی اس میں سے جو جنوبی حصہ  
 ہے وہ پہر ایک دیوار بنا کر دو حصے کیا گیا ہے ان دونوں حصوں میں سے غرضی  
 سمت کا حصہ ۷۰ فٹ طول اور ۱۵۰ فٹ عرض کا ہے اس میں دیوانہ  
 جوڑ تین رہتے ہیں اسکے متعلق نو گھر تو بجانب غرب اور گیارہ سمت جنوب  
 احاطہ کی غرضی و جنوبی دیوار کے ملحق بنے ہیں۔ دوسرا حصہ اسکا چکو  
 شرقی کہنا چاہئے ۱۵۰ فٹ طول ۱۶۰ فٹ عرض ہے شرق کی سمت اسکے  
 نو گھر اور جنوب کی سمت گیارہ کوٹھریاں ہیں اسکے گوشہ شرق جنوب  
 میں ایک رہتہ دیگر ایک اور احاطہ چوٹا سا ۸۰ فٹ طول اور ۶۰ فٹ

عرض کا بنا ہوا اسکے متعلق سات دوہرے گہر میں ان گہر دن میں وہ پاگل  
 رہتے ہیں جو نہایت بیہوش و بے خبر ہیں۔ تیسرا بڑا حصہ مذکورہ الصدر  
 ۳۳ فٹ لمبائی اور ۹ فٹ عرض میں بڑی ڈیوڑھی سے بجانب شمال  
 ہے اسکی غزنی سمت کی دیوار کے بلحق ۹ گہر دوہرے واکہرے بنی ہوئے ہیں  
 اس میں ملازم دوسر پرست پاگل خانہ کے رہتے ہیں شمالی دیوار کے بلحق ۱۳  
 مکانات ہیں جن میں پاگل رہا کرتے ہیں اور ایک چاہ ۴۴ فٹ قطر کا بنا ہوا  
 اس حصہ کے گوشہ شرق شمال میں ہی رہتہ ویکڑ ایک چوٹا احاطہ اسی  
 قدر عرض و طول کا ہے جو پہلے حصہ کے دوسرے حصہ میں تحریر ہو چکا ہے  
 اس میں ضروری ہتھیار کے فروخت کرنے والوں و وکانداروں کی دو دوکانیں  
 ہیں گو دام رکھنے کے مکان اور باورچی خانہ وغیرہ کے لئے پانچ گہر بنے ہیں  
 ان حصوں کے اختتام میں بجانب شرق دیوار پختہ اور وسط میں پہاٹک  
 ڈاٹ دار بنا کر بڑی بیرونی چار دیواری کے اندر ایک اور احاطہ قرار دیا ہے  
 پہاٹک کے دو طرف چار چار کوٹھڑیاں سپاہیوں کے رہنے کی ہیں اسکے  
 سوا اسکے اندر چار درک شیدہ ہیں دو درک شیدہ تو پہاٹک کی چھت پرست  
 ان دونوں کے دروازے شرق کی سمت ہیں اور اندر پریل پاسکے بنا کر چھت  
 ڈالی گئی ہے یہ دونوں ۱۵ فٹ طول ۸ فٹ عرض ۱۱ فٹ بلتہ ہیں تیسرا  
 درک شیدہ احاطہ کے جنوب کی سمت ہے اور چار کوٹھڑیاں اسکے متعلق ہیں  
 جن میں سپاہ رکھا ہوا و فتر متعلق پاگل خانہ ہی اسی میں ہے رخ اس  
 درک شیدہ شمال کی سمت ہے اور اسی کے ساتھ وہ مکان مع برائے بلحق  
 ہے جس میں یورپین پاگل رہتے ہیں چوتھا درک شیدہ احاطہ کی شمالی  
 دیوار کے ساتھ ہے جسکا رخ جنوب کی سمت ہے اسکی چھت ہی پریل پائیوں



پر ڈالی گئی ہے۔ شرقی دیوار کے ساتھ ایک اور چھوٹا سا احاطہ ہے جو متعلق اُس مکان کے سمجھا جاتا ہے جنہیں یورپین پاگل رشتہ بین اسی دیوار میں شرقی پہاٹک ہے جو باغ کی طرف کھلتا ہے۔ باغ کے چاروں طرف دیوار کچی کچی طول ۴۰ فٹ عرض میں ۳۰ فٹ ۳۰ فٹ بنی ہے درخت ہر قسم کے لگے ہیں اور ایک پہاٹک شمالی دیوار میں ہے شمال غرب کے گوشہ میں ایک چادھ مع فلٹر حوض کے بنا ہے اور ایک شمال کی سمت بیمار پاگلون کے امتحان اور ملاحظہ کے لئے تعمیر ہوا ہے اس باغ میں پاگلون کو تفریح کے لئے لایا جاتا ہے۔

### سٹیشن ریلوے

یہ عالیشان سٹیشن شہر لاہور کے باہر دہلی دروازہ کے بیرونی علاقہ میں واقع ہے اور جتنی عمارت بارگین و کارخانے و کوٹھیاں اس کے متعلق ہیں ان کی حد و انتہا نہیں ایک ایک میل عرض و طول میں اس کی متعلقہ عمارتیں جا بجا بنی ہوئی ہیں پنجاب کے کسی شہر نامی گرامی میں ایسا سٹیشن نہیں بنا جیسا لاہور کا سٹیشن ہے بڑی تعریف کے لائق اس کا قلعہ ہے جس کی عمارت شرقاً غرباً نہایت مضبوط محکمہ سلطان ٹھیکہ دار نے بنائی تھی یہ قلعہ مستطیل شکل کا ہے جنوب و شمال کی سمت دو عالیشان دیوڑھیاں ہیں اور شرق و غرب کی سمت دو دھن کلان ڈاٹ دار جسمین سے دو دھن کلان ریل گاڑی کی سڑک کی نکالی گئی ہیں بڑی ڈیوڑھیاں جنوب کی سمت ہیں اور قلعہ کی جنوبی دیوار کے شرق و غرب کے گوشوں پر دو دھن کلان مینار اور ایک ایک برج اسی طرح جنوبی دیوار کے شرقی غزنی گوشوں پر دو برج بنائے گئے ہیں دو نو ڈیوڑھیاں ہیں

دو دو خور و مینار اور نیز شرقی غزنی ڈاٹون پر مینار بنائے گئے ہیں  
 قلعہ کے اندر بڑی بڑی عالیشان کمرے دو سمت شمال و جنوب کی تعمیر ہوئے  
 ہوئے ہیں انکے آگے عالیشان چوڑے جسر تپیر کا مکلف فرش ہے  
 فرش کے نیچے دو دو لینین آسنی سڑک کی بنا کر پیچ مین عالیشان  
 ڈاٹون کا سلسلہ بنایا گیا ہے جس سے دو دو لینون کے کمرے علیحدہ علیحدہ  
 دکھلائی دیتی ہیں جنوب و شمال کے وسط میں ڈیوڑھیان اور قلعہ کی اندر  
 جانے کے رستے ہیں اور دیواروں میں مورچہ بندی ہے جس سے یہ قلعہ دشمن  
 کے ساتھ مقابلہ کر سکتا ہو غرض کہ اس علیجاہ عمارت کی خوبصورتی کی حد و انتہا  
 نہیں ہے جنوبی ڈیوڑھی سے گزر کر ایک چوٹا کمرہ آتا ہے پھر بڑا کمرہ اس میں  
 پشاور لین کے ٹکٹ بانٹے جاتے ہیں اس سے گزر کر انسان ایک محرابی  
 دروازے سے ہو کر چوتھے دروازے پر جاتا ہے اس دروازے کے دو طرف یعنی  
 سمت غرب و شرق بڑے بڑی عالیشان کمرے پختہ بنے ہوئے ہیں غرب  
 کی سمت ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا کمرہ ویسی مسافروں  
 کے آرام و بیٹھنے کی واسطے ہے چوتھے درجے کے مسافر ہوں اسکے بعد درجہ دوم  
 اسکے بعد درجہ اول کے مسافروں کے آرام کے لئے کمرے ہیں اسکے بعد وہ کمرہ  
 ہے جس میں گاڑیوں کے لمبروں کے کاغذات اور دفتر ہے اسکے بعد  
 تار کے دفتر کا کمرہ پھر انسپکٹر کے دفتر کا کمرہ پھر گارڈوں کا کمرہ  
 پھر لاؤدرٹ مال کے رکھنے کا کمرہ پھر پانخانہ ہے + جنوبی دروازہ سے  
 بجانب شرق پہلے وہ بڑا کمرہ آتا ہے جس میں مال ورن ہوتا ہے پھر خانہ  
 کی رہائش کا جو مسافران یورپین کو کہانا و ایٹم مین پھر میسون اور  
 لیڈیوں کی نشست کا جو فٹ کلاس کی مسافر ہوں پھر سکن کلاس

کی ہیون کی نشست کا پہرہ مکہ جبین ڈاک کا کڑک رہتا ہے پہرہ نکاحہ  
 کے متعلقہ دفتر کا پہرہ پٹیس آفس کا پہرہ مکہ افسہ ان ریلوے کا  
 اسباب رہتا ہے پہرہ پانچانہ شمالی دروازہ سے جب اندر داخل  
 ہوں تو جنوبی سمت کی طرح اس کے دونوں سمت ہی مکرے عالیشان  
 بنے ہوئے ہیں ڈیوڈی کے داخل ہوتے ہی پہلے تو وہ بڑا مکہ  
 آتا ہے جبین ہندوستان جانے والوں مسافروں کو ٹکٹ لکھتا ہے ان  
 سے اس کا مکہ دروازہ کے غرب کی سمت پہلے وہ مکہ ہے جبین اس  
 جمع ہائے مین اور وزن کے جاتے ہیں دوسرا اور تیسرا لیڈیوں کے  
 بیٹے کا مکہ پہرہ فرسٹ کلاس والوں کے بیٹے کے دو مکے چھ  
 لیڈیوں کے سونے اور آرام کر نیک مکہ پہرہ فرسٹ کلاس والوں کے سونے  
 اور کھانا کھانے کے واسطے پہرہ دو مکے سبک کلاس والوں کے واسطے پہرہ  
 دو مکے افران گارڈ کیواسٹے متعلق مین - دروازہ شمالی سے پانچاں شرق  
 ایک بہت بڑا مکہ جو کتین مکے کھانا چائے پنجابی و ہندوستانی تیسرے درجہ کے  
 مسافروں کے آرام کو واسطے مین پہرہ مکے دفتر کا مکہ پہرہ شیش باسٹر کے دفتر  
 کے متعلق تین مکے پہرہ ایک مکہ دار والوں کی شاگ مکہ پہرہ پانچانہ سے ان کے  
 بغیر اور مکے ہی بحق بدو اور جنوبی و شمالی مین جبین گو دام رکھا ہے اوکئی ایک  
 انگیزی نوپس مکہ کون کے متعلق مین شمالی دروازہ سے جنوبی دروازہ پہرہ  
 آمد و رفت کے واسطے ایک ایسا پل کے طور پر راستہ بلند  
 چولی بنا یا گیا ہے جس کے ذریعہ سے ہر ایک شخص ایسی حالت میں  
 کر لینین گاڑیوں سے پڑھوں اور راستہ آمد و رفت کا بندہ دو دونوں  
 طرف آ جا سکتا ہے اس راستہ پہلے اور اترنے کے واسطے دو سبب

چوہی سیڑیاں نہایت مقطع بنی ہوئی دونوں ڈیوڈیوں کے اندر جقد حصہ  
 قلعہ کا ہے اور اسی میں دونوں سمت کے چبوترے اور چاروں لینین بڑے  
 کی میں اوسپر عالیشان قلعہ کی دار آئینہ چتین میں لینے ایک قلعہ کی تو شمالی  
 اندرونی دیوار سے چکر درمیانی ڈاٹ دار سلسلے تک اور دوسرے  
 ڈاٹ دار سلسلے سے چکر جنوبی اندرونی دیوار تک چوڑی اور لمبے  
 بمقدار طوالت قلعہ کے ڈال کی گئی ہے۔ رت کو اس قلعہ میں بذریعہ بڑی ہی  
 لال شیون کے روشنی کی جاتی ہے۔ پہلی لین اورٹ ولین اور سندھ لین  
 کے گاڈیاں اسی قلعہ سے روانہ ہوتی ہیں اور اوس کی آبی ہوئی گاڈیاں اسی  
 جگہ پر آکر کھڑی ہوتی ہیں۔ مال گو دام کی بارگ بھی بہت بڑی بارگ پختہ ہی ہوئی  
 ہے یہ وہ بارگ ہے جہاں سے قلعہ کے تعمیر سے پہلے اہل ہر کی گاڈی  
 سے پہلے روانہ ہوتی تھی اب وہاں مال کا گو دام ہے جقد مال لاہور سے  
 باہر جاتا ہے اسی جگہ وزن ہو کر گاڈیوں میں ڈالا جاتا ہے اور جقد لاہور سے  
 آتا ہے گاڈی آنا کر اس جگہ رکھا جاتا ہے اور مالاک کو بیجانے کے لئے  
 اطلاع دی جاتی ہے وہ سکرک اور کٹا خدات مقرر متعلقہ مال گو دام اسی جگہ پر  
 پر رہتے ہیں۔

نجا خانہ یہ بھی ایک بڑی بارگ ہے اس بارگ میں سیکڑن تر کہاں مئی صاحب آباد  
 کی ماتحت لکڑی کا کام کرتے ہیں جقد مئی گاڈیاں بنائی جاتی اور گاڈیوں کی سڑ  
 کی جاتی ہے اسی جگہ ہوتی ہے یہ بارگ اتنی بڑی ہے کہ ایک گاڈی برابر اس میں  
 کھڑی ہو سکتی ہیں چار لینین کے کی اس بارگ کے اندر ہیں۔

لوہار خانہ اس کے سرایت و فہد مشربو کی صاحب ہیں بہت بڑا خانہ  
 ہے چند بارک میں اس کے متعلق ہیں یہ سب کام بذریعہ انجن کے

ہوتا ہے جب انجن گرم ہوتا ہے تو اس کے بہا پ سے ہر ایک شے کی جنبش ہوتی ہے اور ایک سو دوسری اور دوسری سے تیسری مشین تک چر می تسمی والے ہوئی ہیں جس سے سب کو کشش باہمی سے گردش ہوتی ہے اس سے ہزاروں کام ہوئے ہیں کوئی لوہے کو سوراخ ڈالتا ہے کوئی خراو چراتا ہے غرض کہ سیکڑوں کام ہے کے انجن کے ذریعہ سے ہوتے ہیں ارہ کلڑیاں چرنی کاہی ایسی رختہ میں جاری ہے جو اکاٹ و صورت کا دندانہ دار پٹی بڑی گیلی کا چرناؤ سے آگے کچھ کام نہیں۔

انجنوں کی درستی کا کارخانہ ہی ایک بڑی بارک میں ہوتا ہے جہاں سیکڑوں لوہے کام کرتے ہیں ولایت سے جو انجن کے بڑی علیحدہ علیحدہ آتے ہیں اس کا رخا نہ انجن تیار کر لیا جاتا ہے اور تیز شکستہ پر زور دیت کہ لئے جاتے ہیں ریل کے ہزار اک کا خانے میں پانی پونچانے کا کارخانہ یہی بہت بڑا ہے یہ پانی نہر سے لیا جاتا ہے ایک تیل اور پختہ دو تالابوں میں اس کا خزانہ ہوتا ہے پانی دو کتوں میں آتا ہے وہاں سے اس موقع پر جاتا ہے جہاں انجن چلتا ہے انجن کے ذریعہ سحر بلالائی حوض پر جاتا ہے جو ایک مکان نچتہ بہت بلند پر آہنی حوض بنا ہے اس بلالائی حوض کو مادہ کھنا چاہے وہاں اتر کر پانی اون فواروں میں بہو چتا ہے جسے پل کے انجن میں پانی بہا جاتا ہے اور نیزہ ایک کارخانہ میں صرف ہونیکے واسطے بندیدہ زمین و فزنا لیون کے پہونچتا ہے ایک بڑی بارک بارک انجنوں کی دھوبنے اور صاف کرنے کے لئے بنی ہوئی ہے اس بارک میں ۱۸۔ انجن بارک بڑی ہو سکتی ہیں اس میں ٹرک کی دولینیں بنی ہوئی ہیں اور جابجا فوارے پانے کے لگائے ہیں جس سے انجن دھونے والی ملازم پانی اس کے انجنوں کو دھوتے ہیں۔

اس سیشن کے متعلق ایک بڑا چھاپہ خانہ ہے جس میں پندرہ پریس انگریز سے  
تو دوستی کام کرنے کے جاری ہیں اور دس مشینیں ہیں جو پریسنگ کی  
چلتی ہیں وہ ایک دن میں ہزاروں کاغذ چھاپ ڈالتی ہیں صرف ایک آدمی  
کاغذ کٹنے والا مشین پر مامور ہوتا ہے۔ اس کارخانہ کو اسٹے بہت بڑی  
بارک بنائی گئی ہے کلرک کام کرنے والوں اور کمپازیشن اور وکٹریوں کے  
آگے آگے مگر یہ ہیں اور بیشمار ملازم اپنا اپنا کام دیتے ہیں جو صبح اس کارخانہ  
کے کام کا حد حساب نہیں۔

دستی کام بنانے والوں کو درون کا آگے کارخانہ اونکلی واسطے آگے آگے  
بٹیاں ہیں جنکو انجن کے فریو سے ہو اویجاتی ہے اور آگے ہوا ایک  
بہشتی کے انجن کے ہوا سے منتقل ہوتی ہے جب تک انجن چلتا رہتا ہے بٹیاں  
کو مہبتی ہیں۔

اس سیشن ریلوے کی بنیاد ۱۸۵۰ء میں جان لارنس صاحب بہادر لفٹ گورنر  
کے ہاتھ سے رکھی گئی تھی ۱۸۵۰ء میں گاڈمی پہلے امرت سرنگ جاری ہوئی  
بعد ازاں دریائے بیاس تک پہنچ گئی تاکہ پر ملتان تک علی ہذا القیاس  
روڑ بروڈ اس کی ترقی ہوتی گئی اب سرکاری ریلوے لاہور سے پشاور  
تک پہنچ گئی ہے۔

### رومن کیتھولک والوں کا گرجا

یہ ایک نامی گرامی گرجا لاہور میں بازار انارکلی کی غریب سمت کو برسر راہ واقع ہے اس جگہ پر کیتھولک  
مذہب والی عیسائی اکثر نماز پڑھتے ہیں احاطہ اس کا بہت وسیع ہے اور چاروں طرف  
چار دیواری گچی مٹی سے محیط ہے سمت کی طرف بڑا پائٹل اور شمال کی سمت چھوٹا پائٹل  
ہے احاطہ کو اندر سو اچھریاں جو صبح تیرہ گھنٹہ کے بعد وسطین جگہ ہے ایک کالیستان بھی بنایا

و مکانات متعلقہ کو بھی سکے گوشہ شرق جنوبی میں تعمیر ہوئی ہوئی ہے  
 پورسی صاحب قیام رکھتے ہیں اور غرب کی طرف ایک کو بھی پختہ و نذر  
 میں لوگوں کی تعلیم کے لئے بنی ہوئی ہے اس میں لڑکیاں پڑھتی ہیں اصل گرجا  
 کا مکان باہر سے شرقاً و غرباً عرض ۸۰ فٹ اور شمالاً جنوباً طول میں ایک سو بیس  
 فٹ رکھا گیا ہے حارت پختہ سفید پلستر کی ہوئی ہے پانچ پانچ دروازے  
 شرق و غرب کی سمت اور ایک بڑا دروازہ آندو رفت کا جنوب کی طرف ہے  
 برآمدہ صرف جنوب کی سمت بڑے دروازے کے آگے بنایا گیا ہے ہر برآمدہ  
 سے تین بڑے محرابی مرغولی دہن جنوب کی سمت ہیں اور بارہ فٹ اسکا  
 عرض ہے ایک ایک دہن شرق و غرب کو ہے جنوبی دیوار برآمدہ والی  
 کی چھت سے بڑا کر شرق و غرب کی سمت دو مرغولی دہن بنا کر اس میں  
 دو بڑے گنٹے لٹکائے گئے ہیں جنکا وزن تخمیناً بیس بیس من تکم ہوگا  
 اور ایک ان دو نو گنٹوں سے بڑا گنٹہ گر جا کے باہر بہت غرب لگھوڑیاں  
 کی قینچی بنا کر لٹکایا ہوا ہے نماز کے وقت اور ہر روز بارہ بجے کی وقت گنٹہ  
 بجایا جاتا ہے جنوبی دروازے سے جب گر جا کے اندر چائین تو دھنچ  
 ہوتا ہے کہ کل مکان پانچ کمروں اور دو گوداموں میں تقسیم ہے ایک  
 درمیانی کمرہ دروازے کے محاذ کا جسکی چھت میں فٹ بلند سیم کڑی  
 کی ہے اور دو کمرے اسکے چپا راست یعنی شرق و غرب کی سمت  
 ہیں ان دو نو کی چھتیں سولہ فٹ بلند رکھی گئی ہیں دو کمرے درمیانی  
 کمرے کی شمالی انتہا پر چابن نماز گاہ ہے چپا راست یعنی شرق و غرب  
 کی سمت دو نو طرف بڑا کر بنائے گئے ہیں ان پانچ کمرے کے علاوہ  
 دو مکان گودام رکھتے ہیں اس کے میں اندرونی حصہ گر جا کا طول ۴۰ فٹ



اور عرض اہ فٹ ہی اور تینون کمرے اندرونی عرض بین باہم برابر  
 بین مگر بلندی بین درمیانی کمرہ بلند ہے اور چپ درہت کے کمرے اُس سے  
 نصف رکھی گئی ہیں اب درمیانی کمرے کا حالی تھیں رہتا ہے کہ جب جنوبی  
 دروازہ سے اُس میں داخل ہوں تو بالائی چہت کی نصف بلندی کے  
 نیچے جنوبی دیوار سے لگی ہوئی دس فٹ چوڑی ایک چہت ڈالی گئی ہے  
 اور اسکے اُپر جانے کے کچھ شرفی کمرے ہیں زمینہ دیا گیا ہے اس جگہ باجہ  
 بچا ہے جب صاحب لوگ نماز کیا سے آتے ہیں تو اس مقام پر باجا نہایت  
 خوبی کے ساتھ سجایا جاتا ہے اور اسی کمرے کے اندر جنوبی دروازے  
 کے پاس جنوبی شرفی گوشہ میں ایک سنگ مرمر کا بقدر پانچ فٹ  
 کے بلند ستون بنا ہے اور اُس پر سیالہ شگ مرمر کا اُس میں وہ برکت والا  
 پانی رکھا رہتا ہے جو نماز کی وقت اُس میں ڈالا جاتا ہے جب عیسائی زن  
 مرد وہاں آتے ہیں تو اُس پانی سے ہاتھ بہگو کر آنکھوں کو لگاتے ہیں  
 اور اُس پانی کو نہایت متبرک سمجھتے ہیں جب اُس سے آگے بڑھیں  
 تو اسکے شمالی حصہ میں ایک مکلف چوتھرہ پختہ مریج بنا ہوا ہے جسکے اُپر  
 دو سیڑھیاں چڑھ کر جاتے ہیں چوتھرے کی چاروں طرف محرابی مرغولی  
 عالیشان عمارت ہے یعنی چار دہن کپلے ہوئے ہیں۔ اس چوتھرے  
 کے شمالی انجام پر ایک اور چوتھرہ ہے جسکو خاص نماز گاہ کہنا چاہئے اسکے  
 اوپر وہ زمینہ چڑھ کر جاتے ہیں اُس پر دوسری صاحب نماز کی وقت کھڑے ہو کر  
 خدا کی تعریف اور عیسے مسیح کے حالات پڑھتے ہیں وہ اسکے شمالی انجام  
 پر ایک دیوار جسکے نیچے اوپر تین درجے رکھی گئی ہیں ہر ایک درجے پر  
 بڑے مکلف پائے ہیں بتی دان رکھی ہیں ہر ایک میں موسیٰ بتیان



بڑی بڑی لمبی لگی ہوئی ہیں جو نماز کے دن شام کو روشنی کی جاتی ہیں  
 ایک طلائی گھٹ کا بتی دان نہایت قیمتی اور مکلف اُنکے درمیان  
 رکھا ہوا ہے اسکو بزبان رومن ٹیپیر ناؤکل کہتے ہیں اسکی چمک دیکھ لایق  
 دیکھنے کے ہوتی ہے اور ایک متعلق گنبد طلائی روشنی بخش اہل نظارہ  
 ہر گنبد کے اُپر متعلق کلس ہوا ہے اسکے آگے ایک قیمتی پتھر کی صلیب رکھی ہے  
 اس عبادت گاہ کو رومن زبان میں آئنا کہتے ہیں اسکے پیچھے ایک  
 اور کمرہ ہے جس میں سامان روشنی کا رہتا ہے اس کمرے کی اُپری حد میں  
 چہت کے نیچے ایک بڑا دیا لگایا ہوا ہے اور اُس پر زلی بی مریم صاحبہ کی صورت  
 سنی کی نہایت خوبصورت رکھی ہے یہ صورت اگر چہ سنی کی ہے مگر غریبی و  
 خوش اسلوبی اُسکی دیکھنے پر منحصر ہے روغن نہایت عمدہ ہوا ہوا ہے۔  
 کھڑی تصویر ہے اور دونوں طرف گیارہ فرشتوں کی تصویریں ہیں ہر ایک  
 عمدہ مکلف و کہلائی گئی ہر نماز گاہ کے کمرے کی چارہست چوبی جگہ مکلف  
 لگایا گیا ہے اور جو دو کمرے اُسکے چپ درہست میں شرق و غرب ہیں وہ  
 بھی نہایت مکلف ہیں عمدہ فرش ہیں جھاڑ فاونس سے آراستہ مذہبی  
 تصاویر جا بجا آویزاں ہیں قیمتی چوکیاں و کرسیاں رکھی ہیں نماز گاہ  
 کے غرب و جنوب کے گوشہ میں ایک تخت لاٹ پاوری کے اجلاس کے لئے  
 بچھا ہوا ہے اُس پر ایک بڑی کرسی خاص بڑے پادری کی نشست کی اور  
 دو کرسیاں خورد چپ درہست اور پادریوں کے واسطے رکھی ہیں۔  
 بڑے کمرے متغیل کو چپ درہست جو دو کمرے شرقی غریبی ہیں وہ بھی  
 فرش و فرش و جھاڑ فاونس سے آراستہ ہیں اور نشست کے لئے  
 مکلف چوکیاں جا بجا رکھی ہیں ہر نشی کمرے کی شرقی دیوار کے ساتھ

ہی نماز گاہ بنی ہو اور ایک چبوترہ چہہ فٹ بلند ترین درجہ کا بنا ہے  
 اسکے اوپر کے درجہ پر مٹی کی نہایت عمدہ مورت حضرت عیسیٰ مسیح کی کھڑی  
 کی گئی ہو اس مورت کی خوبی دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے کہ ہشتادو نے کس  
 ہشتادوی سے اُسکو بنایا ہے کہ اصل اور نقل میں کچھ فرق باقی نہیں چھوڑا یہ  
 مورت قد آدم پر سے قد کی بنائی گئی ہو ورنہ سے اگر دیکھیں تو یہی معلوم ہوتا  
 ہے کہ عیسیٰ مسیح کھڑے ہیں پوشاک اس مورت کی نہایت مکلف ہو جو ہشتادو  
 نے سانچے میں بنا کر تصویر کے ساتھ ملحق کر دی ہو مورت کے آگے ایک پتھر  
 کی صلیب قیمتی رکھی ہو۔ غزلی کمرہ بھی اسی طرح سجایا گیا ہو اور اُسی طرح  
 غزلی دیوار کے ساتھ ایک چبوترہ چہہ فٹ اُنچا تین درجہ کا بنا کر اُسپر  
 ولی فریسی کی گلی مورت کھڑی کی گئی ہو جو عیسیٰ مسیح کی مورت کے مقابل  
 نہایت معذون نظر آتی ہو اس مورت کو ہشتادو نے نہایت عمدہ بنایا ہے  
 اور پوشاک سیاہ رکھی ہو ان دونوں مورتوں کے دونوں طرف عمدہ عمدہ  
 میعادان رکھے ہیں جن میں موسیٰ بنیامین چڑھی ہوئی ہیں غزلی کمرے کی  
 غزلی دیوار کے ساتھ اور ایک درجہ چبوترہ بنا ہو اُسپر ایک آئینہ دار المار  
 رکھی ہو اس میں حضرت عیسیٰ مسیح کے بچپن کی عمر کی مورت نہایت عمدہ ہشتادو  
 نے یہ مورت بھی مٹی کی ہو ان کے علاوہ اور مورتیں مذہبی دو مکروں میں  
 بیشمار آویزان ہیں جو نہایت خوبصورت معلوم ہوتی ہیں عرض کہ  
 اس گرجا کی خوبی دیکھنے پر منحصر ہے ۔

### مکان میڈیکل سکول لاہور

یہ عالیشان مکان پاس ہسپتال نمرکاری کے بہت جنوب سکڑا ہوا تھا  
 کے حکم سے تعمیر ہوا ۱۸۸۷ء میں تعمیر اسکی شروع ہوئی اور ۱۸۸۸ء میں

یا حتماً پہنچے طول میں یہ مکان شرقاً غرباً دو سو فٹ اور عرض میں  
 جنوباً شمالاً ایک سو اکتالیس فٹ ہی شمال کی سمت یہ مکان بقدر ستر فٹ  
 کے عرض میں سے تین درجہ میں تقسیم ہے یعنی ۴۸-۴۸ فٹ تو زیر عمارت  
 دو نو طرف ہی اور ایک سو چھ فٹ لمبا بطور صحن کہاں رکھا گیا ہے اور دروازہ  
 میانہ اسکا خاص ہسپتال کے میانہ دروازہ کے محاذ میں رکھا گیا ہے جو نہایت  
 موزوں و مناسب نظر آتا ہے درمیانی کمرہ اسکا جو طول کے وسط میں بنا ہے  
 پچھن فٹ لمبا اور ۳۲ فٹ چوڑا اور ۴۸ فٹ اونچا سوائے قینچی کے  
 رکھا گیا ہے چھت اسپر قینچی دار آٹھ فٹ اونچی ڈالی گئی ہے اسپین دو  
 دروازے آمد و رفت بیرونی کے لئے جنوباً و شمالاً رکھے گئے ہیں جنوبی دروازے  
 کے باہر بڑی ڈیوڑھی سقف بنائی گئی ہے خیمین بگی پنجویں کمرہ ہو سکتی ہے  
 دوسرے دروازہ کے آگے جو مکان کے صحن کے اندر ہی ایک برائڈہ بطور ڈیوڑھی  
 بڑھا دیا گیا ہے اس کمرے میں دفتر اور کتابین متعلقہ تعلیم میڈیکل رکھی گئی  
 ہیں اس بڑے کمرے کے غرب کی سمت ایک کمرہ تینتالیس فٹ طول اور  
 چونتیس فٹ عرض کا بنا ہے جسکے تیس دروازے شمال کی سمت اور تین  
 کمرے کی جنوب کی سمت ہیں اسپین ہندوستانی طالب علموں کو تعلیم  
 دینا جاتی ہے لیکچر بھی سنائے جاتے ہیں جو متعلق علم جراحی کے ہوتے ہیں  
 چھت اس کمرے کی لوہے کے گارڈ روم سے مضبوط کی گئی ہے اور  
 اسپر چوبلی کڑیاں اور چو کے ڈالے گئے ہیں اس کمرہ کے غرب کی سمت  
 ایک رستہ گلی کے طور پر دس فٹ چوڑا اور ۳۴ فٹ لمبا رکھا گیا ہے  
 اسکے غرب کی سمت ایک اور کمرہ ہے جسکا طول ۳۴ فٹ اور عرض بیس فٹ  
 رکھا گیا ہے اسپین مردوں کی لاشیں چیر کر طلباء کو دکھائی جاتی ہیں

اسکے شمال کی طرف ایک چھوٹا کمرہ اکیس فٹ لمبا دس فٹ چوڑا  
 ہے پھر اُس سے شمال کی سمت بڑا کمرہ ایک فٹ لمبا دس فٹ چوڑا  
 بیس فٹ چوڑا بنا ہے اس میں عجائب چیزیں متعلق تعلیم ڈاکٹری کے  
 رکھی رہتی ہیں اسکے متصل شمال کی سمت ایک اور کمرہ بیس فٹ  
 لمبا ۱۴ فٹ چوڑا ہے جو اسی کے متعلق سمجھا جاتا ہے۔ بڑے درمیانی کمرے کے  
 شرق کی سمت دو کمرے ۴۳-۴۳ فٹ طول اور ۲۲-۲۲ فٹ عرض میں  
 ہیں جنہر چیت آہنی گارڈروں کی پڑی ہیں ان دو کمروں میں علم طبابت  
 جراحی و علوم کیمیاء کے لیکچر طلباء کو سنائے جاتے ہیں ان سے بڑا کمرہ  
 ۳۴ فٹ لمبا بیس فٹ چوڑا ہے جس میں مشیناڈیا پڑھائی جاتی ہے اسکے شمال  
 کی سمت ایک چھوٹا کمرہ اکیس فٹ طول اور دس فٹ عرض کا چھوٹا کمرہ  
 ایک اور بڑا کمرہ بیالیس فٹ لمبا اور بیس فٹ چوڑا ہے جس میں سخت سخت  
 کام متعلق ڈاکٹری کے دکھلائے جاتے ہیں مثلاً پتھری کانکالیا کبھی کبھار  
 تعرض کہ یہ مکان ایک گلی اور بارہ کمروں میں تقسیم کیا گیا ہے اور برانڈہ  
 اندر باہر بنا ہوا ہے چیت ہر ایک کمرے کی سوائے بڑے پینچی دار کے ۸ فٹ  
 بلند رکھی گئی ہے جنہر شہتیر اور کڑیاں ڈالی گئی ہیں باہر سے بلندی ان  
 کمروں کی زمین سے منڈیر تک ۳۴ فٹ ہے اور برانڈہ کی بلندی بغیر کرسی  
 کے ساڑھے بیس فٹ شمار میں آتی ہے ہر ایک برانڈہ کی چھٹ قابی ڈاٹ دار  
 بنے شرفی سمت کے برانڈہ میں سے ایک دہن اندرونی کمرے کے شامل  
 کر کے علیحدہ بنایا گیا ہے اور اسکے محاذ غرب کی سمت کے برانڈہ میں تربیہ  
 پر چڑھنے کے لئے بنا ہے ہر مکان اور برانڈہ میں چوکے کافرش کیا گیا  
 ہے یہ مکان عالیشان ایک منبر لہ ہے اور عمارت پختہ چونہ کی نہایت مضبوط ہے

اندر سے پختہ پلستر سفید اور باہر سے سرخ اینٹ کی چھری دار عمارت  
 بنی ہو اور زمین سے مکان کی گرسی تک تین بیڑ بیان ہر چار سمت  
 رکھی گئی ہیں۔ یہ مکان مولف کتاب کی سرپرستی و نگرانی میں سرکار کے  
 حکم سے تعمیر ہوا جسکو دیکھ کر حکام نے خوشنودی ظاہر کی اور کل روپیہ  
 اسکی تعمیر پر ایک لاکھ ۳۵ ہزار صرف ہوا اور جو مکانات شاگرد پیشہ  
 وغیرہ متعلق اسکے علاحدہ بن ہوئے ہیں انکا خرچ الگ ہے \*

### ضمیمہ

بعض ان مکانات کے ذکر میں جو وقت تحریر مسودہ طبع کتاب کے لکھے نہیں گئے  
 تھے اور اب بعد اختتام مسودہ و طبع کتاب انکا لکھنا واجب تصور ہوا۔  
 مندرجہ بالا گروارہ و شوالہ سنت شاہ و دیوید پال واقع لاہور  
 اس کتاب کی تحریر مسودہ کے وقت اس مندر کی بنیاد کھدی ہی تھی اس سبب  
 اسکا حال موقع پر درج نہوا اب یہ مکان بنکر تیار ہو گیا ہے اور واضح ہو کہ یہ  
 عالیشان مندر شہر لاہور کے اندر سو ہے بازار کے سر راہ بازار سے بجانب  
 شمال واقع ہے جدید عمارت اسکے قایل وید ہر بنیان مکان سنت شاہ  
 دیوید پال نے بفراخ دلی روپیہ خرچ کر کے یہ مکان بنوایا ہے اسکی عمارت پر  
 سرخ پتھر و سنگ مرمر بہت خرچ ہوا ہے باہر کی ولیز سنگ سرخ کی ہر زینہ  
 بھی سنگ سرخ کا بنا ہے باہر کے دروازے کے شرق کی سمت چاہ نیا کھودا  
 گیا ہے اور ایک مکان سبیل یعنی پانی کی جگہ سنگ سرخ کی بنائی گئی ہے  
 چاہ کا چبوترہ پختہ ہے اوپر سے چھتا ہوا ہے اس جگہ سے عام و خاص  
 بہرے ہیں مندر کا مکان دوسری منزل پر بنایا گیا ہے پچیسے تین دوکانیں  
 بین جنہیں کرایہ دار رہتے ہیں کرایہ بانیاں مندر لیتے اور مندر کے

اخراجات میں خرچ کرتے ہیں باہر کے دروازے سے جب تیرہ میٹر ہیں  
 چڑھ کر اوپر جائیں تو مندر میں داخل ہوتے ہیں اوپر کا مکان تین حصص  
 میں تقسیم ہوا ہے ایک حصہ میں تو چاہ ہے یعنی وہ سقف جو چاہ کے اوپر  
 ڈالی گئی ہے اس چہت میں چاہ سے پانی بہرنے کے لئے سوراخ رکھا گیا ہے  
 اس جگہ کی آمد و رفت کے لئے زینہ میں سے ایک دروازہ سمت شرق  
 رکھا گیا ہے اس چہت کے اُپر چونہ کی تہ ڈالی گئی ہے جہاں سے لوگ پانی بہرتے  
 اور نہاتے ہیں دوسرا حصہ ایک نشنگاہ ہے زینہ سے بجانب غرب پشتنگاہ  
 نہایت محکم سر بازار بنی ہوئی ہے یہ نشنگاہ زیرین دو کانون کے  
 اُپر ہے جس میں پوجاری رہتے ہیں دیوار میں اسکی پختہ چونہ کی چہت قلمدان  
 ہے ایک شہ نشین اور دو بخارج بازار کی طرف بڑھاؤ دیکر بنے ہیں شہ نشین  
 چوٹی ستونوں کی نہایت خوبصورت مقطع بنی ہے اور تین درپے اس میں  
 رکھے گئے ہیں شرق و غرب شہ نشین اور بخارجوں میں لکڑی کے بستے  
 لگے ہیں اور اسی پیشہ میں سے زینہ اوپر جانے کے لئے بنایا گیا ہے۔  
 تیسرے درجے میں جسکو نشنگاہ کا صحن کہنا چاہئے دو عالیشان مندر  
 ایک دوسرے کے مخالف میں بنے ہیں یعنی ایک مندر ٹہا کر دوارہ جو  
 صحن کے غرضی حصہ میں ہے دوسرا مندر شوالہ بجانب شرق اور بیچ میں  
 کھلا ہوا صحن ہے صحن میں سنگ مرمر کا فرش ہے اور ہر ایک سل میں  
 کی درزین کالے پتھر کی تیریزین دیکر علیحدہ علیحدہ سلین دکھلائی  
 گئی ہیں صحن کے وسط میں چوٹا سا حوض ہے اور حوض میں پتھر کا  
 فوارہ لگایا گیا ہے۔ مندر ٹہا کر دوارہ دوسرے مندر شوالہ سے  
 بہت بڑا ہے دروازہ اسکا شرق کی سمت ہے عمارت اسکی سر سے پاؤں تک

سنگ مرمر کی جگہ موم بن یعنی بیرونی برانڈہ بھی سنگ مرمر کا ہے  
 برانڈے کے ستون نہایت خوبصورت و نازک بہشت پہلو سنگ مرمر کے  
 چیت بھی سنگ مرمر کی ڈالی گئی ہے ووزینہ سنگ مرمر کے چڑھ کر  
 انسان مندر میں داخل ہوتا ہے مندر کی دیوار سنگ مرمر کی اندر باہر دیوار  
 کے سنگ مرمر کی سلین نصب ہیں سقف قابوتی اسپر طوفانی گنبد سنگ  
 کا ہر چہر کلس طلالی شایعین کی آنکھوں کو روشن کرتا ہے مندر کے  
 اندر فرش سنگ مرمر کا اور تینوں دیواروں میں تین طاقتے منوت کا  
 سنگ مرمر کے مرغولی محرابی بنے ہیں غزلی طاقتے میں نہایت خوبصورت  
 مہدین سری کرشن جی مہاراج درادہا جی و سری راجندر جی و جانی جی  
 لکھن جی با داب تمام رکھی ہیں مورتوں کو مکلف پوشا کین پہنائی گئی ہیں  
 زیور بھی قیمتی طلالی و مرصع زیب تن کئے ہوئے ہیں جنوبی طاقتے میں نہون  
 کی مورت رکھی ہے ایک طاقتے خالی ہے۔ دوسرا مندر شوالہ ٹھاکر دوارے  
 سے چھوٹا ہے باہر سے یہ بھی سترپا سنگ مرمر کا ہے دروازہ اس کا غرب کی سمت  
 محاذ دروازے ٹھاکر دوارے کے ہے اپر گنبد سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت  
 طوفانی شکل کا بنا ہے پتھر کی سلون میں منوتی کام نہایت خوبصورت کیا ہوا  
 ہے مندر کے اندر دو دو فٹ تک زمین سے اوپر دیواروں پر سنگ مرمر کی  
 سلین نصب ہیں باقی دیواروں پر عمدہ گہوٹوان پستری نقش و نگار  
 سے آراستہ فرش بھی سنگ مرمر کا فرش کے وسط میں چہری ہشتی  
 زمین کے اندر بنائی گئی ہے اسپین شیو جی کا جلوس ہے اور چہری کو ہر ایک  
 پہلو میں چو سنگ مرمر کی سلین نصب کی گئی ہیں انہیں منوتی کام میں  
 مہدین چارہتی و گنیش جی و برہما جی وغیرہ کی نہایت صنعت سے

بنائی گئی ہیں سقف قابوتی اور گنبد پر خلائی کھس شیوجی کے اذہر  
جل و ہار کرنے کے لٹر دیوار جنوبی میں آبدان بنایا گیا ہے جس میں باہر  
کے درجہ چاہ والے سے پانی ڈال دیتے ہیں اور شب جی پر بند رہے ایک  
پیتل کے سانپ کے پانی پڑتا ہے جو نہایت قبول صورت بنا ہوا ہے  
سانپ کے منہ سے برابر باریک دربار پانی کی شیوجی پر پڑتی رہتی ہے  
اسی مندر کے ایک گوشہ میں چاہ غرق بنایا ہے جس میں جلد ہار کا پانی  
غرق ہوتا ہے۔ بیرونی صحن کی شمالی سمت ایک منطفہ دالان یکدہنہ بنا  
جس میں نقاشی چونہ کے پلستر پر کی ہوئی ہے اور ایک کوٹھڑی اس دالان  
کے متعلق گوشہ شمال غرب میں بنی ہے اس دالان اور کوٹھڑی کے  
اوپر ایک بالا خانہ مقطع و خوب صورت بنا ہے اور پتھر کی منزل میں ہندو خانہ اور  
ایک زینہ گوشہ شمال و شرق میں بنایا ہے جو کہ چین جا کر گھلتا ہے اور مستورات اس سے  
سیا کر پھاڑتی ہیں۔ اس مندر کے ہائی لاہور میں نامی گرامی ساہوکار ہیں +

### مندر ٹھاکر دوارہ لالہ نہال چند

یہ شخص لاہور کے الدارون و ساہوکار زمین میں نامی گرامی آدمی ہے  
ٹھیکہ داری کا کام کرتا ہے سنٹرل جیل لاہور میں ہر ایک چیز کا ٹھیکہ  
اُس کے متعلق ہے جیل کی عمارت کا کام بھی مولف کتاب کے ماتحت  
یہی شخص کرتا ہے اس شخص نے اس عالیشان مندر کی تعمیر کی بنیاد  
رکھی ہے جسکی عمارت پختہ چونے کی بنی ہے پتھر بھی بہت سا خرچ ہوا ہے  
یہ زمین جس جگہ اب مندر بنتا ہے سکھوں کے عہد سے سفید بلا عمارت  
چلی آتی تھی غرب کی سمت اسکے بغا صلد بازار کے حولی جہاں راجہ کپڑاں سنگہ  
کی نہایت عمدہ دعالیشان بنی ہوئی تھی جسکی اینٹیں سرکار دودلدار نے



فروخت کر دین اور وہ عالیشان حویلی لوگ اگر مصالح پیگئے یہہ زمین  
 مہاراجہ کی حویلی کے محاذ میں تھی اور مہاراجہ کی سواری کے ہاتھی گھوڑے  
 اس جگہ کھڑے ہوا کرتے تھے اب سرکار نے بصیغہ نزول یہ زمین نیلام کر دی  
 اور نہال چند نے خرید کر اسپر یہ مشہرک مندر بنانا شروع کر دیا غرب کی  
 سمت یہ لوہاری دروازہ کے بازو کے ساتھ ملحق ہے اور شرق کی سمت  
 لوگوں کے مکانات کے ساتھ۔ یہ مکان پختہ چوٹ کی عمارت کا بننا شروع  
 ہوا ہے دروازہ سر باز غرب کی سمت رکھا گیا ہے دروازہ مکان کا وسط  
 میں ہے چار دوکانیں شمال اور تین جنوب کی سمت بنائی گئی ہیں چوتھی  
 دوکان کے مقابلہ پر چاہ ہے چاہ قدیمی کوچہ کے سرے پر تھا مگر اب  
 مکان کے اندر آگیا ہے دوسری منزل پر ڈیوڑھی کے دو نوٹ ڈانٹتے گاہین  
 مکلف بنائی گئی ہیں اور نشستگاہوں کے درپے بازار کی طرف کھلے ہیں  
 ایک شمالی جبکازینہ شمالی گوشہ میں ہے دوسری جنوبی جبکازینہ کوچہ  
 کے اندر رکھا گیا ہے تیسری نشستگاہ ڈیوڑھی کے اوپر نہایت مقطع بنی  
 ہے اور اسکا بخارجہ پتھر کے ستونوں کا دروازہ پر رکھا ہے خاص دروازہ  
 یہی پتھر کا ہے سیڑھیاں بھی پتھر کی چار سیڑھیاں چڑھ کر مکان کے اندر  
 جاتے ہیں ڈیوڑھی سے گزر کر ایک وسیع صحن آتا ہے جنوب کی سمت  
 اسکی سرکوچہ ایک عالیشان دالان مٹایا گیا ہے جسکے تین ٹپے ٹپے  
 وہیں مجرابی قابوتی ہیں اور درپے کوچہ کی سمت رکھے گئے ہیں صحن کے  
 شمال کی سمت مندر عالیشان بہت بلند سرنگاک تعمیر ہوا ہے  
 جسکی بلندی دستحکام دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہے یہ ایک مندر نہیں ہے  
 بلکہ پانچ مندر ہیں یعنی وسط میں تو بڑا مندر تھا اور دائرہ ہے

اور چار گوشون پر چار مندر شو جی و دیوی جی و سوسج جی و گنیش جی  
کے یہ ابھی تعمیر نہیں ہوئے نیم انیاہ میں بڑا مندر ہے ابھی بن رہا ہے  
جسکی منزلیں مع کلس سات ہو گئی تھرتی حصہ محن کا ہے ابھی عمارت  
سے خالی بڑا ہی غرض کہ جب یہ مندر بنکر تیار ہوگا تو اسکا ثانی بلندی میں  
اور کوئی مندر نہ ہوگا \*

### ٹھاکر دوارہ ماکھوشاہ

یہ ٹھاکر دوارہ کہڑک سنگھ نہاراجہ کی حویلی کے جنوب کی سمت بفاصلہ ایک  
کوچہ کے ہے پہلے اس جگہ ٹھاکر دوارہ نہ تھا سات برس کا عرصہ گزرا ہے  
کہ ماکھوشاہ نے یہ مکان خرید کر ٹھاکر دوارہ بنا دیا اب یہی صورت مکان  
کی ایک حویلی کی قطع پر ہے۔ دوازہ اسکا شمال کی سمت سرراہ ہے جب اسکے  
اند جانین تو ڈیوڑھی سے گزر کر ایک مسقف محن گمبہ وار آتا ہے محن کے  
غرب کی سمت ایک کوٹھڑی اور ایک والان اور ایک نشہ نگاہ بنی ہوئی  
ہے جسکا درپچہ بازار کی سمت محن کے جنوبی حصہ میں جو والان ہے اسکے  
اندر ایک چوٹی گنبد دار عمارت بنا کر ٹھاکر دوارہ بنایا گیا ہے جسکی عمارت  
نہایت عمدہ ہے اور شیشہ کاسیل دار کام نہایت عمدہ لایتی تعریف کے  
بنا ہوا ہے ٹھاکر دوارے کے اندر ایک سری کرشن جی مہاراج کی سنگی  
صورت امد و سری رادہا جی کی یاد اب تمام کہی میں اس منزل کے  
گوشہ شرقی شمال میں چاہے ہو اور ڈیوڑھی میں سے زینہ اوپر جانے کا  
اد پر کی منزل میں ہی مکان منزل زیرین کی طرح بنا ہے جس میں چھاری  
کا دیام ہے چھاری اس مندر کا بالفعل رام کشن داس بیراگی مقرر  
ہے اور خچ مندر کا پدمہ بانی مکان کے۔ بانی اس مندر کا ماکھوشاہ

ایک نامی گرامی سا ہو کار لاہور کا رہنے والا ہے اور یہاں مکان بھی متصل اس کے ہے۔

### مندریلوی دواڑہ رجو و ہرمون

لاہور کے پرانے مندرون میں یہ دیوی دواڑہ بھی مشہور و معروف مکان ہے  
 لاہور کے ہنود اسکا آداب بجان و دل کرتے ہیں و باعقداً تمام حاضر ہو کر  
 اتھاٹیکتے ہیں یہ مندر علاقہ بہائی دواڑہ کو چہ رجو و ہرمون میں واقع  
 ہے بلکہ وہ کوچہ بھی اسی مندر کے نام سے مشہور و معروف ہے اہل محلہ  
 بیان کرتے ہیں کہ اکبر بادشاہ کے عہد میں رجو و ہرمون نام و درجہ زمین  
 قوم اڑوڑی اس محلہ میں رہتی تھیں دیوی کی پرستش میں شیعہ و رور  
 مصروف رہتی تھیں دیوی جی اُنپر بہان تک مہربان تھیں کہ جب  
 وہ یاد کرتیں فوراً درشن دیتی سمات رجو ایک عورت میوہ لے کر اور  
 دہرمون اسکی دختر باکرہ نہایت خوبصورت تھی دہرمون نے شادی  
 سے انکار کیا اور دیوی جی کی محبت میں ایسی محو ہوئی کہ دنیا سے علاقہ  
 اُنکاڑا اور مالک اسکان کا جہان اب مندر واقع ہی ایک شخص قوم  
 کہتری مہر و ترا تھا اسکا خور و سال لڑکا بقضائی الہی مر گیا تو وہ روتا  
 چلاتا دہرمون کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ میرا ایک ہی لڑکا تھا  
 جو مر گیا اگر آپ دیوی جی کی خدمت میں عرض کریں تو زندہ ہو جائے چنانچہ  
 موجود دہرمون دونوں دیوی جی کی طرف و بیان لگایا تو دیوی جی بے تحاشہ  
 لائیں اور وہ مرا ہوا لڑکا کافی الفور زندہ ہو گیا وہ کہتری بہت خوش ہوا  
 اسی مکان رجو و ہرمون کی نذر کر دیا اس روز سے وہ ہمیں مقیم پذیر ہوئیں  
 رفتہ رفتہ شہرہ اُنکی گرامت کا اکبر بادشاہ کے کان میں پہنچا وہ خود اُنکی  
 خدمت میں حاضر ہوا اور چند تخم درختان آم و انار وغیرہ کے پیش کئے

اور کہا کہ یہ تخم اسی وقت زمین میں بولے جا دیں اور اسی وقت درخت  
 سرسبز ہوں اسی وقت میوہ لگ جائے۔ رچو دھرمون نے یہ درخواست  
 بادشاہ کی سنکر دیو جی کو یاد کیا دیو جی تشریف لائیں اور وہ درخت اسی  
 سرسبز ہو گئی اور شہیقت پہل لگ گیا اور اسی وقت بادشاہ نے کہا لیا  
 چند مدت تک وہ عذرتیں اس مکان میں زمین جہاں گیر بادشاہ کی وقت  
 صوبہ لاہور جو ایک مسلمان شخص تھا دھرمون کے حسن و جمال کی  
 تحریف سنکر اُس پر فریفتہ ہو گیا اور اُس نے پیغام دیا کہ دھرمون مسلمان  
 ہو کر اُس سے نکاح کر لے اس درخواست سے وہ دونوں نیکذات صاحبِ صفت  
 عورتیں نہایت تنگ ہوئیں اور نہ چاہا کہ حاکم وقت کی نسبت بد و عادی کر  
 اسکو برباد کر دیں آخر خود اس جگہ جہاں اب مندر بنا ہوا ہے زمین میں  
 سا گئیں دیوی جی کا جلوہ ہی جو اُس وقت موجود تھا زمین میں چلا گیا۔  
 چنانچہ اُس روز سے اس جگہ دیوی دوارہ مقرر ہو گیا اور پیتیش شروع ہوئی  
 ہر شش ماہی میں یہاں بہاری ہیلہ ہوتا ہے ایک ماہ چیت کی اشٹھی کو  
 دوسرا اشٹھی ماہ اسوج کو خلقت کثیر جمع ہوتی ہے چڑھا وہ بہت  
 چڑھتا ہے سال بہرین اکثر جاگے ہوتے ہیں اور تمام رات بہکت لوگ  
 دیوی جی کی بیٹھین گاتے ہیں یہ مکان بھو سا ایک حویلی صحن دار کے  
 بنا ہوا ہے شرق کی سمت اسکا دروازہ ہے جب دروازے اندر جائیں تو دو  
 ڈیوڑھیان آتی ہیں یعنی ایک ڈیوڑھی جنوبی اور دوسری شمالی جنوبی  
 ڈیوڑھی سے خاص منہ کے اندر جاتے ہیں ڈیوڑھی سے گزر کر آتے ہیں  
 صحن میں انسان پہنچ جاتا ہے صحن میں خشتی فرش ہے شمال کی سمت  
 پانچ در کا ایک چوبی دالان ہے ایک شہ نشین جنوب کی سمت جس کے

تین دروازے ہیں پشت گاہ پختہ بنی ہے غرب کی سمت خاص مندر کا مکان ہے  
 یہ مندر زمین کے اندر بطور تہ خانہ کے بنا ہے آٹھ سیڑھیاں اتر کر پہنچے جاتے  
 ہیں مندر میں تار کی بہت ہی مگر دور و شندان چو من میں رکھی ہیں کہو لڈی  
 تو تار کی دور ہو جاتی ہے مندر دور ہے میں منقسم ہے ایک درجہ میں فرش ہے  
 جو زینہ کے آگے ہے دوسرا درجہ چو بی سہ درہ کھڑا کر کے علیحدہ کیا گیا ہے زمین  
 ایک چوتراہ دو فٹ اونچا دس فٹ لمبا چہ فٹ چوڑا بنا ہوا ہے اس پر  
 ایک پنڈی میانہ میں بنی ہے جو چہانچ بلند فرش سے ہولی پنڈی پر  
 پھول پٹے رشتی ہیں یہ وہ موقع ہے جہاں رجو و ہرمون اور دیوی جی  
 کا جلوہ زمین میں سا گیا تھا پنڈی کے حوالے میں سنگ مرمر کا فرش ہے  
 اس درجہ کے جنوبی اور شمالی حصہ میں جو چوتراہ سے پستی میں ہے  
 دو چار پایاں مشرک رکھی ہیں جو ستان رجو و ہرمون کے سونے کی  
 تہیں ان چار پایوں پر بھی پھول پٹے رشتی ہیں اور اقتصاد مند لوگ  
 ان چار پایوں کو نہایت تبرک جلاتے ہیں۔ شمالی ڈیوڑھی سے جب  
 انسان جائے تو دوسرے درجہ مکان میں داخل ہو جاتا ہے یہ احاطہ بھی  
 اسی مندر کے متعلق ہے اس میں چند دخت پھل وغیرہ سکھ میں اور ایک  
 چاہ چرخ دار ہے اس احاطہ سے ہی ایک دروازہ مندر کی طرف  
 جانے کے لئے جنوبی دیوار میں رکھا ہے \*

### ہمیری گلیاں مندر و شوالہ شیر پری شاد کا تہ

یہ مکان موری دروازے کے باہر سر راہ بجانب شمال واقع ہے اس کے متعلق  
 زمین بہت ہی چار کوٹھی ایک چاہ اور ایک پختہ عمارت کا شوالہ ہے  
 اور وہ شوالہ سکھوں کی وقت ایشری پر شاد کا تہ نے بنوایا تھا یہ مندر

ایک وسیع چبوترے پر بنایا گیا ہے چبوترہ اور شوالہ کی عمارت پختہ چوہ کی  
 ہے غرب کی طرف دروازہ رکھا گیا ہے فرش ہی اندر مندر کے پختہ وسط میں  
 ایک اور چبوترہ خوردہ ہے سپر شیو جی کا استہاپن ہے سقف پختہ قابوئی  
 اسپر گنبد دور نہایت خوبصورت نظارت بخش دیدہ اہل بصیرت ہے +  
 اس مقام پر پنڈت سردھامام پہلوری جو ایک مخزن و فاضل علوم مذہبی  
 سنسکرت و شاستر کا تھا اتوار کے روز صبح کثیر کر کے اپنے بابرکت و پاک  
 کلام سے ہندوؤں کو مستفیض کرتا تھا اسکی کتھا کے سننے کے لئے ہجوم  
 کثیر ہو جاتا تھا اکثر کلام اسکا برخلاف جدید مذاہب آریہ و برہمو  
 کے ہوتا تھا چوموڑی پوجن کے بالکل برخلاف مین جیتک وہ زندہ رہا  
 اس مکان پر بڑی رونق رہی انیسویں کہ اب چند سال سے وہ فوت  
 ہو گیا ہے اگرچہ اب بھی پنڈت گوپی ناتھ ایڈیٹر اخبار عام اس جگہ اگر  
 لیکچر دیتا ہے اور ہندو ارادت مند بہت جمع ہو جاتے ہیں مگر وہ رونق  
 نہیں ہوتی جو سردھامام کے وقت ہوتی تھی +

### شوالہ وٹھا کر دوارہ

یہ دونوں مندر ایک احاطہ میں بیرون دروازہ خوردہ سر راہ ہری گیلان  
 کے جنوب کی طرف بفاصلہ ایک سڑک کے واقع ہیں احاطہ اسکا پختہ  
 ہے سر راہ تین دوکانیں ہیں جنہیں لکڑی فروش وغیرہ بیٹھتے ہیں اندر  
 احاطہ میں درختان پھل وغیرہ بہت ہیں عمارت شوالہ کی ایک  
 پختہ چوہ کی چبوترے پر بنی ہے اندر باہر سے شوالہ چونچ سقف  
 قابوئی اسپر دور گنبد نہایت خوشنما ہے مندر میں فرش پختہ  
 وسط میں ایک خوردہ چبوترہ ہے اسپر چلہری پتھر کی اسپر شوی کا جلوں سے

دروازہ احاطہ کاشال کی سمت اور دروازہ کے پاس چاہ پختہ چرخ دار  
دوسرا مندر ہٹا کر دوارہ چاہ کے غرب کی سمت پختہ بنا ہوا ہے جو بطور ایک گوشہ  
کے ہے دروازہ شرق کی سمت اندر سے دیوار میں پختہ نقش مقف چوبی غربی  
دیوار میں تین طاقتی مکلف بنوین جنہیں سنگی موتین سری کرشن جی مہاراج و  
رادہکا جی و سری رامچندر اوتار و جانکی جی و شو جی و پاربتی جی کی آباد  
تمام رکھی ہیں یہ مکان متعلق مندر بانکے بہاری کے ہے جو شہر کے اندر ہے اور وہی  
مہنت اسکا چہرہ لیتا ہے اور پوجاری کی طرف سے شہر اس مقرر ہے ۔

### مندر ہٹا کر دوارہ باوا دھونا داس

یہ مندر بھی بیرون دروازہ موری واقع ہے جو ہری گیان مندر سے  
بجانب گوشہ جنوب غرب بفاصلہ ایک سڑک درمیانی کے واقع ہے  
وقت میں یہ مندر باوا دھونا داس سادہ نے بنوایا بہت سی زمین  
کھشدارت کی جو چاروں طرف بیکار پڑی تھی شامل مندر کے کر لی  
موران طوائف محبوبہ مہاراجہ رنجیت سنگھ جبکا باغچہ اس مندر کے  
پاس تھا سادہ مذکور کی معتقد تھی اس نے مندر کی تعمیر میں بہت  
مدد دی چاہ ہی نیا لگوادیا نشگاہ ہی سر راہ بنوادی خاص مندر  
کا مکان ایک وسیع پختہ چوترہ پر دو درجہ میں منقسم ہے ایک درجہ  
خاص مندر کا دوسرا اسکے متعلق جمین پوجاری رہترو میں مندر کا  
درجہ پختہ چونہ کی عمارت کا اندر یا ہر سے پلستر و پختہ کیا ہوا ہے چہرہ  
بھی قابل توجہ خشتی ہے مگر گنبد نہیں ہے اندر فرش پختہ اور میں طاقتی  
مکلف بنے ہیں تینوں طاقتوں میں بہت سنگی موتین سری کرشن جی  
ورادہکا جی و سری رامچندر جی و سیتا جی و شو جی و پاربتی جی و ہنومان جی

و لچھمن جی وغیرہ کی مین شوجی کی صورت سنگی بہت بڑی اور عمدہ بنی ہوئی  
 ہر ایسی کہ لاہور کے اور کسی ٹھہاکر دوارہ مین نہیں پائی جاتی در سراسر درجہ  
 متعلق ٹھہاکر دوارہ یہی مستف ہوا دروازہ شمال کی سمت چپت ہسکی  
 قابو تہی خشتی بنی ہر جسکا دروازہ جنوب کو ہر اور سراسر شمال کی سمت  
 تیرن ہر تپے مین نشنگاہ کے باہر شرق کی سمت کو چاہ چرخ داس ہر بہت سی  
 زمین جو متعلق مندر کے مقید ہر اس مین ایک لکڑی فروش دوکان کرتا ہے  
 اور کرایہ مہنت کو دیتا ہر۔ بالفعل اس مندر کا مہنت رام داس سادہ  
 پوتا چیلکا دہونی داس کا ہر اور دہونی داس بانی مندر کی سادہ پختہ مندر

غرب کی سمت علیحدہ بنی ہوئی ہر جسکے اوپر چوٹیا سا گنبد ہے +  
**مکان سادہ رانی راجکوران المشہورانی نکائین رانی چند کنور**

یہ دو سادہ مین پختہ عالیشان عمارت کی خاص کچھری حد ضلع لاہور سے گوشہ  
 جنوب غرب طبع بابا فرید گنج شکر سے بجانب جنوب واقع مین رانی راجکوران المشہور  
 رانی نکائین زوجہ مہاراجہ رنجیت سنگہ والدہ مہاراجہ کٹرک سنگہ کی تہی اور  
 رانی چند کنور زوجہ مہاراجہ کٹرک سنگہ والدہ کنور نو نہال سنگہ کی تہی دونوں کی  
 عالیشان سادہ مین اس جگہ ہمیں ہو مین جوانی یا وگارا اب تک قائم ہے۔

رانی نکائین کی عزت و توقیر مہاراجہ کے ہاں سب زیادہ تہی شیخو پورہ اور  
 محل علاقہ ساندل باراسکی جاگیر مین تھا تمام عمر وہ شیخو پورہ کے قلعہ مین قیام پزیر  
 رہی جب فوت ہوئی تو اس موقع پر اسکی سادہ بنی رانی چند کنور پورہ قات  
 مہاراجہ کٹرک سنگہ اور کنور نو نہال سنگہ کی مالک سلطنت پنجاب کی ہوئی اور  
 سرداران سندھ ہا تو المیہ کی تجویز سے گدی پر بیٹھائی گئی مختار کار سلطنت کے  
 سرداران سندھ ہا تو المیہ ہوئے راجہ دہیان سنگہ وزیر ناراض ہو کر جون کو چا گیا



چند ماہ کے بعد جب مہاراجہ شیر سنگھ بٹالہ سے آکر سلطنت پر قابض ہوا تو رانی  
 چند کنور محسوس کی گئی اور اُسی حالت میں مر گئی مشہور یہ تھا کہ مہاراجہ شیر سنگھ  
 کے ایمان سے اسکی کنیوترون نے اسکی ماریا تہا اسکی سادہ بھی اسی جگہ بنا لی گئی  
 یہ دو نو سادہ میں بلند و عالیشان پختہ چوتھرے پر بنی ہیں سادہ رانی نکائین  
 کی چوتھرے کے تھالی حصہ میں چوتھرے کی دیوار بقدر دس فٹ کے  
 بلند ہر شرق کی ہر سمت شیر بیان رکھی گئی ہیں سیڑھیوں کے سامنے سادہ  
 رانی نکائین کی ہر عمارت اسکی پختہ چونچ ہر شکل مربع ہر ایک طرف  
 سے سولہ سولہ فٹ دیوار میں پختہ اندر یا ہر سے پلستر چھت قابوئی اسپر  
 عالیشان گنبد مدور پہاڑی دار ہر اور اسپر طلائی کلس نہایت خوبصورت  
 ہر سمت ایک ایک دروازہ طاق پختہ چوبی اندر پختہ فرش وسط  
 میں ایک چوتھرہ پختہ ڈیرہ فٹ اونچا تین تین فٹ مربع اسپر گول سادہ  
 پتھر کی بنی ہوئی ہے۔ دوسری سادہ رانی چند کنور کی جو اسی چوتھرے پر  
 اس سادہ سے بجانب جنوب ہے یہ مکان بھی پختہ چونہ کا نہایت عمدہ  
 بنا ہوا ہر قطع اسکی بھی مربع ہر سمت سے سولہ سولہ فٹ عرض و طول  
 میں ہے اور چاروں طرف چار دروازے شرقی دروازے میں جو کھٹ  
 سنگ مرمر کی لگی ہے اندر یا ہر پختہ استرکاری ہے سقف قابوئی اور  
 اسپر مدور گنبد عالیشان پہاڑی دار بنا ہوا ہے کلس نہیں چڑھایا گیا  
 سیخ آہنی چوہرے دروازوں میں جوڑیاں ہیں نہیں پھیری گئیں  
 جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکان کسی سبب انقلاب سلطنت سے ناتمام رہ گیا  
 تھا اندر فرش پختہ ہے اور وسط میں ایک چوتھرہ اور چوتھرے پر گول سادہ  
 بنی ہے چار دیواری اس چوتھرے کی چسپر سادہ میں بنی ہیں ہر سمت جگہ سے

بسبب عدم خبر گیری کے گر گئی ہو سیڑیاں ہی گری ہوئی ہیں کوئی خبر نہ  
 خدمت کر نیوالا مکان کا موجود نہیں ہو گیا مکان لاوارث و ویران پڑا ہوا ہے +

### ٹھاکر دوارہ و شوالہ جناب دیرو جنگم کا

یہ دونو عالیشان مندر انارکلی بازار میں بڑک سے بجانب شرق واقع ہیں اور  
 احاطہ خام ہے جس میں مندر پختہ ہے میں یہ دونو مندر ایک وقت میں نہیں بنے  
 سمست ۱۹۱۱ء بمقام میں جناب دیرو جنگم نے پہلے زمین سرکار سے لی اور چاہ کلان کہہ دیا  
 اپنے رہنے کے لئے خام مکان بنوایا پھر گدائی کر کے روپیہ جمع کیا اور شوالہ کی  
 تعمیر کی بنیاد رکھی سمست ۱۹۳۲ء میں پھر اس نے ارادت مند لوگوں سے روپیہ  
 جمع کر کے ٹھاکر دوارہ بنوایا اور اپنے نام کی نیک یادگار و نیا کھانا پائیدار میں  
 قائم کی یہ دونو مندر ایک مستطیل پختہ چوترہ پر جو شمالاً جنوباً ہے بنے ہوئے  
 ہیں جنوب کی سمت شوالہ ہے مکان شوالہ اندر باہر سے پختہ چونہ گچ شرق کی  
 سمت دروازہ ہے فرش بھی اندر پختہ ہے وسط میں ایک چوترہ اس پر  
 شوجی کا استہپا ہے سقف قابوٹی اسپر طولانی پختہ گنبد ہے مگر کھڑکھٹائی  
 نہیں ہے۔ دوسرا مکان ٹھاکر دوارہ شوالہ سے شمال کی سمت ہے پختہ چونہ گچ  
 اندر باہر سے پلستر چہت قابوٹی اسپر چوٹا سا گنبد مگر چہت پر دکھنا  
 کی مکان کی چوبی اندرون مکان غزنی دیوار میں ایک مکلف طاقچہ  
 بنا ہے اس میں موڑ میں کرشن جی اور دادہ کاجی کی نہایت عزت و احترام سے  
 رکھی ہیں مالک دیو جاری اس مکان کا باوا جناب دیرو جنگم ہے اور  
 بحر انشی برنس کے ابھی اسکے قوی درست میں تمام انارکلی کے ہندو  
 اس جگہ پرستش کے واسطے حاضر ہوتے ہیں اور چڑھاوہ دیتے ہیں +

### ٹھاکر دوارہ لالہ مہین لال

یہ مندر بازار انارکلی کی شرقی آبادی میں واقع ہے مکان اگرچہ مختصر ہے مگر عمارت عمدہ و سنگین ہے بانی اسکا آدمی نامور ہندوستانی صاحب جائداد و دینی عزت گنا جاتا ہے اس نے بفرانج دلی روپیہ خرچ کر کے یہ مندر بنوایا احاطہ اسکا پختہ اینٹ کا بنا ہوا ہے اور اندر سب احاطہ میں خشتی فرش ہے دو دروازے ایک جنوبی اور دوسرا شمالی رکھے گئے ہیں جنوبی دروازہ کوچہ میں ہے جو شارع عام ہے اور شمالی دروازہ مہین لال بانی کے گہر میں صحن کے شرقی حصہ میں ہے پوجاریوں کے قیام کے لئے پختہ مکانات ہیں اور غولی حصہ میں ایک مکلف پختہ چوترا اسپر دو عالیشان مندر بنے ہیں ایک بڑا جو بھاکر دوارہ ہے دوسرا خورد جو سوالہ ہے بھاکر دوارہ کی عمارت ڈیرہ فٹ بلندی دیکر شروع ہوتی ہے مندر کا دروازہ مشرق کی سمت ہے اور جگ موہن یعنی برانڈہ سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے پانچ اسکے وہن ہیں اور بہشت پہلو نماز کی ستون سنگ مرمر کے مطبوع طبع اہل دیہہ میں ہر ایک محرابی مرغولی صورت کا فرش بھی برانڈہ میں سنگ مرمر کا زیندہ ہی سنگ مرمر کا ہے اندر مندر کے سنگ مرمر کا فرش دیوار میں سنگین مستطی قابلہ قتی اسپر پختہ گنبد لولانی شکل کا اسپر سنہری کلس خوشنما چڑھا ہوا ہے غولی دیوار میں مکلف طاقتہ سنگ مرمر کا بنا ہے اسپر سنگی موڑ میں سری کرشن جی مہالاج اور رادہ کا جی کی آباد تمام رکھی ہیں جگ پرستش ہوتی ہے۔ دوسرا مکان مندر سوالہ اس مندر سے جنوب کی سمت تھوڑے سے فاصلے کے ماتہر بنا ہے پختہ چوترا ہے اسکی عمارت ہے دیوار میں چونہ گچ پختہ عمارت کی دلیز پتھر کی دروازہ مشرق کی سمت دروازہ کے آگے برانڈہ پختہ عمارت کا اندر مندر کے فرش پختہ چہت قابلہ قتی اسپر لولانی گنبد گنبد پر کلس طائی

چلتا ہوا نظر آتا ہے مندر کے درمیان ایک اور چبوترہ خورو چھری پتھر کی  
اسپر شوچی کا جلوس ہر گھنٹہ کیل کی جس سے جلد ہارا شوچی پر ہوتا ہے  
باہر سخن کے گوشہ جنوب شرقی میں چاہ چرخ دار ہے اس مندر کی پربا  
انار کلی کے بندو کرتے میں اور سب پوجا کیوں اسے اس مندر میں حاضر ہوتے ہیں  
بانی اس مندر کا کفیل اسکے اخراجات کا ہے +

### مندرشوالہ لالہ چوٹے لال

یہ عالیشان مندر انار کلی کی اعلیٰ دست حکم غارات میں سے ہے اس کا بانی  
لالہ درگاہ پر شاہ خلف الرشید لالہ چوٹے لال مرحوم کا ہے جس نے بیار و پیہ  
صرف کر کے یہ عالیجاہ مندر تعمیر کیا ہے۔ اس مکان پر پہلے ہی شمالہ ہاجو پوٹھوس  
نکاشوالہ مشہور تھا اور پوٹھو اس ایک سادہ خدا پرست اس مقلم پر قیام پزیر  
سکھوں کی وقت اسکی بہت مشہوری تھی چونکہ اس نے ایک بوٹھر کا دخت  
بیان لگایا تھا لوگ اسکو بوٹھر اس کہتے تھے اصلی نام اسکا شاید کوئی اور  
تھا جب بازار انار کلی سرکار لگ گیا کیوقت آباد ہوا اور لالہ چوٹے لال  
کے خاندان کی دوکانیں سائیو کاری کی اس موقع پر جاری ہو گئیں تو  
یہ مکان بھی انکے تصرف میں آگیا اسکے گرد نواح انہوں نے بڑی بڑی عمارتیں  
تعمیر کیں اعداس شوالہ کو از سر نو بنوایا جو قابل دید ہے +

دعا روزہ اس مندر کا غرب کی سمت ہے جب باہر کے دروازے سے اندر  
جائیں تو وسیع دیوڑھی آتی ہے اس دیوڑھی کے جنوبی حصہ میں چلا ہے  
اور لوگ اس چاہ سے پانی باہر سے بھی بہرتے ہیں اور دیوڑھی کے اندر سے  
بھی پانی بہرنے کا راستہ رکھا ہوا ہے اس سے آگے جائیں تو دوسرا  
دروازہ آتا ہے جو احاطہ مندر کے غزنی والان میں گہلتا ہے مندر کا احاطہ بہت بڑا ہے

زمین پر پٹشتہ فرش ہر صحن کے چاروں طرف عالیشان عمارتیں محرابی مرغولی  
 دالانوں کی ہین اور سب کے ستون سنگ سنج کے ایک دالان تو مرغولی وہ  
 دالان ہر جسمین مرغولی دروازہ کہلاتا ہے دوسرا دالان شرقی اس دالان کے  
 قابوئی دہن مین چو بی چو کہٹین نصب ہیں اور چو بی چو بیان چڑھی ہوئی  
 ہیں اسکے علاوہ ایک اور دالان جو محاذ دالان مرغولی دروازہ والہ کے ہے  
 اسکے سنگین دہنوں کو بھی چو کہٹین لگا کر ٹھاکر دوارہ بنایا گیا ہے یہ دالان  
 نہایت مکلف و منقش بنا ہے اور شرقی دیوار مین سنگین خوبصورت طاچے  
 جنہیں مورتین گنیش جی و گنگا جی و سری کرشن جی و رادھکاجی و دیوی جی  
 و ہنومان جی کی آباد تمام رکھی ہیں ہر ایک مورت کا مکلف لباس اور زیور  
 ہے اور خوشی اُس مکان کی دیکھنے پر منحصر ہے شمالی دالان کے ستون ہی  
 پتھر کے ہیں اور دروازے چو بی لگے ہیں جنوبی دالان ہی سنگین ستونوں  
 کا نہایت عمدہ و مضبوط بنا ہے جسمین پو چاری لوگ رہتے ہیں \*  
 صحن کے وسط مین عالیشان مندر شوالہ ہشت پہلو سنگ سنج کا سنگین  
 چو ترے ہشت پہلو کے اوپر بنا ہوا ہے اس مندر کے اندر باہر پتھر لگایا  
 ہے فرش بھی پتھر کا چھت قابوئی اور عالیشان گنبد پہاڑی وادہ نہایت  
 قبول صورت ہے ہر ایک پہلو مین پتھر کی جالیان لگائی گئی ہیں صرف وہ  
 دروازے شرقی و غربی پہلے ہیں مندر کے وسط مین پتھر کی جلیہری فرش  
 نیچے یعنی زمین دوز جسمین شو جی مہاراج کا جلوس ہے غربی جلد ہار کے  
 پانی جانے کی واسطے مندر کے ایک گوشہ مین بنی ہے گنبد کے اوپر طلائی کس  
 نہایت درخشان آنکھوں کو روشن کرتا ہے۔ اس مندر کا پوجاری سوچ بہان  
 گد برہمن مقصد ہے جو تنخواہ مع دیگر خادمان مندر کے لالہ چوٹے لال کی کو بی

پاتا ہے باہر بازار کی طرف آٹھ دوکانیں اس مندر کے متعلق ہیں جنکا کرایہ مندر کے اخراجات میں صرف ہوتا ہے۔ باقی اس مندر کا ایک امیر کبیر لاہور کے ہندوستانی امراؤ میں سے ہے سرکار فیضدار بھی اس خاندان کی بہت عزت کرتی ہے +

### مکان مندر برہم سماج

یہ مکان بھی پختہ بنا ہوا بازار انارکلی میں بیرون دروازہ لوہاری کی مشرقی آبادی میں واقع ہے یہ عبادت گاہ فرقہ برہم کی بطور کوٹھی کے بنی ہوئی ہے مکان بہت بڑا ہے دروازہ آمد و رفت سمت شرق ہے باہر کے دروازے سے جب اندر جائیں تو ایک مختصر سیالیاں آتا ہے پھر کوٹھی کی عمارت عالی شان دکھائی دیتی ہے کوٹھی کے چاروں طرف برائے پختہ بنا ہے چھ چھ دروازے جنوب و شمال اور تین تین مشرق و غرب کی سمت ہیں کوٹھی طول میں زیادہ اور عرض میں اُس سے نصف ہے اندر کوٹھی کے مکلف فرش ہے۔ اس جگہ ہر اتوار کے روز برہم مذہب کے لوگ حاضر ہو کر خدائے واحد کی عبادت کرتے ہیں جو عداۃ گیت گاتے ہیں۔ کوٹھی کی حفاظت کے واسطے چوکیدار مقرر ہے جو نولہ زرچندہ سے پاتا ہے جو اس مکان کے اصراف کیواسے باہم اُنکے مقرر ہے +

### شہاکر وادہ پنڈت ایشا تہ

یہ عالی شان شہاکر وادہ محلہ چوہہ منفی باقر کوچہ جواہر مل مشری میں واقع ہے دروازے اسکے رکھو گئے ہیں ایک دروازہ تو مشرقی کوچہ میں ہے اور دوسرا جنوبی کوچہ سے مشرقی کوچہ بہت ہے اور یہ مکان بلند چھ سیروینا چھکر مندر میں جلتے ہیں جب انسان مشرقی دروازے سے داخل ہو تو

ایک تنگ راستے سے گزر کر کھلا ہوا صحن آتا ہے اُس صحن کے چار سمت  
 عمارتیں ہیں شرق کی سمت تو خاص مندر کا مکان پختہ چونکہ چشتی عمارت  
 کا بنا ہوا ہے اندر باہر سے استر کا نقش و نگار سے آراستہ اندر پختہ فرش  
 شرقی و جنوبی و شمالی دیواروں میں تین بکلف طاچے جنہیں مورتیں تیرک  
 پتھر کی رکھی ہیں یعنی شرقی طاچے میں مورت سوئی کرشن جی مع سری لادیکا  
 جی و بلند ہرجی کی باداب تمام رکھی ہیں شمالی طاچے میں مورت سری  
 راجندر جی و ستیا جی و لچھمن جی کی جنوبی طاچے میں اور بہت سی مورتیں  
 دیوتاؤں کی رکھی ہیں جنکی پوجا ہوتی ہے غرب کی طرف دروازہ آمد و رفت  
 ہے اور دروازے کے آگے خوبصورت اور پختہ جگ موہن یعنی براندہ  
 بنا ہے چہت قابوٹی اور اُسکے اوپر طولانی گنبد بہت بلند اسپر زربین کلس ہے  
 صحن کے غرب کی سمت تین دہن کا پختہ دالان جسکے تینوں دہن خشتی  
 مرغولی میں بنا ہے یہ دالان بھی نقش و نگار سے آراستہ ہے اس دالان میں  
 پوجاری کا قیام ہے مندر خاص کے شمال کی سمت چاہ چرخ دار ہے اور جنوب  
 کی سمت ایک پختہ حویلی سہ منزلہ بنی ہوئی ہے جو اسی مندر کے متعلق ہے  
 اُس میں کرایہ دار رہتے ہیں اور آمدنی کرایہ کی مندر کے اخراجات میں خرچ  
 ہوتی ہے اسی مکان میں سے ہو کر جنوبی راستہ مندر کا ہے دو نورستے ہمیشہ  
 کھلے رہتے ہیں اور دو طرف سے اعتقاد مند لوگ حاضر ہو کر پوجا کرتے  
 ہیں۔ پوجاری اس مندر کا پنڈت بالکشن ہے جسکا گوارہ مندر کی  
 آمدنی پر ہے بانی اس مندر کا پنڈت وشنا تہ صاحب جامعہ آدمی تھا  
 اُس نے ایک پختہ حویلی ملحقہ تھا کہ دروازہ اچھا دروازہ کا نین بازار چوہہ میں  
 اور ایک حویلی پختہ دوسرے کو چہ میں اس مندر کے ساتھ وقف کر دی تھی

جسکے کرایہ سے مندر کا خرچ بخوبی چلتا ہے اور پوجاری کا گزارہ بھی مقول ہے  
 یہ مندر سہ ماہی ۱۹۰۴ء بمقامی میں تعمیر ہوا بانی نے اپنی خاص حویلی مسکوئہ کو گرا کر  
 یہ مندر بنوایا اور سبب لادہ دی کل جائداد پیدا کردہ اپنی دو کانات و  
 مکانات وقف کر کے اس مندر کے ساتھ ملحق کر دئے اور وصیت کر گیا کہ آمدنی  
 انکی ہمیشہ اس مندر کے اخراجات کیواسطے ملا کرے ۔

### ٹہاکر دوارہ چھوچی مل کہترمی ہروانی

یہ ٹہاکر دوارہ پختہ و مکلف عمارت کا خاص بازار اکبری منڈی کے سر بازار  
 شرق کی سمت بنا ہوا ہے دروازہ مکان کا بجانب غرب ہے چاہ متعلق  
 ٹہاکر دوارہ ہی دروازے کے شمال کی سمت سر بازار ہے اور اوپر  
 سے مسقف ایک سہ ماہی چاہ کو مکان کی ڈیوڑھی کے اندر سے ہے اور ایک  
 سر بازار حبش عام و خاص پانی بہرتے اور نہاتے ہیں بیرونی دروازے  
 سے جب اندر جائیں تو ایک مسقف مکان آتا ہے جس میں روشنی کر لئے  
 بلند مسقف کے شرق کی طرف تین محرابی مرغولی روشن دان رکھے ہیں ۔  
 فرش مکان میں چوکہ کا کیا گیا ہے شرق کی سمت ایک والان سہ وہنہ  
 خشتی بنا ہے جسکے وہنہ قابیوتی پختہ ہیں اور ایک کوٹھری والان کی  
 شمالی بغل میں ہے صحن کے گوشہ شرق و جنوب میں زمینہ اوپر جانے کے  
 لئے ہے صحن کے شمالی حصہ میں خاص مندر پختہ عمارت کا عالیشان  
 بہت بلند تعمیر ہوا ہے جنوب کی سمت اسکا دروازہ اور دروازے کے  
 آگے پختہ قابیوتی مسقف کا پرانڈہ بنا ہے مندر کے اندر چوکہ کا فرش اور  
 چونکہ منقش دیوار میں شمالی دیوڑھی میں ایک مکلف طاقتہ ہے جسکے  
 اندر اور باہر شیشہ کا بیلدار کام نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے



کیا ہے جس میں ٹہا کر جی مہاراج و راوی کا جی کی موت میں باداب تمام رکھی  
 میں سقفت مندر کی قابو تھی اور آپر عالی شان طولانی گنبد طلائی خوشنما  
 کلس چکنا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ ٹہا کر دواڑہ سہمی چھوچی مل کہتری دھڑوائی  
 نے سن ۱۹۳۳ء میں بنوایا تھا مرقی دفع بانی نے یہ مندر پڑت جمار دہن کے  
 حوالے کیا اور اُسکی طرف سے سہمی نا تک برہمن پوجاری مقرر ہوا گوارہ  
 اُسکا منڈی کی اُگا ہی و گدائی سے ہوتا ہے بانی نے اس مکان کو جو  
 پہلے طویلہ تھا سار کر کے یہ مندر بنوایا اور نیز دو دوکانیں جو بانی کی ملکیت  
 تھیں اس مندر کے ساتھ وقف کر گیا اب وہ دوکانیں سہمی گنیشا بانی کے  
 بھائی کے پاس ہیں اور وہ اُنکا کرایہ کیا تا ہے مندر کے اخراجات کے لئے  
 ایک حق نہیں دیتا ۔

### مندریٹلا دیوی اندرون شہر

سیتلا دیوی کے دو مندر اس شہر لاہور میں ہیں ایک بیرون دروازہ  
 شاہ عالمی جسکا ذکر تحریر ہو چکا ہے دوسرا یہ مندر جو شہر کے اندر گڑھی  
 محلہ پور بیان میں واقع ہے اگرچہ مکان مختصر ہے مگر پوجا بہت بڑی ہوتی  
 ہے اور قدمت کا یہ حال ہے کہ قدیمی مکان بدور تہ خانہ کے زمین دوز  
 ہو گیا ہے اور چاروں طرف سے زمین اونچی ہو گئی ہے اسکو محلہ والوں نے  
 اونچا کیا اور مکان موجودہ حال بنوایا اصل دروازہ اسکا بجانب جنوب  
 ہے اور ایک پختہ مکان چو نہ گچ بنا ہے اُسکے وسط میں ایک ہشت پہلو  
 پختہ چو ترہ ہے اور اُسپر ایک پنڈی گول بنی ہے اور اُسپر سرخ خلاف  
 ہے لوگ اُسی پنڈی کی پرستش کرتے اور پہولی چڑھاتے ہیں جن لوگوں  
 کے بچوں کو چھپک نکلتی ہے بعد غسل صحت کے یہاں آکر پوجا کرتے ہیں

زر نقد اور بکرا چڑھاتے ہیں اس پنڈی کے پاس ایک چوکی چوبی چوٹی  
 سی رکھی ہے اس پر دیوی سیتلا کی خور و مورت آباد اب تمام رکھی ہے اور  
 پنڈی کے چبوترے کے پاس دو سوراخ زمین میں ہیں پو چاری کہتا ہے  
 کہ اس جگہ قدیمی غرق پانی کی بنی ہوئی پنڈی کی پو چا کرنے والے جب  
 کبھی لسی و پانی سے پنڈی کو غسل دیتے ہیں تو پانی اس میں جاتا ہے عمیق  
 اتنی ہے اگر سو گا گر پانی کی اس میں ڈال دین تو سا جاتا ہے نہیں معلوم ہوتا  
 کہ کدھر گیا دوسرا دروازہ اس مکان کا شمال کی طرف ہے اس دروازے  
 سے داخل ہوں تو ایک مسقف مکان آتا ہے جس میں بگت لوگ جمع ہو کر  
 دیوی کھیتیاں گاتے ہیں یا ہر دروازے کے چاہ آب نوشی چرخ دار  
 ہے اور ایک کوٹھڑی متعلق مکان اور اسی طرف شرقی دیوار کے ساتھ  
 پیل کا درخت ہے مسقف محل مکان کی چوبی ہے۔ پو چاری اس مندر کا  
 مہتاب راج برہمن ہے اور چرباوسے کی آمدنی سے اس کا گوارہ ہے۔

### ٹھاکر و دروازہ عطر سنگہ صوبہ وار

یہ متبرک مکان بھی کٹڑہ بوریاں گزر سوچی دروازے میں واقع ہے  
 جو عطر سنگہ صوبہ وار نے ۱۹۳۵ء بکرمی میں بنوایا تھا وہ اس کے  
 دروازے میں ایک غزلی اور دوسرا شرقی غزلی دروازے سے  
 آمد و رفت ہو ڈیڑھ ہی کے اندر زمینہ اوپر جانے کے لئے بنا ہے اور ایک  
 دروازہ مکان کے صحن کی طرف لگا یا گیا ہے تمام صحن مسقف ہے اور  
 چہت چوبی ہے صحن کے گوشہ جنوب شرقی میں خاص منہ کا عالیشان  
 مکان ہے پختہ اور چونہ گچ عمارت کا دروازہ اس کا شمال کی سمت رکھا گیا  
 ہے اندر فرش چٹان کا دیوار میں نقش سقف قالیبوتی اور اوپر عالیشان

طولانی گنبد مندر کے دروازے کے آگے پراٹھہ پنختہ بنا ہر جیکے ستون گول  
اور قابوتی محرابی دہن میں مندر کے اندر جنوبی دیوار میں پنختہ و منقش طاقچہ  
بنا ہر اور اُس میں پتھر کی موثرین سری کرشن جی مہاراج اور دو موثرین اردھیا  
کی اور ایک دُرگا جی کی بہرار زیب و زینت مکلف لباس و زیور سے آراستہ  
رکھی ہیں۔ پوجاری اس مندر کے بھگت گو بندرام و نتھورام جوتشی ہیں  
گزارہ انکا مندر کی آمدنی سے ہوتا ہر مندر کا بانی مرگیا ہر مگر بیٹا اسکا نرند  
ہی مندر کی خدمت بدل و جان کرتا ہے +

### شوالہ دہرم چندوالہ

یہ متبرک شوالہ گرز موچی دروازہ محلہ پیل و پٹرو میں سر بار بار بجانب شرق  
واقع ہے یہ شوالہ بہت پُرانا عہد شاہان سلف کا تھا دہرم چنداروڑہ  
نے اسکو پہر ۱۹۳۵ء بکرمی میں بنوایا اس سبب اب دہرم چند کا شوالہ  
مشہور ہو گیا دہرم چند نے مندر کی جگہ تبدیل کر دی پہلا شوالہ سمار کے  
جہان اب موجود ہر نیا شوالہ بنوایا احاطہ اس مکان کا بہت وسیع ہر  
اور دروازہ غرب کی سمت رکھا گیا ہے دروازہ سے اندر جائیں تو ایک  
وسیع صحن آتا ہر اور صحن کے گوشہ شمال شرق میں مندر بنا ہر عمارت  
مندر کی پنختہ چو نہ گچ مربع صورت کی ہر دروازہ شرق کی سمت کو دروازہ  
کے آگے پنختہ عمارت کا پراٹھہ ہر جیکے ستون گول اور دہن محرابی قابوی  
میں چہت ہی قابوتی ہر مندر کے اندر فرش پنختہ دیوار میں چو نہ گچ منقش  
وسط میں ایک چوترہ دوفٹ مربع سنگ مرمر کا بنا ہر جلیہری ہی سنگ  
کی ہے اُس میں شو جی مہاراج کا جلوس ہر اور ایک صورت نندی گن یعنی  
شو جی کے پیل کی چوترے کے پاس ایستادہ ہر سقف قابوتی ہر اور اُس پر دو گنبد

نہایت خوشنماہر جسپر کلس طلائی خوبصورت نصب ہے اور نیز مگر وزیر سول  
جلالی جسکے دیکھنے سے آنکھوں میں روشنی آتی ہے مندر کے باہر چاہ آبپاشی  
اور پینیل کے چند درخت اور چند کوٹھڑیاں بنی ہوئی ہیں پوجاری اس  
مند کا سالگ رام پنڈت ہے اور مندر کے خرچ کیواسے تمام تعلقہ خدمت کرتا  
ہے اور فی شادی پانچ آنہ مقرر ہیں روزمرہ چڑھاوا ہی چنچ ہو جاتا ہے  
جس گوارہ پوجاری کا بخوبی ہوتا ہے ۛ

### ٹہاکر دوارہ راج سنگھ رسالدار خلف کرم سنگھ

یہ مندر شاہ عالمی دروازے کے سر بازار بجانب غرب ہے جسکو راج سنگھ  
رسالدار نے سنہ ۱۹۳۸ء میں بنوایا ہے پہلے ہی اس جگہ قدیمی مندر تھا  
جسکی وسعت بہت تھی ایک درخت پیپل کا مکان کے اندر سایہ فگن  
تھا دروازے کے آگے مسقف چاہ تھا مگر جب بضرورت آب زسانی شہر  
لاہور کے سرکار نے غزنی لین بازار کی سیدھی کی تو بہت سی زمین  
اس مندر کی بازار میں آگئی چاہ بھی بازار میں آگیا معاوضہ چاہ و  
زمین و عمارت جو سرکار سے ملا اسمین اور روپیہ مشاہل کر کے راج سنگھ  
نے موجودہ حال مکان بنوایا اب اس مندر کے دو دروازے ہیں  
ایک تو بازار کی طرف اور دوسرا کوچہ کی طرف سے کوچہ کمراسے  
سے مستورات اگر مندر میں پوجا کرتی ہیں اور بازار کی طرف سے  
مردوں کی آمد و رفت ہے بازار کی طرف نیچے کی منزل میں دو کابینا  
ہیں جنکا کرایہ راج سنگھ لیتا ہے اور مندر کے اخراجات میں صرف  
کرتا ہے بازار کے دروازے کو اس نشہ گاہ کا دروازہ تصور کرنا چاہیے  
جو دو کافون کے اوپر نہایت عمدہ و مکلف عمارت کی بنی ہے اس دروازے

کے ملحق زمینہ ہر جب اُس زمینہ سے اوپر آئیں تو ایک ڈیوڑھی آتی ہے ڈیوڑھی سے ایک دروازہ تو بیٹھک کی طرف بطرف شمال ہے یہ بیٹھک عالیشان عمارت کی بنی ہے سر بازار اسکے دو رخوارچے شمال و جنوب تین تین وہن کئے اور تین درپچے درمیانی بڑی رخوارچے مین مین چہت مکلف چوبی ہے دوسرا دروازہ ڈیوڑھی سے بجانب غرب ہے یہ دروازہ اس صحن مین کہلتا ہے جہاں مندر واقع ہے مندر گیشہ جنوب غرب مین پختہ عمارت کا بنا ہے اندر باہر استے یکا میثاقش سقف چوبی ہے مندر کا دروازہ شرق کی طرف ہے اور بڑا کدے شمال کی طرف اندر فرش چو نہ کا پختہ دیوار مین منقش چہت قالبوتی اور اُپر گنبد عالیشان طولانی کلس سنہری ہے غزنی دیوار مین ایک مکلف منقش طاقچہ بنا ہے جہاں مورت سنگی سری کرشن جی ورا دہر کا جی کی نہایت آداب سے رکھی ہیں اسی صحن مین سے بجانب غنچہ زمینہ کوچہ کی سمت اُترتا ہے۔ بالفصل پو جاری اس مندر کا مکہ نام ایک یہاں ہے جو تنخواہ راجہ سنگھ سے پاتا ہے خاص نشنگاہ کے اوپر ایک و منزل صحن دار اور جنوب کی سمت دالان بطور پرسیاتی کے مسقف ہے۔ اس مکان کی خوبی و رنگینی و استحکام عمارت بدرجہ غایت ہے اور شنگاہ بھی عجیب غریب سر بازار بنی ہے مندر بھی عمدہ بنا ہوا ہے مگر چاہ نہیں ہے جس سے کمال نہج مندر مین رہن والوں کا ہے شرقی دروازہ کے اُپر ایک سنگ حور کی سل لگی ہے جہاں یہ عبارت کندہ ہے۔ شاہ کروارہ راجہ سنگھ سالدار خلف کرم سنگھ سمت ۱۹۳۸ء

### مکان مندر بال مانا

یہ شہر کے مکان علاقہ شاہ عالمی دروازہ کوچہ بال مانا مین واقع ہے مکان

بہت پرانا یہی پہاڑ تھا کہ یہ محلہ بھی کوچہ بال ماتا کہلاتا ہے اصل مندر  
 دو منزلہ مکان ہے آٹھ بیڑ سیان چڑ بکر اسہین جاتے ہیں دروازہ بطرف  
 غرب ہے دروازے سے جب اندر جائیں تو ایک مکلف مکان آتا ہے جسکے تین  
 طرف دو منزلہ عمارتیں اور بیچ میں بلند چہت گنبہ دار ہے شرقی دیوار میں ایک  
 مکلف طاقچہ بنا ہوا ہے جسکی چہت قابوتی اور اُسپر عالیشان گنبہ ہے گنبہ پر  
 کلبس طلائی ہے اس مندر کے متعلق اور یہی بہت بڑا مکان ہے جس میں  
 چاہے مندر کے خاص طاقچہ میں ماتا کی برنجی مورت رکھی ہے جسکی پرستش  
 ہوتی ہے تمام شہر اس ماتا کا بدل و جان معتقد ہے دور دور سے لوگ جہین  
 سائی کیواسے آتے ہیں - جو نہا بہگت جو ایک نامی بہگت شہر لاہور میں  
 اس مندر کا خبر گیر و پوچھ رہی ہے ایک ماہ میں آٹھ بار اس مندر میں جاگا  
 ہوتا ہے تمام رات بہگت بیدار رہ کر دیوی کی پیشین گاتے ہیں ایک ہر تو اور گوند  
 و وسرا ہونگل کے روز جاگا برابر ہوتا ہے ہر ایک شمشی کے روز یہی جاگا  
 ہوتا ہے اور کراپشا و تقسیم ہوتا ہے اصل قصہ اس ماتا کے لاہور میں انیکا  
 اس محلج پر نبانی اہل محلہ جو نہا بہگت کے سنا گیا ہے کہ عہد سلطنت  
 میں ایک لشکر مسلمان ترکوں کا ہندوستان سے کابل کو جانے کو گئے  
 لاہور آئے لاہور کے دلال لوگ کمیل فروش وغیرہ مال بیکر فوج میں  
 گئے اور دیکھا کہ ایک مسلمان سپاہی نے اس مورت کو ایک پیارے  
 مین سے نکالا اور غسل دیکر اور پوشاک پہنا کر پیر پاری میں رکھ دیا  
 ہندو دلال اس امر کو دیکھ کر کمال متعجب ہوئے اور مسلمان سپاہی  
 سے اس مورتی کا حال دریافت کیا اُس نے بیان کیا کہ ہندوستان  
 میں ایک مندر ترکوں نے کرا دیا تھا وہاں سے مجھ کو یہ مورتی ملی

اپنے ولی اعتقاد کے ساتھ وہاں سے اٹھالایا اب میرے دل کی جو آرزو  
 ہوتی ہے اس سے مانگ لیتا ہوں مجھ کو مل جاتی ہے اس واسطے میں اسکی  
 خدمت کرتا ہوں ہر روز نہلاتا ہوں بھوک دیتا ہوں پوشاک پہنا کر  
 رکھہ چھڑتا ہوں + جب وہ دلال جو اسی کو چہ کے رہنے والے تھے  
 رات کو گھر آئے تو انہوں نے یہ ذکر محلہ والوں سے کیا اور دوسرے روز  
 سب محلہ والے ملکر اُس مسلمان سپاہی کے پاس گئے اور بہت سی  
 سخت کی + چہ بہی دینا کیا اور چاہا کہ وہ دیوی کی مورت بھگو دیدے  
 مگر مسلمان رخصتی نہیں ہوتا تھا آخر کار تیسرے روز بہت سارے دیو  
 لیکر مسلمان نے دیوی جی کی مورت ہندوؤں کو دیدی اور انہوں نے  
 آکر اس جو بلی میں رکھدی اُس روز سے یہ دیوی اسی جگہ رکھی ہے اور  
 عام پرستش جاری ہے بال مانا نام اس دیوی کا اُسی مسلمان نے بتلایا تھا +  
**شوالہ سکھ دیال سود**

یہ شوالہ سردیو کے کوچہ میں جو بابین دروازہ شاہ عالمی مچی کر ہے بنا ہوا ہے  
 عمارت پختہ چونکہ گچ ہے دو اسکے دروازے ہیں ایک سمت جنوب ایک کوچہ  
 میں سے دوسرا سمت شرق دوسرے کوچہ میں سے دوسرے آمد و رفت جا رہا  
 ہے دس بیڑ ہیان چڑھ کر انسان بدویہ ایک ڈیوڑھی کے جھکے اندر دونوں طرف سے  
 لوگ آتے ہیں مندر میں داخل ہوتا ہے ڈیوڑھی سے گور کر ایک کھیلے ہوئے صحن  
 میں آدمی پہنچ جاتا ہے صحن میں پختہ فرش ہے اور غرب کی طرف ایک دالان  
 چھبیں پو جا رہی رہتا ہے مگر یہ دالان صرف نیچے کی منزل سے اس مندر کے  
 ساتھ ہے اوپر کی منزل سے مندر کے بانی کے مکان کے ساتھ شامل ہے  
 + اس میں امر ناتھ پسر سکھ دیال رہتا ہے سکھ دیال نے اپنی مکان سے

ایک حصہ علیحدہ کر کے یہ مکان مندر بنوایا تھا وہ فوت ہو گیا تو امر ناتھہ اسکا  
 بیٹا موجود تھا وہ بھی مکان کی خبر گیری اور پوجاری کی خدمت کرتا ہی صبح کے  
 شروق کی سمت عالیشان مندر شوالہ کا بنا ہوا ہے جسکا دروازہ بمست غرب ہے  
 یہ مندر سترپا پنختہ چونر گچ بنا ہے دیوار میں اندر باہر سے استرکار سفید نقش  
 چہت قابوئی اور پرھول گنبد کنبہ پر زرین کلس نہایت مطبوع و کہاں دیکھا ہے  
 مندر کے اندر فرش پنختہ اور وسط میں ایک چوترہ نوانچ ادنچاد و فٹ مرچ  
 ہے جسکے اوپر چادر پتیل کی میخون سے جڑی ہوئی ہے جلہری چاندی کی اُسمین  
 شوجی کا جلوس پتیل کی تپائی ہے اور اسپر پتیل کی گاکر رکھی رہتی ہے  
 شمالی دیوار میں ایک مکلف طاقمچ ہے جس میں ایک گنیش جی کی صورت و دوسری  
 شوجی کی سواری کے سیل کی ہے جسکو نندی گن کہتے ہیں باہر مندر کے شرقی  
 زمینہ کے ساتھ چاہ ہے چالیس سال ہوئی زمین کہ یہ مندر سکھ دیال نے بنوایا تھا +  
**ٹھاکر دوارہ لالہ بیگوانداس خلف دیوان زن چند صاحب محرم**  
 بانی اس شہرک ٹھاکر دوارہ کالالہ بیگوانداس آنریری مجسٹریٹ لاہور ہے جسکا خاندان  
 مہاراجہ بنجیت سنگھ کے وقت سے مغز و کرم چلا آتا ہے انکے والد دیوان زن چند  
 بھی بڑی عزت دار رئیس صاحب مراتب خارج تھے انہوں نے بکمال و دیادلی  
 دروازہ شاہ عالمی کو باہر سرائی عالیشان تعمیر کی اور تالاب بنوایا جس سے عام و  
 خاص کو فیض پہنچتا ہے دوکانیں بھی سرائی کے دو طرف تعمیر کیں جن میں گہی تیل  
 تنک وغیرہ کی منڈی لگتی ہے اس سرائی اور تالاب کا ذکر پہلے درج کتاب ہو چکا  
 ہے اس واسطے اب دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے وقت تجریر حالات سابق  
 کے یہ مندر موجود تھا اب بعد تحریک طبع کتاب اسکی عمارت اسی سال میں ختم ہوئی  
 اس واسطے اسکا حال یہی زیب اندراج پاتا ہے واضح ہو کہ یہ مندر دوسرے دیوان زن چند



مرحوم کے تالاب کے جنوبی کنارہ پر بنا ہی عمارت چونہ کی پختہ کر ہی اسکی تالاب  
 کی اخیر سیڑھی سے بقدر تین فٹ کے بلند کر ہی گئی ہو اس طرف کر ہی کے اوپر  
 چہ دہن قابوئی مرغولی ڈاٹ دار ہی ہوئے ہیں تین کھلے ہوئے ڈالان کے  
 اور تین بند یعنی دیوار میں بطور جواب کھلے دہنوں کے دکھلائے گئے ہیں اس طرف  
 کے تین کھلے ہوئے دہنوں اور ڈالان کے متعلق ایک کوٹھڑی ہے جسکے کوٹھڑی  
 میں اسکے اوپر دو منزل کی عمارت عالیشان بنی ہے جس میں آئینہ دار دیکھنے تالاب  
 کی سمت کھلے ہوئے نہایت موزوں نظر آتے ہیں مغرب کی طرف اس مندر کی  
 زیرینہ منزل میں چار دہن مرغولی بطور برانڈہ بنا کر اندر اسکے کوٹھڑیاں بنی  
 ہیں گوشہ جنوب غرب میں چاہ کہو دا گیا ہے اور دو منزل سے پانی بہنچا جاتا  
 ہے جنوب کی سمت برانڈہ نہیں ہے صرف چار کوٹھڑیاں ہیں زینہ ہی مندر  
 کے اوپر کی چہت کیواسے بنا ہی شرق کی سمت منزل زیرین میں پانچ دہن  
 برانڈہ کی اور تین کوٹھڑیاں ہیں اور گوشہ جنوب شرق میں ایک زینہ بنا ہے  
 مگر بند رہتا ہے سوا اس زینہ کے ایک وزینہ گوشہ شمال شرق میں بنایا گیا ہے  
 جو ہمیشہ جاری رہتا ہے اور گیارہ سیڑھیاں چڑھ کر لوگ اوپر جاتے ہیں جب  
 اوپر چڑھیں تو ایک سیج مکان مکلف آتا ہے جسکے دیکھنے سے انسان کی طبیعت  
 میں فروخت آجاتی ہے اسکی وسط میں عالیشان مندر ہار دوارہ بنا ہے جسکی خوبی و  
 استحکام نہایت حد و حساب سے ماہر ہے مندر کا دروازہ شمال کی سمت  
 ہے اور دروازہ کے آگے عالیشان جگ موہن یعنی برانڈہ ایک دہن چہت  
 برانڈہ کی چوبی مکلف فرش پتھر سنج کا دروازے کے خشتی صورت  
 مرغولی برانڈہ کے آگے جس قدر مکان شمالی دیوار تک ہے دو حصہ میں منقسم ہے  
 ایک تو وہ چوہانڈہ کے آگے متطیل شرفاغر بامستف ہے اسکی عالیشان چوبی

اسپر گج کی سفیدی چھاڑ فانوس سے مزین دوسرا درجہ شمالی دالان سحرابی  
 مرغولی جسکے پانچ دہن خشتی ڈاٹ دار تقطع ہیں یہ مکان بھی اپنی آواز سنائی دے  
 خوبی میں جیٹیر ہے چہت چوبلی عمارت سفید جسمیں پانچ درجہ شمالی دیوار  
 میں بطرف تالاب رکھیں ہیں در چون میں آئینہ دار چوڑیا میں اور چوڑیوں میں  
 رنگین آئینے نصب ہیں خاص مندر کی چو کہٹ پتھر کی اور چوڑی نہایت مکلف  
 بنی ہو دروازہ کے اوپر پتھر کی ایک سل نصب ہے جسمیں پانی کا نام نامی کندہ ہے  
 مندر میں پتھر کا فرش اور وسط میں پتھر کا ایک دروازہ لگایا گیا ہے جسکی ماوہ چہت  
 کے اوپر مندر کی غری و دیوار میں سے ہے جسمیں سے پانی آکر دروازہ چھوٹا ہے  
 چاروں اندرونی دیواروں پر گھونٹوان پلستر ہے جنوبی دیوار میں پتھر  
 کے تین طاقتے بڑاؤ دیکر ایسے بھوت بنے ہیں کہ جسکی خوبی دیکھنے پر منحصر ہے  
 طاقتوں کے بڑاؤ پر تین تین دہن ہیں جسکے پتھر کے ستون نہایت نازک  
 خوشنما بنائے گئے ہیں درمیانی طاقت میں سری کرشن جی مہاراج اور راجا جی کی  
 یاد با تمام رکھی ہیں دہن طاقتے میں مہادیو جی کی صورت اور بائیں میں سری گنگا جی  
 کی مکلف لباس اور زیور صورت کو پہنایا گیا ہے اور انہیں ہندوؤں کی دن رات  
 پوجا ہوتی ہے مندر کی چہت قابوتی ہے اسپر عالیشان طولانی گنبد سر بفلک بنا ہے  
 اور اسپر کلس اور چند اطلالی و ترسول بل نظارہ کی آنکھوں کو روشن کرتا ہے  
 مندر کی تین طرف دو دروازے دیکھنا بنا گیا ہے ایک میں پتھر کا فرش ہے چمندر کے  
 ساتھ ملحق ہے اور دوسرا اُس کی باہر ہے مندر کے جنوب اور شرق اور غرب کی سمت  
 عالیشان مکانات پوجاریوں کے قیام کیو اسے تعمیر ہوئے ہیں جسکی تشریح سے  
 بہت لطالت ہوتی ہے خاص مندر کے شرق و غرب کی سمت دو دروازے  
 زمین چھنے گزر کر انسان مکان کے جنوبی حصہ میں جاسکتا ہے اس مندر کا

کل خیر بزمہ بانی ہو اور چودکانات مندر کی منزل زیرین بین بین  
انکا کرایہ سب مندر کو ملتا ہے علاوہ اسکے چودہ دوکانات جو سڑک سے  
بسمت شرق بنائی گئی ہیں وہ بھی مندر کے نام سے وقف ہیں۔ ہر ایک  
اکادشی کے روز یہاں بڑا اجتماع ہوتا ہے اور قوال حاضر ہو کر راگ موحدانہ  
گاکر سامعین کو خوش کرتے ہیں ۔

### خاتمہ

خداوند لایزال بے ہمتا و بے مثال کمال شکر ہے کہ یہ کتاب جامع احوال  
دارالسلطنت لاہور ختم ہوئی حقیقت میں یہ بہت بڑا کام تھا جو صرف مفضلات  
نامتوایہی الہی باختتام پہنچا ۔ اگر ہر مومے من گرو دہانے کے رزق رانم  
ہر ایک دوستان اس تیاری میں ہندو مسلمان قدیم و جدید مذہبی مکانات  
کا مفصل حال لکھا گیا ہے اور جن مکانات کا تعلق کسی مذہب سے نہ تھا انکی  
تشریح علیحدہ باب میں تحریر ہوئی ہے اور سرکاری مکانات جو میری فہری یاد کو گھونچ رہی  
گزشتہ میں تعبیر ہوئے انکا ذکر علیحدہ فصل میں ہے اس پہلو کوئی ایسی کتاب اس قدر شہر کے  
حالات میں تصنیف نہیں ہوئی تھی جو ہر ایک قسم کے حال کا مجموعہ ہو اور سطح میرے  
دلی دوستوں کے چھکوارا شاو کیا کہ تم تیس برس تک سرکاری طرف سے فہرستیں اسکے کام  
کر رہے ہو مکانات کے حال میں ہماری طرف ایک ایسی کتاب یادگار ہوئی چاہے جس کا عام دھانی  
فیض ہو اور جس کو ذریعہ قیامت تک تمہارا نام زندہ رہے دوستوں کے حکم تعمیل میں جان و دل  
کلی دیا اس کتاب کو کمال مشقت جان نثاری لکھ کر ختم کیا ہندوؤں کو مندروں کی فراہمی  
حالات میں پختہ جنسی دوسرے سائیںج مدد دی اور مسلمانی مساجد و مقابر کے حالات کو جس قدر  
مفتی غلام سرور صاحب لاہوری نے چاک چاقف حالات تالیف میں کئی امدادی اور بہ  
بکرتیار ہو گیا خدا اسکو قبولیت کر رہے ہیں پڑھنے والے ۔

# حاتمة الطبع

قطعہ تاریخ از تاریخ طبع شاعر شیریں مقال کہ بہاؤ رکھنیا لال صاحب لکھنؤ انجمن پرنٹنگ

بکھو والد کہ مطبع جهان گشت بخوش خلقی طرز خوش کلامی نہ ابق تازہ شد محل زبان را ہر غنچہ است ذکر تازہ مرقوم ہر خاطر از ان جمعیت آمد دل بر اہل دل ز گوشت خوہند ترتیب گشت بعد از محنت و رنج مولف کرد و انجام این کار مکر نہ شقت بر میان بست چونہ طبع ہندی سال طبعش	بالطاف خدا تاریخ لاہور بچشم اہل ہنیش گشت منظور ازین نادری بیان و تازہ مرقوم بہر سہر بت حال تازہ مسطور بہر یک دیدیدہ روشن ز نور طبیعت خرم و خوشحال مسرور کتابے بے بہا نور علی نور عرق ریزی نہایت سی ہونور بہر کار کہ کہ از دل بود مامور بگو مطبع شد تاریخ لاہور
--	---

## ایضاً قطعہ تاریخ اردو از مصنف سلمہ اللہ

یہ تاریخ لاہور اب چپ چکی خدا سے بر آیا میرا مدعا میرے دل میں اس کا مکیواسطے جہان میں بہر ملک شہر و دیار رقم کی یہ ہندی نے تاریخ طبع	خدا نے میری سعی مشکور کی میری التجا حق نے منظور کی جو تہی بیتیاری وہ سب دور کی خدا نے یہ تاریخ مشہور کی ہوئی مشایخ تاریخ لاہور کی
---	---

## از مفتی غلام سرور صاحب تخلص سرور قریشی لاہوری

خدا کے فضل سے تاریخ لاہور لکھی سرور نے اس چپا کی تاریخ	نہایت عمدہ نورانی چپ ہے یہ کیا تاریخ لاہوری چپ ہے
---	--